آندھرا پردیش

چیف ایڈیٹر

پی۔ وی۔ آر۔ کے پرشاد (آئی اے ایس)

ایڈیٹر

ملک محمد علی خان

JANUARY 1984 جنوری ۱۹۸۴ء

جلد: ۲۹ ✶ شمارہ: ۱

● اس شمارہ میں اہل قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

● زرسالانہ: ٦ روپے ● فی کاپی: ۵۰ پیسے، زرسالانہ ذریعہ منی آرڈر روانہ کیجئے ● منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ کے نام روانہ کیجئے ● مضامین بھیجنے کا پتہ: ایڈیٹر اردو ماہنامہ آندھرا پردیش محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا ● فوٹوز: نند گوپال نائیڈو ● کتابت: ایس اے حمید

● طباعت: گورنمنٹ سنٹرل پریس چنچل گوڑہ حیدرآباد۔

فہرست

کا ایک سال

عوامی امنگوں کی تکمیل

گزشتہ سال ۹ جنوری کو تلگو دیشم کے قائد شری این ٹی راما راؤ نے وزیر اعلیٰ کا حلف لیتے ہوئے آندھرا پردیش میں اقتدار کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور ساتھ ہی اپنے ۱۵ نکاتی پروگرام کے ذریعہ ریاست کے عوام کی خدمت کے لیے سرگرم ہو گئے۔ چیف منسٹر نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ رشوت ستانی کو ختم کریں گے۔ اور صاف ستھرا نظم ونسق دیں گے اور اس سلسلہ میں بدعنوان عہدہ داروں کو مسلسل شکنجہ میں لیا جا رہا ہے۔

چیف منسٹر شری این ٹی راما راؤ نے اپنی نگرانی میں دو روپے کلو چاول کی سربراہی کے ذریعہ ریاست کے کروڑوں عوام کا دل موہ لئے ہیں اور غریب و کمزور طبقات کو پابندی کے ساتھ سرکاری راشن شاپس سے دو روپے کلو چاول سربراہ کیا جا رہا ہے۔ حکومت نے غذائی اجناس شکر، کھانے کے تیل اور روغن گیاس کی سربراہی کا بھی مناسب انتظام کیا ہے۔ اور یقیناً تلگو دیشم حکومت کے اس کارنامے کو عوام فراموش نہیں کریں گے۔

ریاست میں پینے کے پانی کی سربراہی کا جنگی پیمانے پر انتظام کیا گیا اور بارش کے آغاز کے ساتھ ہی پینے کے پانی کی سربراہی کو یقینی بنانے کے لیے مختلف محاذوں پر کام جاری ہے۔ ریاستی حکومت یہ چاہتی ہے کہ پینے کے پانی کے لیے عوام کو تکلیف نہ ہو۔ اس سلسلہ میں ۲۰۰۰ ہزار سے زائد مواضعات کو حلقے میں لیا گیا ہے۔

کمزور طبقات کے لیے کم لاگتی مکانات کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مکانات کے لیے زمینات کے پلاٹس کا الاٹمنٹ جاری ہے اور تمام اضلاع کے کلکٹرس اس خصوص میں اپنے کام کو تیزی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے ۲۶۱۹۲ خاندانوں کو تعمیر مکان کے لیے پلاٹس دیئے گئے ہیں۔

چیف منسٹر شری این ٹی راما راؤ کے اس کارنامے کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ مدارس میں لاکھوں بچوں کو اُن کی اچھی

صحت کے لیے دوپہر کے کھانے کی اسکیم پر عمل آوری جاری ہے اور اس اسکیم کے لیے ۵۰ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

چیف منسٹر نے باربار یہ اعلان کیا ہے کہ وہ بلا امتیاز مذہب وملت عوام کی خدمت کریں گے اور وہ اپنے اس اعلان پر سختی سے کاربند ہیں وہ سب ہی طبقات کے مذہبی پروگرامس میں شرکت کرتے ہیں انہوں نے بار بار اعلان کیا ہے کہ سب ہی طبقات میں اتحاد و یکجہتی اُن کا نصب العین ہے۔

چیف منسٹر شری این۔ٹی راماراؤ نے مدارس سے "کیا پٹیشن فیس" کا خاتمہ کرکے ہزاروں طلبۂ کے مستقبل کو تابناک بنایا ہے اور اب طلبۂ اپنی قابلیت کے بل بوتے پر آگے بڑھیں گے۔ ساتھ ہی ۱۴۰ رہائشی مدارس قائم کئے گئے ہیں اور اوپن یونیورسٹی و تلگو یونیورسٹی کے قیام کا منصوبہ بھی بنایا جارہا ہے۔ دو ماہ قبل ریاست میں سیلاب اور طوفان سے ریاست کا بہت بڑا علاقہ متاثر ہوا، چیف منسٹر نے سیلاب زدہ علاقوں کا طوفانی دورہ کیا اور لاکھوں متاثرین کی باز آبادکاری کے ساتھ ساتھ کسانوں کو سہولت پہونچانے کے لیے متعلقہ ضلعوں کے کلکٹرس کو خصوصی احکام جاری کئے اور ریاستی حکومت سیلاب زدگان کی مدد کے لیے اپنے سارے وسائل و ذرائع کو یکجا کرکے جنگی پیمانے پر کام کررہی ہے۔ اور سرکاری فنڈ کے ساتھ عوامی عطیات کی رقم بھی متاثرین تک پہونچائی جارہی ہے۔

چیف منسٹر شری این ٹی راماراؤ نے بار بار کہا ہے کہ ہمارے نوجوان جو مستقبل کے ہندستان کی امید ہیں اور نوجوانوں کی صلاحیتوں سے استفادہ حکومت کا فرض ہے اور اس سلسلہ میں بے روزگاری کے خاتمے، چھوٹی چھوٹی صنعتوں کے ذریعہ فراہمی روزگار کے مواقع فراہم کئے جارہے ہیں اور ساتھ ہی نوجوانوں میں اسپورٹس سے دلچسپی پیدا کرنے کے لیے مختلف اسکیمات پر عمل آوری جاری ہے۔ ریاست میں خواتین کی ترقی، جہیز کی لعنت کے خاتمے اور خواتین کو باعزت مقام دلانے کے لیے خصوصی طور پر توجہ دی جارہی ہے۔ خواتین کے لیے علحدہ یونیورسٹی قائم کی گئی ہے اور جائیداد میں لڑکیوں کے حصہ کے لیے بھی قانون سازی پر غور کیا جارہا ہے۔ ہر ضلع کے مستقر پر ایک ویمنس ہاسٹل کا قیام بھی حکومت کے زیر غور ہے۔

تلگو دیشم سرکار جو عوامی امنگوں اور عوام کے جذبات کی ترجمان ہے ریاست کی معاشی، تعلیمی، زرعی، صنعتی اور سماجی ترقی کیلئے کوشاں ہے۔ ایک سال کا عرصہ تو بہت ہی قلیل ہے لیکن اتنے کم عرصے میں تلگو دیشم حکومت نے اپنی کارکردگی اور بے لوث عوامی خدمات کے ذریعہ اپنے کو مزید مستحکم کی ہے۔ چیف منسٹر شری این ٹی راماراؤ نے اعلان کیا ہے کہ وہ دیہات کی ترقی کے لیے پنچایتوں کو مزید اختیارات دیں گے ساتھ ہی انہوں نے کسانوں کو معیاری بیج اور اچھی کھاد کی سربراہی پر زور دیا ہے۔ انہوں نے بار بار اعلان کیا ہے کہ ریاست کے پسماندہ طبقات ہریجنوں، گری جنوں اور معاشی طور پر کمزور طبقات کی ترقی کے لیے حکومت ہر ممکنہ اقدامات کرے گی اس سلسلہ میں چیف منسٹر وقفہ وقفہ سے کلکٹرس کی کانفرنس طلب کرکے ترقیاتی کاموں کا جائزہ لے رہے ہیں اور مزید دوررس اقدامات کے لیے ہدایات دے رہے ہیں۔ جدید صنعتی پالیسی کے نتیجہ میں چھوٹی اور بڑی صنعتوں کے قیام میں تیزی پیدا کی گئی ہے برقی کی پیداوار اطمینان بخش ہے اور سات سو سے زائد مواضعات کو برقی سربراہ کی گئی ہے۔ ہنرمند افراد کیلئے ہر بستی کی سطح پر ایک دیہی صنعتی کامپلکس قائم کیا جائے گا۔ تلگو گنگا پراجکٹ تلگو دیشم سرکار کے خوابوں کی عملی تعبیر ہوگی۔ سری رام پراجکٹ کے دوسرے مرحلہ کی معذوروں کی دستگیری گندہ بستیوں میں رہنے والوں کیلئے بہتر سہولت معاشی امدادی پروگرام اور خاندانی بھلائی پروگرام بھی تیزی سے جاری ہیں۔

بہرحال اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ چیف منسٹر شری این۔ٹی۔ راماراؤ کی قیادت میں آندھراپردیش ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور عوام کے بھرپور تعاون کے ذریعہ تلگو دیشم حکومت کا دوسرا سال مزید کامرانیوں و کامیابیوں کا سال ثابت ہوگا۔

(ادارہ)

چیف منسٹر شری این۔ٹی راماراؤ

اور ریاست کی اقلیتیں

شری این ٹی راماراؤ چیف منسٹر آندھراپردیش جو سیاست میں نو وارد ہیں لیکن اس کے باوجود اُن کی حکومت کا کامیاب سال اختتام کو پہونچا ہے۔ اس اثنا میں ریاست کی ہمہ گیر ترقی کے ساتھ ساتھ انہوں نے اقلیتی مسائل پر بھی توجہ دی ہے۔ فرقہ وارانہ جھگڑوں کے موقع پر اقلیتی طبقہ کی ایک عبادت گاہ کو دیکھنے وہ خود گئے اور سرکاری خرچ پر عبادت گاہ کی درستگی کے احکام دیئے۔ چیف منسٹر نے اقلیتی طبقے کے قائدین کو یقین دلایا کہ تلگو دیشم حکومت ہر طبقے سے مساویانہ سلوک کرے گی۔ چیف منسٹر نے ماہ رمضان المبارک کے دوران شہر کے مسلمان معزز شخصیتوں کو افطار پارٹی پر مدعو کیا۔ اور عیدگاہ میر عالم پر نماز عیدالفطر میں شرکت کی اور مسلمانوں کو عید کی مبارکباد دی۔ چیف منسٹر شری این ٹی راماراؤ نے بار بار کہا ہے کہ اردو زبان کو دوسری سرکاری زبان کا موقف حاصل رہے گا۔ انہوں نے آندھراپردیش وقف بورڈ کی تشکیل جدید کے ذریعہ بورڈ کو فعال اور کارکرد بنادیا ہے۔ قلی قطب شاہ ڈیولپمنٹ اتھارٹی جس کے وہ خود صدر ہیں تشکیل جدید کے ذریعہ پرانے شہر کی ہمہ جہتی ترقی کے لیے سرگرمیوں کو تیز کر دیئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اقلیتی کمیشن کا ڈھانچہ بھی تبدیل کیا جائے۔ چیف منسٹر تمام مذاہب اور اُن کے مقدس مقامات کا احترام کرتے ہیں۔ پرانے شہر میں منعقدہ دینی تعلیمی ریلی میں انہوں نے شرکت کی اور گرانقدر عطیہ دیا' انڈو عرب لیگ کے زیر اہتمام منائے جانے والے یوم فلسطین میں چیف منسٹر کی بصیرت افروز تقریر کو دانشوروں نے تک سراہا ہے۔

بحیثیت چیف منسٹر شری این ٹی راماراؤ ریاست کی صنعتی، معاشی، تعلیمی اور زرعی ترقی کے لیے خلوص دل کے ساتھ اقدامات کا اعلان کر رہے ہیں۔ جس پر عوام بھی اُن کے جذبہ خدمت کو سراہتے ہوئے ان سے کامل تعاون کر رہے ہیں۔ بہر حال اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ریاست کے اقلیتی طبقات کا چیف منسٹر کو بھرپور تعاون حاصل ہے۔

ایڈیٹر

آندھرا پردیش میں ایک نئی لہر چل رہی ہے ۔ کمزور طبقات جاگ اٹھے ہیں۔ عرصہ دراز ، یہ لوگ نظر انداز کیے جاتے رہے اور کچلے گئے ۔

اب ایک بہی خواہ اور بے غرض رہنما پیدا ہوا ہے۔

عوام میں نئی زندگی پیدا کرنے کی حد تک جوش و خروش دلاکر چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی راما راؤ انہیں نئی افق کی سمت تاریخی کوچ کرنے کی آواز لگا رہے ہیں ۔

پرگتی پدھم جو ۱۵ نکات پر مشتمل ترقی و خوشحالی کی علامت ہے

انکے یقین و اخلاص کا جزو ہے

عزم راسخ اور لگن سے چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی راماراؤ اور انکی حکومت نے عہد کیا ہے کہ وہ

غربت ، ناخواندگی ، امراض ، بے راہ روی ، ناانصافی ، بدعنوانی اور اقتدار کے بے جا استعمال کا خاتمہ کر دیں گے

سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں معاشی اور سماجی تبدیلی کی رفتار کو تیز کر دیا جائے گا۔ قابل افتخار ماضی کے جانشین تلگو عوام درخشاں مستقبل کی چوکھٹ پر کھڑے ہوئے ہیں۔ پرگتی پدھم کے اعلیٰ مقاصد کو یہاں مختصراً بیان کیا گیا ہے : —

پرگتی پدھم

۱۵- نکاتی پروگرام

پانی کے حصول کیلئے طویل مسافت طے کرنے کی زحمت جلد ختم ہو جائے گی

۱- ہر ایک کے لیے پینے کا پانی

پینے کے پانی کے حصول کے لیے اب طویل مسافت طے کرنا نہیں پڑے گی۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں تمام مواضعات کے محفوظ پانی کی سربراہی ایک حقیقت بن جائے گی ۲۴ء۳۵ کروڑ روپے کے خرچ سے ۳۸۸۴ دیہات کو پینے کا پانی مہیا کیا جائے گا۔

پیٹ بھر کھانے کے ساتھ لکھنے پڑھنے کا انتظام

۲- تعلیم کے ساتھ غذا :-

مدارس میں بچوں کے لیے دوپہر کے کھانے کے پروگرام کو روبہ عمل لایا جا رہا ہے تاکہ بچوں کی جسمانی اور دماغی نشو و نما میں توازن رکھا جا سکے۔ یہ انتظام سماج کے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے ۶ تا ۱۱ سال کی عمر کے بچوں کے لیے کیا گیا ہے۔

غریب لوگوں کیلئے چاول کی سربراہی

۳- دو روپے فی کلو چاول

غریب عوام کے لیے ۲ روپے فی کلو کے حساب سے ۲۵ کلو چاول کی حد تک سربراہ کیا جائے گا۔ ۶ ہزار روپے سالانہ سے کم آمدنی والے خاندان یہ چاول ۳ یا ۴ اقساط میں خرید سکتے ہیں۔

کمزور طاقتور ہو جائیں گے

(۴)

درج فہرست اقوام کی فلاح

۱۷۳ کروڑ روپیا کی لاگت سے اختیار کیے جانے والی فلاحی اقدامات کی بدولت درج فہرست اقوام کے ۲ لاکھ ۵۰ ہزار خانہ والوں کے لیے ۸۴-۱۹۸۳ء میں نئے راستے کھل جائیں گے۔

قبائلیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا

۵۔ درج فہرست قبائل کی بہبودی

قبائلیوں کو اب کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا
قبائلیوں کے ۵۰ ہزار خاندانوں کی غربت کی سطح
سے اٹھانے کے لیے امداد دی جائے گی۔ ۵۲ کروڑ
روپے تعلیم، انفرا اسٹرکچر اور معاشی امدادی پروگراموں
پر خرچ کیے جائیں گے۔

۶۔ پسماندہ طبقات کی بہبودی

پسماندہ طبقات کی زندگی کے حالات کو بہتر بنانے کیلئے
(۱۴.۸۰ لاکھ) روپے کے خرچ سے اسکیمات شروع کی جائیں گی
اس ضمن میں بینکوں سے بھی امداد لی جائے گی۔

خواتین آگے بڑھیں گی

۷۔ خواتین کی بھلائی

معاشی امدادی پروگراموں کے ذریعہ خواتین کی سماجی
اور معاشی قید و بند سے آزاد کرایا جائے گا۔ اس
مقصد کے لیے ۷۷. لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں
عورتوں کو آبائی جائیداد میں برابر حصہ دلانے
کے اقدامات کیے گئے ہیں۔

سر چھپانے کیلئے سائبان

۸۔ کمزور طبقات کے لیے مکانات

اس پروگرام کے تحت مستقل مکانات کی فراہمی کی غرض
سے ہر ضلع میں کمزور طبقات کے لیے سال ۸۴ - ۱۹۸۳ء کے
دوران ۱۰ ہزار مکانات تعمیر کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ اس
مقصد کے لیے ۴۰ء ۱۴۶ کروڑ روپے خرچ کیے جائیں گے۔ ۲۲ کروڑ
روپے کے خرچ سے ۲ لاکھ خاندانوں کو مکانات کی اراضی مہیا کی جائے گا

کسانوں کی بہبودی

۹ ۔ کسانوں کی امداد

کسانوں کی بہتری کے لیے ہمہ جہتی حکمت عملی اختیار کی جائے گی ۔ سال ۸۴ ۔ ۱۹۸۳ء کے دوران کاشتکاروں کے لیے ۳۴۰ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں ۔ جس میں سے ۱۵ کروڑ چھوٹی آبپاشی ، ۲۵ کروڑ پمپ سیٹوں کو بجلی کی سربراہی ۔ ۲٫۲۵ کروڑ روپے ریشم سازی اور ۳ کروڑ روپے اعلیٰ معیار کے بیج سربراہ کرنے کے لیے دیئے جائیں گے مابقی تقریباً ۳۰۰ کروڑ روپے کوآپریٹیو اداروں کے ذریعہ قرض ۔ مارکٹنگ اور کیمیائی کھاد کے لیے دیئے جائیں گے

دیہی علاقوں کا بدلتا ہوا منظر

۱۰ ۔ دیہی علاقوں کی جامع ترقی

دیہی علاقوں میں تیز رفتار تبدیلی آرہی ہے ۔ جامع ترقی دیہی نصب العین بن گیا ہے ۔ ڈی ۔ آر ۔ ڈی ۔ اے اور آئی ۔ آر ۔ ڈی ۔ اے کے تحت ۲ لاکھ خاندانوں کی منفعت کیلئے ریاست کے حصہ کی ۱۳٫۲۰ کروڑ روپے کے بشمول ۲۶٫۴۰ کروڑ روپے کی لاگت سے مختلف پروگرام شروع کئے جا رہے ہیں ۔

نوجوانوں کی صلاحیتوں سے استفادہ

۱۱ ۔ نوجوانوں کی فلاح

دیہی ترقیاتی پروگراموں میں نوجوانوں کو رضاکارانہ طور پر شامل کرنے کے منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں ۔ ہر ضلع میں ۵۰۰ نوجوانوں کو فلاحی پروگراموں میں شرکت کرنے کے لیے ٹریننگ دی جائے گی ۔

گندی بستیوں میں رہنے والوں کیلئے بہتر رہائشی انتظام

۱۲ ۔ گندی بستیوں کو بہتر بنانے اور

وہاں رہنے والوں کے لئے بہتر رہائشی انتظام کے پروگراموں پر ۶۱۰ لاکھ روپے خرچ کئے جائیں گے تاکہ شہری علاقوں کی گندی بستیوں کے رہائشی [illegible] ور ماحول کو بہتر بنایا جا سکے ۔

دستکاروں اور کاریگروں سے بہتر سلوک

۱۳۔ دیہی کاریگروں اور دستکاروں کی ہمت افزائی

دستکاروں اور کاریگروں کے لیے اضلاع میں ۳۱۹ کامپلکس قائم کیئے جائیں گے تاکہ ان لوگوں کو کام کرنے کی سہولت مہیا کی جاسکے۔ ریاست کے مشہور مصنوعات کی از سرنو ہمت افزائی کی جائے گی۔

عوامی شکایات کا شعبہ

۱۴۔ عوامی شکایات کا شعبہ

عوام کی ہر شکایت پر توجہ دی جائے گی فروری ۱۹۸۳ء سے اضلاع اور سکریٹریٹ میں عوامی شکایات کا شعبہ کام کر رہا ہے جہاں شکایتی درخواستیں وصول کی جاتی ہیں اور فی الفور ان کے ازالے کی کارروائی کی جاتی ہے۔ عوام کی مدد سے بدعنوانی اور رشوت ستانی کا خاتمہ کیا جائے گا

بے زمینوں کے لئے زمین

۱۵۔ اصلاحات اراضی

مکانات اور کاشتکاری کے لیے بے زمین و بے گھر عوام کو اراضیات فراہم کی جائیں گی۔ حکومت اصلاحات اراضی کو تیزی سے روبہ عمل لانے کا مصمم ارادہ کئے ہوئے ہے۔

تلگو دیشم حکومت کا ایک سالہ سرسری جائزہ، تصویروں کی زبانی

حلف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ ۹ جنوری ۱۹۸۳ء کو اپنے عہدہ کا حلف لیتے ہوئے

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ حلف لینے کے بعد عوام سے مخاطب

سلم کلیرنس ہاؤزنگ اسکیم

پسماندہ طبقات کی بہبود

دیہی فنڈوں کو روزگار

۱۴ / اپریل ۸۳ء
کو چیف منسٹر
کے ہاتھوں
پدماوتی مہیلا
یونیورسٹی
کا
افتتاح

مسٹر این ٹی راما راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش اور مسٹر ایم جی رامچندرن چیف منسٹر تامل ناڈو نے مدراس کو کرشنا کے پانی کی سربراہی سے متعلق معاہدے پر ۱۹ر اپریل ۱۹۸۳ء کو دستخط کئے۔

تلگو گنگا پراجکٹ کی پہلی قسط تامل ناڈو کی طرف سے اپنے حصے کے طور پر ۳۰ کروڑ روپے کا چیک رکھا ہوا ڈبہ شریمتی اندرا گاندھی مسٹر این ٹی راما راؤ کے حوالے کررہی ہیں۔ چیف منسٹر ٹاملناڈو مسٹر ایم جی رامچندرن بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

سری رام ساگر کے دوسرے مرحلہ کا ۴ مئی ۸۳ء کو چیف منسٹر نے افتتاح کیا

گھریلو صنعتوں کی تیاری کا معائنہ کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ کو دیکھا جا سکتا ہے

دیہی روزگار کی ترقی

طلباء کے لئے دوپہر کے کھانے کی سربراہی

مسٹر این ٹی راماراؤ کی آندھرا پردیش کے چیف منسٹر کی حیثیت سے دورہ دہلی کے موقع پر صدر جمہوریہ گیانی ذیل سنگھ سے ملاقات
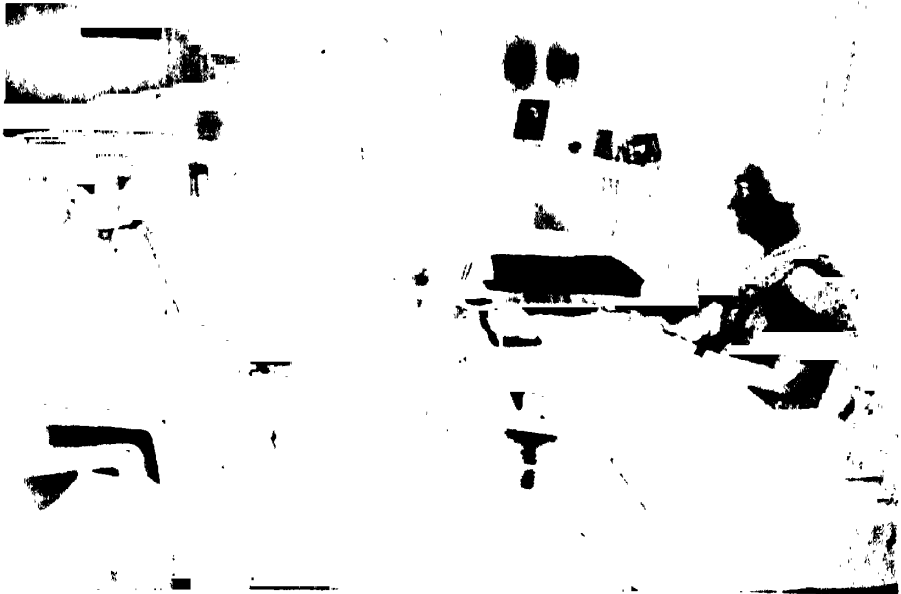
چیف منسٹر آندھرا پردیش کی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی سے بحیثیت وزیر اعلیٰ پہلی ملاقات

قبائل کی بہبودی

ہریجنوں کی مدد

چیف منسٹر کو ضلع رنگاریڈی کے موضع پداگولکنڈہ میں پسماندہ طبقات میں قرضے تقسیم کرتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے

دو روپے کیلو چاول

پسماندہ طبقات میں چیف منسٹر نے قرضے تقسیم کئے

موضع چنا موکا پلی ضلع کڑپہ میں تنگو گنگا پراجکٹ کے ریگولیٹر کی تعمیر کے لیے سنگ بنیاد رکھنے سے قبل چیف منسٹر پوجا کر رہے ہیں

نوتشکیل شدہ ریاستی ترقیاتی بورڈ کا افتتاح

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کی تقریر

چیف منسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ یاست میں اب تک جو بھی ترقی ہوئی ہے وہ بالکلیہ طور پر ناکافی ہے کیونکہ یاست کو بیش مسائل جیسے غربت بیروزگاری اور عوام کی بے اطمینانی کو دور کرنے کے لیے محصل وسائل اور ذرائع سے جن سے ریاست مالامال ہے ٹھیک طور پر استفادہ نہیں کیا گیا۔ مسٹر این ٹی راما راؤ حال ہی میں تشکیل شدہ ریاستی ترقیاتی بورڈ کا افتتاح کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تلگو دیشم حکومت نے عوام کے تمام طبقات بالخصوص نوجوان خواتین اور پسماندہ طبقات کو مکمل طور پر آسودہ اور خوشحال زندگی گذارنے کے مواقع فراہم کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ اس مقصد کے حصول کے لیے ساتویں پنجسالہ منصوبہ میں جو زیر ترتیب ہے اہمیت اور ترجیح دینی ہوگی مسٹر این ٹی راما راؤ نے بورڈ سے ترقی کے مسئلہ سے نمٹنے اور غریبوں کی خدمات کے معاملہ میں حکومت کی رہنمائی کرنے کی پرزور خواہش کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ زمانہ گزر گیا جبکہ غریب عوام حکومت کی جانب سے ان کی دیکھ بھال اور فلاح و بہبود کے اقدامات کے لیے اپنی باری کے منتظر رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں پہلی مرتبہ ہماری حکومت واجبی دام پر چاول فراہم کرتے ہوئے ریاست بھر کے غریب عوام سے قریب تر ہوگئی ہے۔ چیف منسٹر نے ترقیاتی بورڈ کو ایسے طور طریق رائج کرنے کا مشورہ دیا کہ جس کے نتیجہ میں مرکزی سکٹر خانگی سکٹر اور بیرونی ذرائع سے حاصل ہونے والے مالیہ کے استعمال کی طمانیت حاصل ہوسکے۔ حالیہ عرصہ میں کئی شعبوں کی کارکردگی میں پیدا شدہ خامیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے مسٹر این ٹی راما راؤ نے اس بات پر زور دیا کہ

حکومت کی کارکردگی کو زیادہ سے زیادہ بہتر بناتے ہوئے عوامی فلاح و بہبود کے اقدامات کو مزید موثر اور بہتر بنانے کی جدوجہد کرنی چاہئیے جس کے نتیجہ میں دیانتدارانہ اور پرخلوص کام کی حوصلہ افزائی ہوگی کیونکہ عوام کی جن کے ذریعہ ہماری حکومت کام کرتی ہے حوصلہ افزائی نہایت اہم اور ضروری ہے۔ تاہم چیف منسٹر نے کہا کہ حکومت کو غیر سماجی عناصر اور نوجوانوں سے نمٹنے میں سختی سے کام لینا چاہئیے۔ انہوں نے کہا کہ ترقیاتی منصوبوں میں جو بورڈ کی مدد سے مرتب کئے جائیں گے۔ اس نئے نظام کی خصوصیات کو بطور خاص ملحوظ رکھا جانا چاہئیے۔ کیونکہ عوام نے اس نئے نظام کے تحت خود ان کی روایات کی خدمت کرنے کی غرض سے ہمیں منتخب کرتے ہوئے گذر بسر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے اپنے اس اعتماد و ایقان کا اظہار کیا کہ ترقیاتی بورڈ ریاست کی ترقی سے متعلق مسائل کا جامع اور قابل عمل حل تلاش کرے گا۔

اہل قلم حضرات کی خدمت میں

آندھرا پردیش کی معاشی، زرعی، صنعتی تعلیمی اور سماجی ترقی پر اپنے موضوعاتی مضامین ماہنامہ آندھرا پردیش اردو میں اشاعت کے لیے روانہ فرمائیے۔ ہمیشہ "غیر مطبوعہ تخلیقات" ہی روانہ کیجئے۔ ناقابل اشاعت مضامین واپس نہیں کئے جاتے۔ پاسپورٹ سائز کی تصویر بھی روانہ کرسکتے ہیں۔

"ایڈیٹر"

ڈاکٹر کے۔ بھکتہ وتسل راؤ

قومی یک جہتی

ہر قوم کی ایک تہذیب ہوتی ہے۔ ایک سیاسی نظام میں قوم ترقی ہوتی رہتی ہے۔ عالمی سطح پر بھی جائزہ جاری رہتی ہے۔ ہندوستان گہوارہ چمن ہے۔ مذاہب کا گٹھ جوڑ ہے۔ تہذیبوں کا سنگم ہے۔ عظمت نشان ہے۔ یہ ہمارا ملک رشکِ جناں بھی ہے۔ جنت ارض بھی۔ کئی قافلے یہاں پر آکر بستے گئے۔ یہ سرزمین پے درپے ترقی کرتی گئی۔ اسی طرح ہندوستان میں گوناگوں ثقافت اور رنگا رنگ تہذیب کی جگہ جگہ جھلکیاں ہیں۔

سرزمین ہند پر اقوامِ عالم کے فراق
قافلے بستے گئے ہندوستاں بنتا گیا

رام کی جنم بھومی، اشوک کی دھرتی، نانک کی زمین، چشتی کی ارض، ایسے ملک پر ہزاروں ہستیوں نے قربانیاں دی ہیں۔ اور مختلف کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں۔ یہاں کی ندیاں بھی یاد دلاتی ہیں۔

اے آبِ رودِ گنگا، وہ دن ہے یاد تجھ کو
اترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا

ہندوستان کی تاریخ قدیم ہے۔ ساتھ ہی ساتھ عظیم بھی ہے۔ ہر دور میں فلاح و بہبودی کے کام انجام پاتے رہے۔ صبر و ضبط، بھائی چارہ، رحم و سخاوت، میل ملاپ و دوستی کا جذبہ پروان چڑھتا رہا۔ آزادی کے لیے مہاتما گاندھی نے ہمیں عدم تشدد کا راستہ دکھلایا تھا۔ ملک کے لیے ایک مفکر تھے، رہبر تھے۔ محب وطن تھے۔ انھیں کے راستہ پر پنڈت نہرو، مولانا آزاد، لال بہادر شاستری، سردار پٹیل اور دیگر کارکنان وطن نے جد و جہد آزادی میں پرجوش طریقے پر حصہ لیا تھا۔ سالمیت، رواداری کے لیے انہوں نے زریں کارنامے انجام دئیے ہیں۔ تاریخ اس بات کا ثبوت دیتی ہے۔

نظیر اکبر آبادی نے ہندستان کے بسنے والوں کی نسبت کافی لکھا ہے اردو ادب میں یک جہتی، محبت، ایثار، عجز و انکساری کا درس دیا۔ نظیر اکبر آبادی نے اپنے کلام سے انسانیت کا درس دیا۔ مساوات کی بنیادی حقیقت کا بھی ذکر اس شاعر نے کیا تھا، وہ کہتے تھے کہ روٹی دال اور پیسے کی ضرورت کے اعتبار سے سب انسان برابر ہیں۔ موت کے سامنے کسی کا کچھ فرق نہیں۔ اپنی نظم "آدمی نامہ" میں یوں لکھا ہے۔

دنیا میں بادشاہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی
اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بے نوا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
ٹکڑے چبا رہا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

بے تعصبی، امن، صلح و آشتی کے سلسلہ میں نظیر نے فرمایا تھا۔

جھگڑا نہ کرے ملت و مذہب کا کوئی یاں
جس راہ میں جو آن پڑے خوش رہے ہر آں

اقتصادی اور معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لیے تعاون آپس میں ضروری ہے۔ ملک کی معاشی ترقی اقتصادی استحکام پر منحصر ہے۔ خلوص و محبت کے ماحول میں ترقی

دیکھی جاسکتی ہے۔ مشکل مسائل کا حل یک جہتی کے ماحول ہی میں ممکن ہے۔
ترقی کا عمل اور اس کے فائدوں کی برابر تقسیم استحکام کا ذریعہ ہے۔ سیاسی
شعور کی پختگی اور سائنٹفک اندازِ فکر سے توہمات کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ زبانیں
الگ ہیں لیکن انسانوں کے احساسات ایک ہیں۔ رنج و غم ہر ایک کا ایک
ہی ہوتا ہے چاہے سکھ ہو یا عیسائی، ہندو ہو یا پارسی، مسلمان ہو یا یہودی
ہر ایک کو فطری زندگی گذارنے کا موقع دینا چاہیئے۔ انسانی نقطہ نظر رکھتے
ہوئے ایک دوسرے کے احساسات کو بھرپور سمجھنے کی کوشش میں مصروف
ہوجانا ہر ایک شہری کا فرضِ اولین ہے۔ دنیا کے سبھی مذاہب ان بنیادی
حقائق کی نشاندہی کرتے ہیں اور ان کو اپنانے پر زور دیتے ہیں۔ اس طرح
کرنے سے قومی یک جہتی کے درشتے میں اضافہ ہوگا۔

اکثریت میں وحدت ہی ہماری تہذیب کا آئینہ ہے یہ تمدن کا عکس
بھی ہے عید اور دیگر تہواروں کے موقعوں پر لوگ خوشی خوشی گلے ملتے ہیں۔
ایک دوسرے کی آؤ بھگت کرتے ہیں، چاہے رمضان ہو دسہرہ، یوم آزادی
ہو یا یوم جمہوریہ، کرسمس ہو یا جنم اشٹمی، لوک گیت طرح طرح کے ہیں لیکن
انسانی تہذیب صفات کی پہچان ہیں۔ ناچ بھی خوشی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔
کتھا کلی ہو یا کوچی پوڈی، بھرت ناٹیم ہو یا منی پوری، بھنگڑہ ایردوا کہ
سب کے سب انسانی خوشی اور سرمستی کو بلا لحاظ مذہب و ملت دعوت دیتے
ہیں۔

کسی تحقیقاتی ادارہ میں جب کوئی نئی تحقیق عمل میں آتی ہے تو قوم کی
خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ موجد کو، محقق کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔
ذاتی طور پر وہ مذہب سے تعلق بھی رکھتا ہو، تب بھی وہ قوم کا فرد ہوتا
ہے، نمائندہ ہوتا ہے قوم کا۔ قومی صلاحیت کا پیامبر سمجھا جاتا ہے۔
خدماتی شکنجہ میں پھنس نہیں پاتا ہے۔ اس طرح سماج میں قومی بیداری
دیکھی جاسکتی ہے۔ قوم کے فرد کے لیے ملک جنت سے بڑھ کر ہے۔

ہمارے ملک کی ترقی کا انحصار عوام کی محنتوں پر منحصر ہے۔
جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لیے ایک دوسرے کا احترام کرنا ضروری ہے
انسانی قدروں کا پرکھو ضروری ہے۔ معاشی پستی کو دور کرنے کی تحریکوں میں
حصہ لینا چاہیئے۔ افلاس کے خاتمے میں ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ ہند کی عظمت
کی برقراری کے لیے قومی یک جہتی کو فروغ دینا ہے، ہر ایک شہری اور
شاعر، صحافی، استاد، ملازم، عہدہ دار محبت کے سرچشموں سے فیضیاب
ہونے کی ضرورت ہے۔

اے خاکِ ہند تری عظمت میں کیا گماں ہے
دریائے فیض و قدرت ترے لیے رواں ہے

جگیت

غریبوں کیلئے

۲ روپے کیلو چاول

حکومت آندھرا پردیش چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کی رہنمائی و قیادت میں پندرہ نکاتی پروگرام "پرگتی پدھم" کی کامیابی کے لیے بھرپور کوشش میں مصروف ہے۔ ۱۵ نکاتی پروگرام کا ایک جز غریبوں کے لیے دو روپے کیلو چاول کی سربراہی ہے۔ ریاستی حکومت نے غریبوں اور عام لوگوں تک غذائی اجناس کی سربراہی کو یقینی بنانے کے لیے مختلف اقدامات کئے ہیں جس کے نتیجہ میں اُن لاکھوں شہریوں کو جن کے پاس راشن کارڈس ہیں۔ چاول گیہوں شکر خوردنی تیل اور گیاس کا تیل مناسب مقدار میں سربراہ کیا جارہا ہے اور ساتھ ہی دو روپے فی کیلو چاول کی اسکیم سے لاکھوں غریب افراد مستفید ہو رہے ہیں۔ دو روپے کیلو چاول کی خریدی کے لیے غرباء کو یہ سہولت فراہم کی گئی ہے کہ وہ دو تین اقساط میں بھی چاول خرید سکتے ہیں۔ چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ جنکو غریبوں سے بے پناہ ہمدردی ہے دو روپے کیلو چاول کی اسکیم سے غریبوں کا دل موہ لئے ہیں۔ آج جبکہ غلے اور خوردنی تیل کی قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہوگیا ہے ریاستی حکومت نے عوامی تقسیم کے نظام کو جو نئی صورت گری بخشی ہے اس کے لیے ہم حکومت کو مبارکباد پیش کر رہے ہیں۔ ایک عام آدمی مہینے بھر میں اپنی سہولت کے مطابق اپنے راشن کارڈ پر منظورہ غلہ حاصل کرسکتا ہے اور ایک عام آدمی کو اب یہ اندیشہ باقی نہیں رہا ہے کہ وہ پہلے اگر نہ پہونچے تو اپنے غلے سے محروم رہے گا۔ اس سلسلہ میں شہر میں چیف راشننگ آفیسر اور اضلاع میں کلکٹرس کی نگرانی بھی قابل ذکر ہے۔ عموماً یہ دیکھا جارہا ہے راشننگ انسپکٹرس نہ صرف دوکانات پر بلکہ گھروں پر بھی پہونچ کر صارفین سے شکایات سماعت کر رہے ہیں۔ اور اگر کسی دوکان سے متعلق کوئی شکایت ہو تو اس کا ازالہ کر رہے ہیں۔ سویابین آئیل اور پامولین آئیل غریبوں کے لیے ریاستی حکومت کی جانب سے ایک تحفہ ہے ایسے وقت جبکہ میٹھا تیل اور کرڑ کا تیل ۱۸ تا ۲۰ روپے کیلو فروخت ہو رہا ہے حکومت کی طرف سے دیا جانے والا خوردنی تیل ۹ روپے پچاس پیسے سے ۱۱ روپے فی کیلو تک فروخت ہو رہا ہے۔

عید و تہوار کے موقع پر راشن شاپس سے زائد شکر کی اجرائی عمل میں آرہی ہے اور تقریباً ہر گھر کے لیے شکر کی مقدار نہ صرف کافی ہورہی ہے بلکہ بسا اوقات زیادہ ہی ہے۔ بہر حال حکومت آندھرا پردیش چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کی قیادت میں عوامی تقسیم کے نظام کو جس طرح منظم طریقہ پر چلا رہی ہے ہر شہری حکومت کو خراج تحسین پیش کر رہا ہے۔

ریاستی حکومت جو سیلاب اور طوفان کی وجہ کئی مسائل سے دوچار ہے لیکن عوامی تقسیم کے نظام میں کوئی فرق نہیں آیا ہے جبکہ ایک بڑا زرعی علاقہ متاثر ہوا ہے۔

ایسے وقت جبکہ حکومت اپنے قیام کی پہلی سالگرہ منا رہی ہے ہماری نیک تمنائیں بھی حکومت کے ساتھ ہیں۔

ہم ایک قوم ہیں

نذرِ جمہوریت

لہو سے اپنے سمندر اچھال دیتے ہیں
بڑے بڑوں کا بھی کس بل نکال دیتے ہیں

●

ہمارے مسلکِ رندانہ پر گماں نہ کرو!
یہ اور بات ہے ہنس ہنس کے ٹال دیتے ہیں

●

شعارِ مہر بھی ہیں، گوتم اور ٹیپو بھی
مقابل آؤ کہ خنجر اچھال دیتے ہیں

●

طلوعِ صبح کی تابندگی نہ جھلائے!
ہم اپنے خون سے سورج اُجال دیتے ہیں

●

محض اصولوں کی خاطر متاعِ دیدۂ دل
ہم ایسے لوگ ہی خطرے میں ڈال دیتے ہیں

●

ہم ایک قوم ہیں، ہم ایک ہیں وقارؔ خلیل
حیاتِ نو کو جو حُسنِ خیال دیتے ہیں

وقار خلیل

خواتین کیلئے ۳۰ فیصد ملازمتیں محفوظ

عنقریب آرڈیننس کا اجراء ۔ میگنور ضلع کرنول میں چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کی تقریر

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ۷ دسمبر کو میگنور ضلع کرنول میں نامہ نگاروں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ریاست میں خواتین کے لیے ۳۰ فیصد ملازمتیں محفوظ کرتے ہوئے عنقریب ایک آرڈیننس جاری کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کو والدین کی جائیداد میں ان کے حصہ کے بشمول کئی دیگر حقوق کی ضرورت ہے چنانچہ اس سلسلہ میں ایک مسودہ قانون منظور کیا گیا ہے۔ چیف منسٹر نے راجولی بنڈہ ڈائیورشن اسکیم کی بائیں بازو کی نہر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ماہرین کی ایک کمیٹی اس اسکیم کا جائزہ لے گی۔ اس کمیٹی کی جانب سے رپورٹ کی پیشکشی کے بعد اسکیم پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ راجولی بنڈہ اسکیم کے علاوہ ریاست دیگر تمام چھوٹی اور اوسط آبپاشی اسکیموں کے لیے کمیٹیاں مقرر کی جائیں گی۔ ان پراجکٹوں سے استفادہ کرنے والے کاشت کاروں سے وصول کردہ رقم

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے میگنور ضلع کرنول میں منصف مجسٹریٹ کورٹ کا افتتاح کیا تصویر میں جسٹس کے مادھو ریڈی چیف جسٹس آندھرا پردیش ہائیکورٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔

کے لیے بانڈز جاری کئے جائیں گے اور ۵ سال کے بعد منافع کے ساتھ رقم واپس کر دی جائے گی چیف منسٹر نے یمیگنور میں ایک جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت نے سماج کے کمزور اور غریب طبقات کی فلاح وبہبود کا عزم کر رکھا ہے چنانچہ اس سال معاشی امدادی اسکیموں پر عمل آوری کیلئے بطور امداد ۱۲۰ کروڑ روپیے کی رقم فراہم کی گئی ہے۔ اس سال ان کیلئے ۲ لاکھ ۳۰ ہزار پختہ مکانات تعمیر کئے جارہے ہیں مسٹر راما راؤ نے کہا کہ سماج کے تمام غریب افراد کو جن کی اکثریت دیہاتوں میں رہتی ہے مدد کی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ تلگو دیشم حکومت دیہی علاقوں کی ترقی میں گہری دلچسپی لے رہی ہے۔ ہر ایک موضع کو خواہ اس کی آبادی ایک سو افراد پر مشتمل ہی کیوں نہ ہو پینے کے پانی کی سہولت فراہم کی جائے گی اور خواتین کیلئے عصری بیت الخلاء تعمیر کئے جائیں گے۔ کسی بھی پسماندہ علاقہ کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ ان علاقوں اور ریاست کے پہاڑی علاقوں میں بھی آبپاشی کی تمام سہولتیں فراہم کی جائیں گی اور دستیاب پانی کے ہر ایک قطرہ کو استعمال کیا جائے گا۔ چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے رائلسیما کے عوام کو تیقن دیا کہ کرشنا کے پانی کے سلسلہ میں ان کے ساتھ ہرگز کسی قسم کی ناانصافی نہیں کی جائے گی اور تلگو گنگا پراجکٹ کے ذریعہ ۵ لاکھ ۷۲ ہزار ایکڑ اراضی کو سیراب کیا جائے گا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ غریب عوام کو قانونی تحفظ حاصل ہونا چاہیئے کیونکہ صرف اس طریقہ سے فلاحی مملکت قائم ہو سکتی ہے انہوں نے کہا کہ اقلیتی طبقہ مثلاً مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنا چاہیئے تاکہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین بھائی چارگی کو فروغ حاصل ہو سکے۔ قبل ازیں مسٹر راما راؤ نے کمزور طبقات سے متعلق رکھنے والے افراد میں ۳۰ لاکھ روپیے کے قرضہ جات تقسیم کئے۔

آر ٹی سی کے ملازمین، سپروائزرس اور عہدہ داروں کی طرف سے چیف منسٹر ریلیف فنڈ میں ۲ لاکھ روپے کی پیشکشی کے موقع پر لی گئی تصویر۔ وزیر ٹرانسپورٹ مسٹر ایس ست نارائن، نائب صدرنشین آر ٹی سی مسٹر پی ایس رام موہن اور آر ٹی سی یونینوں کے ہمراہ چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کے ساتھ دیکھے جاسکتے

احمد سلطان ایم اے (عثمانیہ)

حیدرآباد میں فلمی صنعت

حیدرآباد میں فلمی سرگرمیوں کا آغاز ۱۹۲۰ء میں ہوا۔ ان دنوں خوشحالی کا دور دورہ اور دولت کی فراوانی تھی۔ جاگیرداروں، نوابوں، عہدہ داروں اور دولتمندوں کو آرٹ اور کلچر سے گہری دلچسپی تھی اس لئے سرپرستی فرماتے تھے فلمی صنعت کے قیام میں پہل لوٹس فلم کمپنی نے کی جس کے کرتا دھرتا ہدایت کار و اداکار ڈی جی (پورا نام نہیں معلوم) تھے جنہوں نے چھ فلمیں برگری، اندر جیت، سادھو اور شیطان (۱۹۲۲ء) چنتامنی، سوتیلی ماں، بابتی (۱۹۲۳ء) بنائیں دوسری فلمساز کمپنی مہاویر فوٹو پلیز MAHAVIR PHOTO PLAYS ہے جس نے سات فلمیں راج دھرم، AVARICE، ANIDEAL WOMAN (۱۹۳۰ء) کالا فرشتہ، مغویہ دلہن ADEITY IN DISTRESS. اور سرد جنگ کاری (۱۹۳۱ء) پیش کیں۔ تیسری فلم کمپنی نیشنل فلم کمپنی آف حیدرآباد ہے جس نے تین فلمیں HERO OF THE WILDS عراق کا چور اور بیری ماں (۱۹۳۲) پیش کیں۔

۱۹۳۱ء میں امپیریل فلم کمپنی بمبئی نے پہلی بولتی فلم عالم آراء ہندی میں بنائی جس کی تقلید میں اور زبانوں میں بھی فلمیں بننے لگیں۔ اسی سال بنگالی، تامل اور تلگو زبانوں میں فلمیں بنیں، دوسرے سال مرہٹی اور گجراتی زبانوں میں ۱۹۳۴ء میں کنڑی میں ۱۹۳۵ء میں پنجابی اور آسامی میں ۱۹۳۶ء میں اڑیا میں اور ۱۹۳۸ء میں ملیالم زبان میں فلمیں بنیں اور ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ حیدرآباد میں جہاں پہلی مرتبہ جامعہ عثمانیہ میں ملکی زبان اردو کو ذریعہ تعلیم بنایا گیا۔ ایسٹرن فلم لمیٹڈ آف حیدرآباد نے ۱۹۳۲ء میں اردو میں فلم شکاری عرف گلشن ہوس بنائی جس کے ہدایت کار نیول چودھری تھے۔

اس کے بعد کافی عرصہ تک کوئی فلم حیدرآباد میں نہ بن سکی جس کی شاید اہم وجہ یا کسی اچھے اسٹوڈیو کی کمی ہو، بمبئی کلکتہ اور مدراس میں کئی اسٹوڈیو قائم ہوگئے جن میں مختلف زبانوں میں فلمیں بننے لگیں۔ تعداد کے لحاظ سے کافی عرصہ تک ہندی فلموں کو فوقیت حاصل رہی۔ بمبئی کے چند فلمسازوں نے حیدرآباد میں فلمسازی کے امکانات کا جائزہ لینے کے لیے حیدرآباد کا دورہ کیا۔ حکومت حیدرآباد سے تبادلہ خیالات کیا لیکن مناسب حوصلہ افزائی نہ ہونے کے سبب بات آگے نہ بڑھ سکی تاہم سہراب مودی نے اپنی فلم خان بہادر (۱۹۳۷ء) کے کچھ مناظر حیدرآباد میں فلمبند کئے۔

آزادی ہند اور حیدرآباد کے ہندوستان میں انضمام کے بعد ۱۹۵۰ء میں چند جیالوں نے محدود سرمایہ سے کبیر پروڈکشن قائم کر کے فلمساز محمد صلاح الدین خاں اور ہدایت کار امام الدین خاں کی سرکردگی میں اپنی اولین پیشکش عنبر کی فلمبندی کا عنبر پیٹھ کے قدیم اسٹوڈیو میں آغاز کیا۔ یہ فلم ۱۹۵۰ء میں ضیاء ٹاکیز میں ریلیز ہوئی اور چار دن کے بعد ڈبوں میں بند ہو کر رہ گئی۔ وطن پکچرز نے فلم بسیرا (فلمساز شجاعت لطیف ہدایت کار عنایت) بمبئی کے تکنیک کاروں اور اداکاروں (رمولا، مالا، ہیرالال) کے تعاون سے بنا کر ۹ رجون ۱۹۵۱ء کو بہ یک وقت تاج محل میں نمائش کے لیے پیش کی۔ راحت محل میں صرف ایک ہفتہ نمائش جاری رہی البتہ تاج محل میں ۱۹ رجون تک دکھائی گئی۔ ۱۹۵۲ء میں نیو دالس پکچرز نے حیدرآباد کے نام سے ایس ایم یوسف کے زیر ہدایت فلم بنائی۔ سنسر نے اس کا نام بدل کر حیدرآباد کی نازنین کر دیا

یہ فلم بھی ناکام رہی۔ ان تین فلموں کی ناکامی کے بعد فلمسازوں کے حوصلے پست ہوگئے۔ چند فلموں چار مینار (۵۶ء) بڑا بھائی (۵۷ء) کالا پانی (۵۸ء) انسان جاگ اٹھا (۵۹ء) میرا گھر میرے بچے (۶۰ء) اور میرے محبوب (۶۳ء) کی جزوی فلمبندی حیدرآباد میں ہوئی اور فلم بینوں نے چار مینار، ناگر جناساگر، دھن راج گیر جی کی کوٹھی، باغ عامہ 'محبوب کی مہندی' دفتر اخبار سیاست، نیاپل، ناپلی اسٹیشن اور عابد روڈ کی جھلکیاں دیکھیں۔

تاسیس آندھراپردیش کے بعد تلگو فلمسازوں کو جو مدراس کے اسٹوڈیوز میں فلمیں بناتے تھے حیدرآباد میں فلمی صنعت کے فروغ کا احساس پیدا ہوا۔ تلگو فلموں کے عظیم سدابہار ہیرو اے ناگیشور راؤ نے حیدرآباد میں مستقل طور پر سکونت اختیار کرکے یہ اعلان کیا کہ وہ صرف انہی فلموں میں کام کرینگے جنکی فلمبندی آندھراپردیش میں ہو۔ خود انہوں نے اپنے ذاتی سرمایہ سے بنجارہ ہلز پر ایک وسیع شاندار عصری نگارخانہ اناپورنا اسٹوڈیو قائم کیا۔ نہ صرف تلگو فلموں کے لیے سہولتیں بہم پہونچائیں بلکہ ہندی فلمسازوں کو بھی حیدرآباد میں فلمیں بنانے کی ترغیب دی۔ ان کے ہمعصر این ٹی۔ راماراؤ نے بھی مشیرآباد میں رام کرشنا اسٹوڈیو قائم کیا۔ حکومت نے حمایت نگر میں فلم نگر کے لیے وسیع وکشادہ زمین مختص کی اور آندھراپردیش میں بننے والی کسی بھی فلم کے لیے ضروری مراعات کے علاوہ پچاس ہزار روپیوں کی رقمی امداد کا بھی اعلان کیا جو بتدریج اضافہ سے ڈیڑھ لاکھ روپیے تک پہونچ چکی ہے۔

حکومت کی رقمی امداد سے استفادہ کرنے والے پہلے ہندی فلمساز خواجہ احمد عباس ہیں جنہوں نے اپنے ادارہ نیا سنسار کی فلم آسمان محل (۶۵ء) کی فلمبندی کا آغاز ۲ ستمبر کو ایوان اردو میں مہورت کی تقریب سے کیا۔ کمال یار جنگ پیالیس، ستارمنزل اور نوبت پہاڑ میں لگاتار تین ماہ فلمبندی کی۔ سریکھا اور دلیپ راج کے ساتھ حیدرآباد کے ارشاد سمن اور صبغتہ اللہ بیباٹ مختصر رول میں پیش ہوئے۔ ہندی فلموں کے کثیر مصارف کے مقابل امدادی رقم ناکافی تھی اس نے کافی عرصہ تک کسی اور ہندی فلمساز نے اس رعایت سے استفادہ نہیں کیا۔ البتہ جن فلموں کی جزوی فلمبندی حیدرآباد اور ناگر جناساگر میں ہوئی ان میں قابل ذکر ملن (۶۷ء) آدمی اور انسان (۶۹ء) ارادہ (۷۱ء) ایک مٹھی آسمان (۷۳ء) اور سیتم شیوم سندرم (۷۸ء) ہیں۔ نظام کالج کے فارغ التحصیل اور جدید رجحانات کی حامل فلمیں بنانے والے ہدایت کار شیام بینگل نے اپنی ابتدائی فلموں انکور (۷۴ء) اور نشانت (۷۵ء) کی فلمبندی کے لیے بلارم کا انتخاب کیا اور چند حیدرآبادی اداکاروں قادر علی بیگ، کلیم صدیقی حمید رشید اور آغا محمد حسین وغیرہ کو موقع دیا۔ حیدرآباد میں بننے والی اختر مصطفی کی فلم پیار بنا افسانہ ادھوری ہی رہ گئی۔ جاوید نادری کی فلم دکھ سکھ (۷۹ء) جس میں دو گیت رنگین میں ریلیز ہوئی۔ ہندی فلمساز نے شکر (۸۰ء) کے لیے حیدرآباد کے عظیم الشان گنیش کے جلوس سے استفادہ کیا۔ اے ملگ نستوالو کی دعوت پر جتندر کے بھائی پرسن کپور نے اپنی فلم پیاسا ساون (۸۱ء) اناپورنا اسٹوڈیو میں بنائی۔ اتنی سی بات (۸۱ء)۔ ایک ہی بھول (۸۱ء) میں انتقام لوں گا (۸۲ء)۔ راستے پیار کے (۸۲ء)۔ جیون دھارا (۸۲ء) کی بھی فلمبندی حیدرآباد میں ہوئی۔ ان فلموں کی فلمبندی کے لئے کئی ہندی ستاروں اور ان فلموں سے وابستہ افراد کی آمدورفت سے حیدرآباد میں فلمی صنعت کے فروغ کے روشن امکانات پیدا ہوگئے ہیں۔

مشہور فلمی مصنف ساگر سرحدی نے اپنی فلم "بازار" کی تمامتر فلمبندی حیدرآبادیوں کے تعاون سے اسٹوڈیو سے باہر کی جس سے سرمایہ کی کمی کا ازالہ ہوگیا۔ بازار حیدرآباد کے سماجی اور معاشرتی حالات سے مربوط ماحول سے مطابقت رکھنے والی چھوٹی بجٹ کی فلم کے غیر معمولی کامیابی حاصل کرنے کی وجہ سے بمبئی کے کئی فلمساز حیدرآباد کا رخ کررہے ہیں۔ حیدرآبادی فنکاروں اسلم فرشوری (جدائی۔ اتنی سی بات۔ ایک ہی بھول۔ کرشنی۔ ادم سہا) اظہر افسر (اتنی سی بات۔ ادم سہا) احمد جلیس، مسعود جاوید۔ کلیم صدیقی۔ روپ لال نے بمبئی کے فلمسازوں کو کافی متاثر کیا ہے۔ اظہر افسر نے سنجیو کمار کے مقابل طویل مکالمے ادا کرکے خود اعتمادی کا مظاہرہ کیا۔ بی آر چوپڑہ کی فلم نکاح اور ششی کپور

کی فلم HEATS DUST کو جن کی فلمبندی پرانی حویلی، قدیم محلات اور آرٹس کالج میں ہوئی۔ انہیں جو تعاون ملا ہے اس سے فلمسازوں کو دوبارہ حیدرآباد آنے کی ترغیب ملی ہے۔ حالیہ عرصہ میں حیدرآباد میں بننے والی دو مسلم سوشیل رنگین فلمیں رضیہ اور سلطانِ دکن بندہ نواز اس لحاظ سے قابلِ ذکر ہیں کہ ان دونوں فلموں کی تیاری میں مقامی فنکاروں، تکنک کاروں اور اداکاروں نے حصہ لیا۔ مزموالذکر فلم کافی کامیاب رہی جس سے مقامی فن کاروں کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں آجکل حیدرآباد میں کئی فلمیں زیرِ تکمیل ہیں جن میں قابلِ ذکر بنجارن، بندہ نواز، جینے پیار میں، اپنے بچھڑے تو، ڈاکو سلطانہ، اڑان، کو کمن اور ستم قابلِ ذکر ہیں جنکی تکمیل اور ریلیز کے بعد حیدرآباد کی فلمی صنعت کو نمایاں مقام مل جائے گا۔

حیدرآباد کے اسٹوڈیوز انا پورنا اسٹوڈیو، رام کرشنا اسٹوڈیو، بھاگیہ نگر اسٹوڈیو، سارتھی اسٹوڈیو میں فلمی سرگرمیاں جاری ہیں۔ تلگو اداکار کرشنا نے پدمالیہ اسٹوڈیو کی سنگ بنیاد رکھ چکا ہے۔ رامانیڈو اسٹوڈیو کی زمین کیلئے کوشاں ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب حیدرآباد فلمی صنعت کا ایک بڑا مرکز بن جائے گا ●●

قلمی معاونین سے

گذارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے خاتمے پر اپنا مکمل پتہ، پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیں مضمون خوشخط لکھیں اور قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی تحریر فرمادیں۔ (ایڈیٹر)

سکندر ضمیر
راما ہین ہاؤس
آزاد مارکیٹ، بھوپال

مبازرت

انسانی ضمیر کے نام

میری پیدائش
آدم کے پہلے بیٹے کے قتل کا سبب بنی
اب میں جوان ہوں
لیکن !
گذشتہ خونریزیوں کا ذمہ دار بھی میں ہی ہوں
آج بھی !
ہر روز اخبار دنیا بھر میں
آدم کے بیٹوں کے قتل کا اعلان کرتے ہیں
لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں
مگر کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا
جو مجھے قتل کر دے
میری مبازرت طلبی سب کے لئے ہے
جو چاہے مجھے قتل کر سکتا ہے
لیکن کوئی قتل نہیں کرتا

●●●

ساتویں پنجسالہ منصوبے کیلئے ۶ نکاتی تجاویز پلاننگ کمیشن کو روانہ

آندھرا پردیش اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کا اجلاس

آندھرا پردیش اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ نے ساتویں پنجسالہ منصوبے (۱۹۸۵ء - ۹۰) کے لیے چھ اہم نکات پر مشتمل تجاویز پلاننگ کمیشن کو روانہ کی ہیں۔ چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کی صدارت میں منعقدہ اجلاس نے غربت کے خاتمہ اور مختلف ترقیاتی سرگرمیوں کے لیے قومی اتفاق رائے پر زور دیا ہے تاکہ موثق پروگراموں کے ذریعہ بے روزگاروں خواتین اور پچھڑے ہوئے مختلف طبقوں کے عوام کو خصوصی توجہ کے ساتھ منعقد کیا جاسکے۔ ریاستی حکومت اپنے چھ اہم نکات پر مبنی تجاویز میں پلاننگ کمیشن کو غربت کے خاتمہ کے لیے اسکیمات کو مقامی حالات کے تابع اور موزوں کرنے پر زور دیا۔ علاوہ ازیں بے روزگاروں کو بہتر روزگار مہیا کرنے اور ان کی خدمات سے بہتر استفادہ کے لئے دیہی علاقوں میں انہیں روزگار کے مواقع عطا کرنے کی تجویز پیش کیں۔ اشیائے صارفین روزمرہ کی ضروریات جیسے چاول، دالیں، تیل، گیاس اور دیگر اشیاء کی واجبی داموں میں دستیابی، سماجی تقاضے جیسے پینے کے پانی کی سربراہی، صفائی صحت وطبابت کی بہتر سہولتیں، پسماندہ طبقات کے معیار زندگی کو اوپر لانے کے لیے سرمایہ کاری وتعمیر امکنہ، دیہی وشہری صنعتوں کی ترقی کی تجاویز بھی اس میں شامل ہیں۔ سب سے نمایاں تجویز فلاح وبہبود کے کاموں کو امدادی خطوط پر مرکوز کرنا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب تک کام میں تیزی اور بہتری پیدا نہیں ہوگی اور ان پروگراموں کی عمل آوری پر نگرانی کا فقدان ہوگا اس وقت تک منصوبہ بندی کا مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ اس بات کا بھی اظہار خیال کیا گیا ہے کہ اعلیٰ معیار کی خدمات جیسے مواصلاتی نظام، ریلوے، بنک ادارے، بیمہ ادارے، آبپاشی، برقی، ٹرانسپورٹ قومی حیثیت کے حامل ہیں اور ان شعبوں میں انقلابی اصلاحات اور تبدیلیوں کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ ان کی ضروریات وخدمات کو بہتر بنایا جاسکے۔ بیرونی سرمایہ کاری کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے تجاویز میں یہ بتایا گیا کہ صنعت وحرفت کے معیار کو اونچا برقرار رکھنے کے لیے ابتداء میں نوجوان ذہن وفکر کو یکجا کیا جائے۔ تب منصوبہ بندی کے لیے ایسے علاقوں کی نشاندہی کی جائے تاکہ وہاں بیرونی سرمایہ کاری کے اشتراک سے اپنی صنعت کو زیادہ فروغ دیا جاسکے۔ اور بیرونی تکنک وسرمایہ پر جہاں تک ہوسکے کم سے کم انحصار کیا جائے۔ صنعتی موجدات کے وقت عالمی معیار کے علاوہ ہمارے تقاضوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے تاکہ قومی معیشت کو عالمی مسابقت میں ایک حصہ دار بنایا جائے۔ اس میں اچھی سوجھ بوجھ پیدا کی جائے تاکہ اس طرح کے حالات پیدا ہوں۔ مخلوط معیشت کے رجحان کی ہمت افزائی کی جائے تاکہ اجارہ داری سے ہٹکر خانگی وعوامی شعبوں کے درمیان صحت مند مسابقت پیدا ہو۔ ان تقاضوں کی روشنی میں عوامی صنعتوں کے علاوہ خانگی شعبوں کو مزید مستحکم بنانے سازگار ماحول پیدا کیا جائے تاکہ یہ دونوں شعبوں میں ہر لحاظ سے وسعت وترقی ہوسکے۔ موقتی اسکیمات کے تعلق سے یہ کہا گیا ہے کہ باریک بینی سے متحرک پروگراموں پر نظر رکھی جائے اور صحیح تال میل، پس اندازی اور سرمایہ کاری کے رجحان کے تناسب کی بنیاد نہیں ہوسکتے۔ مرکز وریاست کے درمیان منصوبہ بندی رجحان، اور بلاواسطہ اقدامات کا حوالہ دیتے ہوئے تجاویز میں کہا گیا کہ منصوبہ بند افکار کو سیاسی قیادت اور اسکالرس آگے بڑھا سکتے ہیں لہذا

ایسے افراد کو وسیع النظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے متوقع اقدامات پر غور کرنا ہوگا علاوہ ازیں منصوبہ بند طریقوں کو وسعت دینا، صنعتی، سماجی منصوبہ بند خدمات کے ساتھ ساتھ مزدور تیادت، کسان اور سیاستدانوں کو بھی اپنی ذمہ داری محسوس کرنا چاہیئے۔ منصوبہ بند دستاویزات کو عملی جامہ پہنانے سے قبل مرکزی حکومت اور ریاستی چیف منسٹر ہر دو کے لیے یہ قابل قبول اصلاح ہونی چاہیئے۔ منصوبہ بندی کے طریقہ کار کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے بالواسطہ منصوبہ بندی کو روبہ عمل لایا جائے۔ منصوبہ بندی کا سب سے بڑا مسئلہ اسکی عمل آوری ہے اور یہ منصوبہ بند طریقوں کو بالواسطہ بنانے مقامی حالات کے تابع رکھنے سے حل ہوسکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کل نظام کو بادی النظری سے وسعت دینے کے لیے اس میں سرعت پیدا کی جائے۔ اور منصوبہ بند طریقہ کار کو باعمل بنانے میں سیاسی احساس کی بھی ضرورت ہے۔

لفظوں کی خوشبو

ہربھگوان شاد

اسسٹنٹ ایڈیٹر روزنامہ "ہند سماچار"
جالندھر، پنجاب

یہ خوشبو یہ مرے لفظوں کی خوشبو   سنہرا رقص ہے جام و سبو کا
نہیں ہے صرف عنوانِ سخن ہی   یہ خوشبو گیت ہے مرے لہو کا

یہ خوشبو زندگی ہے شعریت کی   یہ خوشبو عظمتِ حسنِ بیاں ہے
شفق بھی ہے یہی قوسِ قزح بھی   اسی میں رنگِ ماہ و کہکشاں ہے

اسی خوشبو کے سانسوں کی لطافت   معطر کر گئی بزمِ سخن کو
اسی خوشبو کے دلکش پیرہن سے   سجاتا ہوں تخیل کی دلہن کو

یہی ہے ہمسرِ حسنِ خیاباں   یہی رازِ جمالِ ہمنشیں ہے
مرے مستی بھرے لفظوں کی خوشبو   بہارِ بے خزاں سے بھی حسیں ہے

یہی خوشبو شرابِ شاعری ہے   کئے آباد جس نے بادہ خانے
لکھے ہیں آبگینوں کی جبیں پر   اسی نے میرے تشنہ لب فسانے

مقدس آگ ہے یہ زندگی کی   جوانی کا نیا فرمان بھی ہے
یہ خوشبو ہے تلک خاکِ وطن کا   شہیدوں کے لہو کی آن بھی ہے

عروسِ شعر ہے اس پر نچھاور   یہ خوشبو ہے کہ خوابِ فکر و فن ہے
یہی خوشبو ہے گجرا گیسوؤں کا   یہی خوشبو غزل کا پیرہن ہے

یہ خوشبو میر و غالب کی امانت   زمانے کے حوالے کر رہا ہوں
یہ خوشبو وہ خزانہ ہے کہ جس سے   میں ہر شاعر کا دامن بھر رہا ہوں

اُٹھی ہے دادکی دھرتی سے لیکن   خوشی کے بادہ خانوں تک اُڑے گی
ابھی تو شاد سے منسوب ہو کر   یہ خوشبو آسمانوں تک اُڑے گی

یہ خوشبو ہے بہارِ جاوداں بھی
اسی کا نام ہے اردو زباں بھی

سب سے بڑی جمہوری طاقت

میں وہ کتابِ دل ہوں جس کو
ورق ورق پڑھتی ہے دنیا
طرزِ جہاں بانی جمہوری
میری نظر میں سارے انساں بھائی بھائی، شیر و شکر
مکتب، دفتر، کام گھروں اور کھیتوں میں
زینہ زینہ، قدم قدم خوش حالی
جنگل، صحرا باغ بغیچے
روشن روشن جیسے دریچے
علم کی دیوی مندر، مسجد جوت جگائے
دین دھرم پھیلائے
گیانی اپنے دھیان گیان سے بھارت کو اونچا لے جائے
دھرتی سے آکاش پہ پہنچے اور اپنا پرچم لہرا دے
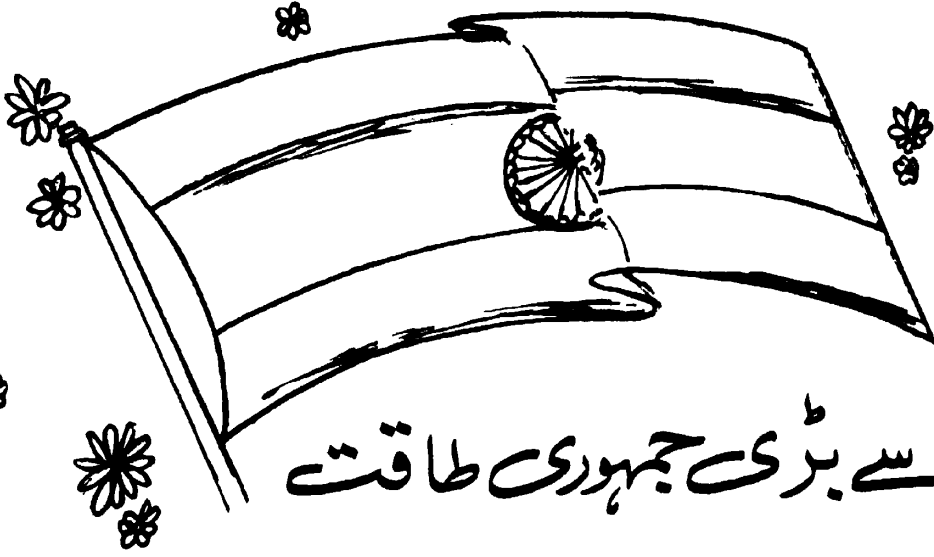
یہ سب کیا ہیں ؟ میری کتابِ دل کے ورق ہیں :
جن کے پیچھے گوتم، گاندھی، نہرو اور آزاد چھپے ہیں
گنگا جمنا، تاج، ایلورا، چار مینارا
مسجد، مندر اور کلیسا سب کی دعا ہے
ہندو مسلم سکھ عیسائی سب میرے ہیں
میں سب کا ہوں
میں وہ کتابِ دل ہوں جس کو ورق ورق دنیا پڑھتی ہے
میں ہندی ہوں، ہندوستانی : بھارت نام ہے میرا

دنیا کے پھیلے نقشے میں اک شاداب جزیرہ ہوں
سب سے بڑی جمہوری طاقت اور انمول سا ہیرا ہوں

●

عظیم الرحمٰن عظیم
۲۳-۳-۵۷۸ سلطان شاہی روبرو مسجد شکر
حیدرآباد ۵۰۰۲۶۵

لیلیٰ لکھنوی
P/377 سکنڈ ایونیو آفیسرز کالونی
بھنڈرہ کنٹونمنٹ ۔

ابھی انسان زندہ ہے

7

گھپ سیاہ رات کے اندھیرے میں ہوسپٹل کی سفید عالی شان عمارت
ے پراسرار ویران قبرستان کی طرح خاموش تڑپتی اور سسکتی روحوں کی طرح چیخ
ہے تھے، کچھ دم توڑ رہے تھے اور انہیں کے قریب ایک بستر پر ہما اپنی منتشر
انسوں کو ہموار کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی ۔ اس کے معصوم چہرے اور
ہوں میں بے کراں غم اور بے پایاں اداسی اور کرب چھایا ہوا تھا ، کومل سا
م ململ کی پٹیوں سے لپٹا تھا جس کے اندر سے بے انتہا تعفن نکل رہی تھی جیسے
ئی دنوں کی سڑی ہوئی لاش ہو ۔ جسم بخار کی شدت سے تپ رہا تھا اور بے تد
ی پلکوں پر آنسو منجمد تھے ۔ شاید وہ چند ساعت اور یونہی سسکے گی اور
ں اکیلے تڑپتے تڑپتے دم توڑ دے گی ..... اور اس کی لاش بھی باقی
زخمی اور گھائل لوگوں کی طرح کسی ویران قبرستان میں سپرد خاک کر دی جائے گی
ں اس سے پہلے لاتعداد لاشیں ہزاروں من مٹی کے نیچے دفن کی جا چکی
ں ۔ تاکہ ان کی بو فضا کو مکدّر نہ کر سکے ــــــــــ رات کے ویران
ندلکوں میں یہاں ابدی نیند سونے والوں کے لیے نہ کسی کے دل سلگتے ہیں
ی کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں ۔ نہ کوئی شمعیں روشن کرتا ہے اور نہ ہی کوئی
ہنے والا پھول چڑھاتا ہے ...... یہ بیکسی کے مزار اور ویران کھنڈر
ف چاندنی راتوں میں ہی روشن ہوتے ہیں .... اور چمکتے ہوئے ننھے
نے جگنوں بھٹکتی ہوئی بیقرار روحوں کی طرح ٹکرایا کرتے ہیں ۔ اور پھر اسی
خاک میں مل جاتے ہیں ۔

۱۹۴۷ء کا سال کیا آیا کہ ہندوستان کی سرزمین انسانی خون سے ایسی نہائی
کہ آسمان تک اس کی لالی سے سرخ ہوگیا ۔ آدم زاد خونخوار درندوں نے ماؤں
بہنوں ، بیٹیوں اور معصوم بچوں تک کے لہو سے اپنے ہاتھ رنگ لیے ۔ لاکھوں
انسان بے گھر ہوگئے ۔ ہزاروں خاندان لٹ کر بچھڑ گئے اور ان کی آنکھوں کے سامنے
ان کے چاہنے والے ذبح کیے گئے ۔

قتل و خون کی جو ہولی کھیلی گئی تھی وہ انسان ہی کا کارنامہ تھا ۔ وہ انسان
جو اپنے آپ کو اشرف المخلوقات کہتا ہے اور اپنے کو حیوانوں سے بالاتر سمجھتا ہے
مگر اس وقت نہ کوئی کسی کا ہمدرد تھا ، نہ دوست ، نہ بزرگوں کی ضعیفی کا پاس تھا
نہ عورتوں کی عصمت و عفت کی لاج کا لحاظ تھا نہ بچوں کی معصومیت کا خیال ۔
بس صرف ایک حیوانی بربریت کا جذبہ کارفرما تھا " انتقام " وہ ہندو ہے ۔ " وہ
مسلمان ہے اور " وہ سکھ ہے " ۔ اور اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں " ۔

مرنے والوں کی دلخراش چیخوں اور سسکتی آہوں سے فضائیں لرز اٹھیں اور
آسمان تھرا گیا ـــــ لاشیں تڑپتی رہیں ..... سڑتی رہیں اور انسانی خون کی
ندیاں بہتی رہیں ۔

ہر فرقے کے رہنما سلامتی کے لیے منتیں کرتے رہے ، صبر و استقلال
سے کام کرنے کی التجائیں کرتے رہے اور بھائی چارہ ، میل ملاپ ، قومی یکجہتی کی تلقین

کرتے رہے۔ مگر انسان انسانیت کا دامن داغدار کرتا رہا۔ گھر جلتے اور لٹتے رہے اور انہیں جلتے اور لٹتے گھروں کے درمیان ہما کا چھوٹا سا گھر تھا اور اس کے ساتھ نرلیش بابو کا مکان تھا۔ جب .... گھر نذرِ آتش ہو گئے اور ان کی دنیا ان کی آنکھوں کے سامنے جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئی تو سینے کے اندر کا ناسور آنکھوں سے بہہ نکلا۔ نرلیش بابو جن کے کردار میں فرشتوں جیسی پاکیزگی تھی، جن کی زندگی کا ہر لمحہ ہر پل دوسروں کی خدمت اور بہبودی کرنے میں گزرا تھا، جنہوں نے دوسروں کی تکالیف، دکھ اور درد دور کرنے کے لیے بے خواب راتیں گزاری تھیں۔ ان کے غم کو اپنا غم سمجھا تھا، اپنے دامن سے اشکبار آنکھوں کو خشک کرتے تھے، جن کی زندگی کا مقصد صرف محبت، خلوص اور پیار تھا۔ وہ نرلیش بابو جو روزانہ صبح گیتا پڑھتے تھے اور قرآن پاک پر اعتقاد رکھتے تھے۔ پیغمبر اسلام کی دل سے عزت کرتے تھے۔ وہ نرلیش بابو انسان نہیں فرشتہ تھے۔

ہما بچپن ہی سے ماں کی محبت سے محروم تھی۔ اس کے باپ یوسف نے اس کو ایسی محبت اور شفقت سے پرورش کیا کہ اس نے کبھی ماں کی آغوش اور محبت کی کمی کو محسوس نہیں کیا۔ جس دن وہ بیوی کو دفن کر کے غمگین اور خستہ حال کیلئے گھر میں داخل ہوا تھا اس وقت بھی نرلیش بابو ہی نے اس کو اپنے سینے سے لگا کر اپنے دامن سے اس کے آنسو خشک کیے تھے۔ اُسے صبر کی تلقین کی تھی اور بھرائی ہوئی آواز سے کہا تھا۔

" اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا گمراہوں کا کام ہے۔ اس کی رضا اور مشیت کے آگے انسان لاچار ہے۔ موت ایک ایسا جبر اور ایک ایسی حقیقت ہے جس کے اعتراف میں ہمارے سر نگوں ہیں۔ آج بھابی زندہ نہیں ہیں مگر ان کی امانت اور یادگار ہما تمہارے پاس ہے۔"

اس وقت یوسف نے اپنا آنسوؤں سے بھیگا ہوا چہرہ نرلیش بابو کے چہرے پر رکھ دیا ...... اور سسک اُٹھا۔ سہمی ہما باپ کے سینے سے چمٹ کر بلک بلک کر رو دی " ابو میری امی کو کہاں چھوڑ کر چلے آئے ... میری امی کب واپس آئیں گی ؟ " یوسف نے بچی کو چمٹا کر جواب دیا تھا۔ " تمہاری امی ہم سب سے روٹھ کر اللہ کے پاس چلی گئیں ہما۔ اب وہ کبھی نہیں آئیں گی۔ جب ہما اور زیادہ رونے لگی تو نرلیش بابو نے بچی کو اپنی گود میں اٹھا لیا اور پیار سے بولے ہما بیٹی ایسے نہیں روتے ہیں لال ابھی میں تو زندہ ہوں۔ آؤ میرے گھر چلو۔ میرے ہوتے ہوئے میری بیٹی کی آنکھ سے ایک آنسو نہیں بہے گا۔" وہ ڈری اور غم کی ماری ہما کو گود میں لیے اپنے گھر چلے گئے۔ اپنے ہاتھوں سے انہوں نے اس کا منہ دھلایا۔ الجھے ہوئے بالوں کو سلجھایا اور بہلا بہلا کر اُسے کھانا کھلایا۔ پھر وہ ان کے سینے سے لگی سو گئی اور وہ ہما کو اپنے کلیجے سے لگائے دیوار کے سہارے گھنٹوں بیٹھے رہے۔ جیسے وہ ان کے جسم کا ایک حصہ تھی۔ وقت تیزی سے آگے بڑھتا رہا.... اور ہما، یوسف اور نرلیش بابو کی محبت میں دن بدن پروان چڑھتی گئی اور پھر وہ دل ہلا دینے والا ستمبر ۱۹۴۷ء آیا۔

تقسیم ہند کے بعد فسادات، ظلم، تشدد، بربریت، قتل اور خون کا بازار گرم ہو گیا ہر طرف المناک تاریکیاں چھا گئیں اور مادرِ وطن کی سرزمین انسان کے لہو سے سرخ ہو گئی۔ جب خون کی لالی اور آگ کے شعلے یوسف اور نرلیش بابو کے محلے تک آ پہنچے تو یوسف نے گھبرا کر نرلیش بابو سے کہا " نرلیش بھائی " ! مجھے اپنی زندگی کی تو کوئی پروا نہیں ہے اور نہ ہی موت سے میں ڈرتا ہوں۔ ہاں اگر فکر اور پریشانی ہے تو وہ صرف ہما کی ہے۔ اس کی میں کیسے حفاظت کر سکوں گا ؟ کہاں اُسے لے جا کر چھپا دوں کہ میری بچی پر کوئی آنچ نہ آئے ؟ اب تو ہمارے محلے میں بھی آتش زنی اور قتل کی وارداتیں ہونے لگی ہیں۔" نرلیش بابو نے بڑے دلاسے اور متانت کے ساتھ یوسف کو یقین دلایا تھا " یوسف بھیا تم بے فکر رہو۔ جب تک میری جان میں جان باقی ہے۔ کوئی ہما کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا ہے اور اگر وہ منحوس ساعت آ بھی جائے تو تم دونوں پر کسی قسم کی آنچ آنے سے پہلے میں اپنی جان کی بازی لگا دوں گا۔" یوسف نرلیش بابو سے لپٹ کر رو دیا۔ بھائی للہ ایسا نہ کہو۔ میں زندگی میں کبھی تمہاری محبت، ایثار اور ہمدردیوں کا بدلہ اتار نہیں سکتا اور نہ ہی میرے پاس وہ الفاظ ہیں جن سے تمہارا شکریہ ادا کر سکوں کیونکہ جذبات کی صحیح ترجمانی کرنے سے الفاظ قاصر ہیں۔ تم انسان نہیں انسان کے روپ میں فرشتہ ہو" نرلیش بابو نے اپنی نم آنکھیں خشک کرتے ہوئے آہستہ سے کہا " یوسف یہ تو ایک ادنیٰ انسانی فرض ہے جو ہم ایک دوسرے کے ساتھ

خلوص و محبت برتتے ہیں۔ ایک دوسرے کے دکھ، درد اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ اگر انسانیت کا فرض ادا کرنے میں میری جان بھی کام آجائے تو مجھے اس پر فخر ہوگا۔" یوسف نے محسوس کیا جیسے آسمان سے کوئی فرشتہ زمین پر اُتر آیا ہو۔ اور وہ اس سے ہمکلام ہو ——————

پھر...... دلوں کو ہلا دینے والی وہ سیاہ، بھیانک اور خونی رات آگئی جب ایک وحشی ہجوم نے یوسف کے مکان پر حملہ کرکے مکان میں آگ لگادی۔ اس لمحے وہاں ہما اور یوسف کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ وہ دونوں ڈر و خوف سے لرز اُٹھے۔ ہما سہم کر باپ کی چھاتی سے چمٹ کر بلک اٹھی۔ باہر ایک شور برپا تھا۔ اور اُس شور میں یوسف نے نریش بابو کی آواز سنی وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے "یوسف بھیا گھبرانا نہیں میں آگیا ہوں۔ باہر مت نکلنا۔ جب تک میں نہ کہوں میں آگ بجھا رہا ہوں میرے بھائی۔" پھر کئی لوگوں کی غصے سے بھری ایک ساتھ آوازیں گونج اٹھیں۔ "تم آگ نہ بجھاؤ نریش ورنہ اچھا نہ ہوگا۔" اندر سے یوسف نے چیخ کر کہا۔ " نریش بھائی آپ کو واسطہ خدا کا یہاں سے چلے جایئے میں آپ سے التجا کرتا ہوں۔" اور یوسف نے خود آگے بڑھ کر جلتے ہوئے دروازے کے پٹ کھول دیئے۔ یوسف نے دیکھا نریش بابو دروازے کی دہلیز پر سانپ کی مانند حفاظت کر رہے تھے۔ ہاتھ میں پانی کی بالٹی تھی۔ بال ویران اور چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ دروازہ کھلتے ہی مجمع اندر گھس آیا۔ اور یوسف اور ہما کی طرف بڑھنے لگا یہ دیکھ کر نریش بابو نے یوسف کو پیچھے ڈھکیل دیا۔ ہما کو اپنی باہوں میں چھپالیا۔ اندھیری رات میں چھریاں چمکیں۔ آہیں سنائی دیں اور مکان آگ کے سرخ شعلوں میں لپٹ گیا۔

کئی لاشیں خون سے نہائی ہوئی زمین پر گریں۔ اور پھر موت کا سناٹا چھا گیا جب پولیس آئی۔ جلے ہوئے مکان کے ڈھیر سے لاشیں نکالی گئیں تو ان لاشوں میں سب سے پہلی لاش نریش بابو کی تھی۔ ان کے سینے سے ایک معصوم خون میں نہائی بن ماں کی بچی سسک رہی تھی جس کا چھوٹا سا ہاتھ اب بھی نریش بابو کے خون سے بھیگے بریفلے ہاتھ میں اسی طرح مضبوطی سے جکڑا ہوا تھا جس طرح زندگی میں انہوں نے تھاما تھا۔ اور ان کے قدموں کے پاس یوسف کی لاش پڑی تھی۔

تینوں کے بہتے ہوئے خون مل جل کر ایک ہوگئے تھے
جیسے گنگا اور جمنا !
نہ کوئی ہندو تھا، نہ کوئی مسلمان !!

صرف تین انسان، انسانیت، محبت اور یکجہتی کا کبھی نہ مٹنے والا سیندور لگائے محوِ خواب تھے۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے یہ ایک ایسی ناقابلِ فراموش جیتی جاگتی اور بیش بہا قربانی تھی جو مرنے کے بعد بھی پکار پکار کر کہہ رہی تھی۔
"ہم ایک ہیں۔ اور ہمیں موت بھی جدا نہیں کرسکتی۔"

گیت — بنام "قومی یکجہتی"

بیکل اُتساہی
گیتا بخ - بلرام پور ضلع گونڈہ
(یوپی)

چلو کہ پہلے نفرتوں کی آن بان توڑ دیں — تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

الگ الگ یہ راستوں پہ رینگتے سے قافلے
قدم قدم مسافروں کے ٹوٹتے سے حوصلے
جو رینگتے سے قافلے ہیں
ٹوٹتے سے حوصلے ہیں ۔ اک ڈگر سے جوڑ دیں — تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

یہ شہر شہر خون کے بہاؤ میں بسا ہوا
یہ گاؤں گاؤں آپسی تناؤ میں کسا ہوا
یہ خون کے بہاؤ کی
یہ آپسی تناؤ کی ۔ کلائیاں مروڑ دیں — تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

گلی گلی ٹٹولتی گھٹائیں لُوٹ مار کی
نگر نگر میں ڈولی ہوائیں انتشار کی
یہ لوٹ مار کی گھٹا
یہ انتشار کی ہوا ۔ سمندروں میں چھوڑ دیں — تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

یہ آدمی سے آدمی کی دُوریاں یہ کھائیاں
یہ اپنے ہاتھ سے تباہ ہو کے پھر دُہائیاں
یہ دُوریاں یہ کھائیاں
یہ چیخ یہ دُہائیاں ۔ اُٹھو اُنھیں جھنجھوڑ دیں — تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

یہ سُوکھے سُوکھے پھول، پھر بہار کی جوانیاں
یہ جھلسے جھلسے رنگ روپ باغ کی نشانیاں
جوانیوں کے جام میں
نشانیوں کی شام میں ۔ محبتیں نچوڑ دیں — تو پھر کہیں کہ ایک ہیں

نوائے وقت

(قومی یکجہتی کیلئے)

خوابِ جاگنے کا سب کو جگانے کا وقت ہے
اٹھو کہ نازِ زیست اٹھانے کا وقت ہے

انساں کی عظمتوں کو بڑھانے کا وقت ہے
آئینہ شعور دکھانے کا وقت ہے

اخلاص سے وفا سے مروت سے پیار سے
بچھڑے ہوئے دلوں کو ملانے کا وقت ہے

مرکز گریزیوں کا نتیجہ ہے انتشار
مرکز پہ اپنے آپ کو لانے کا وقت ہے

ماضی کی طرح حال میں ہو جائیں ایک ہم
اس دیش کو نمونہ بنانے کا وقت ہے

ہم سے ہماری راہبری کہہ رہی ہے آج
بھٹکے ہوؤں کو راہ پہ لانے کا وقت ہے

اک دوسرے کے غم کا مداوا کریں ہم آج
کل کیا ہوا تھا اسکو بھلانے کا وقت ہے

انسانیت کے فرض کو انساں ادا کرے
بغض و حسد کو دل سے مٹانے کا وقت ہے

ہر سمت آرہے ہیں نظر موت کے قدم
آؤ کہ زندگی کو بچانے کا وقت ہے

آواز پر ضمیر کی چلت ہے پھر ہمیں
کھوئے ہوئے سکون کو پانے کا وقت ہے

امن و سلامتی میں ہی دنیا کی ہے بقا
دنیا کو امن دوست بنانے کا وقت ہے

ساحرؔ بدل رہے ہیں تقاضے حیات کے
یہ وقت اپنے ہوش میں آنے کا وقت ہے

سالِ نو

•

سلگتی ہوی ساعتوں میں
نیا رنگ آنے لگا ہے
بہار آشنا آرزو پنکھ پھیلا رہی ہے
تمنا کی شاداب وادی سے ہوکر
کوئی اپسرا رنگ اور نقش کے مرمریں جسم میں
صندل و گُل کا ملبوس پہنے ہوئے
زینۂ صبح پر روشنی کے سہارے کھڑی ہے

•

نئے سال کی ساعتِ خوش نگاراں
میرے دیس کے بام و در ، ہر مکیں کو
مسرت ، خوشی ، شادمانی کے تحفے
عطا کر رہی ہے ، عطا کر رہی ہے
چاولوں کا وطن ، پیار کا دیس میرا
ترقی کے جادہ پہ گرم سفر ہے
مبارک ، مبارک نیا سال سب کو

سلگتی ہوئی ساعتوں میں
نیا رنگ آنے لگا ہے

عطیہ شہناز

آندھرا پردیش کے اضلاع میں

سیلاب اور بارش

کی تباہ کاریوں سے متاثرہ ہزاروں عوام

کی مدد کیجئے اور اپنے

عطیات

چیف منسٹر ریلیف فنڈ

کے موسومہ روانہ کیجئے

اے مادرِ ہندوستاں

اے مادرِ ہندوستاں، اے میرے پیارے وطن
ہیں محبت کے امیں یہ تیرے گنگ و جمن
ہے ہمالیہ تیری عظمت کا نشاں
تیری دریاؤں میں بہتی چاندی
وادیاں گلپوش تیری دل کش
ہے دھنک بکھری ہوئی یا پھول بن
اے مادرِ ہندوستاں اے میرے پیارے وطن
تو سرِ دریکتی و یکیست ہے
حالی و آزاد تیرے مدح خواں
ہر ذرہ تیری خاک کا اک دیوتا
تو ترانے میں ہوا، اقبالؔ کے جلوہ فگن
اے مادرِ ہندوستاں اے میرے پیارے وطن
کیوں بھلا ہم نام مذہب پر لڑیں
نفرتوں کی دل میں شمعیں کیوں جلیں
دُور ہم ہر اک تعصب سے رہیں
دل میں ہو دریائے الفت موج زن
اے مادرِ ہندوستاں، اے میرے پیارے وطن

ہر شہر، ہو شہرِ اماں آشتی ہو کو بہ کو
عزت و ناموس قایم ہو سلامت آبرو
نام کچھ ہوں شرح ہے سب کا لہو
عام ہو پھر آدمیت کا چلن
اے مادرِ ہندوستاں، اے میرے پیارے وطن
ہیں محبت کے امیں یہ تیرے گنگ و جمن

وحید انجم
لکچرر اردو گورنمنٹ ڈگری کالج
یادگیر ۵۸۵۲۰۱

قمر جمالی

۲۰۳ اے جی آفس اسٹاف کوارٹرس

نزد ٹی بی ہاسپٹل حیدرآباد ۵۰۰۸۹۰

وہ آٹھ برس کا تھا ہوگا جب اُس کے گاؤں میں کال پڑا۔ ایک ایک کر کے
ؤں کے سارے لوگ روزی کی تلاش میں شہر کی طرف منتقل ہوگئے۔ ان ہی میں
ں کا باپ بھی تھا۔ سفید ململ کا کرتا۔ اور سفید جھاگ اگلتی کلف کی دھوتی
ہنے بائیں ہاتھ میں دھوتی کا کنارہ تھامے اور چُم چُم کرتی کا نپوری چپل پہن
ر وہ گاؤں کی سنسان گلیوں میں سے گذرتا تو لوگ پہچان لیتے کہ صفدر خاں
ا رہا ہے۔ گاؤں میں اس کی بڑی عزت تھی۔ وہ ہر ایک کو اپنے باپ کو جھک
مک کر سلام کرتے ہوئے دیکھتا تو فخر سے سینہ پھلا لیتا۔ گاؤں کے چھوٹے
بے سب ہی اُسے مجّو بھیا پکارتے تھے۔ شاید گاؤں والے ایسا پکارنے کو
زت افزائی سمجھتے تھے ہوں۔ اگر کسی نے اُسے اُس کے نام سے پکارا تو
ہ اُس کا دادا تھا جو اُسے مجید خاں کہہ کر پکارتا۔ گاؤں ویران کرنے والوں
صفدر خاں روکتا رہا۔ منع کرتا رہا۔ مگر کسی نے اس کی نہیں سنی۔ ہر
یک کو اپنے پیٹ کی لگی تھی۔ سب چلے گئے مگر صفدر خاں نے تنہا
اؤں میں رہنے کو ترجیح دی۔ اب وہ تنہا گاؤں کی عورتوں اور ننھے بچوں
رکھوالا تھا۔ گاؤں میں کسی بچے کو بخار آتا تو صفدر خاں رات رات
مرویدوں اور حکیموں کی گلیوں کے چکر کاٹتا دکھائی دیتا۔ کسی کا بچہ
وکوں بلک اُٹھتا تو صفدر خاں پریشان منڈلاتا دکھائی دیتا۔ اگر کسی
ں بہن کی گود اجڑ جاتی تو اپنی جان کی دہائی دے دے کر انھیں صبر کی
قین کرنے والا صفدر خاں ہوتا۔ مجید یہ سب دیکھ کر حیران ہوتا۔ کبھی
بھی کسی ننھے منے کو بھوک اور پیاس سے تڑپتا دیکھتا تو خود بھی رو
اُٹھتا اور اپنے حصے کا کھانا اسے دے دیتا۔

"مجّو بھیا! تمھارے باپو بہت اچھے ہیں۔ اپنا کھانا ہم میں کھلا دیتے ہیں۔"

"مجّو بھیا! تمھاری ماں تو دیوی ہے دیوی۔ آج وہ نہ ہوتی تو میری کوکھ اُجڑ گئی ہوتی۔ بھگوان اسے سدا سہاگن رکھے۔ صفدر خاں ہمیشہ زندہ رہے"
گائتری دیوی نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی تو مجید بیچ میں بول اٹھا۔

"گائتری ماں! خدا سے کہو کہ میں بھی سدا سہاگن رہوں۔"

آنسوؤں سے منہ دھوتی گائتری مجید خاں کی معصوم بات سن کر ہنس پڑی
روتی آنکھیں اور ہنستے ہونٹوں کو ہم آہنگ دیکھ کر مجّو حیران ہوگیا۔

"کیوں ہنستی ہو ماں؟"

"بھیا سہاگ تو عورتوں کا ہوتا ہے۔ بھلا مردوں کا سہاگ کیسا۔"

"تو پھر تیرا سہاگ کہاں ہے گائتری ماں۔؟"

"میرا سہاگ!—" "یہ تم نے کیا پوچھا مجّو بھیا —! کیوں پوچھا —؟
یہ سہاگ تو کبھی کا اجڑ چکا۔ میں ایک لٹی پٹی ابھاگن ہوں مجّو بھیا۔"
وہ چیخ چیخ کر رو پڑی۔

"کیوں روتی ہو گائتری ماں۔ چپ ہو جا۔ اب سے نہیں پوچھوں گا۔ کبھی نہیں پوچھوں گا۔ یہ لے" اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے مجید خاں نے پٹا پٹ اپنے گال پیٹ لئے۔ بچے کی معصوم حرکت پر نہ صرف روتی پیٹتی گائتری کو ہنسی آگئی بلکہ قدرت بھی شاید مسکرانے لگی تھی۔ یکایک ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں۔

مانسون گاؤں پر سے گذرتا ہوا وہیں رک گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں فضا ابرآلود ہوگئی اور .... رم جھم برسنے لگا۔ کال سے ترسنے والے مدتوں بعد آسمان کو ہنستا دیکھے تو ناچتے گاتے باہر نکل پڑے۔ پھر شام ڈھلے ڈھلے خوب جشن باراں ہوئی قدرت کی رحمت کے شکرانے ادا ہوئے۔ مسجدوں میں اذانیں ہوئیں اور صفدر کی گھنٹیاں باجیں۔ بچے شکم سیر ہوکر پانی پیئے۔ ہاں مگر پیٹ کی آگ ذرا مدہم ہوئی تو سب کو اپنے پرائے کی یاد آنے لگی۔ زخم دل ہرے ہوگئے۔ عورتوں کو اپنے شوہروں اور بچوں کو اپنے باپ یاد آگئے۔ صفدر خاں نے بھی رات بھر سجدہ ریز ہوکر شکرانے کے دعائیں مانگیں اور جوں ہی صبح کا گجر گونجا انھوں نے دیکھا گاؤں کے سارے لوگ اُن کے دروازے پر جمع ہیں۔

" صاحب انھیں کھبر کردیئو کہ اب کال کھتم ہوگیا ہے۔ گاؤں واپس لوٹ آئیں۔ روکھی سوکھی ہی کھا کر بال بچوں میں گذارا کرلیں گے۔" سیتا نے گڑگڑا کر کہا۔ " ہاں صاحب! کہنا کہ سہر سے لایا روپیا پیسہ لے کر کیا کرت ہے جب ام ہی جندہ نہ رہیں۔ کڑکڑاتی رات آتی ہے تو جی ہول کھاوت ہے۔" وکاس کی جواں سال بیوی نے التجا کی۔ " صفدر بیٹا! بھرت سے کہنا کہ بوڑھی آنکھیں اب پتھرانے کو ہے۔ جلد لوٹ آؤ۔ کال ختم ہوگیا ہے۔ روکھی سوکھی تو مل ہی جائے گی۔" بوڑھی بھرت کی ماں نے کہا۔ اور دور .... مجمع میں گیتا نے فریاد بھری نظروں سے صفدر خاں کی طرف دیکھ کر نظریں جھکالیں تو صفدر خاں کے دل میں ایک کسک سی ہوئی۔ اس کا پریتم بھی تو شہر گیا ہوا تھا۔ گیتا نے لب نہیں کھولے مگر اس کی اٹھتی جھکتی نگاہوں نے ساری روداد سنادی۔ " اے بیٹا! عرفان سے کہنا کہ واپس آئے۔ میں بوڑھی آج مروں تو کل جُزِ گل بن جاؤں مگر زلیخا کا کون سہارا ہوگا......" صاحب — بھیا — بیٹا — غرض ہر طرف سے آہ و بکا فریاد بھری آوازوں سے فضا گونج اٹھی۔ صفدر خاں سے مزید رہا نہ گیا۔ آخر انھوں نے مجمع کو مطمئن کردیا کہ وہ ضرور شہر جاکر اُن کے مردوں کو اطلاع کردیں گے۔ سارے گاؤں والے خوشی خوشی لوٹ گئے۔ مگر۔ مگر دو دل بہت اداس ہوگئے اور ...... یہ دل تھے مجو میاں اور اُن کی ماں کے۔

" کیوں جی! آپ نے جانے کے لئے ہاں کردی۔ تمھیں ہماری کوئی پرواہ نہیں۔؟" مجو کی ماں نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔

" دل چھوٹا کیوں کرتی ہو مجو کی ماں۔ میں تھوڑے ہی وہاں رہنے کے لئے جارہا ہوں۔ میں تو صرف گاؤں کے مردوں کو ان کی عورتوں کے پیغام دے کر واپس لوٹ آؤں گا۔"

" ہاں ہاں۔ دوسری عورتوں پر تمھیں ترس آتا ہے اور اپنی عورت کا کچھ بھی خیال نہیں۔"

" بھئی! گاؤں والے مجھے اپنے بیٹے، بھائی اور ان داتا کے برابر مانتے ہیں اب ان کا میرے سوا ہے ہی کون۔"

" تم چاہے کسی کے کچھ ہو۔ مگر ہو تو میرے اپنے — میری زندگی — تمھیں اگر کچھ ہوگیا تو میں جی نہ سکوں گی۔ اور تو اور تمہیں تو اس بات کا اندازہ نہیں کہ میرا رشتہ ان تمام رشتوں پر بھاری پڑتا ہے۔"

" کیسی باتیں کرتی ہو مجو کی ماں — ! ہمیشہ تو میرے ساتھ دوسروں کی بھلائی میں میرا ہاتھ بٹاتی رہیں۔ مگر آج تمھیں یہ کیا ہوگیا کہ تم بھی جاہل عورتوں کی طرح باتیں کرنے لگی ہو۔"

" تم چاہے کچھ کہو۔ میں تمھیں اکیلے شہر جانے نہ دوں گی۔"

" ہاں ہاں نہیں جانے دوں گا — رو رو کر آسمان سر پر اٹھالوں گا۔ آپ کی کھاچر بنڈی کے پیچھے لٹک کر میں بھی ساتھ آؤں گا۔ ماں۔ تم بھی ایسا ہی کہنا۔ ہم باپو کو اکیلے ہرگز نہیں جانے دیں گے۔" بڑی دیر سے حیران پریشان ماں باپ کی باتیں سنتا خاموش بیٹھا مجو یکایک مچل اٹھا اور بے ساختہ چیخ چیخ کر رونے لگا۔

" ارے میرے بچے! تو بھی اپنی ماں کی طرح بودی باتیں کرتا ہے۔ میرا شہر جانے سے کیا ہوگا آخر...

"ماں کا سہاگ اجڑ جائے گا نا ——!!

مجو نے معصومیت میں کہدیا مگر اس کے الفاظ ماں کے اعصاب پر ہتھوڑے کی طرح برسے اور انھوں نے شدت غصے اور غضب سے ایک طمانچہ اس کے گال پر کھینچ مارا۔ ایسا کہ گلابی گال لال ہو اٹھا اور پانچوں انگلیاں ابھر آئیں۔ بچہ بلک بلک کر رونے لگا۔

"یہ تم نے کیا کیا مجو کی ماں! چھوٹا بچہ ہے۔ اسے ابھی کیا پتہ کہ کیا کہنا چاہیے اور کیا نہیں۔ کسی سے سنا ہوگا تو کہدیا"۔

"ہاں گائتری ماں کہتی تھیں۔ اس کا سہاگ شہر گیا اور اجڑ گیا۔" مجو نے اپنا گال سہلاتے ہوئے کہا تو ممتا بری طرح تڑپی۔ پچھتاوا آنسوؤں میں ڈھل گیا اور پھر ماں بیٹا دونوں ایک دوسرے سے لپٹے دیر تک روتے رہے۔

صفدر خاں سے یہ سب دیکھا نہ گیا۔ آخر انھوں نے فیصلہ دیا کہ وہ شہر تو ضرور جائیں گے کیونکہ وعدہ کئے ہوئے ہیں۔ مگر...... اکیلے نہیں سب کو ساتھ لے کر۔

سفید چادر سے اپنے جسم کو ڈھکی مجو کی ماں اور مجو اپنے باپو کے ساتھ ریل سے اتر کر زندگی میں پہلی بار روشنی میں نہایا ہوا دیکھے تو کھلکھلا پڑے

"اے جی —— کتنا خوبصورت ہے شہر ——!!

"بابو! یہاں تو بس روشنی ہی روشنی ہے۔ اندھیروں کا نام و نشان نہیں۔ یہاں جمو کلال کو چمارواڑی کے لوگ کلہاڑی سے مار سکیں۔ باپو یہاں اتنی روشنی ہے کہ کبھی چوری نہیں ہوتی ہوگی۔"

صفدر خاں کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھر کر مٹ گئی۔ کتنے معصوم ہوتے ہیں یہ گاؤں والے۔ انھیں کیا پتہ کہ شہر نگاراں کی روشنی آنکھوں کو خیرہ کرنے والی روشنی ہوتی ہے۔ یہ روشنی اندھیروں کو چاٹ تو سکتی ہے مگر ختم کر نہیں پاتی —— اور اندر ہی اندر یہ اندھیرے کسی ناسور کی طرح پک کر پھٹ پڑتے ہیں تو بس —— سارے شہر میں گھپ اندھیرا ہوتا ہے۔ "آہ و بکا کی آوازیں، اللہ اکبر کے نعرے اور پولیس کی سیٹیوں سے فضا لرز اٹھتی ہے۔ اخبار میں موٹی موٹی خبریں چھپتی ہیں کہ بھائی نے بھائی کو مار ڈالا —— باپ نے بیٹے کو قتل کیا۔ مسجد کے منبر مندر کے کلس سے ٹکرائے —— اور —— نہ جانے کیا کیا ہوا۔ گیتا کی عزت کے لئے زلیخا کا سہاگ لٹا۔ مذہب کے نام پر گودیں سونی ہوئیں۔ وہ مذہب جس کی گود میں پل کر تہذیب جوان ہوئی اسے خود مذہب کے رکھوالوں نے نوچ کھسوٹ کر عریاں کردیا۔ تہذیب کی عصمت ریزی ہوئی اور خون رس رس کر بنی نوع انسان کے احساس میں گھل گیا۔ اور پھر —— انسان درندہ بن گیا۔ ماں کے سینوں سے چمٹے شیر خوار بچوں کو کھینچ کر ان کے سامنے کاٹا گیا۔ مارے دہشت کے معصومیت کے سوتے پھوٹ کر بہے اور سوکھ گئے۔ ماؤں کے کوکھ اجڑ گئے۔ چھاتیاں سوکھ گئیں۔ پھر ایک نئے ہنگامے کی امید لئے شہر دوسری بار روشنی سے آراستہ ہوگیا۔" یہ ہے اس شہر نگاراں کی کہانی۔ یہ گاؤں کے معصوم لوگ کیا سمجھیں"! صفدر جنگ نے بے خیالی میں زور سے کہدیا اور خود ہی اپنی بے خیالی پر ہنس دیا۔

"کیوں جی ہنس کیوں رہے ہو ——؟"

"آں —— ہوں ہوں —— کچھ نہیں۔ کچھ نہیں۔ بس یوں ہی کچھ یاد آگیا تھا۔"

گاؤں سے شہر آئے صفدر خاں کو کئی برس ہو گئے تھے۔ ایک تو ان کی بیوی کو شہر کی زندگی پسند آگئی تھی اور دوسرے مجو کی پڑھائی خوب چل رہی تھی۔ ایک دو بار گاؤں گئے بھی مگر اپنی ضروریات کی چند چیزیں لے کر اور سارے زمینات قول پر اٹھوا کر جلد واپس لوٹ آگئے۔ گاؤں سے اناج آجاتا تھا اور چھوٹے موٹے کام کر کے صفدر خاں روزانہ آمدنی کو برابر کر لیتے۔ اب ان کے ذہن پر صرف مجو کی پڑھائی کی دھن سوار تھی۔ وہ اسے پڑھا لکھا کر بہت بڑا افسر بنانا چاہتے تھے۔ ویسے بھی گاؤں کی زندگی اور ذمہ داریوں سے وہ کچھ اوب سے گئے تھے۔ دن گذرتے رہے اور مجو کی عمر میں دن، مہینے اور سال شامل ہوتے رہے۔ پندرہ سولہ برس میں قدم رکھتے

رکھنے مجو بانکا کٹیلا جوان بن گیا۔ اس کا پٹھانی خون خوب رنگ لایا۔ اپنے بیٹے کا کسا ہوا جسم اور خوبصورت جوانی دیکھتی تو ماں خوشی سے جھوم جھوم اٹھتی۔

"اے جی دیکھتے ہیں اپنا مجواب جوان ہوگیا ہے —— !!"

"ہاں دیکھ تو رہا ہوں مجو کی ماں۔ مجو کو دیکھ کر مجھے اپنی جوانی یاد آرہی ہے۔ کیسا سجیلا کٹیلا جوان تھا میں —— ؟" صفدر خاں ذرا شوخ ہوکر کہنے لگا تو ماں بیچ ہی میں سے لے اڑی۔

"اے چھوڑو بھی۔ بڑھاپے میں یہ چہل زیب نہیں دیتی۔"

"بھئی واہ بڑھاپے میں جوانی کی یادیں ہی تو بڑھاپے کو سہارا دی ہوئی ہوتی ہیں۔ جوانی بڑھاپے کا ماضی ہے اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور انسان اپنے ماضی کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ کبھی کبھی پچھلی باتیں یاد آتی ہیں تو دل بےچین ہوجاتاہے۔ میں اپنی ماضی کو ہرگز نہیں بھول سکتا۔ میں ہی کیا کوئی بھی نہیں۔ ہاں وقت کے ساتھ ساتھ اس کی شدت میں فرق ضرور پڑجاتا ہے۔ یادوں کے اس دئیے میں کچھ روغن ابھی باقی ہے۔ نہ جانے کب یہ روغن ختم ہوجائے اور کب دیا بجھ جائے۔ مجو کی ماں کبھی گاؤں بہت یاد آتا ہے۔ جانے گاؤں کے چھوٹے بڑے سب کیسے ہوں گے ——! بھرت کی ماں زندہ ہوگی کہ نہیں۔ تُف ہے میری زندگی پر۔ کسی کے کچھ کام نہ آؤں تو پٹھان کی زندگی میں باقی رہتا ہی کیا ہے۔"

"ارے تو تم اب کون سے جوان بیٹھے ہو جو دوسروں کے کام آتے پھرو۔ اب تو وقت یہ ہے کہ خود اپنا بوجھ اٹھائے نہ بنے۔"

"ہاں تم ٹھیک کہتی ہو۔ اپنا مجو بھی تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"اے جی میرا مجو صبح کا گیا ہوا ہے ابھی تک نہیں آیا۔ دل ہول کھا رہا ہے سنا ہے جمعہ کی نماز میں مکہ مسجد میں کچھ گڑبڑ ہوگئی۔" کسی نے افواہ پھیلا دی کہ نماز کے دوران کسی غیر مسلم نے شرارت کی۔ پھر کیا تھا نماز کے بعد مسلمانوں نے چارمینار سے ملحق مندر پر لوٹ پڑے۔ جواباً ہندوؤں نے مسجد میں گھس کر بے حرمتی کی۔ پھر تو گتھم گتھا ہوئی اچھا خاصہ ہنگامہ کھڑا ہوگیا۔ روپیش کی ماں آئی تھیں بہت خوفزدہ تھیں کہہ رہی تھیں کہ اس محلے میں زیادہ مسلمان ہیں۔ میں نے انھیں دلاسا دیا اور کہا کہ وقت آن پڑا تو ہم انھیں پناہ دیں گے۔

ارے پناہ ہی کیا دوسروں کی عزت کے لئے ہم اپنی جان تک دیدیں گے اگر ایسا نہ کریں تو ہم اپنے آپ سے شرمندہ رہیں گے۔ بات دراصل یہ ہے مجو کی ماں کوئی مسلمان جان بوجھ کر کسی ہندو کی جان نہیں لیتا۔ اور کوئی ہندو خواہ مخواہ ہی کسی مسلمان کی عزت پر حملہ نہیں کرتا فسادیوں کا سچ پوچھو تو کوئی مذہب نہیں ہوتا حالانکہ لوگ کہتے ہیں فساد کی بنیاد مذہب پر قائم ہے میں تو کہوں فساد کی بنیاد دراصل وہ غاصب و حاسد جذبہ ہے جو پل بھر میں انسان کو انسان سے درندہ بنا دیتا ہے اور انسان وہ سب کچھ کر گذرتا ہے جو خود اسے اپنی نظر میں ذلیل کردیتاہے۔ بھلا تم ہی دیکھو مسجد کی اینٹوں کی حفاظت کے لئے حریف برادری کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا کون سی شرافت ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "سنو تو شاید پڑوسن پکار رہی ہے۔" صفدر خاں اپنی دانست میں اپنی بیوی کو مطمئن کردیا تھا۔ مگر خود دل ہی دل میں پریشان تھا کہ اگر فساد کھڑا ہوگیا تو کیا ہوگا۔!

"سنتے ہو روپیش کی ماں کہہ رہی ہیں۔ ابھی ابھی اُن کا دیور آیا ہے شہر میں بہت گڑبڑ ہے۔ کسی نے بیچ شہر میں ایک نوجوان کا قتل کردیاہے۔ خدا جانے مجو کہاں ہے۔ میرا دل ہول کھا رہا ہے" پریشان ماں سچ مچ رونے کو تھی۔

"مجو اکثر اوقات کس کے ساتھ ہوتا ہے —— ؟" اب صفدر خاں بھی فکرمند ہوگیا تھا۔

"اروند کے گھر پہ پڑھتا لکھتا ہے۔"

"کون وہ لالہ مکند لال کا لڑکا —— ؟"

"ہاں ہاں وہی۔ تم جاؤ نا۔ ذرا دیکھو میرا بیٹا کہاں ہے" پریشانی میں وہ انجام وعواقب سے بےخبر ہوگئی تھی۔

دن کے اجالے تیزی سے سانولے ہوتے گئے اور دیکھتے ہی
ے ہر طرف اندھیرا اور پر ہول سناٹا چھا گیا۔ صفدر خاں کو ایسا
جیسے چراغوں میں روشنی کمھلا گئی ہے۔ اندھیرے سیاہ چادر
ک مزید گہرے ہو گئے ہیں۔ ماں باپ دونوں مجو کے لئے فکرمند
۔ صفدر خاں کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ باہر نکلیں بھی یا نہیں کیونکہ
ری بستی شہر خموشاں کی طرح ساکت و جامد تھی۔ دور
ولیس کی سیٹیوں کی آواز آتی یا ایک آدھ موٹر کار گذر جاتی تو ویرانے
تو کی پکار کی طرح ماحول مزید دہشتناک ہو جاتا۔
ممتا بری طرح تڑپ رہی تھی تھوڑی تھوڑی دیر سے مجو کی ماں
از ے کے پاس جاتی اور ناامید ہو کر لوٹ آتی۔
ہے کچھ کرو بھی۔ خدایا کیا کروں۔ جانے کہاں گیا ہے میرا بچہ ——!!"
یک پولیس کی سیٹیاں اور شور و غل کی آوازیں بے ہنگم ہو گئیں اور
، اسی وقت کسی نے آہستہ سے دروازے پر دستک دی۔
ان ماں کی آنکھوں میں خوشی سے نمی اتر آئی "تو آ گیا ہے میرا بیٹا۔"
دوڑتی ہوئی دروازے کی طرف لپکی۔ مگر خوشی کی یہ نمی آنسوؤں
بدل گئی کیونکہ دروازے پر آنے والا مجو نہیں بلکہ کملا تھیں۔ روپیش
ں۔ ایک ہمدرد و ہم جنس کو اپنے سامنے دیکھا تو اس سے
ٹ پڑی اور زار و قطار رونے لگی۔
ے بہن۔ کہاں ہو گا میرا بچہ۔ تم نے کچھ سنا تو نہیں —— ؟"
پہلے ہی بہت پریشان آئی تھی۔ مجو کی ماں کی پریشانی دیکھ کر اور پریشان
تھی۔ سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی وہ کچھ کہنے کی ناکام کوشش
رہی مگر دہشت سے اس کے حلق میں کانٹے بھر گئے تھے۔ کچھ کہہ
سکی۔
ت کیا ہے کملا بہن۔ تم چپ کیوں ہو —— ؟"
، تو تھی تمہارے گھر سر چھپانے مگر تم خود ہی اتنی پریشان ہو ——!!
نا ہے کہ بیچ شہر میں ایک نوجوان کا قتل ہو گیا ہے۔ سارے شہر

فسادیوں نے جگہ جگہ آگ لگا دی ہے۔ ہر طرف خون خرابہ ہو رہا ہے۔"
"قتل کس جگہ ہوا ہے کملا بہن۔ کچھ ٹھیک سے پتہ ہے —؟"
"ہاں۔ سنا ہے کہ لالہ مکند لال کی گلی میں۔"
"کیا۔ کیا کہتی ہو —— ہائے اللہ میں کیا کروں ——!!" ماں کی آنکھوں
تلے اندھیرا چھا گیا اور وہ لہرا کر گر پڑی۔ صفدر خاں اندر بیٹھا دونوں کی باتیں
سن رہا تھا۔ دوڑتا ہوا باہر آیا اور استفسار پر لالہ مکند لال کی گلی کا نام
سن کر اچھل پڑا۔ "مرنے والا کون تھا کملا بہن —— ہندو کہ مسلمان۔"
"کچھ پتہ نہیں بھیا۔ مگر اتنا سنا ہے کہ مرنے والا کوئی نوجوان ہے" صفدر خاں
مزید اب کچھ سننے کے لئے تیار نہ تھا۔ چہرہ غیض و غضب سے سرخ
ہو گیا۔ کانوں کی لوئیں جلنے لگیں۔ وہ بڑی تیزی سے اٹھا۔ اپنی خاندانی
پگڑی سر پر رکھی۔ کٹار کمر بند میں لٹکایا اور اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے نکل
پڑا۔ خون اس کی آنکھوں میں اتر آیا تھا۔ اسے اب ہر طرف صرف خون ہی
خون دکھائی دیتا تھا۔ وہ گھر سے یہ سوچ کر نکلا کہ سامنے سے گذرنے
والے ہر راہگیر کو قتل کر دے گا۔ آخر کو وہ بھی پٹھان ہے۔ اپنے بیٹے
کے خون کے بدلے وہ ساری دنیا کا خون بہا دے گا۔ ایک ایک کو گن کر
قتل کرے گا۔ پتہ نہیں کیوں کر اسے انجانے میں یہ یقین ہو چلا کہ لالہ
کی گلی میں قتل ہونے والا اس کا اپنا بیٹا ہو گا۔ اس کا اپنا جگر گوشہ۔
دنیا اس کے سامنے تاریک ہو گئی۔ اسے کچھ سوجھائی نہیں دے رہا
تھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے آگے بڑھتا رہا۔ راستے خاموش تھے۔
نوعِ انسانی کا کہیں پتہ نہ تھا۔ صفدر خاں کسی بپھرے ہوئے شیر
کی طرح چوکنا آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ تو اس تاک میں تھا کہ کوئی سامنے
آئے اور وہ اس کا خون پی لے۔ مگر خدا کو شاید یہ منظور نہ تھا۔ لالہ
مکند لال کی گلی میں پر ہول سناٹا چھایا ہوا تھا۔ گلی کے ایک سرے
پر کچھ پولیس والے ایک لاش کو اپنے گھیرے میں لئے کھڑے تھے
ایک بپھرے پٹھان کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھا تو مارے خوف کے
پولیس اِدھر اُدھر ہٹ گئی۔

"کون قتل ہوا ہے"؟ صفدر خاں شیر کی طرح گرجا۔ قبل اس کے کہ اس بات کا جواب ملتا پولیس والوں نے اپنے ہتھیار اٹھالئے۔ صفدر خاں بگڑا ہوا تو تھا ہی اور بھی بپھر گیا۔

"موت کو آئینہ دکھاتے ہو۔ تم چوہے کے بچے۔ صفدر خاں کے روپ میں یہ تمہاری موت ہے۔" پھر اللہ اکبر کا فلک شگاف نعرہ بلند ہوا اور وہ پولیس والوں پر ٹوٹ پڑا۔ آن واحد میں فضاء اللہ اکبر، بجرنگ بلی کی آوازوں سے لرز گئی اور بے حساب فسادی جمع ہو گئے۔ گلی میں بھگدڑ مچ گئی ـــــ ہجوم کو عبور کر کے وہ لاش تک آیا۔ لاش ایک بیس تئیس سالہ نوجوان کی معلوم ہوتی تھی۔ اس پر ایک سفید کپڑا اوڑھایا ہوا تھا۔ پاس ہی ایک کاپی اور ایک پن بھی پڑا تھا۔ ایک لمحے کو اُسے یوں لگا جیسے سانس حلق میں اٹک گئی ہو۔ اس کاپی اور پن کو دیکھنے کے بعد اسے اور کیا ثبوت چاہیئے تھا۔ ہزار کوشش کے باوجود وہ لاش پر سے کپڑا ہٹانے کی ہمت نہ کر سکا۔ دل سے سارا خون رس کر اُس کی آنکھوں میں اتر آیا۔ غم و غصہ کی شدت سے وہ بری طرح کانپ رہا تھا۔ زمین پر پڑے ہوئے خون کے دھبوں کو دیکھا تو وہ اور بے قابو ہو گیا۔ خون کے دھبے براہ راست لالہ جی کے گھر کی طرف رہنمائی کر رہے تھے۔ اس کا سب کچھ لٹ گیا تھا۔ کچھ بھی نہ بچا تھا اس دنیا میں اس کا جسم میں خون ایک بار پھر کھول اٹھا اور سر کی تمام رگیں پھڑکنے لگیں۔ اور سر میں شدید درد کی لہر اٹھی ـــــ وہ برداشت نہ کر سکا اور دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اور جب اس نے دوبارہ آنکھیں کھولیں ـــــ تو صفدر خاں درندہ بن گیا تھا۔ اس نے ایک نظر سنگایتاگا آسمان پر ڈالی اور باوجود گہری سیاہی کے اُس نے دیکھا بے شمار انسان ہوئے اُسے گھیرے ہوئے ہیں۔ صاحب! بیٹا دور بیٹا کی آوازیں چاروں طرف سے یلغار کر رہا ہیں۔ نفرت اور غصہ کی ایک لہر اُس کا سارا وجود کپکپا گیا۔ ضبط گریہ ناممکن ہو گیا۔ کمر سے کٹار نکالی اور مجید خاں کا نام لے کر چنگھاڑتا ہوا وہ لالہ کمند لال کے گھر میں گھس پڑا۔ گھر سارا خالی پڑا تھا۔ وہ ایک ایک کمرے کا دروازہ ڈھکیل بند دروازوں کو توڑتا ہوا اندر گھستا رہا۔ اسے لالہ اور اُن کے بیٹے اروند کی تلاش تھی۔ ایک بند کمرے کے سامنے اس نے رک کر آہستہ ... لی اور اندر دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر اچانک ہی اپنے پیچھے کسی کی آہٹ پا کر وہ سنبھل کر پیچھے چھپ گیا۔ اُس کا ہٹنا ہی تھا کہ بند کمرے کا دروازہ چرچرایا اور روشنی کی ایک لکیر نمودار ہوئی۔ اب صفدر خاں ایک ٹک کا سہم لئے آنے والے کو تاکنے لگا۔ اس کا خیال صحیح تھا۔ ہاتھ میں شمع دان لئے کسی پراسرار مجسمے کی طرح باہر آنے والا وہ لالہ کمند لال ہی تھا۔ صفدر خاں چوکس ہو گیا اور جوں ہی لالہ اس کے قریب سے ہو کر گزرا صفدر خاں نے پوری قوت سے اس پر حملہ کر دیا۔ مگر ـــــ کٹار تھاما ہوا ہاتھ اوپر اٹھا اٹھا ہی رہ گیا۔ اس نے محسوس کیا کوئی زبردست قوت اسے اوپر ہی اپنی گرفت میں لے چکی ہے۔ ہاتھ چھڑانے کے لئے صفدر خاں پینترا بدلا جوں ہی لالہ کی طرف بیٹھ گیا تو کٹار اس کے ہاتھ سے پھسل کر نیچے گر پڑی۔ اُس انسانیت سوز حرکت سے روکنے والا کوئی اور نہیں خود اس کا اپنا بیٹا تھا۔ "بابو..... یہ کیا شیطانیت ہے ـــ!!" میجو باپ پر برس پڑا حیرت و استعجاب کے ملے جلے جذبات سے صفدر خاں کی زبان گنگ ہو گئی اس نے پلٹ کر ایک نظر لالہ کی طرف دیکھا۔ لالہ شمع ہاتھ میں لئے خاموش کھڑا تھا۔ اس کے چہرے سے اطمینان ٹپک رہا تھا اور جھریوں بھرے چہرے اور سوجے ہوئے ہونٹوں کے نیچے اس کی ننھی ننھی سرخ آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ صفدر خاں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اس کی اپنی زبان تھی کہاں۔ وہ لالہ کی آنکھیں تھیں جو شاید کہہ رہی تھیں۔ "ارے پاگل دنیا میں ہر انسان آنے پر درندہ نہیں بن جاتا۔ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جن کے کردار پہ تہذیب انسانیت کی اساس قائم ہے۔" "مجھے معاف کر دو لالہ... میں بہت ایک گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرنے جا رہا تھا۔ معاف کر دو لالہ۔ میں یوں پاگل نہیں ہوا۔ میں نے سچ مچ لاش دیکھی ہے۔ وہ لاش کس کی ہے؟ کون ہوا ہے وہاں ـــــ؟؟" اس نے آنسو بھرے چہرے اور لڑکھڑاتی

پوچھا۔

میرا بچہ"

نے گمبھیر آواز میں جواب دیا اور نیچے گر پڑا۔ یکایک صفدر خاں نے دیکھا

کی جھلملاتی لو میں دنیا جہاں کی روشنی سمٹ آئی ہے۔ ●●

جنید احمد جنید

۷۶ ـ ۲ ـ ۲۲

رخال بازار، حیدرآباد

یہاں پہ عزم و مشقت کی حکمرانی ہے
جفاکشوں کے شب و روز کی کہانی ہے
نشاطِ کار ہے پانی ہے شادمانی ہے
مٹا سکے گی نہ دنیا یہ وہ نشانی ہے
اس اہتمام سے روکا گیا ہے دریا کو
کہ جیسے برف سے دھویا گیا ہے دریا کو

ان آبشار کے گرتے ہوئے نظاروں میں
نگاہ جھوم رہی ہے خوشی کے دھاروں میں
نئی امنگ نیا جوش ہے کساروں میں
کئی دنوں سے چمک بڑھ گئی ہے تاروں میں
شفق کی چھاؤں میں نظریں بچا کے لائے ہیں
ہم آسماں سے جنت اٹھا کے لائے ہیں

یہ ریگ زار تہہ آب کر دیا ہم نے
زمین کو تازہ و شاداب کر دیا ہم نے
ہوائے خلا سے سیراب کر دیا ہم نے
جواب گوہر نایاب کر دیا ہم نے
خیال و خواب کی منزل تمام کر دی ہے
کہ ہم نے نور کے سانچے میں جان بھر دی ہے

سرور و کیف میں جب کائنات ہوتی ہے
ہر ایک موج پیامِ حیات ہوتی ہے
بڑے خلوص و عقیدت کی بات ہوتی ہے
یہاں کی رات محبت کی رات ہوتی ہے
کسان فتح و مسرت کے گیت گاتے ہیں
طور نغمہ سرا کھیت لہلہاتے ہیں

شجاع فاروقی ۱۔۳۰ - ۷ - ۲۲
منظر شجاع، پھٹہ بازار، حیدرآباد۔

آندھرا ترقی کی شاہراہ پر

سبز پوشاک سے اپنی دھرتی سجی
اور دہقاں کے لب پہ ہے رقصاں ہنسی
ہر روش پر مچلنے لگی زندگی

یہ درانتی - ہلوں کا چمتکار ہے
آندھرا آج چاول کا بھنڈار ہے

ہاتھ کرگھے کی صنعت کی معراج ہے
اب مشینوں پہ مزدور کا راج ہے
سر پہ محنت کا ہر ایک کے تاج ہے

جہد پیہم کا ہم کو یہ انعام ہے
آندھرا کا مقدر لب بام ہے

ناگ ارجن سے بہنے لگے آبشار
مردہ دھرتی کا جس سے ہوا ہے سنگھار
ہر طرف سبزہ و گل حسیں لالہ زار

زندگی کو نیا بانکپن مل گیا
پھول آشاؤں کا دفعتاً کھل گیا

بھاگ جاگے ہیں کمزور طبقات کے
رخ بدلنے لگے آج حالات کے
بھید بھاؤ نہیں فرقہ اور ذات کے

لال ہے خون - خوں میں حرارت بھی ہے
اک نئے عزم کی دل میں جرأت بھی ہے

گاؤں گاؤں میں پنچایتوں کا نظام
عدل و انصاف پائیں گے اپنے عوام
آسرا - روٹی - مل جائے گا سب کو کام

آج ہر سو نگارِ سحر جاگ اٹھی
روشنی مل گئی راہ گذر جاگ اٹھی

سود کی لعنتیں ختم - بیگار بھی
ہے ترقی کی اب تیز رفتار بھی
سب کی امداد پر آئی سرکار بھی

بنک کاری سے حل ہو گئے مسئلے
لوگ منزل کی جانب ہیں بڑھتے چلے

تلگو - اردو کا سنگم بنا آندھرا
نئے افکار سے ہے اٹھا آندھرا
نقشِ الفت سے ہے اب سجا آندھرا

مسجد و مندر و گوردوارے یہاں
مل رہے ہیں سبھی کو سہارے یہاں

فنی اور صنعتی درسگاہیں کھلیں
روشنی کی نئی آج راہیں کھلیں
عقل و دانش کو ہر سو پناہیں کھلیں

شعر و نغمہ پہ پھر سے شباب آگیا
دیکھتے دیکھتے انقلاب آگیا

خبریں تصویروں میں
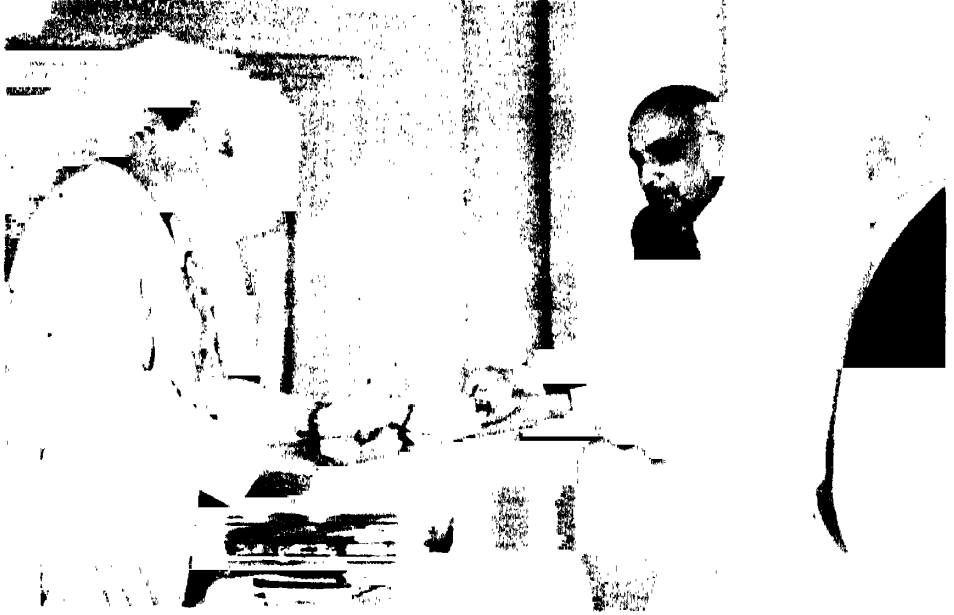
بھارت ہیوی الکٹریکلس گروپ کے منیجنگ ڈائرکٹر مسٹر کے۔ ایچ لوری نے بی ایچ ای ایل ملازمین کی جانب سے چیف منسٹر سائیکلون ریلیف فنڈ کے لیے (۵) لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔

نندیال کے قریب گوپارم میں چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی راما راؤ نے ڈیری کامپلکس کا افتتاح کیا

چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی راما راؤ نے بیگم پیٹھ ریلوے کراسنگ کے "روڈ اوور برج" کا افتتاح کیا۔

چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ۔ ٹی ۔ راما راؤ نے سرکاری اور کوآپریٹو اداروں کے چیف ایکزیکیٹیوز کی دوسری سالانہ کانفرنس کا افتتاح کیا ۔ وزیر فینانس مسٹر این بھاسکر راؤ بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے حیدرآباد میں سنجیویا پارک کا افتتاح کیا۔ چیف منسٹر سنجیویا سمادھی پر پھول چڑھا رہے ہیں۔

مسٹر آنند اگجپتی راجو وزیر تعلیم آندھرا پردیش نے ایس۔ ایس۔ سی میں میرٹ حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات دیئے یہ تقریب یوم اطفال کے موقع پر لال بہادر اسٹیڈیم میں منعقد کی گئی تھی۔

مسٹر رام لال گورنر آندھرا پردیش راجمندری میں سری راما لنگا سیوا سمستھا کی دوسری برسی کے موقع پر مخاطب کر رہے ہیں۔
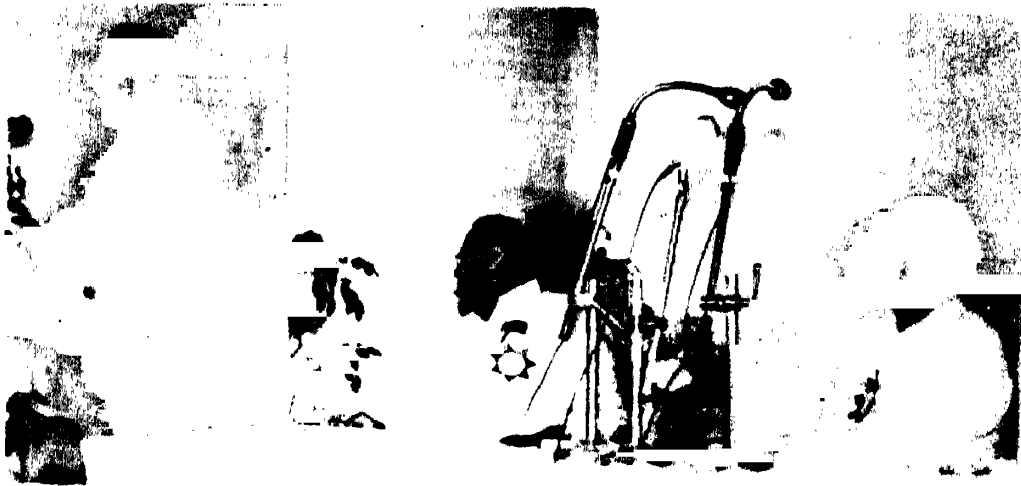
مسٹر ایل - ایف - ایس برنہام پریسیڈنٹ کو آپریٹیو ری پبلک آف گیانا یکم نومبر کو فرینڈس آف گیانا سوسائیٹی کے اجلاس سے جوبلی ہال حیدرآباد میں مخاطب کر رہے ہیں۔
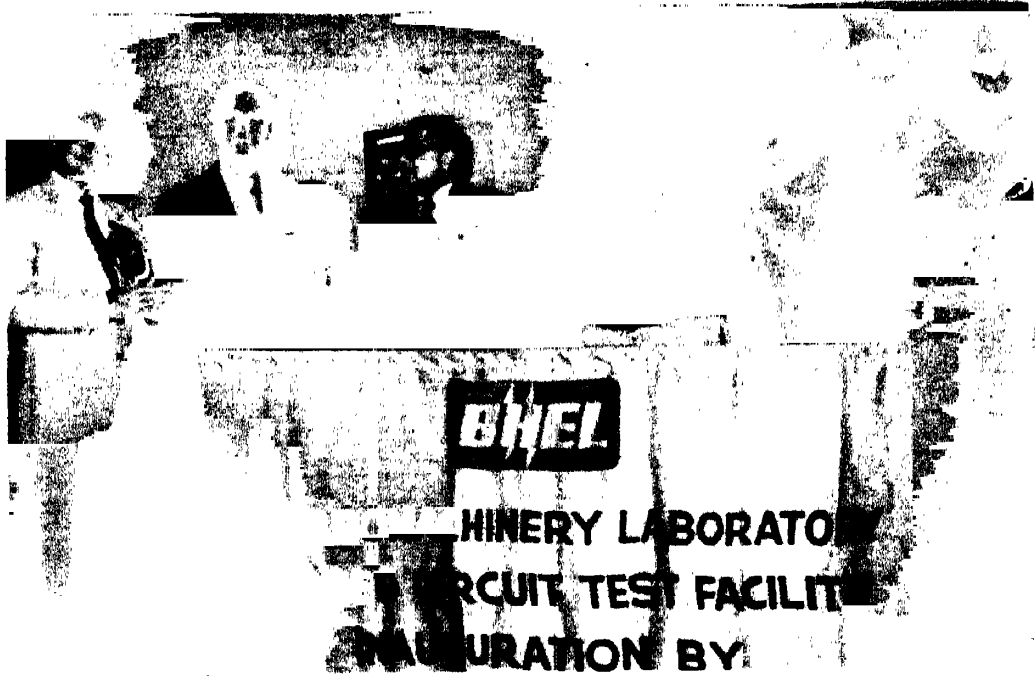
ملکہ ایلزبتھ دوم نے ۱۹ر نومبر کو ٹریونشری لیبارٹری بھارت ہیوی الکٹریکلس میں " کلوز سرکوٹ ٹیسٹ فیسیٹی " کا افتتاح کیا۔

ہر میجسٹی ملکہ ایلزبتھ نے ۱۹ر نومبر ۱۹۸۳ء کو حیدرآباد میں قطب شاہی گنبدوں کا معائنہ کیا۔

برطانیہ کی ملکہ الزبتھ دوم ۱۹ نومبر کو ایکریساٹ میں فصلوں کی تحقیق کے نمونوں کا معائنہ کر رہی ہیں۔ تصویر میں دیگر اعلیٰ عہدہ دار بھی دیکھے جاسکتے ہیں

۲۱ نومبر کو حیدرآباد سے پونے روانہ ہونے سے قبل ملکہ الزبتھ دوم گورنر مسٹر رام لعل اور چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کے ساتھ حیدرآباد ایرپورٹ پر۔ تصویر میں کمشنر اطلاعات و تعلقات عامہ مسٹر پادی آر کے پرشاد بھی دیکھے جاسکتے ہیں

بمگنور میں چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی راما راؤ نے لڑکیوں کے لئے رہائشی اسکول کا افتتاح کیا

شریمتی پرتی بھا بھارتی وزیر سماجی بھلائی نے حیدرآباد میں (آر تھو پیڈی کیاپڈ) ورکشاپ کا افتتاح کیا جس کا انتظام انسٹی ٹیوٹ آف پبلک انٹرپرائزز کی جانب سے کیا گیا تھا۔

چیف منسٹر مسٹر
این ٹی راما راؤ
مسٹر برنہام پریذیڈنٹ
گیانا کو راج بھون
میں ملاقات کرکے
گلدستہ پیش
کررہے ہیں۔

پریسیڈنٹ آف
کوآپریٹیو ریپبلک آف
گیانا مسٹر لنڈن فوربس
سیمسن برنہام اور مادام
وایولا برنہام کی یکم دسمبر
کو تشریف آوری کے
موقع پر مسٹر آنندگجپتی راجو
وزیر تعلیم ریاست آندھرا
پردیش نے حیدرآباد
ایرپورٹ پر شاندار
استقبال کیا۔
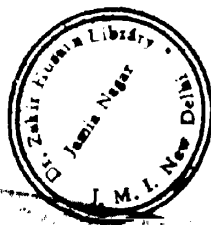
اُردو ماہنامہ

چیف ایڈیٹر

بی وی آر کے پرشاد (آئی اے ایس)

ایڈیٹر

ملک محمد علی خان

فروری ۱۹۸۴ء

FEBRUARY 1984

● جلد: ۲۹ ● شمارہ: ۲

● اس شمارہ میں اہل قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے اُن سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

● ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ نے شائع کیا۔

● زرسالانہ: ٦ روپے ● فی پرچہ: صرف ۵۰ پیسے

● زرسالانہ ذریعہ منی آرڈر روانہ کیجئے، منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش کے نام روانہ کیجئے ● مضامین بھیجنے کا پتہ: ایڈیٹر آندھرا پردیش (اردو ماہنامہ) گرہ کلپا، مکرم جاہی روڈ حیدرآباد۔ ● فوٹوز: نندگوپال نائیڈو ● کتابت: ایس اے حمید

● طباعت: گورنمنٹ سنٹرل پریس (آفسیٹ) چنچل گوڑہ، حیدرآباد

فہرست

نئی حکومت کی پہلی سالگرہ کے موقع پر عوام کی فلاح و بہبود کیلئے حسب ذیل اعلانات

- مالگذاری کی برخواستگی ۔
- اقلیتوں کیلئے فینانس کارپوریشن کا قیام ۔
- بیواؤں کیلئے ماہانہ ۵۰ روپئے وظیفہ ۔
- ریونیو منڈلس کا قیام ۔
- ۱۲ سال سے کم عمر اسکولی بچوں کیلئے مفت بس سفر ۔
- منڈل کمیشن پر سفارشات کی عمل آوری ۔
- اقلیتی طبقات کے بچوں کیلئے مادری زبان میں تعلیم کا انتظام ۔
- اسپورٹس ڈیولپمنٹ کلچرل سنٹرس کا ہر ضلع میں قیام ۔
- فلم انڈسٹری میں کام کرنے والے ۵۰۰ سے کم ماہانہ آمدنی والوں کیلئے مفت رہائش کا انتظام

ایک سالہ ترقی

امید و آس کا دور

از : این۔ ٹی۔ راما راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش

اپنی زندگی کے وجود میں آنے کے اعتبار سے آندھرا پردیش میں تلگو دیشم حکومت بشکل تمام ایک لڑکھڑاتے ہوئے بچے کی مانند ہے۔ بحیثیت ایک شخص کے جس کو تاریخ نے ایک ہی وقت میں پارٹی اور حکومت کی قیادت کا اعزاز عطا کیا ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ کچھ توقف کرتے ہوئے اس بات پر غور کروں کہ ہم نے کیا کیا کام انجام دیے ہیں اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کن معاملوں کی انجام دہی میں ناکام ہوئے ہیں۔

نوزائیدہ تلگو دیشم پارٹی نے ۲۵۰۰ سالہ قدیم تلگو عوام کی عظمت کو بحال کرنے کیلئے جو بیج مارچ ۱۹۸۲ء میں بویا تھا اُس کے نتائج برآمد ہونے لگے ہیں۔

ایک سال قبل آج ہی کے روز تلگو عوام واقعتاً اپنی ریاست کی تاریخ کو ازسرنو لکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

نئی سیاسی جماعت کا وجود میں آنا

۲۹ مارچ ۱۹۸۲ء کے روز صبح کی اولین ساعتوں میں کچھ ہم خیال دوست ایک جگہ مل بیٹھے یہ دیکھنے کیلئے کہ آیا وہ تلگو عوام کی مشکلات کو دور کرنے کی کچھ تدبیر کر سکتے ہیں خاص طور پر اس نازیبا سلوک کا خاتمہ کرنے کی جو یکم نومبر ۱۹۵۶ء سے مسلسل حکومت کرنے والی کانگریسی حکومتوں نے آندھرا پردیش کے عوام کے ساتھ روا رکھا ہے اس خیال کے تحت انہوں نے "تلگو دیشم" کے آغاز کا فیصلہ کیا۔

تلگو ہونے کے ناطے میں نے خود بھی ریاست کی بھلائی کے مقصد میں اپنے آپ کو شریک کرنے کا فیصلہ کیا۔ تلگو عوام نے جنہیں میں بیحد عزیز رکھتا ہوں برسوں تک بحیثیت فن کار مجھ سے بے پناہ محبت کی ہے۔ مقدر میں یہ بات طے تھی کہ میں نے اس مقررہ وقت پر میری زبان میری تہذیب و ثقافت اور تلگو عوام کو پھر سے زندہ کرنے کی جدوجہد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس اعلیٰ اور بلند پایہ مقصد کے تحت ہم نے اپنی پارٹی کا نام "تلگو دیشم" رکھنے کا فیصلہ کیا۔

جنوری ۱۹۸۳ کے اسمبلی انتخابات کے تاریخی فیصلے کے ذریعے آندھرا پردیش کے عوام اپنی عظمت اور خود داری کو بحال کرنے اور ریاستی نظم و نسق کی باگ ڈور تلگو دیشم پارٹی کے ہاتھوں سونپنے کیلئے جدوجہد

کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے۔ جنوری ۱۹۸۳ء کا راۓ دہی جمہوریت کی تاریخ میں بے مثال حیثیت کا حامل ہے۔ عوام نے صرف ۹ ماہ پرانی نئی سیاسی جماعت میں بھرپور ایقان اور اعتماد کا اظہار کیا۔ یہ واقعہ ریاستی عوام کے لیے ۲۷ سالہ طویل مدت کی بد انتظامی کے ایک نئے دور کا آغاز تھا۔ تلگو عوام جب کبھی بھی حالات کا تقابل کرتے کہ کیا ہونا چاہیئے تھا کیا ہوگیا تو اُن کے سر شرم سے جھک جاتے۔

اس عظیم الشان فیصلے کی بدولت گذشتہ سال جنوری کی ۹ تاریخ کو تلگو دیشم حکومت قائم ہوئی۔

اس دن لال بہادر اسٹیڈیم جو مسرت و خوشیوں سے بھرے نظارے میں نے دیکھے ہیں انہیں میں زندگی بھر نہیں بھلا سکتا۔ اس دن ایک ۱۵ ۔ ارکان پر مشتمل وزارت کی حلف برداری عمل آئی تھی۔ ۱۹۶۲ء سے اب تک بنائی گئی وزارتوں میں یہ سب سے چھوٹی وزارت تھی۔ اس موقع پر میں نے اپنے خیالات کو واضح انداز میں عوام کے سامنے پیش کئے تھے جنھیں دوبارہ یہاں تحریر کرتا ہوں۔

میں تمام عجز و انکساری کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ آپ لوگوں کی کامیابی ہے۔ ۶ کروڑ جری تلگو عوام کی بے مثال اور عظیم الشان فتح ہے۔ اس تاریخی کامیابی میں میری کوششوں کو دخل نہیں میں تو سمندر میں ایک قطرے کے برابر ہوں۔ "تلگو دیشم" کی فتح "تلگو عوام کی فتح ہے" میں نے اس وقت بھی یہی کہا تھا اور آج بھی یہی کہتا ہوں۔

ہمارے وعدے

برسر اقتدار آنے والی پارٹی کا فی الفور مقصد جیسا کہ انتخابی منشور میں بتایا گیا تھا ریاست میں ایک مستحکم اور صاف ستھری حکومت قائم کرنا ہے۔ جہاں اس سے قبل بدعنوانیوں۔ اقربا پروری اور نااہلیت سے پُر حکومت چلائی جارہی تھی۔

میں اس بات کو یہاں دہرانا چاہتا ہوں کہ جوں ہی نئی حکومت تشکیل پا گئی "تلگو دیشم پارٹی" کے تمام اراکین اسمبلی نے اپنے اپنے ۱۰ اوامر کے علاوہ دوسرے امور کو بھی اپنانے کا حلف اٹھایا جو یہ ہیں۔

اراکین اسمبلی عوام سے قریبی اور مسلسل ربط قائم رکھیں گے۔ عوام کے مسائل پر توجہ دیں گے۔

بدعنوانیوں کا خاتمہ کرنے اور پاک و صاف نظم و نسق قائم کرنے میں حکومت کی مدد کریں گے۔

لوگ دوسرے امور کے علاوہ اپنی زبان کے ذریعے پہچانے جاتے ہیں جو اُنکی تہذیب و تمدن کا مظہر ہوتی ہے۔ تلگو عظمت اور اس کے احیاء کا عہد کی ہوئی پارٹی ہونے کے ناطے ہم نے تلگو زبان کو آندھرا پردیش میں ہر سطح پر سرکاری زبان بنانے کے مقدس فریضہ کی ذمہ داری سنبھالی ہے۔ بہرصورت اگر عوام جمہوریت کا کوئی مطلب اپنے نزدیک رکھتے ہیں! جمہوریت کا مطلب یہی ہونا چاہیئے کہ نظم و نسق اور حکومت کا انتظام عوام کی زبان ہی میں چلایا جائے۔

ہماری کامیابیاں

جب سے ہم نے قدم آگے کی طرف بڑھایا ہے پیچھے کی طرف نہیں دیکھے ہیں۔ گذشتہ دور کے سیاسی اور انتظامی برائیوں کو ختم کرتے ہوئے صاف ستھرے سیاسی و انتظامی نظام کو لانے کیلئے ہم کئی اقدامات کئے ہیں۔

سابق چیف جسٹس آندھرا پردیش ہائی کورٹ مسٹر آولا سامبا سیوا راؤ کا ریاست میں پہلے لوک آیوکت کی حیثیت سے تقرر کے ذریعہ ایک بہت بڑا قدم آگے کی طرف اٹھایا گیا ہے۔ لوک آیوکت کے ذریعہ وزراء بدعنوانیوں اور رشوت ستانی میں ملوث اراکین اسمبلی صدر نشین ضلع پریشد۔ صدور پنچایت سمیتی۔ اسٹاٹوٹری کارپوریشن کو آپریٹیو سوسائٹیز صدور محکمہ جات و سینیئر عہدہ داروں کے خلاف کارروائی کی جاسکے گی لوک آیوکت کے تقرر یکم نومبر ۱۹۸۳ء سے پہلے بھی حکومت نے

افزودی کو ویجیلینس کمیشن کی جگہ دھرما مہا ماترا قائم کیا۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی کے سابقہ اختیارات کو بحال کر دیا گیا نتیجتاً یہ محکمہ سرگرم عمل ہوگیا۔ اس محکمہ کی کارکردگی اب زیادہ پرمعنی اور سماجی طور پر بامقصد ہوگئی۔

نیا طرز طریقہ جو ہم اس وقت عام کرنا چاہتے ہیں وہ کفایت سادگی۔ محنت اور خدمت پر مبنی ہوگا۔ اس ضمن میں کئی اقدامات کئے جاچکے ہیں۔

گذشتہ حکومتوں کے دور میں سیاسی شکست خوردہ اشخاص کی بازآبادکاری کیلئے عوامی شعبے کے کارپوریشنوں کی تعداد میں اضافہ کا ایک لامتناہی سلسلہ چل پڑا تھا جو سرکاری مالیہ پہ ایک بھاری بوجھ بن گئے ہم نے انکی تعداد گھٹانے اور کارکردگی میں موثر طور پر اضافہ کرنے کیلئے فی الفور سخت اقدامات کئے۔ سابقہ اراکین اسمبلی کیلئے وظائف کی منظوری درحقیقت عوامی کارکنوں کیلئے توہین آمیز بات ہم نے اسے برخواست کردیا۔ سرکاری سرگرمیوں میں اصراف کو ختم اور جھوٹی شان وشوکت وزیروں کے بے جا سرکاری دوروں پر پابندی عاید کرتے ہوئے خرچ میں کفایت کے اقدامات کئے گئے۔ سیاسی و انتظامی طرز طریقہ میں یہ صرف اور صرف ایک نئے دور کی ابتداء ہے۔ اس کے علاوہ ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ پوری مستعدی اور تن دہی کے ساتھ سیاسی قیادت اور انتظامی مشنری میں سادگی اور کفایت شعاری کو عام کرنا ہے۔

کمزور طبقات کے سماجی بھلائی کے پروگراموں سے ہماری شروعات ہوگی۔ عوام کی سماجی زندگی کے معیار کو بہتر بنانے کیلئے وسیع النظری اور بلند حوصلوں پر مبنی اقدامات کئے گئے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

امدادی قیمتوں پر چاول کی فراہمی

ہماری حکومت عوام کے غریب طبقات کو ۲ روپے فی کلو چاول امدادی نرخوں پر مہیا کرنے کی پابند ہے۔ ۱۰۸ کے برابر خاندان اس اسکیم سے فیض پا رہے ہیں۔ اس اسکیم کی وجہ سے سالانہ ۱۰۸ کروڑ روپے کا خرچ عاید ہورہا ہے۔ میں اس بات کا اظہار کردینا چاہتا ہوں کہ حکومت کوئی چلر فروشی کی دوکان کے مانند نہیں کہ وہ اپنے کھاتے میں صرف نفع کے اندراجات کرتی رہے۔ یہ ایک عظیم ادارہ ہے جس کا اہم مقصد عوام کی خدمت کرنا ہے۔

دوپہر کے کھانے کی اسکیم

مالی مجبوریوں کے باوجود ہماری حکومت نے بڑی کامیابی کے ساتھ درج فہرست اقوام و درج فہرست قبائل اور پسماندہ طبقات و دیگر دوسرے بچوں کے لیے جن کے والدین کی سالانہ آمدنی ۳ ہزار روپے سے کم ہے دوپہر کے کھانے کی اسکیم کو معقول بنیادوں پر فروغ دیا ہے۔ میں بالکلیہ طور پہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی معمولی انداز کے کھانے کھلانے کا پروگرام نہیں۔ یہ کافی غور و خوض کے بعد جامع انداز میں شروع کیا گیا پروگرام ہے جس کا مقصد اسکول جانے والے بچوں کو نہ صرف معیاری غذا فراہم کرنا ہے بلکہ بچوں کی اسکولوں میں داخلے کی تعداد کو بڑھانے کیلئے ترغیب دینا بھی ہے۔

غریبوں کیلئے مکانات

اسی طرح ہماری حکومت نے مکانات کی تعمیر کا ایک بھاری پروگرام شروع کر دیا ہے جس کا مقررہ نشانہ ۲۰ء۲ لاکھ پختہ مکانات کی تعمیر ہے۔ یہ مکانات غریب طبقات کیلئے رواں مالی سال کے دوران میں ہر ضلع میں ۱۰ ہزار مکانات کی شرح سے تعمیر کئے جائیں گے۔ پہلے مرحلے میں ۲۰ء۸۸ کروڑ روپے کی لاگت سے ۴۰ء۱ لاکھ کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا ہے۔

پینے کا پانی

چھٹے منصوبے کے دوران

تمام دیہات کو پینے کا پانی سربراہ کرنے کیلئے دیہی آبرسانی کی اسکیم پر زور دیا گیا ہے ۔ حکومت کی جانب سے ایسے ۱۲،۲۶۹ مواضعات کی نشاندہی کی گئی ہے جو پینے کے پانی کی شدید قلت سے دوچار ہیں ۔ سال ۸۳-۱۹۸۴ء کے دوران میں ۲۶.۶۶ کروڑ روپے اس ضمن میں خرچ کئے گئے ۔ ہماری حکومت آبرسانی کے بین الاقوامی دہے کے اختتام سے قبل (۱۹۸۱ - ۱۹۹۱) تمام مواضعات کو پینے کا پانی سربراہ کرنے پر سختی اور ناقابل تنسیخ طور پر پابند ہے ۔

دیہات کیلئے بجلی

میں اس بات کا انکشاف کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ ہماری ریاست سال ۱۹۹۰ء تک صدفی صد دیہات کو جن کی تعداد ۲۷،۲۲۱ ہے بجلی کی سربراہی مکمل کرلے گی۔

گندگی صاف کرنے کے کام سے نجات

۲۶.۶۲ کروڑ روپے کے خرچ سے یکم نومبر ۱۹۸۳ء سے "دیموکتی پروگرام" شروع کیا گیا ہے اس سے بھنگیوں کو معاشی طور پر متاثر کئے بغیر گندگی صاف کرنے کے کام سے نجات حاصل ہوگی اس پروگرام کے تحت مواضعات میں زیر زمین بیت الخلاء خاص طور پر خواتین کیلئے بنائے جائیں گے۔ مرحلہ وار پیمانے پر منتخبہ پنچایتوں میں یہ کام انجام دیا جائے گا۔ خواتین کیلئے کمیونٹی بیت الخلاء اور منفرد بیت الخلاؤں کی تعمیر کے ذریعہ حکومت منتخبہ پنچایتوں اور کمزور طبقات کی کالونیوں میں بائیو گیس یونٹوں کو بھی فروغ دے گی ۔

نوجوانوں کیلئے اسکیمات

ہماری پارٹی کے تمام بنیادی اور ترجیحی پروگراموں میں نوجوانوں اور خواتین کو اہم مقام دیا گیا ہے ۔

ہماری حکومت "گرامودیا" کے نام سے ایک ایمپلائمنٹ اسکیم کی عمل آوری کر رہی ہے تاکہ دیہات کو ترقی دی جاسکے اس اسکیم کے تحت دیہات کے تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے لیے دستیاب مالی سہولتوں کو کام میں لاتے ہوئے انہیں ٹریننگ - مارکیٹنگ - خام اشیاء کی سربراہی - انفراسٹرکچر سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ اس انوکھے اور دلچسپ پروگرام کو ریاست کے تمام دیہات میں لاگو کیا جارہا ہے۔ دیہی تعمیر نو کے لیے "یوا شکتی" کے نام سے ایک خصوصی پروگرام تیار کیا جارہا ہے جس کے تحت نوجوانوں کی توانائی کو کام میں لایا جائے گا۔ اس پروگرام کی مدد سے ٹھیکہ داروں اور درمیانی آدمیوں کو تعمیری میدان سے ہٹا دیا جاسکے گا۔

خواتین کیلئے اسکیمات

ترویتیا میں پدماوتی وشواودیالیہ کا قیام ایک ایسا واقعہ ہے جسے آندھرا کا ہر باشندہ ایک مستحسن اقدام تصور کرے گا۔ عورتوں کو آبائی جائیداد میں مساوی حق دلانے کیلئے ہندو قانون وراثت میں ترمیم کا بل مقننہ میں پیش کر دیا گیا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ ان ترقی پسند اقدامات کی بدولت خواتین کو سماج میں انکا جائز مقام حاصل ہوگا۔ حکومت نے ریاستی ملازمتوں کے بعض زمروں میں عورتوں کو ۳۰ فیصد تحفظ دینے کا فیصلہ کیا ہے ۔

کسانوں کو فائدہ پہنچانے والی اسکیمات

ہماری پارٹی کے انتخابی منشور میں دیئے گئے تیقنات کے مطابق حکومت نے کسانوں کو انکی پیداوار کے لئے معقول معاوضہ فراہم کرنے اور زرعی مزدوروں کو اقل ترین اجرتوں کے تعین کیلئے کئی اقدامات کئے ہیں ۔ موسم ربیع میں چاول کی گرنیوں اور کوآپریٹیو اداروں کیجانب سے حاصل کئے جانے والے دھان کی حکومت ہند کی مقررہ قیمتوں پر کسانوں کو فی کنٹل ۲۰ روپے زاید ادا کئے گئے تاکہ کسانوں کو معقول معاوضہ مل جائے ۔

اس کے علاوہ ۱۸۵ روپے فی ٹن نیشکر کی قیمت کا اعلان کیا گیا تا کہ کسانوں کو معقول معاوضہ حاصل ہوسکے۔ عدم زرخیزی کی وجہ سے بچا ہوا کمتر درجہ کے تمباکو والے کسانوں کے لیے ۳ کروڑ روپے کی مالی امداد دی گئی۔

دودھ کی پیداوار نکالنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومت نے بھینس کے دودھ کی قیمت دودھ کے افراط کے زمانے میں ۲ء۵۰ روپے فی کولیسٹر اور گائے کے دودھ کی قیمت ۱ء۷ روپے فی کولیٹر مشخص کی ہے۔ دودھ کی کمی کے زمانے میں قیمت علی الترتیب ۴۰ روپے اور ۱۹ روپے مقرر کی گئی ہے۔

کسان برادری کیلئے بجلی کی شرح ادائی ۵۰ روپے فی ہارس پاور سالانہ مقرر کی گئی ہے۔ آبپاشی ترقیاتی کارپوریشن کی جانب سے دصول کی جانے والی شرح ادائی کو ۵۰ فیصد کم کر دیا گیا ہے جس سے کسانوں کو یک گونا سکون حاصل ہوا۔

آبپاشی - تلگو گنگا

گذشتہ ۳۵ برسوں کے دوران آبی وسائل اور دریائی پانی کے وسائل سے ناکافی استفادہ کی وجہ سے ریاست کے وسیع علاقے مستقل طور پر خشک سالی کا شکار رہے۔

جیسا کہ ہر آدمی جانتا ہے رائلسیما قدرتی طور پر عدم توازن کی وجہ سے ہمیشہ ہی قحط زدہ علاقہ رہا جس کی وجہ غیر یقینی بارش اور آبی وسائل کا عدم استفادہ ہے۔

میرے دوست مسٹر ایم جی رامچندرن چیف منسٹر تامل ناڈو کے دوستانہ تعاون کی بدولت ہمیں فخر ہے کہ ہم نے تلگو گنگا اسکیم تیار کی جس سے نہ صرف مدراس شہر کو پینے کا پانی دستیاب ہوگا بلکہ رائلسیما کی اراضیات بھی سیراب ہونگی۔ تلگو گنگا بہت بھاری اسکیم ہے جس کے لیے ۶۵۰ کروڑ روپے درکار ہیں۔ اس اسکیم کی تکمیل کے دوران تقریباً ۵ء ۲۶ لاکھ ایکر زمین نہ صرف سیراب ہوگی بلکہ لاکھوں اشخاص کو روزگار مہیا ہوگا۔ ثانوی درجہ میں اس سے ہمہ مقصدی روزگار پیدا ہوگا اور آمدنی اضافہ کا باعث

فراہم ہونگے۔

ہم نے کاکتیہ کنال کے دوسرے مرحلے کی تعمیر بھی شروع کردی ہے جس سے ہمیں تلنگانہ کے ۵ اضلاع میں ۹ء۵ لاکھ ایکر زمین سیراب کرنے میں مدد ملے گی اس نہر کی سب سے اہم اور فیصلہ کن بات یہ ہے کہ اس کی بدولت مستقبل میں دریائے گوداوری کو دریائے کرشنا سے ملایا جاسکے گا۔

سری سیلم بائیں بازو کی کنال کی ترتیب یہ ہے کہ اس سے اضلاع نلگنڈہ اور محبوب نگر کی زمینات سیراب کرنے میں مدد ملے گی۔ دھاڈھر پراجکٹ کی تکمیل کیلئے درکار فنڈز مہیا کرنے کے تعلق سے بھی ہم کافی فکرمند ہیں۔

متذکرہ پراجکٹوں کے علاوہ جن کے ثمرات سے فایدہ اٹھانے میں کچھ دیر ہے۔ ہم نے آئندہ ۳ سال کے اندر ۲ء ۸۸ کروڑ روپے کے خرچے سے ۲۱۲ چھوٹے خصوصی آبپاشی اسکیمات کی تکمیل کا کام شروع کیا ہے۔

صنعتوں کا قیام

عوام سے کئے گئے مضبوط وعدے کی مطابقت میں ہم نے ریاست میں صنعتوں کے قیام کیلئے کئی اسکیمات کا آغاز کر دیا ہے۔ بڑی صنعتی یونٹوں کے قیام کے تعلق سے طویل مدت سے رکھی ہوئی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے اقدامات کو تیز تر کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ناگرجونا فرٹیلائزر پلانٹ کا کاکی ناڈا اور ٹائر فیکٹری منگلگیری کی شکل میں بہت جلد سامنے آئے گی۔ معدنیات کا حصول اور انکی تلاش کا کام تلنگانہ اور رائلسیما کے علاقوں میں بڑے پیمانہ پر شروع کر دیا گیا ہے۔ آندھرا پردیش چونکہ مہاراشٹرا کے بعد کپاس پیدا کرنے والی دوسری بڑی ریاست ہے اس لیے حکومت اسپننگ اینڈ ویونگ ملز قائم کرنے کے تعلق سے حکومت جائزہ لے رہی ہے۔ زراعت پر مبنی صنعتیں جیسے کھانے کا تیل نکالنے والے پلانٹ کیا نینگ انڈسٹری دودھ کا پاوڈر بنانے والی فیکٹریاں قائم کی گئی ہیں جو بالکل آخری مراحل میں ہیں۔

ہینڈلوم دیورس کی حوصلہ افزائی کے لیے ملی موازنہ کو ۳ء ۳۶ کروڑ سے بڑھا کر سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۸ کروڑ روپے کر دیا گیا۔

مادی اینڈ ویلیج انڈسٹریز بورڈ کے ذریعے دیئے جانے والے موازنہ کی رقم جو دیہی صناعوں کو دی جاتی ہے ٦ لاکھ روپے سے بڑھا کر ۸۰ لاکھ روپے کر دی گئی ہے۔

مختصر یہ کہ موازنہ کی رقم کو بڑی۔ متوسط اور گھریلو صنعتوں کے ۲۴ کروڑ روپے سے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران بڑھا کر ٦٤ کروڑ روپے کر دیا گیا۔

میری حکومت نے صنعتوں کے قیام میں ریاست کے لئے مناسب اور واجبی حصہ حاصل کرنے کے لیے کامیاب جدوجہد کی ہے جس کی بدولت بیرون ریاست اور بیرون ملک سرمایہ کاروں کو ریاست میں سرمایہ لگانے میں سہولت مہیا ہوئی۔

۱۵ - نکاتی پروگرام جو "پرگتی پدھم" کے نام سے عوام میں مشہور ہے جس کو تلگو دیشم حکومت نے ریاست کی ہمہ جہتی ترقیاتی سرگرمیوں کے لیے تیار کیا ہے۔

پنچایت راج کی تعمیر

ہماری حکومت پنچایت اداروں کو زیادہ اختیارات دینا چاہتی ہے۔ ہمارا یہ مضبوط یقان ہے کہ اختیارات اور اقتدار کو غیر مرکوز کرنے سے ہی حکومت بنیادی سطح پر جمہوریت کو تقویت پہنچا سکتی ہے۔ اس بات کو زبانی اور نظریاتی طور پر پچھلی حکومتوں نے بھی تسلیم کیا ہے لیکن اس نظریئے کو کبھی حقیقت کا روپ نہیں دیا گیا جس کی بنیادی وجہ سیاسی حوصلہ پر عزم کی کمی ہے۔

تلگو دیشم حکومت پنچایت اداروں کی اس انداز سے از سر نو تعمیر کرنا چاہتی ہے کہ اختیارات کے مراکز عوام سے قریب تر ہو جائیں۔ منڈل پنچایتوں کی شکل میں اقتدار کو غیر مرکوز کرنے کیلئے چھوٹے اور متوسط یونٹ قائم کرنے کی اسکیم کی تیاری کا کام آخری مراحل میں ہے ہمارے ذہن میں ایسا تصور ہے کہ وہ تمام سرکاری محکمے عوامی ضروریات کی تکمیل اور ترقی سے منسلک ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ علحدہ علحدہ حلقوں میں اپنا کام انجام نہ دیں بلکہ منڈل پنچایت کے حلقہ میں رہ کر کام کریں۔ وہ محکمے یہ ہیں۔

کوآپریشن - مارکٹنگ - بندوبست اراضیات - محکمہ زراعت - الکٹریسٹی - سماجی بہبود کا محکمہ - محکمہ مال اور بلدی سہولتیں پہنچانے والے محکمہ وغیرہ۔ عوام کی خدمت اور ترقیاتی سرگرمیاں ایک ہی جگہ مرکوز کر کے کام کو انجام دینا چاہیئے۔

تعلیم

تعلیم کو ہم سماجی قدریں استوار کرنے کا ایک طاقتور اور مقدس ذریعہ تصور کرتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے تعلیم عوام کے نزدیک پیسہ کمانے کے ذریعہ کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔ اس لیے ہم پیشہ وارانہ اور فنی تعلیمی اداروں میں نشستوں کی فروختگی کے غلط طریقہ کار کے سخت خلاف تھے اس لیے اس طریقہ کار کو برخواست کر دیا گیا۔ تعلیم پر کیا جانے والا خرچ اکثر غیر پیداواری خرچ سمجھا جاتا لیکن یہ بالکل غلط تصور ہے۔ ہم نے برسر اقتدار آنے کے پہلے سال میں تعلیمی موازنے کی رقم کو ۲۰ کروڑ روپے سے بڑھا کر ۵۰ کروڑ روپے کر دیا ہے۔ ہم ابتدائی تعلیم کو پھیلانے اور اسے ترقی دینے پر زیادہ زور دے رہے ہیں۔ اس مقصد کے پیش نظر ہر موضع میں ایک پرائمری اسکول کی عمارت تعمیر کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لے رکھی ہے۔ سال رواں کے دوران میں کئی نئے پرائمری اسکول۔ ہائی اسکول۔ جونیر کالج ڈگری کالج۔ پروفیشنل اور فنی تعلیم کے کالج شروع کئے ہیں۔ اس سال کے دوران اسکول جانے والے بچوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ مختلف سطحوں پر نئے ٹیچروں کا تقرر کر دیا گیا ہے۔

ہماری حکومت کے برسر اقتدار آنے کے کچھ ہی مہینوں کے اندر کئی باتوں کے منجملہ ایک خاص بات ہوئی ہے جس کا ہم فخریہ ذکر کر سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ امتحانوں کا انعقاد ان مقامات پر بہت پرسکون اور اطمینان بخش طور پر عمل میں آیا ہے جہاں اس سے قبل امتحانوں میں بے شمار بدعنوانیاں روا رکھی جاتی تھیں جیسے نقل کرنا۔ تشدد پر اتر آنا وغیرہ۔

تعلیم۔ مقدار کے اعتبار سے نہیں بلکہ معیار کے اعتبار
[illegible]پچی جاتی ہے۔ یونیورسٹیوں کی کارکردگی اور تعلیمی نظام کی جانچ
[illegible]کا کام شروع کر دیا جا چکا ہے۔ ریسرچ سنٹروں اور مختلف
[illegible]سطح پر نافذ کردہ نصاب کی جانچ بھی کی جا رہی ہے۔ پرائمری سطح ہی سے
[illegible]نی بروزگار تعلیم شروع کرنا چاہتے ہیں تاکہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ایسی
[illegible] قدروں سے روشناس کرایا جائے جس میں جسمانی محنت کی توقیر
[illegible]ے۔ غیر ملکی زبان' تعلیم کو عام کرنے میں ہمیشہ رکاوٹ بنتی ہے اسلئے
[illegible]گو زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے پر مُصر ہیں۔

اہم رکاوٹیں

آندھرا پردیش کے عوام کے لیے ہم بہت کچھ کرنا چاہتے
اور یہی ہماری کوشش ہے۔ وسائل کی کمی ہمارے لیے بہت
رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ ریاستی حکومتوں کے پاس موجودہ طور پر
[illegible]خواہ وسائل نہیں ہیں اور بعض امور میں انہیں اختیارات بھی حاصل
[illegible]ہیں۔ تاکہ ریاستی حکومتوں سے وابستہ سماجی ضروریات اور ذمہ داریوں
[illegible]ا کر سکیں۔ مرکزی حکومت تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں مرکوز کئے
[illegible]ے ہے۔ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ مرکزی حکومت سے جہاں تک ہمارا
[illegible]سابقہ ہے بہت ہی مایوس کن ہے۔ ریاستی حکومت کو درپیش مسائل
[illegible]اس کا رویہ مسلسل غیر ہمدردانہ ہے۔ امدادی اسکیم کو کامیاب بنانے
[illegible]لئے چاول کی سربراہی۔ زرعی پیداوار کے معاوضہ کے طور پر ادا کی جانے والی
[illegible]ت میں اضافہ۔ تمباکو اور کپاس کی مارکٹنگ۔ تلگو گنگا پراجکٹ کیلئے
[illegible]ز کی فراہمی اور دوسری آبپاشی اسکیمات یا سیلاب زدہ علاقوں کے امدادی
[illegible]ں کیلئے فنڈز کی منظوری کا معاملہ وغیرہ۔ جیسے کسی بھی مسئلے کو لیجیئے۔
[illegible]ی حکومت کا رویہ فراخدلانہ نہیں ہے۔

ہمارے معاملے میں یہ ایک صریح دلیل ہے کہ قانون ساز
[illegible]سل کو برخواست کرنے کے لیے ریاستی اسمبلی میں منظورہ قرارداد کو مرکزی
[illegible]ست نے ایک سال سے ڈالے رکھا ہے۔ عوام کی مرضی میں دستوری
اور انتظامی آرڈر کے ذریعے حائل ہونے کو ہرگز جمہوریت نہیں کہا جا سکتا۔
جب کبھی بھی ہم اپنا جائز حق لینے پر زور دیتے ہیں تو مرکز سے تصادم "
کے نام سے غلط باور کیا جاتا ہے ہم مرکز اور ریاست کے روابط کا صحیح اور
واجبی تعین کرنے کی اپیل کرتے ہیں تو ہمیں الزام دیا جا رہا ہے کہ ہم ملک میں
تفرقہ ڈالنے والے رجحانات کو ہوا دے رہے ہیں۔

تلگو دیشم پارٹی اور حکومت تہہ دل سے متحدہ ہندستان کے
حق میں ہے کم از کم ہمارا ایقان متحدہ ہندستان کے تعلق سے اتنا ہی
مضبوط ہے جتنا کہ موجودہ مرکزی حکومت چاہتی ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ
ہندستان ہم سب کا ملک ہے۔

بحیثیت اس شخص کے جو ٦ کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہوے
ایک ریاست کی قیادت کر رہا ہے جو ہندستانی قوم کا ناقابل تقسیم حصہ
ہے یہ میری بنیادی ذمہ داری ہے کہ میں قومی وسائل میں اپنا واجبی اور
جائز حق کی مانگ کروں اور میں نہیں سمجھتا کہ اگر میں ریاستوں کے لیے
زیادہ اختیارات کا مطالبہ کرتا ہوں تو بغاوت کر رہا ہوں۔ کیا دستور
میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ ہندستان ریاستوں کے مجموعہ کا نام ہے؟
مختلف وجوہات اور مسلسل ایک پارٹی کی مرکز اور ریاستوں میں حکومت اور
شاید گزرے ہوے برسوں میں جزوی طور پر ریاستی حکومتوں کے قائدین میں
خودداری اور عزم کی کمی کی وجہ سے بتدریج اور منصوبہ بند طور پر اختیارات
اور وسائل مرکز کے ہاتھ میں مجتمع ہو گئے۔ میری اکثر و بیشتر ظاہر کردہ رائے
کو میں پھر ایک بار یہاں دہراتا ہوں وہ یہ کہ اگر جسم کو مضبوط و صحت مند
رکھنا ہو تو اعضاء جوارح بھی مضبوط و صحت مند ہونے چاہیئے۔ ہندستان
ریاستوں میں کمزور رہتے ہوے مجموعی اعتبار سے قوی تر رہنے کی ہرگز
توقع نہیں رکھ سکتا۔ صرف اور صرف مساوات اور اخوت کی بنیاد ہی
پر اتحاد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ہندستانی قومیت کا تصور ہمارے پاس
یہی ہے۔

آندھرا پردیش ہمارے برسر اقتدار آنے کی پہلی سالگرہ
کے موقع پر حکومت ہند سے پھر ایک بار اپیل کرتا ہوں کہ ہمیں ریاستی

عوام سے کئے گئے وعدوں کو پورا کرنے کیلئے زیادہ سے زیادہ فنڈز اور اختیارات کی ضرورت ہے۔ عوام ہی ہماری سرگرمیوں کے تعلق سے قطعی فیصلہ کرسکتے ہیں۔ وہی ملک کے مقتدر اعلیٰ مالک ہیں۔ ہم صرف انکی طرف سے مقرر کردہ نمائندے ہیں اور وعدوں کو پورا کرنے کے پابند ہیں۔

میں اور میری پارٹی کا وجود عوام کا مرہون منت ہے۔ ریاستی عوام ہی میری طاقت ہیں۔ ہم نہ صرف پانچ سال میں ایک دفعہ بلکہ ہر وقت عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ ہم ان لاکھوں خاموش عوام کی آواز بن جائیں اور انکی آرزوؤں کو پورا کرنے کیلیے انکے اعضاء بن جائیں۔

ہماری کامیابی پر ہمیں فخر ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہم عوام کی توقعات پر پورے پورے اُترے ہیں جنہوں نے تلگودیشم پارٹی پر مکمل اعتماد کیا۔

ریاست کی چیف منسٹری کا جائزہ حاصل کرتے وقت میں نے کہا تھا۔ تلگودیشم پارٹی قومی مفادات اور تلگو عوام کی خودداری کو پیش نظر رکھتے ہوئے جمہوری خطوط اور ترقی پسند راہ پر آگے بڑھے گی۔ آج بھی اس وقت یعنی ۹ / جنوری ۱۹۸۳ء کے دن کہے گئے ایک ایک لفظ کو پھر سے دہراتا ہوں۔ ●●

اضلاع میں ضلع ڈیولپمنٹ بورڈ کے قیام کیلئے احکام کا اجرا

ریاستی حکومت نے آندھرا پردیش کے ۲۳ اضلاع کے منجملہ ہر ضلع کیلئے ایک ضلع ڈیولپمنٹ بورڈ کے قیام کے لیے احکامات جاری کردیئے ہیں۔ اس کا مقصد منصوبہ بندی کے عمل کو غیر مرکوز کرنا ہے۔ بورڈ کے چیرمین ایک وزیر اور ڈسٹرکٹ کلکٹر نائب صدرنشین ہوں گے۔ لیجسلیٹرس اور ارکان پارلیمنٹ بورڈ کے ارکان ہوں گے۔ حکومت ان بورڈز کیلئے ماہرین کو نامزد کرسکتی ہے۔ ضلع ڈیولپمنٹ بورڈ کا کام ضلع کی ترقیاتی سرگرمیوں کو تیز تر کرنے کے امکانات پر غور کرنا اور سفارشات پیش کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ضلع کے لیے ساتویں پنج سالہ منصوبہ کو مدون کرنے میں مدد دینا اور پہلے ہی سے موجود اصل اثاثہ کے موثر استعمال میں اضافہ کیلئے غیر معمولی نوعیت کی اسکیمات تجویز کرنا ہے۔ ضلع ڈیولپمنٹ بورڈس کی سفارشات پر ریاستی ڈیولپمنٹ بورڈ غور کرے گا اور ضروری کارروائی کیلئے ریاستی حکومت کو پیش کرے گا۔ ضلع ڈیولپمنٹ بورڈ کے کام میں ایک ٹیکنیکل گروپ تعاون کرے گا جو ڈسٹرکٹ کلکٹر (چیر) اور محکمہ پنچایت راج، محکمہ فینانس ومنصوبہ بندی (ارکان) پر مشتمل ہوگا۔ ڈسٹرکٹ پلاننگ آفیسر کنوینر ہوں گے اور وہ ڈسٹرکٹ کلکٹر کی رہنمائی میں کام انجام دیں گے۔

قیمت فی شمارہ صرف
۵۰ پیسے
سالانہ ۶ روپے

زر سالانہ : ذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیے

آندھرا پردیش
اردو ماہنامہ

دیہی علاقوں میں چھوٹی صنعتوں کے قیام۔ گھریلو اور دیہی صنعتوں کی ہمت افزائی سے دیہی عوام کو منفعت بخش روزگار دستیاب ہو جائے گا۔

کاروبار کے مواقع فراہم کرتے ہوئے بڑے پیمانے پر دیہی عوام کو منفعت بخش روزگار کی فراہمی کے ذریعے بے روزگاری اور ناکافی روزگار کی حالت کو ختم کرنا بے حد ضروری ہوگیا ہے۔ دیہی علاقوں میں چھوٹی صنعتوں کو شروع کرنا، دیہی و نیز گھریلو صنعتوں کی ہمت افزائی کرنا ہی اس مسئلہ کا صحیح حل ہے۔ ریاستی حکومت گھریلو صنعتوں - چھوٹی صنعتوں اور دیہی صنعتوں کو فروغ دینے میں سرگرمی کے ساتھ مصروف ہے۔ ہماری ریاست میں ۳۹۰۰۰ ہزار چھوٹی اور دیہی صنعتیں ہیں جن میں ۱۹۴ کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ اور ان صنعتوں میں ۴ لاکھ افراد برسر روزگار ہیں۔

سال ۸۴ - ۱۹۸۳ء کے دوران اس بات کو طے کیا گیا ہے کہ ریاست میں ۶۲۰۰ چھوٹی صنعتیں قائم کی جائیں اور ۳۳۰۰۰ ہزار صناعوں کو امداد دی جائے۔ دیہی علاقوں میں صنعتوں کے پھیلاؤ کے لئے ریاستی حکومت ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سنٹروں کے ذریعے توسیعی پروگراموں کو اختیار کر رہی ہے جن کا مقصد نئی صنعتوں کے قیام میں صنعت کاروں کا منشأ و مقصد کا تعین و شناخت کرنا دیہی صناعوں کو جدید آلات و ٹیکنک کے استفادہ کے لیے ٹریننگ دینا۔ چھوٹے چھوٹے شعبوں میں کام کرنے والے صنعتی یونٹوں اور صناعوں کو رقمی و قرضہ جاتی امداد مہیا کرتا ہے۔

ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سنٹروں اور صنعتوں کو فروغ دینے والی مختلف ایجنسیوں کے درمیان ضروری ربط قائم کیا جاچکا ہے تاکہ دیہات میں صنعتوں کے پھیلاؤ کے پروگرام کی مساعی میں سرعت پیدا کرنے اور انکی موثر عمل آوری میں آنے والی شناخت شدہ رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے ایک دوسرے سے مربوط کیا جاسکے۔

صناعوں کے مراکز

سال ۸۳ - ۱۹۸۲ء کے دوران صناعوں کی ترقی کے لیے شروع کردہ دوسرا پروگرام صناعوں کیلئے دیہی مراکز کا قیام ہے۔ ان مراکز کے ذریعے صناعوں کو درکار ٹریننگ، اچھے قسم کے اوزار، سائبان، کاروباری سرمایہ وغیرہ بکثرت فراہم کیا جائے گا۔ [illegible] مختلف ایجنسیوں جیسے ڈسٹرکٹ رورل ڈیولپمنٹ ایجنسی (DRDA) آندھرا پردیش کھادی اینڈ ولیج انڈسٹریز ڈیولپمنٹ بورڈ۔ ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سنٹرز (DICS) کمرشیل بینک اسپیشل ایمپلائمنٹ اور خود روزگار اسکیموں کی جانب سے مجتمع کردہ وسائل سے فراہم کی جائیں گی۔ دیہات میں جہاں ۲۰ یا اس سے زیادہ صناع موجود ہوں ایسے مراکز کو فروغ دیا جائے گا۔ صناعوں کے ہر ایک

مرکز میں ۲۰ افراد کے کام کرنے کی گنجائش ہوگی اور یہ لوگ ایک گروہ کی شکل میں کام کریں گے۔ سال ۸۳ - ۱۹۸۲ء کے دوران ۱۰۴ صنعتی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ اور ۸۴ - ۱۹۸۳ء کے پروگرام کے تحت مزید ۳۰۰ مراکز قائم کئے جائیں گے۔

سال ۸۳ - ۱۹۸۲ء کے اختتام تک خود روزگار اسکیم کے تحت ۱۲۴۹۸ یونٹ قائم کئے گئے جن میں مشغول کردہ سرمایہ ۳۵٫۱۲ کروڑ روپے ہے اور ۵۴۲۸۶ افراد کو روزگار دستیاب ہوا ہے۔

سال رواں ۸۴ - ۸۳ - ۱۹۸۳ کے دوران حاشیائی رقم کے قرض کے طور پر ۴۸ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں جس سے ۱۵۰۰ کاروباری کو ۱۵۰۰ کاروباریوں کو ۱۵۰۰ یونٹ قائم کرنے کے لیے امداد دی جائے گی ان یونٹوں میں ۵ کروڑ روپے مشغول کئے جائیں گے اور ۵۰۰۰ افراد کو روزگار مہیا ہوگا۔

امدادی رقم کو مشغول کرنے کی اسکیم

ذیلی صنعتیں

ذیلی صنعتوں کو فروغ دینے کے سلسلے میں ریاستی حکومت مرکز کی جانب سے جاری کردہ رہنمایانہ اصولوں پر کاربند ہے یہ ذیلی صنعتیں ریاست کی متوسط اور بڑی صنعتوں کے لوازمے کے طور پر کام کی انجام دیں گی ریاستی اور مرکزی حکومت کے پراجکٹوں کی مسلسل ترغیب دینے کے نتیجے دینے کے نتیجے میں ۱۰۷ ذیلی صنعتوں کو فروغ دینے کے قابل ہوسے ہیں۔ یہ صنعتیں ایچ ایم ٹی (HMT) بی ایچ ای ایل (BHEL) وساکھاپٹنم شپ یارڈ۔ پراگاٹولس - ای سی آئی ایل - آلوین میٹل ورکس - آر۔ ٹی۔ سی اور دوسری سرکاری صنعتوں کی ضروریات کی تکمیل کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ مرکزی شعبہ کی یونٹوں کی جانب سے بعض چھوٹی صنعتوں کو ترجیحی موقف "PREFERRED SUPPLIERS STATUS" دیا گیا ہے اور انہیں سے وہ اپنی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں۔

۱۹۷۰ء سے ریاست میں سنٹرل انوسٹمنٹ سب سیڈی اسکیم جاری ہے جو ریاست کے ۱۴ ضلعوں اور ۸۹ پنچایت سمیتی بلاکس میں چلائی جاری ہے۔ اس اسکیم کے آغاز سے مارچ ۱۹۸۲ء کے ختم تک ۱۸٫۶۷۵ کروڑ روپے نئی صنعتوں کو دیئے گئے ہیں۔ جن میں ۳۷۳ بڑی صنعتیں اور ۲۵۳۹ چھوٹی صنعتیں شامل ہیں۔ بعض تبدیلیوں کے باعث مزید ۱۱۸ بلاکوں کو سنٹرل انوسٹمنٹ سب سیڈی اسکیم کے تحت لانے میں مدد حاصل ہوئی۔

لیباریٹری اور جانچ کی سہولتیں

اسمال اسکیل انڈسٹریز اور چھوٹی یونٹیں چونکہ خام اشیا متوسط و تیار اشیا کی جانچ کرنے کے لیے اپنے پاس آلات اور سہولتیں رکھنے کے قابل نہیں ہوتے اس لیے حکومت کی جانب سے یہ سہولتیں فراہم کرنے کے لیے تجربہ خانے حیدرآباد، وساکھاپٹنم اور کڑپہ میں قائم کئے گئے ہیں یہ تجربہ خانے برائے نام خرچ پر گرانقدر سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں۔ سال رواں کے دوران وجئے واڑہ میں ایک ٹیسٹنگ لیباریٹری کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے جو ڈیزل انجنوں اور انجینئرینگ پراڈکٹس کی جانچ کرے گی حیدرآباد اور وساکھاپٹنم میں کام کرنے والی موجودہ لیباریٹریوں کو ۱۵ لاکھ روپے کے خرچ سے مزید وسعت دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان میں جدید قسم کے آلات مہیا کئے جائیں گے۔ تاکہ مقامی صنعتوں کی ضروریات پوری ہوسکیں اور ان لیباریٹریوں میں تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو صنعتی شعبہ میں کوالٹی کنٹرول وغیرہ کی ٹرینگ دی جاسکے۔ حکومت ہند نے سانچوں میں ڈھال کر تیار کی جانے والی اشیا کیلئے فیلڈ ٹسٹنگ اسٹیشن قائم کرنا منظور کرلیا ہے۔ یہ صنعت نگر میں قائم ہوگا۔ اور اس قسم کی موجودہ سہولتوں میں پائی جانے والی کمی کو اس سے پورا کیا جائے گا۔ توقع ہے کہ رواں مالی سال کے دوران یہ فیلڈ اسٹیشن قائم کیا جائے گا۔ (N R D C) کی مدد سے رواں مالی سال کے دوران میدک ضلع میں ایک "رورل ٹیکنالوجی ڈمانسٹریشن کم ٹریننگ سنٹر" بھی قائم کیا جارہا ہے۔

معذوروں کیلئے نئی پُر امید فضا

آندھرا پردیش میں ایک اندازے کے مطابق تقریباً
لاکھ معذورین ہیں اور حکومت انکی بہبودی کیلئے مختلف اقدامات
ریعہ اولین ترجیح دے رہی ہے۔ معذورین کے مسائل کو حل کرنے
ایک علیحدہ نظامت کا قیام عمل میں آیا اور ان کے لیے ایک مالیاتی
پریشن بھی قائم کی گئی جو یکم جنوری ۱۹۸۱ سے کام کر رہی ہے۔
لہ سمجھا گیا ہے کہ بعض صنعتوں میں معذورین کیلئے ٹریننگ سودمند
ت ہوگی اسلئے سال حال تروپتی اور وشاکھاپٹنم میں ٹریننگ
۔وڈکشن سنٹرس قائم کئے گئے ہیں۔ اور جلد ہی ایک اور سنٹر
ت پور میں قائم کیا جائے گا۔ حیدرآباد اور وجئے واڑہ میں قائم
نگ کم پروڈکشن سنٹروں کو مزید وسعت دی جائے گی اور اس کے علاوہ
ےایک سنٹر سداسیو پیٹ ضلع میدک میں کام کر رہا ہے۔

ملی جلی تعلیم معذورین کیلئے ایک نیا تصور ہے جو ریاست میں
پوریشن کے ذریعہ شروع کی جارہی ہے جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اندھے،
ے، گونگے اور دماغی طور پر کمزور افراد کو خصوصی مدارس میں تعلیم کے
دل کے لیے دوسرے شہروں کو جانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی
ن کو اساتذہ کے ذریعہ خصوصی تعلیم دی جائے گی۔ معذور بچوں کو
دینے والے اساتذہ کو کارپوریشن میں ٹریننگ کا انتظام کیا گیا ہے
یہ کورس ۹ ماہ کا ہے جس کے دوران اساتذہ کو مناسب معاوضہ
ادا کیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر یہ اساتذہ اپنے اپنے اسکول
واپس جاکر معذور بچوں کو تعلیم دیں گے۔

دماغی طور پر کمزور افراد کیلئے خاص قسم کے اسکول کھولے جائیں گے
جو ایسے بچوں کی دیکھ بھال کریں گے اور حیدرآباد میں ایسے بچوں کے لئے ایک
ایسا ادارہ قائم کیا جارہا ہے جو ان پر خصوصی توجہ کرے گا۔ اس کے ساتھ
ہی نابینا افراد کی تعلیم کے لیے جدید آلات درآمد کئے جارہے ہیں تاکہ نابینا
افراد پر بھی خصوصی توجہ دی جاسکے۔

محکمہ کی طرف سے معذورین کیلئے ریاستی ہاسٹل بھی کھولے گئے ہیں
اور وظائف بھی دیئے جارہے ہیں۔ پہلی مرتبہ تفریحی اور تعلیمی دورے پر
معذورین کو لے جایا گیا۔ معذورین کو رقمی امداد اسکیم کے تحت رقمی مدد بھی کی جارہی
ہے جنکے والدین کی سالانہ آمدنی چھ ہزار سے زائد نہ ہو اور کم آمدنی والے
زمرے کے معذورین کو مصنوعی اعضاء، کان کے آلے، بیساکھی مفت مہیا
کئے جارہے ہیں۔

کارپوریشن کی جانب سے نظامس آرتھوپیڈک ہاسپٹل میں مصنوعی
اعضاء کی تیاری کا یونٹ قائم کیا گیا ہے جو جئے پور کی ٹیکنالوجی کی اساس
پر مصنوعی اعضاء تیار کرے گا جسکے نتیجہ میں مصنوعی اعضاء بڑی مقدار
میں تیار ہوں گے اس قسم کے سنٹرس وشاکھاپٹنم اور تروپتی میں بھی
قائم کئے جائیں گے۔ حادثات میں معذور ہونے والوں کی مدد کیلئے بھی ایک
اسکیم بنائی گئی ہے تاکہ ایسے افراد قانونی طور پر اپنی مدافعت کرسکیں۔ آندھرا
پردیش محکمۂ نظامت معذورین اور معذورین کیلئے قائم کی گئی مالیاتی کارپوریشن
ریاست کے ہزاروں معذورین کی مدد کر رہی ہے جس سے معذورین میں
زندگی کی ایک نئی لہر پیدا ہوئی ہے۔ ●●

مویشیوں کی افزائش میں نمایاں اضافہ

مویشیوں کی ترقی کے پروگراموں کی عمل آوری سے آندھرا پردیش کی دیہی معیشت لازماً ترقی کرے گی۔

مویشیوں کی افزائش کے شعبے میں ریاست آندھرا پردیش ملک کی صف اول کی ریاستوں میں شمار ہوتی ہے۔ مویشیوں کی دولت کے اعتبار سے یہ ریاست بہت مشہور ہے۔ آندھرا پردیش میں بیلوں کی تعداد ۲۰ء۱۹ ملین ہے اس طرح ملک میں آندھرا پردیش کا تیسرا درجہ ہے۔ ریاست بھیڑوں کی تعداد میں دوسرا درجہ رکھتی ہے جو ۶۵ء۷۰ لاکھ ہیں۔ مرغبانی میں ریاست پہلے درجہ پر ہے یہاں ۶۰ء۲۱ ملین پولٹری ہے۔ مویشیوں میں لگا ہوا سرمایہ تخمیناً ۷۰۰ کروڑ روپے ہے جو ریاست کی جملہ آمدنی کا ۱۰ فیصد ہے۔ اونگول کی اعلیٰ نسل کے مویشی دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ نیلور کی بھیڑیں اور اصیل مرغ کی وجہ سے بھی آندھرا پردیش مشہور ہے۔

سماجی و معاشی تبدیلی

مویشیوں کی افزائش کو معاشی اور سماجی زندگی میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ اس میں مقابلتاً کم سرمایہ کی مشغولیت سے دیہاتیوں کو روزگار حاصل ہوا ہے اس کے علاوہ دودھ گوشت اور انڈوں کی پیداوار میں اضافہ سے غذائیت کا معیار بلند ہو رہا ہے۔

مویشیوں کی افزائش میں بہتری پیدا کرنے کے لیے مضبوط قومی پالیسیوں کی بنیاد پر اسکیمات تیار کی گئی ہیں۔

حیوانات کے علاج کی فراہمی

حیوانات کی بیماری اور علاج کی سہولتیں فراہم نہ کی گئیں تو مویشیوں کے ارتقاء کی ساری کوششیں ناکام ہو جائیں گی۔ اس لیے ریاست کے دور دراز علاقوں میں بھی حیوانات کے علاج کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔

مویشیوں کے علاج کی سرگرمیوں میں بیمار جانوروں کا علاج کرنا

متعدی امراض سے مویشیوں اور پولٹری کو محفوظ رکھنا اور امراض کی تحقیق کرنا شامل ہے۔

جانوروں کی صحت کی دیکھ بھال کرنے کے لیے ریاست میں ۲۸۱۹ لائیو اسٹاک یونٹ - ۱۰۳۹ سوپروائزری یونٹ ۲۴۹ ویٹرنری ہاسپٹل اور ۲ پالی کلینک کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ۲۱ گشتی دواخانے بھی کام کر رہے ہیں جو ان مقامات کے لیے ہیں جہاں مستقل طور پر کوئی دواخانہ نہیں ہے۔ قیام آندھرا پردیش کے وقت ریاست میں ہر ۲۲۴۰۰ بیلوں کے لیے ایک دواخانہ کام کر رہا تھا لیکن اب ہر ۳۶۸۰ بیلوں کے لیے ایک دواخانہ موجود ہے۔

حیدرآباد میں امراض کی تحقیق کرنے کا ایک مرکزی شعبہ اور اضلاع میں ۱۶ کلینکل لیباریٹریاں دنیز ۵ انیمل ہیلتھ سنٹر" امراض تشخیص کا کام کر رہے ہیں۔ مویشیوں اور پولٹری کو متعدی امراض سے محفوظ رکھنے کے لیے ویٹرنری بیالاجیکل اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹیکہ اندازی کی دوائیں تیار کرتا ہے۔ ٹیکہ اندازی کے دواؤں کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لیے سال ۸۰ - ۱۹۷۹ کے دوران سامل کوٹ میں دواسازی کا ایک اور مرکز قائم کیا گیا تاکہ ساحلی علاقوں کو خصوصی طور پر سماوی آفات کے دوران اور مابعد دوائیں سربراہ کی جاسکیں۔

دودھ کی پیداوار

ریاست میں مویشیوں کی افزائش کی پالیسی میں تبدیلی پیدا کرتے ہوئے بیرونی نسل کی افزائش پر زور دیا جا رہا ہے۔ وقت مقررہ کے اندر ریاست میں موجود ۲۷۲۶ مراکز میں سے ۱۸۴۲ مراکز میں مادہ تولید کو منجمد کرنے کی تکنیک رائج کی جا رہی ہے۔ سال ۸۵ - ۱۹۸۴ء تک مصنوعی طور پر نسل کی افزائش کرنے والے ۲۰۳۳ مراکز میں مادہ تولید کو منجمد کرنے کی سہولتیں رائج کی جائیں گی جس کے لیے ایک ماسٹر پلان تیار کیا گیا ہے۔

ریاست میں بیلوں کے مادہ تولید کو منجمد کرنے کے ۳ مراکز اور ۱۸ "سیمن بینک" کام کر رہے ہیں جو ۳۲۱ اعلیٰ نسل کے بیلوں سے حاصل کردہ مادہ تولید کی سربراہی عمل میں لاتے ہیں۔ اہم مقامات پر ۳ چھوٹے اور دو بڑے سیال نائٹروجن کے پلانٹ قائم کئے گئے ہیں۔ چھٹے پنجسالہ منصوبے کے ختم تک منجمد مادہ تولید کے ذریعہ ۱۴۶٫۷۰ لاکھ مویشیوں کی تخم ریزی کرنا طے کیا گیا ہے۔

اس طرح حاصل ہونے والے ہر مویشی سے تقریباً ۲۲۰ لیٹر دودھ حاصل ہوگا جس سے ۵۰۵ روپے کی کسان کو آمدنی ہوگی اس کے علاوہ اعلیٰ نسل کے جانور بھی حاصل ہونگے۔ اس کے علاوہ ریاست میں اعلیٰ نسل کی افزائش کے لیے ۱۳ مراکز قائم کئے گئے ہیں جہاں اعلیٰ نسل کے بیل رکھے گئے ہیں جن سے حاصل کردہ مادہ تولید منجمد کرکے استعمال کرنے والے مراکز اور سیمن بینکوں کو سربراہ کیا جاتا ہے۔ اور مادہ بچھڑوں کی افزائش بھی کی جاتی ہے۔

خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کا پروگرام

رائلسیما ضلع محبوب نگر ضلع رنگا اور ضلع پرکاشم کے بعض حصوں میں خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کے لیے تیار کردہ پروگرام کی عمل آوری کی گئی اس اسکیم کے تحت مویشیوں کی صحت کی سختی کے ساتھ حفاظت کی جاتی ہے منجمد مادہ تولید کی تکنیک کو تمام مراکز میں رائج کیا گیا ہے تاکہ افزائش مویشیاں کی رفتار کو تیز کر دیا جاسکے۔ اس اسکیم کے ضمن میں ۴۵۰۰۰ مویشیوں کی مصنوعی تخم ریزی کی گئی ہے۔ ۹ ہزار اعلیٰ نسل کے مویشی پیدا کئے گئے ۱۰۶۷۳ مویشیوں کا علاج کیا گیا۔ ۲۰۶۰۲ لاکھ جانوروں کی سال ۸۴-۸۳ء کے دوران میں انسدادی ٹیکے لگائے گئے۔

کمزور طبقات کیلئے پروگرام

جانور دمویشی پالنا دیہی معیشت میں ناکافی آمدنی کے تکمیلے کا ذریعہ رہا ہے۔ کمزور طبقات کی منفعت کے لیے محکمہ کی جانب سے مویشی پیدا

کرنے کے خصوصی پروگراموں کا انتظام کیا گیا ہے ۔ مخلوط النسل بچھڑے پالنا بھیڑوں کی افزائش ۔ مرغبانی ۔ سوروں کی افزائش جیسے پروگرام منتخبہ اضلاع میں چلائے جا رہے ہیں ۔

بچھڑوں کی افزائش کے پروگرام کے ضمن میں ۱۲۳۴۹ بچھڑے پالنے کا ۵ اضلاع میں انتظام کیا گیا ۔ بھیڑوں کی افزائش کیلئے ۶ اضلاع میں ۲۴۸۱۹ یونٹ تقسیم کئے گئے ۔ مرغبانی کیلئے ۵ اضلاع میں ۷۸۶۷ یونٹ قائم کئے گئے ۔ سوروں کی پرورش کیلئے ۳ اضلاع میں ۲۰۸۴ یونٹ تقسیم کئے گئے ۔ اسطرح کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے ۹۳۹، ۵۰ خاندان مستفیض ہوئے ۔

دیہی ترقی

ریاست کی تقریباً ۸۰ فیصد آبادی کا انحصار زراعت اور اس سے متعلقہ سرگرمیوں پر ہے ۔ بیشتر مالکین اراضیات کے پاس چھوٹی چھوٹی زمینات ہیں جن سے بہت کم آمدنی ہوتی ہے ۔ مویشیوں کی افزائش کے پروگرام ایسے کاشتکاروں کی حالت کو سدھارنے کیلئے بہت موزوں خیال کئے گئے ہیں ۔ کم آمدنی والے کسانوں کی آمدنی میں اضافہ کیلئے اس پروگرام کے تحت دودھیارے جانوروں بھیڑوں بکریوں، مرغبانی ۔ بطخوں اور سوروں کے یونٹ ہل چلانے والے بیلوں ۔ بچھڑوں کی افزائش وغیرہ کے متذکرہ مویشیوں کی تقسیم عمل میں لائی جاتی ہے ۔ سال ۸۳ - ۱۹۸۲ء کے دوران کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۰۶۸۸ لاکھ درج فہرست اقوام و درج فہرست قبائل ۔ پسماندہ طبقات اور دوسرے افراد کو مختلف اسکیموں جیسے انٹیگریٹیڈ رورل ڈیولپمنٹ پروگرام ۔ مویشی پیدا کرنے کے خصوصی پروگرام شیڈولڈ کاسٹس و بیاک ورڈ کلاس کارپوریشن وغیرہ کے ذریعہ امداد پہنچائی گئی ہے ۔

مویشیوں کو ترقی دینے والے پروگراموں کی عمل آوری کے ذریعہ ریاست کی دیہی معیشت میں ضروری بہتری پیدا ہوگی

عبدالرحیم شفق
۱-۸۹-۱-۸-۱۶ کالاڈیرہ
کوچۂ شفق، چیچل گوڑہ حیدرآباد ۲۴

غزل

کوئی اِدھر ہے دید کے ساماں لیے ہوئے
کوئی اُدھر ہے حشر بداماں لیے ہوئے

پہلے سے ہم تھے چاک گریباں کئے ہوئے
آئے ہو تم بھی ساتھ بہاراں لیے ہوئے

دل کے چمن میں کھل گئے غنچے اُمید کے
یہ کون آ گیا رُخِ خنداں لیے ہوئے

ارماں کی اُلجھی بات کو سلجھا رہا تھا میں
اور آپ آ گئے زلفِ پریشاں لیے ہوئے

آیا ہے خالی ہاتھ جہاں میں تو ہر بشر
جائیگا پر یہاں سے وہ ساماں لیے ہوئے

خوشحال ہے کوئی تو کوئی غمگسار ہے
ہر زندگی ہے نت نئے عنواں لیے ہوئے

زلفِ دوتا میں رُخ کی جھلک ایسی ہے شفق
تاریک شب ہو جیسے چراغاں لیے ہوئے

ہر فرد کے سر پر سائبان

ہر فرد کے سر پر سائبان تحفظ کے ساتھ ساتھ خوشحالی
ی علامت ہے ۔تیسری دنیا کے ممالک آبادی کے دھماکہ خیز اضافہ
ی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے مکان مہیا
رنا تقریباً ناممکن ہوگیا ہے ۔ حکومتیں اپنے گرانقدر وسائل پر خاندان
و مکان مہیا کرنے کیلئے لگانے پر مجبور ہوگئی ہیں۔ غربت کی سطح
سے نیچے زندگی گذارنے والے افراد کی حالت بے حد قابل رحم ہے۔
عمیری اشیاء کی بڑھتی ہوئی قیمت کے پیش نظر آبادی کے بڑے حصے
کو مکانات مہیا کرنے کیلئے کوئی طریقہ یا تدابیر تلاش کی جانی چاہئیے
تاکہ اس چیلنج سے نمٹا جاسکے ۔

ریاست آندھرا پردیش بھی لاکھوں بے گھر افراد کو رہائشی سہولت
مہیا کرنے کے سخت ترین مسئلے سے دوچار ہے ۔ سماج کے ہر رکن کو غریب
ہو کہ دولت مند مکان کی سہولت مہیا ہو تو اس سے علاقے کی خوشحالی
کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور اس علاقے میں پیدائش اور اموات پر بھی
اس کے اثرات پڑتے ہیں۔

ایسے طبقات جو مکان دگھر دار سے لگے ہوئے ہوں وہ بہت
کم شہروں کی طرف نقل مقام کرتے ہیں اس طرح پہلے ہی سے جگہ اور رہائش
کی تنگی کے شکار شہروں پر مزید دباؤ نہیں پڑے گا۔ مکانات کی سہولتیں
رکھنے والے طبقات کی بدولت اطراف واکناف کے علاقوں میں ترقی کے
اثرات نمایاں طور پر ظاہر ہوتے ہیں اسی لیے ہر فرد کے لیے رہائشی
مکان کی سہولت میسر ہونا خوشحالی کی علامت ہے ۔ چیف منسٹر این۔ ٹی
راماراؤ کی زیر نگرانی ریاستی حکومت نے رہائشی مکانات کی سہولت پہونچانے
کو سماج کی بہت اہم ضرورت قرار دیا ہے ۔ رہائشی مکانات کی فراہمی
ایک بھاری اور اہمیت کا حامل کام ہے جس کے لئے بہت بڑے وسائل
کی ضرورت ہے ۔ ملک کی تاریخ میں ایسی دیو قامت اور عدیم المثال اسکیم
آندھرا پردیش میں تیار کی گئی اور ریاستی حکومت نے جنوری ۸۳ میں جائزہ حاصل
کرتے ہی اس کا آغاز کر دیا تھا۔ ۱۵ نکاتی پروگرام پرگتی پدھم کے تحت
کمزور طبقات کو مکانات مہیا کرنے کیلئے .... ۲۲ مکانات کی تعمیر کا
ایک عظیم الشان پروگرام تمام اضلاع میں شروع کیا گیا ہے جسکی تکمیل
مرحلہ وار طور پر کی جائے گی اور ہر ضلع میں ۱۰ ہزار مکانات تعمیر کئے جائیں گے۔

تعمیر امکنہ کی اسکیمات کو روبہ عمل لانے کیلئے دورخی طریقہ عمل اختیار
کیا گیا ہے تاکہ ریاست میں تعمیر امکنہ کا کام کرنے والی دوسری ایجنسیوں سے
ہاؤزنگ اسکیم برائے کمزور طبقات کا راست ربط و جوڑ قائم کیا جاسکے۔

ریاست کے دیہات اور شہروں میں رہنے والے غریب عوام
کو اب تک دس لاکھ مکانات کی اراضی مفت تقسیم کی جاچکی ہے اور
استفادہ کرنے والوں کو مالی اور فنی امداد مہیا کی جائے گی تاکہ اسکیم
کو یقینی بنایا جاسکے اور اس سے ان کے احساس کو تقویت ملے گی بلکہ
استفادہ کرنے والوں کو اپنے ہی مکان کی تعمیر کا جذبہ پیدا ہوگا۔اسکیم
برائے تعمیر امکنہ لاگت کے اعتبار سے بھی بھاری نہیں پڑے گی۔

موجودہ حکومت بے گھر افراد کیلئے پکے اور پختہ مکانات فراہم کرنے پر زور دے رہی ہے اس کے برخلاف پہلے کی حکومت کی جانب سے گھاس پھوس کی جھونپڑیاں فراہم کی گئی تھیں۔

مکانات کی تعمیر کیلئے تین قسم کی اسکیمات وضع کی گئی ہیں۔ شہری علاقوں میں ۹۰۰۰ روپے کی لاگت سے دیہی علاقوں میں ۶۰۰۰ روپے کی لاگت سے پختہ مکان اور ۳۰۰۰ روپے فی مکان کے حساب سے نیم پختہ مکان تعمیر کئے جائیں گے۔

شہری امکنہ

زمرہ بندی کے اعتبار سے شہری علاقوں میں مکانات کی تعمیر کا پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ دیہی علاقوں کے پختہ مکانات کے مقابلہ میں یہ مکانات کسی قدر زیادہ سہولتوں کے حامل ہوں گے اور ان مکانات میں بیت الخلا وغیرہ بھی تعمیر ہوں گے۔

دیہی امکنہ

اس اسکیم کے تحت ۲ ہزار پختہ اور ایک ہزار نیم پختہ دیہی علاقوں میں وہ نیز ۲ ہزار پختہ مکانات ہر ضلع کے شہری علاقوں میں تعمیر کئے جائیں گے۔ اس دیو قامت اسکیم کے لیے سال حال ۳۵۶۶۰ کروڑ روپے کی رقم ریاستی حکومت کی جانب سے بطور رقمی امداد دی جائیگی اس کے علاوہ ۰۵۶۹۴ کروڑ روپے ہڈکو، ایل آئی سی، جی آئی سی اور کمرشیل بنکوں کی جانب سے فراہم کئے جائیں گے۔ ریاستی حکومت کی جانب سے ۲۵ کروڑ روپے پہلے ہی جاری کر دیئے گئے ہیں۔ پہلے مرحلہ میں ۸۵۶۱۰ کروڑ کی لاگت سے ۱۴۰۰۰ ہزار مکانات تعمیر کئے جائیں گے ہر ضلع میں ۴۰۰۰ ہزار مکانات پختہ اور ۱۰۰۰ مکانات نیم پختہ تعمیر کئے جارہے ہیں۔ حیدرآباد کے شہری علاقوں اور دوسرے شہری علاقوں میں آبادی کی اساس پر ۳۰۰۰۰ ہزار مکانات کی تعمیر کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ ہڈکو کی مدد سے ۸۶۹۶۰ مکانات کی تعمیر شروع کر دی گئی تھی اور ستمبر کے ختم تک ۸۲۰،۵ مکانات کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ جنرل انشورنس کمپنی کمرشیل بنکوں کی جانب سے ۱۲۸۳۰ مکانات کی تعمیر کیلئے مدد کی گئی جن میں ۹۸۹۵ مکان ستمبر کے ختم تک تکمیل پا گئے ہیں۔ س[illegible] سے متاثرہ علاقوں کے افراد کی مستقل باز آباد کاری اور ان کیلئے ر[illegible] و دیگر وسائل فراہم کرنے کیلئے مستقل ہاؤزنگ اسکیم تیار کی گئی ہے او[illegible] سے متاثرہ علاقوں کے کمزور طبقات کیلئے ۱۵ کروڑ روپے کی لاگت س[illegible] امکنہ کا پروگرام تیار کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر غوث الدین
۳۲۹ - ۶ - ۲۱ چھوٹے گھانسی بازار
حیدرآباد ۲۰۰۰۰۵

کامیابیوں کا راستہ

آج ہمارا ملک کئی طرح کے مسائل سے دوچار ہے۔ تمام طرح کے وسائل اور ذرائع استعمال کرنے کے باوجود ابھی ہم پوری طرح اپنے معاشی مسائل کو حل نہیں کر پائے ہیں۔ ملک میں اب بھی غربت، جہالت اور بیماری جیسی لعنتیں موجود ہیں۔ ہم نے سیاسی آزادی تو حاصل کر لی ہے لیکن ابھی تک اقتصادی طور پر پوری طرح مستحکم اور مضبوط نہیں ہو پائے ہیں۔ آج ملک کے گوشے گوشے میں صنعتوں کا جال پھیلا دیا گیا ہے۔ مشینوں کی گڑگڑاہٹ کے ذریعہ پیداوار کی رفتار بڑھتی ہی جارہی ہے۔ زرعی موقف بھی اطمینان بخش ہے۔ ملک کے دور دراز علاقوں میں تعلیم اور صحت کے مراکز کھل چکے ہیں اب ہم اپنے یہاں تیار کردہ مال بیرونی ملکوں میں برآمد کرنے لگے ہیں۔ اس کے باوجود یہ ساری نعمتیں اور ترقیاں عوام کی ایک بڑی تعداد تک رسائی نہیں حاصل کر رہی ہیں۔ ابھی بہت سارے لوگ روزگار حاصل نہیں کر سکے۔ ترقی اور خوشحالی ان کے لیے ابھی تک ایک خواب ہے۔ کیا ہم نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے دراصل آبادی میں روز بروز اضافہ کے باعث ایک بڑا طبقہ ملک کی ان عظیم نعمتوں سے محروم ہے۔ محنت تو ہم کر رہے ہیں لیکن بڑا کنبہ ہونے کے باعث ہماری خوشیاں ادھوری ہو کر رہ گئی ہیں۔ نئے نئے منصوبے، نئے نئے پراجکٹس وجود میں آگئے۔ چھٹا پنج سالہ منصوبہ شروع ہو چکا ہے۔ لیکن ہم اپنے خاندان کو مختصر بنانے کے لیے منصوبہ تیار نہیں کرتے۔ اس لئے خاندان کی ترقی و خوش حالی کے لیے چھوٹا کنبہ اچھا کنبہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن آج بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلہ نے ایک بحران کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ اس بحرانی کیفیت سے نہ کسی مخصوص ملک، کسی علاقے، یا کسی ایک فرقے کو ہی نہیں بلکہ پوری عالمی برادری کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے اور یہ مسئلہ دنیا کے ہر ملک، ہر علاقے، ہر فرقے، ہر طبقے، اور ہر فرد پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ دنیا کے تمام ملکوں کے ماہرین معاشیات لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر رہے ہیں کہ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی چند برسوں میں انتہائی سنگین صورت اختیار کر لے گی۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ جب مہنگائی بڑھتی ہے اور کسی چیز کی قلت ہو جاتی ہے تو لوگ کافی پریشان ہو جاتے ہیں۔ مگر ان لوگوں کو تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے تعلق سے ذرا بھی تشویش و پریشانی نہیں رہتی۔ جبکہ اس بڑھتی ہوئی آبادی سے ہر طرح کی قلت پیدا ہوتی ہے اسی آبادی کا نتیجہ ہے کہ ہر جگہ بھیڑ بھاڑ، ہر جگہ ہجوم نظر آتا ہے۔ لوگوں کو نوکری نہیں ملتی، بچوں کو اسکولوں میں داخلہ نہیں ملتا۔ رہنے کے لیے مکان نہیں ملتا۔ دواخانوں میں مریضوں کو شریک کرنے کے لیے جگہ نہیں ملتی۔

ہندستان پہلا ملک ہے جس نے کنبہ بندی پروگرام کو سرکاری سطح پر اپنایا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ابھی تک یہ پروگرام اس مقام پر نہیں پہونچ سکا ہے جہاں اسے پہونچنا چاہیئے تھا۔ دراصل فلاح و بہبود کا کوئی بھی پروگرام محض سرکاری کوششوں سے آگے نہیں بڑھ سکتا اس کی تعل

کامیابی کے لیے ان منصوبوں میں عوامی تعاون انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ یہ کام وہی لوگ اچھی طرح سے انجام دے سکتے ہیں جو عوام کے دکھ درد سے واقف ہیں اور ان کی فلاح وبہبود کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ اور عوام کے قریب رہتے ہیں ان میں سیاسی و مذہبی رہنما، ڈاکٹر، حکیم، وید، وکیل، ٹریڈ یونین و نیز مزدور لیڈر، رضاکارانہ اداروں اور خواتین کی تنظیموں کے کارکنان اس کام کو اچھی طرح انجام دے سکتے ہیں۔ کیونکہ عام لوگ ان افراد کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور ان کا ہمیشہ عزت و احترام کرتے ہیں۔ وقت کا تقاضہ ہے کہ ملک کی تمام سیاسی، مذہبی، سماجی، ثقافتی جماعتیں ذاتی مفادات سے بلند ہوکر قومی مفادات کو ترجیح دیں۔ اور کنبہ بندی کے پروگرام کو ایک عوامی تحریک کی شکل دینے میں حکومت کے ساتھ پرخلوص تعاون کریں۔ اس سلسلہ میں فیکٹری مزدوروں، شہروں کی گندی بستیوں میں رہنے والے لوگوں، پچھڑے اور پسماندہ طبقوں اور دیہی علاقوں کے غریب عوام پر خاصی توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ یہی لوگ توہم پرستی اور فرسودہ رسم ورواج کا شکار ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے یہاں زیادہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بچوں کو دولت سمجھتے ہیں۔ اور انہیں گھر کی آمدنی بڑھانے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

آزادی کے بعد ملک میں زراعت، صنعت، تعلیم، سائنس و ٹکنالوجی غرض کہ زندگی کے ہر شعبے میں قابل فخر پیش رفت ہوئی ہے آج ترقی یافتہ ممالک بھی ہماری کامیابیوں کے معترف ہیں لیکن تشویشناک بات یہ ہے کہ ان کامیابیوں کا پھل ہر شہری تک نہیں پہنچ سکا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی اور کامیابیوں کے اضافے میں توازن قائم نہیں ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ غریبی دور کرنے کے لیے آبادی کو کنٹرول کرنے کی ضرورت کو سب لوگ محسوس کرتے ہیں لیکن وہ اس سمت میں عملی طور پر کچھ نہیں کرنا چاہتے۔ ہر شخص بس یہی سوچتا ہے کہ یہ سرکار کی ذمہ داری ہے۔ عوام کا یہی رجحان ہے جس کی وجہ سے کنبہ بندی پروگرام کی راہ میں بڑی رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے۔

وزیر اعظم نے کہا ہے کہ "کنبہ اگر چھوٹا ہوگا تو کنبے کے ہر فرد کے لیے زیادہ خرچ کیا جاسکے گا" چنانچہ مذاہب کے ماننے والوں نے زندگی کے ہر معاملہ میں اعتدال اور توازن کو اپنے اپنے دین دھرم کی سچائی قرار دیا ہے۔ لیکن ہم مذہب کی ان سچائیوں سے گریز کرجاتے ہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی ایک سماجی مسئلہ ہے۔ جسے ذمہ داری کے ساتھ حل کرنے کی ضرورت ہے۔ ●●

سدرشن پالی
2/296 جواہر نگر، جے پور (راجستھان)

کالا سورج

بابو چھگن لال ریٹائرڈ ریڈر سستن جج نے پرانے بنگلہ پر اچانک بہار آگئی۔

اور یہ کرشمہ تھا ایک چھوٹی سی نیم پلیٹ کا (NAME PLATE)

اپنے بڑے بیٹے اجیت کو کلکتہ کے لیے کالکا میل میں سوار کرا کر اپنی بیوی گومتی، چھوٹے لڑکے گھنشیام اور دونوں کالج گوئنگ لڑکیوں نرملا، پرمیلا کو ٹانگہ میں بٹھا کر گھر بھیجدیا اور خود ریلوے اسٹیشن کے قریب ہی ایک پینٹر کی دوکان پر پہنچ گئے۔

" آئیے ریڈر صاحب" نوجوان پینٹر نے اُن کا استقبال کیا مگر چھگن لال نے خالص عدالتی زبان میں پوچھا "کہاں ہے تمہارا ابّا؟"

" وہ تو اللہ کو پیارے ہوچکے، مجھے حکم دیجئے۔ اب سارا کام میں ہی کرتا ہوں۔"

چھگن لال نے ایک کاغذ کا پُرزہ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ ایک نیم پلیٹ بنانی ہے۔"

"بن جائے گی جناب۔ میں شام کو آپ کے بنگلہ پہ پہنچا دوں گا۔

شام کو نہیں، ابھی تیار کردو،

" اجی ریڈر صاحب، مجھ پر بھروسہ رکھئے۔ آپ تو مجھے نہیں پہچانتے مگر میں آپ کو خوب جانتا ہوں۔ مکان کی مقدمہ بازی کے سلسلہ میں ابا مرحوم کے ساتھ کورٹ میں بھی گیا تھا اور دو تین مرتبہ آپ کے بنگلہ پر بھی جاچکا ہوں۔"

تبھی تو میں یہاں آیا ہوں کہ تم ہاتھوں ہاتھ پلیٹ بنا دو گے۔ آخر اس میں ٹائم بھی کتنا لگے گا۔ پینٹر نے کاغذ پر نگاہ ڈالتے ہوئے پڑھا۔ اجیت کمار انکم ٹیکس آفیسر، اچھا تو یہ کوئی نئے آئی ٹی او صاحب آئے ہیں جن کے لیے پلیٹ بنوا رہے ہیں۔ مجھے پتہ بتا دیجئے۔ میں اُن کے بنگلہ پہ پہنچا دوں گا۔"

" ارے بھئی یہ اپنا بیٹا ہے۔"

" وہ جو کالج میں پروفیسر تھے؟"

" ہاں۔ وہی اب انکم ٹیکس آفیسر بن گئے ہیں۔"

پینٹر کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانا نہ تھا جیسے اسی کا کوئی سگا سمبندھی آئی ٹی او بن گیا ہو۔ جلدی جلدی ایک تختی پر برش چلاتے ہوئے بولا۔

صاحب ایسی ڈیزائن دار پلیٹ بناتا ہوں کہ ہر راہ گیر کی نگاہیں ٹک جائیں گی اس پر تقریباً پون گھنٹہ تک انتظار کرنے کے بعد بابو جھگن لال کے ہاتھ میں "قارون کا خزانہ" آگیا۔ پنیٹر نے نہ پلیٹ کی قیمت لی نہ لکھنے کی مزدوری۔ بولا۔ لے جائیے صاحب کبھی بنگلہ پہ آکر مٹھائی کھالوں گا۔

جھگن لال دل ہی دل میں بہت خوش ہوئے۔ مہورت اچھا ہوا تھا۔

گھر پہنچکر جب جھگن لال نے گھنشیام سے کہا کہ پلیٹ باہر گیٹ پر لگا تو نرملا اور پرمیلا نے کہا "ابھی تو بھیا ٹریننگ لینے گئے ہیں۔ اسکے بعد وہ آئی ٹی او بنیں گے ابھی تو یہ پلیٹ نہیں لگائی جاسکتی"۔

اب کونسی کسر رہ گئی ہے انکم ٹیکس آفیسر بننے میں۔ آخر اس کا سلیکشن تو ہو ہی چکا ہے۔ جھگن لال نے کہا اور بیٹے کا نیم پلیٹ باہر گیٹ پر لگوا دی۔

اس ڈیزائن دار پلیٹ پر لوگوں کی نگاہیں ہی نہیں ٹکیں بلکہ اسے پڑھ کر ان کے قدم بھی رکنے لگے۔ اور صبح و شام مبارکباد دینے والوں کے علاوہ لڑکیوں کا رشتہ کرنے والے والدین کی بھیڑ بھی جمع ہونے لگی۔ تقریباً ایک ہفتہ کے بعد جھگن لال نے باہر برآمدہ میں نئے ڈیزائن کی کرسیاں بچھوادیں، ڈرائنگ روم کا فرنیچر اور پردے بھی بدلوا دیئے اور برآمدہ میں پڑے رہنے والے دو پرانے موڑھوں کو پھینکنے کی بجائے عمدہ نسل کے کُتّے کے دو پلّے منگوا کر ان پر بطور نمائش بٹھا دیئے۔

گومتی بائی صبح و شام لمبی پوجا کر کے گھنٹیاں بجا کر بھگوان کا شکر کرنے لگی۔ پوجا کے بعد پرشاد بانٹنا اس نے معمول بنالیا۔ دونوں بہنیں بھائی کے انکم ٹیکس آفیسر منتخب ہونے پر اچھل اچھل رہی تھیں۔ گھنشیام اپنے باپ کے پرائیویٹ سکریٹری کے فرائض سرانجام دینے لگا۔ بابو جھگن لال نے ٹرا بکس کھول کر اس میں سے اپنی برجس اور کوٹ نکال لیا۔ اسے پہن وہ موٹا سا لگتا ہوا سگار منہ میں ڈالے وہ انگریز کلکٹروں و ججوں کی طرح سے آنے جانے والے لوگوں سے ملنے لگے۔ کچھ کو تو وہ باہر لان میں ہی کھڑے کھڑے روانہ کر دیتے کہ ابھی لڑکے کی عمر ہی کیا ہے۔ پانچ چار سال تک نوکری کرلے تو اسکی شادی کرینگے کچھ لوگوں کو وہ برآمدہ میں بٹھا کر جواب دیتے کہ لڑکا کلکتہ سے آجائے اسکی رائے لینا بہت ضروری ہے صاحب کیونکہ اب آپ کا اور ہمارا زمانہ تو نہیں رہا کہ جہاں ماں باپ نے رشتہ طے کیا وہیں شادی کرلی۔ اب تو لڑکے کی مرضی بہت اہم شے ہے رشتہ ناطہ میں"

لیکن ایک روز ایک موٹی توند والے سیٹھ نمی چند آئے تو دو ایک منٹ میں برآمدہ میں بیٹھنے کے بعد جھگن لال انہیں لے کر ڈرائنگ روم میں گئے۔ ان کے درمیان کیا بات چیت ہوئی اسکے متعلق گھر کے دوسرے افراد بالکل بے خبر تھے۔

نرملا کے مشورہ پر ایک کثیر الاشاعت انگریزی اخبار میں انکم ٹیکس آفیسر بیٹے کے لیے اشتہار دیا گیا تو اسکے جواب میں بڑے بڑے گھروں سے پڑھی لکھی خوبصورت لڑکیوں کے فوٹوگراف موصول ہونے لگے۔ بابو جھگن لال ان پر سرسری نظر بھی نہ ڈالتے اور اٹھا کر سب خطوط و فوٹوگراف بیوی بچوں کے حوالے کر دیتے۔ دونوں بہنیں اپنی رائے دیتیں تو ماں کہتی "پہلے بھیا کو آجانے دو"۔

" مگر بابوجی آپ نہ تو کوئی چٹھی پڑھتے ہیں۔ نہ کوئی فوٹو دیکھتے ہیں۔ نہ کسی آنے والے کو ہاں کہتے ہیں"۔

" برجیس کی دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے یا منہ میں سگار رکھے جھگن لال نے جواب دیا۔

" اس کا رشتہ کہاں کرنا ہے۔ یہ میں نے سوچ لیا ہے۔"

" کچھ ہمیں بھی تو بتلائیے"۔

" بالکل نہیں، وقت سے پہلے میں اپنا کوئی راز کسی کو نہیں بتاتا "

تو بابوجی ہم بھی آپ کو نہیں بتائیں گے کہ بھیا شادی کہاں کرنا چاہتے ہیں"

پرمیلا کی یہ بات سن کر جھگن لال تو ذرے چونکے۔

ماں بول اٹھی " مجھے تو بتا دو"

" تم بابوجی کو بتا دوگی"۔

" تو کب تک چھپائے رکھوگی"۔

" پہلے بابوجی بتائیں۔ پھر ہم بتائیں گی۔" نرملا نے کہا

تبھی موٹی توند والے نمی چند آگئے، جھگن لال ان کے ساتھ ڈرائنگ روم میں چلے گئے۔

ماں نے لڑکیوں سے پوچھا " وہ لڑکی خوبصورت تو ہے نا؟"

" تم نے دیکھ رکھی ہے "

" تو پھر بتادو نا"

تو پھر بتا دو نا کملیش

"لڑکی تو اچھی ہے، سوشیل ہے۔ گھر بھی اچھا ہے۔ میرے بوا کی پسند بہت اچھی ہے"۔

مگر نمی چند کے جانے کے بعد جھگن لال نے کہا "کملیش کا باپ کیا شادی کر پائے گا میرے بیٹے کے ساتھ؟ اسکی شادی تو ایسی دھوم دھام سے ہوگی کہ لوگ پشتوں تک نہ بھول پائیں گے"۔

یہ الفاظ سنتے ہی گھر کے سبھی افراد ٹھٹھک گئے۔ پرمیلا نے کہا "بھیا اور کملیش کا افیئر تو کالج کے زمانے سے ہی چل رہا تھا۔ ہمارے پاس تو ہفتہ میں ایک یا دو چٹھیاں آتی ہیں مگر کملیش کے پاس روزانہ ایک چٹھی آتی ہے بھیا کی۔

اس انکشاف پر جھگن لال اور زیادہ چونکے۔

اور پھر علٰحدگی میں انہوں نے چھوٹے بیٹے گھنشیام کو جو اُن کے پرائیویٹ سکریٹری کے فرائض سرانجام دے رہا تھا، بلا کر کہا بوا کو فوراً کلکتہ ٹیلیگرام دے دو۔

بالاجی سیریس، کم سون (BALAJI SERIOUS COME SOON)

اور اس رات جب بچے سو گئے تو بابو جھگن لال نے بیوی سے کہا "نمی چند نے مجھے منع کر رکھا تھا کہ کسی کو نہ بتاؤں مگر تم سے کیا پردہ۔ انکم ٹیکس کمشنر نے اپنی بیٹی کے لیے بوا کا رشتہ مانگا ہے۔"

یہ دشمنی نہ کرنا میرے بیٹے کے ساتھ۔" گومتی نے کہا "کمشنر کی سبھی لڑکیاں کالی کلوٹی ہیں اور میرے بیٹے کو کالے رنگ سے سخت چڑ ہے۔ وہ کالی دال بھی نہیں کھاتا۔"

رنگت میں کیا پڑا ہے اور رنگ روپ کب تک رہتا ہے۔ تم جب شادی کر آئی تھی تو گورا رنگ تھا مگر اب آئینہ دیکھو، وہ رنگت کہاں ہے۔ اور پھر کمشنر صاحب اُسے اسی شہر میں تعینات کرا دیں گے ورنہ ڈیپارٹمنٹ والے نہ جانے اٹھا کر ہندوستان کے کس کونے میں پھینک دیں"۔

کیوں بوا کی زندگی بگاڑتے ہو،" گومتی نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا۔

"زندگی بگاڑ نہیں، سنوار رہا ہوں اسکی۔ بلکہ اس کے ساتھ ہم سب کی زندگی میں سنور جائے گی۔ میں نے بتایا نہیں۔ نمی چند نے پہلے روز ہی دس ہزار روپے نکال کر دے دیا تھا۔ اور کُتّے کے پلّوں کا جوڑا بھی اسی نے خرید کر دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ کمشنر صاحب نے یہ کام اس کے ذمے لگایا ہے کہ لڑکا ہونہار ہے۔ ہاتھ سے نہیں نکلنا چاہیے چاہے جتنا بھی روپیہ خرچ ہو جائے ——— اور بوا کی اماں، تمہیں یاد ہوگا ان کی بڑی لڑکی کی شادی جو پچھلے سال ہوئی تھی۔ دو تین میل لمبی قطاریں لگی ہوئی تھیں موٹروں کاروں کی۔ اور بڑے بڑے کارخانہ دار اور کمپنیوں کے مینجنگ ڈائریکٹر تک باراتیوں کے ہاتھ دھلا رہے تھے۔ کیا بینڈ باجوں اور روشنیوں کا بندوبست تھا ——— ایکبار اس گھر میں رشتہ ہو جائے تو پھر دیکھنا بوا کی ماں، وارے نیارے ہو جائیں گے گھنشیام جسے تو بدھو سمجھتی ہے، اسے ہی ایک بہت بڑی نیکٹری نہ لگوا دوں تو جھگن نام نہیں"۔

اور اجیت کمار جب اپنے بنگلہ کے دروازہ پر ٹانگہ سے اترا تو بابوجی کوٹ پرچیں میں ملبوس دبہت خوش و خرم دیکھ کر فوراً بھانپ گیا کہ وہ ٹیلیگرام کسی نے شرارت سے بھیجا ہوگا۔ ماں اور بہنیں بوا کی اچانک آمد پر ایک دم حیران ہوئیں مگر اُن کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ بھیا دو اڑھائی ماہ میں ہی بہت سمارٹ ہو کر آئے تھے۔

اجیت ٹیلیگرام کے بارے میں کچھ پوچھنے لگا تو جھگن لال نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ کی گپ شپ جسکے دوران ناشتہ کے ساتھ ساتھ نرملا۔ پرمیلا نے وہ تمام فوٹوگراف اُن لڑکیوں کے دکھائے جو ایک ہی میٹریمونیل اشتہار کے جواب میں موصول ہوئے تھے۔

اجیت نے برافروختہ ہو کر کہا "پہلے مجھے ٹریننگ تو مکمل کر لینے دیجئے۔ ابھی میری کہیں پوسٹنگ نہیں ہوئی کہ آپ نے میرے نام کے ساتھ انکم ٹیکس آفیسر لکھوا کر باہر نیم پلیٹ لگوا دی ہے اور پھر یہ جبری ٹیلیگرام ......"

جھگن لال نے بیٹے کو بازو سے پکڑتے ہوئے کہا "آؤ میرے ساتھ تم سے علٰحدگی میں کچھ بات کرنا ہے۔"

اور ڈرائنگ روم سے ملحقہ ایک چھوٹے کمرہ میں لے جا کر انہوں نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم تھا تمہیں ٹریننگ کے دوران میں چھٹی نہیں مل سکتی اسلئے میں نے اپنی بیماری کا تار بھجوایا"۔

"مگر کیوں؟" اجیت نے قدرے غصہ سے کہا۔

"بتاتا ہوں" چھگن لال نے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "تم جیسے ہونہار بیٹے کا رشتہ انکم ٹیکس کمشنر نے اپنی بیٹی کے لیے مانگا ہے۔"

"آپ نے انکار کر دیا ہوتا یا مجھ سے چٹھی لکھکر میری رائے معلوم کر لی ہوتی۔"

"نیمی چند کو تم جانتے ہو، وہی یہ رشتہ لے کر آیا تھا اور اُسی نے کہا کہ جلدی سے جلدی یہ رشتہ طے کر دیا جائے کیونکہ لڑکی کی ماں کو بلڈ پریشر رہتا ہے اور ڈاکٹر نے تشخیص کی ہے کہ لڑکی کا رشتہ ہوتے ہی اس کا مرض دور ہو جائے گا۔"

اجیت بالکل خاموش رہا۔

چھگن لال نے کہا "تمہارے روشن مستقبل کی خاطر میں یہ رشتہ منظور کرنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن میں نے کسی اور لڑکی سے شادی کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔"

"وہ میں جانتا ہوں"

"پھر ؟"

"تمہاری شادی انکم ٹیکس کمشنر کی لڑکی سے ہونا بہت ضروری ہے"

"کیوں"

"اسلئے کہ وہ کمشنر ہیں۔ کملیش کا باپ ایک معمولی ڈاکٹر ہے، وہ تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا مگر کمشنر صاحب ہمارے لیے بہت کچھ کر سکتے ہیں اور کریں گے۔"

"مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں"

"بیشک، لیکن ہمیں ضرورت ہے۔ تمہاری دو بہنیں جوان گھر میں بیٹھی ہیں۔ چھوٹا بھائی بیکار ہے۔ میرے اوپر ایک لاکھ کا قرضہ ہے جو تم سب کی لکھائی پڑھائی پر خرچ کے لیے لینا پڑا۔ نیمی چند نے وہ قرضہ ایک ہی دن میں اتروا دینے کا وعدہ کیا ہے اگر تم اس رشتے کے لیے ہاں کر دو۔ ورنہ قرضخواہ آکر یہ بنگلہ بھی قرق کروا لیں گے۔ پھر کیا عزت رہ جائے گی؟ میں تو اپنی زندگی گذار چکا ہوں۔ وہ وقت دیکھنے سے پہلے ہی مرجانے کا تہیہ کئے ہوئے ہوں۔" یہ کہتے ہوئے چھگن لال نے اپنا ٹرپ پیتہ یعنی زہر کی پڑیا جیب سے نکال لیتے ہوئے کہا "یہ زہر ہر وقت ساتھ رکھتا ہوں ....."

"بابو جی" کہتے ہوئے اجیت نے وہ پڑیا باپ کے ہاتھ سے چھین لی اور کہا خودکشی کرنا بزدلی ہے باپ ہے"

ہاں۔ مگر ذلالت کی زندگی بسر کرنا بھی پاپ ہے۔ بیٹے کو کولندھا تھپتھپاتے ہوئے چھگن لال نے کہا۔ "عشق و محبت تو سب چونچلے ہیں۔ اصل شئے تو دولت ہے۔ پھر شادی کے بعد یہ ضروری تو نہیں کہ تم بیوی کے ساتھ بندھ کر بیٹھے رہو۔ آئیفسر کلاس کو کوئی بُرا نہیں کہتا۔ میں نے بڑے بڑے کلکٹروں اور ججوں کے ساتھ زندگی گذاری ہے۔ انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔ کوئی افسروں کی طرف اُنگلی نہیں اٹھاتا بلکہ لوگ خوبصورت سے خوبصورت عورتیں انہیں مہیا کرتے ہیں۔

بوڑھے باپ کے یہ الفاظ ہتھوڑے کی طرح اجیت کے دماغ پر پڑنے لگے اور وہ چلّا اٹھا۔ "مجھے اکیلا چھوڑ دیجئے بابو جی۔"

"ہاں ہاں میں باہر جاتا ہوں۔ تم آرام سے پلنگ پر لیٹ کر ٹھنڈے دل سے میری بات پر غور کرنا۔ یہ پوری زندگی کا سوال ہے۔ پورے خاندان کی عزت و مستقبل کا سوال ہے۔"

یہ کہتے ہوئے چھگن لال کمرہ سے باہر نکل گئے اور کمرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ دل میں خوش ہو رہے تھے کہ زہر کھا کر جان گنوانے کی دھمکی سے سادہ لوح بیٹا اُن کے پھانسے میں آجائے گا اور وہ باقی ماندہ زندگی انکم ٹیکس کمشنر کے سمدھی بن کر بڑے عیش و آرام سے بسر کریں گے۔

تبھی اُن کی نظر کملیش پر پڑی جس نے ہاتھ میں ایک ٹیلیگرام اٹھا رکھا تھا۔

"اجیت آگئے"

"ہاں، مگر اُسکی طبیعت خراب ہے"

"دو دن پہلے کا بھیجا ہوا اُن کا تار مجھے ابھی ابھی ملا۔" اور پھر اسے اونچی آواز سے پکارا "اجیت"

اجیت نے جلدی سے اندر سے دروازہ کی چٹخنی چڑھا دی۔ اُس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ دروازہ کھولکر جلدی سے کملیش کو ملے مگر اب وہ کملیش کے سامنے جانے میں اپنے آپ کو معذور سمجھ رہا تھا، اُسے اپنی شکل دکھلانے کے قابل نہیں سمجھ رہا تھا۔ اُسے ابھی تک کچھ فیصلہ کرنے کا موقع ہی نہ ملا تھا کہ کملیش کی آمد نے اسکے دماغ کو مفلوج کر دیا .....

باہر بابو چھگن لال کملیش سے کہہ رہے تھے "آج تو اجیت سے ملنا مشکل ہے۔

اب وہ انکم ٹیکس آفیسر بن چکا ہے۔ کل آنا یا پھر کبھی اس سے مل لینا

بڈھے کے منہ سے یہ الفاظ سن کر کیلاش کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے کہا "میں جاتی ہوں مگر مجھے یقین ہے کہ اجیت میرا ہے اور میرا ہی رہے گا۔

وہ چلی گئی تو بابو جھگن لال نے اطمینان کا سانس لیا۔ شکر ہے یہ بلا ٹل گئی۔ آئی تھی رنگ میں بھنگ ڈالنے"۔

دس پندرہ منٹ بعد جھگن لال نے دروازہ دھکیل کر اندر جانا چاہا تو معلوم ہوا دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے آہستہ سے دستک دی۔ پھر زور زور سے بھڑ بھڑانے لگے اور پکارنے لگے۔ ہوا ہوا۔ اجیت بیٹے دروازہ کھولو۔

گومتی، نرملا، پرمیلا اور گھنشیام بھی دوڑے ہوئے آئے۔ جھگن لال نے گھبرائی ہوئی آواز میں گھنشیام سے کہا۔

کھڑے کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو

کوئی لٹھ لاکر دروازہ توڑ دو۔

گھنشیام لوہے کا ایک بڑا سا لٹھ اٹھا لایا اور ایک ہی بار میں دروازہ کی چٹخنی اکھاڑ پھینکی۔ لیکن دروازہ کھلتے ہی سب لوگ ڈھائیں مار مار کر رونے لگے۔

اجیت کا مردہ جسم اوندھے منہ فرش پر پڑا تھا اور اس کے پاس ہی زہر کی پڑیا کا خالی کاغذ۔

●●

ضمیر کی آواز

سعد اللہ باغ
۲۲۷ جین ٹیمپل روڈ
بنگلور ۵٦۰۰۵۱

بن کر گزر رہے ہیں مقدر جہیز سے
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

ہر سمت لین دین کے چرچے ہیں اوج پر
رشتوں کے نام جسم کے سودے ہیں اوج پر
اخلاق و علم و فن کو نہیں پوچھتا کوئی
ان نیت ہے کمائی میں سکے ہیں اوج پر
بکتی ہے ہر غریب کی دختر جہیز سے
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

دستِ طلب وسیلۂ اظہار بن گیا
ہر نوجوان مرد طلبگار بن گیا
رشتہ برائے مال تعلق برائے زر
افسوس آج عقد بھی بیوپار بن گیا
عورت خرید سکتی ہے شوہر جہیز سے
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

مانا جہیز آج زباں زد ہے دوستو
لیکن یہ فال نیک نہیں بد ہے دوستو
یہ زینۂ عروج نہیں انحطاط ہے
اک دلفریب موت کی سرحد ہے دوستو
آگے بڑھو نگاہ بچا کر جہیز سے
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

بے سایہ و پناہ کرو اس رواج کو
نذرِ غبارِ راہ کرو اس رواج کو
آئندہ کل کی نسل کے فردا کا واسطہ
جیسے بھی ہو تباہ کرو اس رواج کو
دامن بچا کے رسمِ ستمگر جہیز سے
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

لازم نہیں کہ دن میں جلیں بے سبب دیئے
اٹھو اور اٹھ کے پھونک دو بیکار سب دیئے
آواز ہے یہ وقت کے زندہ ضمیر کی
مانگے کی روشنی سے جلاؤ نہ اب دیئے

کچھ دن ہی بن سکو گے تونگر جہیز سے
برباد ہو رہے ہیں کئی گھر جہیز سے

محمد شمس الدین تاباں
۲۰-۵-۵۲۵
شکر گنج حیدرآباد
۵۰۰۰۰۲

دیواریں — طنزیہ

میرے محبوب! مجھے بھول بھی جا - بھول بھی جا
تیرا میرا ابھی سمبندھ نہیں ہو سکتا ....

ایہہ بھی مانا کہ ہم ساتھ پڑھے ساتھ بڑھے
ایک ہی ساتھ خیالات بھی پروان چڑھے
یہہ بھی سچ ہے کہ تجھے پیار ہے مجھ سے بھی سوا
تو وفادار ہے دلدار ہے مجھ سے بھی سوا
دیکھتا ہوں کہ حسیں شکل نوجواں سال ہے تو
مانتا ہوں کہ غم عشق سے پامال ہے تو
اپنے روز وشب اوقات ہم آہنگ سہی
آج تک اپنے خیالات ہم آہنگ سہی
سچ ہے سَو طرح کے پیماں کئے تھے ہم نے
مرنے جینے کے کچھ ارمان کئے تھے ہم نے
ہم نے وعدوں سے نہ ٹلنے کی قسم کھائی تھی
ایک ہی آگ میں جلنے کی قسم کھائی تھی
سچ ہے ہر بات میں پابند وفا تھے ہم لوگ
کبھی بندے کبھی آپ اپنے خدا تھے ہم لوگ

پھر بھی تیرا میرا سمبندھ نہیں ہو سکتا
میرے محبوب! مجھے بھول بھی جا، بھول بھی جا

تیری بولی، تیرا پردیش، تیری ذات الگ
مہر و مہہ تیرے جدا ہیں میرے دن رات الگ
آج انسان کا ہے خون الگ، اصل الگ
زحمت ہجر جدا، کیفیت وصل الگ
حسن سب کا جدا، عشق جدا ہے سب کا
ایک ایک بندہ ہے ایک ایک خدا ہے سب کا
پیار بٹتا ہے، وفا بٹتی ہے دل بٹتے ہیں
حسن والفت کے شب و روز یونہی کٹتے ہیں
تجھ میں مجھ میں غم ایام کی دیواریں ہیں
عصبیات کی اوہام کی دیواریں ہیں
ہم پہ طاری ہے ابھی کہنہ روایات کا راج
روز روشن پہ مسلط ہے ابھی رات کا راج
ملنے دے گا نہ ہمیں آج یہہ فرسودہ سماج
جیتے جی ہم کو ہڑپ لیں گے یہ عفریت رواج
اپنی قسمت میں لہو پینا ہے غم کھانا ہے
اپنی روداد محبت فقط افسانہ ہے
ہم نے جو عہد کیا تھا وہ خطا ہے اپنی
حسرت مرگ غم فرقت ہی دوا ہے اپنی
اپنا وہ پیار غلط، پیار کا اقرار غلط
اپنا ہر درد محبت، غم و آزار غلط
میرے محبوب! مجھے بھول بھی جا بھول بھی جا
میرا تیرا ابھی سمبندھ نہیں ہو سکتا

ہم ایک رہیں گے

محمود ہاشمی

نزد گلزاری مسجد
پوسٹ اتنی بازی سنگی
ضلع آکولہ (ایم۔ایس)

سکھ مل کے اٹھائیں گے تو دکھ مل کے سہیں گے
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

ہندو بھی ہمارا ہے مسلماں بھی ہمارا — گیتا بھی ہماری ہے تو قرآں بھی ہمارا
ہر خار بھی ہر اک گل خنداں بھی ہمارا — صحرا بھی ہمارا ہے گلستاں بھی ہمارا
صحراؤں کو ہم ہند کے گلزار کریں گے
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

ہر تفرقۂ مذہب و ملت کو مٹا کر — یکجہتی کا ہر شخص کو پیغام سنا کر
پیار اور اخوت کے حسیں پھول کھلا کر — چاہت کی مہکتی ہوئی خوشبو میں بسا کر
بھارت کی فضائیں یونہی مہکاتے رہیں گے
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

قطرات جو یکجا ہوں تو بنتا ہے سمندر — بن جاتی ہے دیوار جو مل جاتے ہیں پتھر
افراد اکٹھا ہوں تو بن جاتا ہے لشکر — یکجہتی سے قوموں کا سنورتا ہے مقدّر
ہم راہ ترقی پہ سب اک ساتھ بڑھیں گے
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

شعلوں سے مسائل کے گزرنا ہے ہمیں کو — اس آگ میں تپ تپ کے نکھرنا ہے ہمیں کو
اک قوت نو بن کے ابھرنا ہے ہمیں کو — کرنا ہے جو کچھ کام تو کرنا ہے ہمیں کو
ہم ہر رہ پر خار پہ ہنس ہنس کے چلیں گے
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

اب اپنے پرائے کے سبھی فرق مٹائیں — اخلاص و محبت سے گلے سب کو لگائیں
بھارت سے اب افلاس و جہالت کو بھگائیں — خود آگے بڑھیں دیش کی عزت کو بڑھائیں
دنیا سے کسی بات میں پیچھے نہ رہیں گے
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

یہ تاج محل حسن میں ثانی نہیں جس کا — یہ لاٹ قطب کی، یہ الورہ یہ اجنٹا
یہ گنگ و جمن اور یہ فلک بوس ہمالہ — یہ مندر و مسجد، گردوارہ یہ کلیسا
کس دیش میں عظمت کے نشاں ایسے ملیں گے
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

پیغام یہی دیتی ہے بہتی ہوئی گنگا — لہراتا ہوا درس یہ دیتا ہے ترنگا
آپس میں نہ ہو اہلِ وطن کے کوئی دنگا — بھوکا رہے بھارت میں نہ کوئی رہے ننگا

پیغامِ مساوات کو اب عام کریں گے
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

شہروں کے یہ باشندے یہ ملبوس سجیلے — دیہاتوں کے باسی یہ بدن ان کے گٹھیلے
یہ دھرم یہ ذاتیں یہ مذاہب یہ قبیلے — گلدستۂ بھارت کے یہ سب پھول رنگیلے

ان پھولوں کو یونہی تر و شاداب رکھیں گے
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

ہے پھوٹ کا بس ایک ہی انجام تباہی — تاریخ بھی اس بات کی دیتی ہے گواہی
ہر راہ میں ہر موڑ ہر اک گام پہ راہیؔ — ہم دیش کے باہمت و جانباز سپاہی

مل جل کے غریبی سے جہالت سے لڑیں گے
ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

قومی ایکتا کا چلن

یہ اہلِ دل کا چلن، صاحبِ وفا کا چلن — ہر ایک شئے کو ملا قومی ایکتا کا چلن
دلوں کو بانٹ دے، ایسا نہیں صدا کا چلن — مرے وطن میں ہے الفت بھری نوا کا چلن
معاف کر دو، خطا بخش دو، برا نہ کہو — یہی رسولؐ کا اُسوہ، یہی خدا کا چلن
گرے ہوؤں کو اٹھاؤ، بغل میں بیٹھاؤ — یہی ہے رام کا، نانک کا، مصطفیٰؐ کا چلن
جو مانگتے ہیں تو سب اپنے رب سے مانگتے ہیں — خدا بھی ایک ہے، اور ایک ہی دعا کا چلن
ہر ایک پھول کی خوشبو کو لے کے چلتی ہے — ہے کتنا پیار بھرا، موجۂ صبا کا چلن
کوئی دلہن ہو، وہ ہندو ہو، سکھ ہو، مسلم ہو — سبھوں کے ہاتھ پہ ہے سرخیِ حنا کا چلن
ہر آدمی کے لیے ہے، یہ آدمی کی صفت — نہ کوئی بانٹ سکا خوبیِ حیا کا چلن
وہ مسکرا کے پہنچتی ہے سب کے آنگن میں — بے امتیاز ہے، یہ صبح کی ضیائے کا چلن
ملاپ بھی ہے، مساوات بھی ہے، خدمت بھی — بلند کتنا ہے، بہتی ہوئی ہوا کا چلن

خدا کرے یہ صفت آدمی کو مل جائے
دلوں کا نور، ہر اک روشنی کو مل جائے

ڈاکٹر شعیب راہیؔ پی ایچ ڈی
نکہت کدہ، محلہ کٹنہ
ڈلٹن گنج ۸۲۲۱۰۱
ضلع پالاماؤ (بہار)

صغریٰ عالم
عالم بلڈنگ شاہ بازار
گلبرگہ ۵ (۵۸۵۱۰۱)

رخصتی

گوارا اسے بابل جدائی نہ ہوتی
کبھی سیم و زر کی خدائی نہ ہوتی

یہ جوڑے کی رقمیں پشیماں ہوتیں
تمہاری یہ نظریں مہرباں ہوتیں
اگر رسمِ دنیا نبھائی نہ ہوتی
کبھی سیم و زر کی خدائی نہ ہوتی

اُترتیں نہ زلفوں میں چاندی کی لڑیاں
بکھرتیں نہ سب یہ حسیں پھول جھڑیاں
اگر عمر اپنی گنوائی نہ ہوتی
کبھی سیم و زر کی خدائی نہ ہوتی

مرے خواب میں مسکراتے رہے ہو
کہ دھڑکن میں بھی گنگناتے رہے ہو
نظر تم سے دل پر لگائی نہ ہوتی
کبھی سیم و زر کی خدائی نہ ہوتی

تمہارا مقدر بنی زر پرستی
خریدی گئی میں تو مہنگی کہ سستی
امارت سے اپنی سگائی نہ ہوتی
کبھی سیم و زر کی خدائی نہ ہوتی

سنورتے اگر تم گل آبرو سے
وفا کو سمجھتے مرے رنگ و بو سے
بہاروں میں یوں بے وفائی نہ ہوتی
کبھی سیم و زر کی خدائی نہ ہوتی

مسلماں ہو تم تو عقیدت بھی رکھتے
اگر فاطمہؓ سے وہ نسبت بھی رکھتے
رواجوں میں اتنی بُرائی نہ ہوتی
کبھی سیم و زر کی خدائی نہ ہوتی

خبریں تصویروں میں
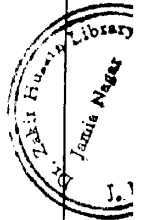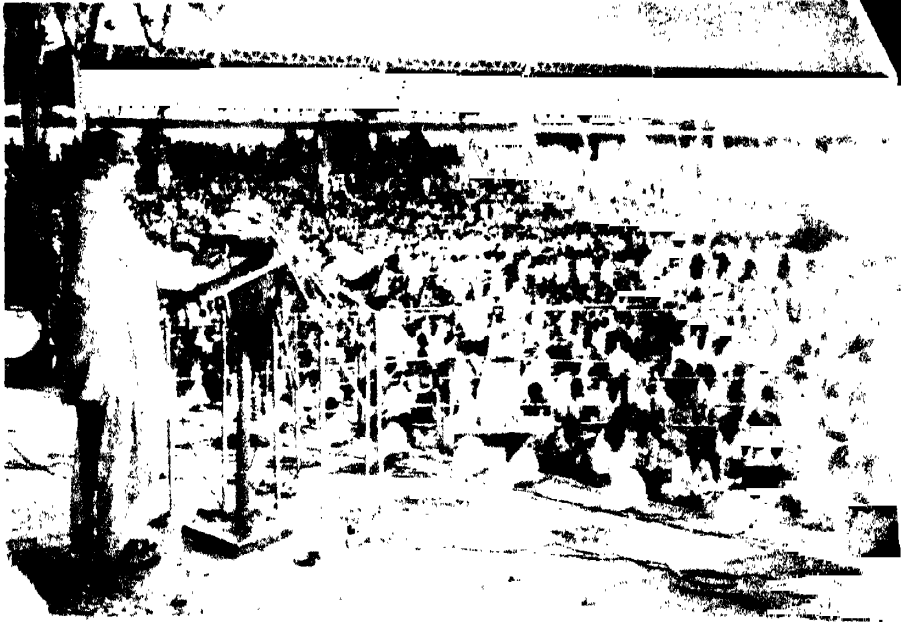
چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ ۹ر جنوری ۸۴ء کو لال بہادر اسٹیڈیم میں نئی حکومت کی پہلی سالگرہ کے موقع پر عوام کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے

۴ر جنوری ۸۴ء کو ریاستی سطح پر تلگو کے سرکاری استعمال کے مسئلہ پر سنیئر عہدہ داروں کے اجلاس سے چیف منسٹر نے خطاب کیا

کل ہند صنعتی نمائش میں یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو محکمہ اطلاعات : تعلقات عامہ کے پویلین کا افتتاح کرنے کے بعد چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ
پویلین کا معائنہ کرتے ہوئے - چیف منسٹر کے ساتھ وزیر اطلاعات مسٹر چیگونڈی وینکٹ راما جوگیا اور کمشنر اطلاعات مسٹر پی وی آر کے پرشاد دیکھے جا سکتے ہیں۔

برطانیہ کے وزیر اوورسیز ڈیولپمنٹ مسٹر اکزیل جیموتی راسن نے چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ سے ۷ رجنوری کو انکی قیام گاہ پر ملاقات کی۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ اپنے عوامی ربط کے دوران غریب افراد کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں تصویر میں نظام آباد کے ایک نگرانکار مسٹر سائیلو اور انکے افراد خاندان کے ساتھ چیف منسٹر کو دیکھا جا سکتا ہے۔

۵ رجنوری کو حیات نگر میں چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے آندھرا پردیش ڈیری ڈیولپمنٹ کی دوسری ڈیری کا سنگ بنیاد رکھا۔ ساتھ میں مسٹر کے۔ جنا ریڈی وزیر زراعت بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

چیف منسٹر
مسٹر این ٹی راماراؤ
کو مسٹر ای۔ دی گوپال
راجو ایم ایل اے نے
چیف منسٹر ریلیف فنڈ
کیلئے ۲۰ ھزار روپے
کے ملبوسات اور
۳۰۰۰ روپے کا چیک
پیش کیا۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راماراؤ
اطاپورم جنکشن میں گذشتہ
ماہ دسمبر ۱۹۸۳ء میں پولٹری
کامپلکس کا افتتاح کیا
اور کمزور طبقات میں
۱۱ ۲۶ کروڑ روپے
مالیت کے مختلف
منفعت بخش اشیأ
تقسیم کئے۔

چیف منسٹر مسٹر
این ٹی راماراؤ نے
۱۰ ر دسمبر کو کوتہ پالم
میں پختہ مکانات
کی دیہی کالونی
کا افتتاح
کیا

چیف منسٹر مسٹر
این۔ ٹی راماراؤ
نے بکنا پالم میں
جسمانی طور پر معذور
افراد کیلئے ٹریننگ
کم پروڈکشن
سنٹر کا افتتاح
کیا
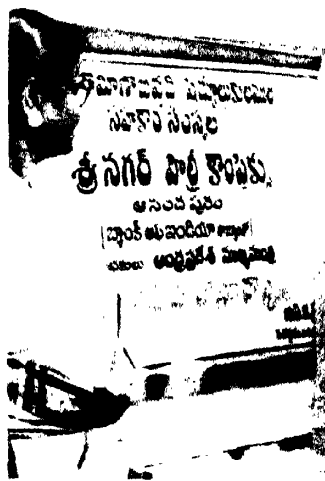
چیف منسٹر مسٹر این ٹی
راما راؤ نے یکم جنوری
۱۹۸۴ء کو حیدرآباد میں
کل ہند صنعتی نمائش کا
افتتاح کیا۔ مسٹر این
سری نیواسلو ریڈی صدر
اکزبیشن سوسائٹی (وزیر
پی ڈبلیوڈی) بھی تصویر
میں دیکھے جاسکتے ہیں

مسٹر این ٹی راما راؤ
چیف منسٹر آندھراپردیش
نے سینٹ این
ہائی اسکول سکندرآباد
کی سالانہ ریپورٹس
میٹ سے خطاب
کیا ۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ ضلع وجیانگرم میں سیلاب سے متعلق کئے گئے امدادی کام کی پیش رفت کا جائزہ لے رہے ہیں۔
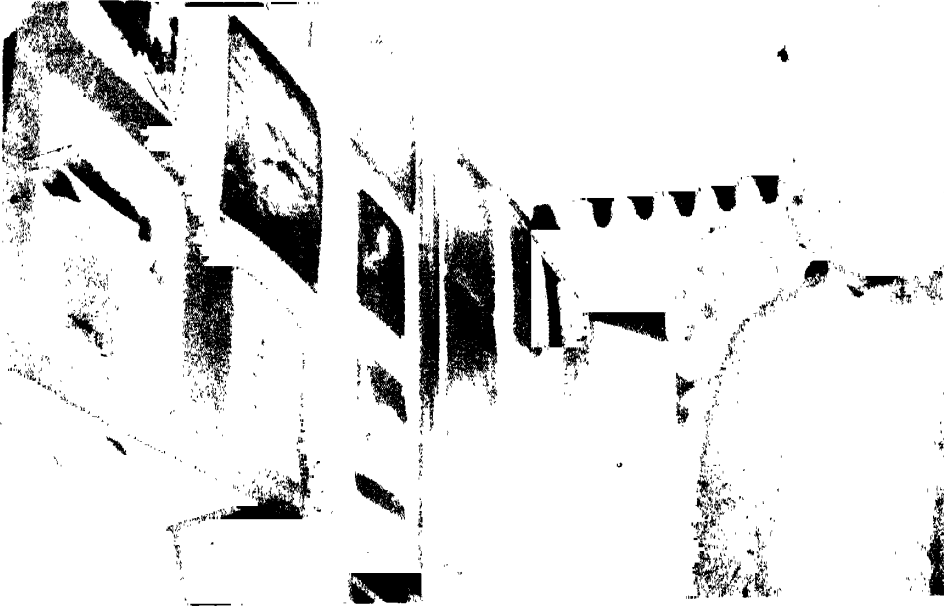
مسٹر این ٹی راما راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش ضلع مشرقی گوداوری میں انجام دیئے گئے امدادی کاموں کی تفا
دیکھ رہے ہیں۔ مسٹر ڈی کے پنوار ڈسٹرکٹ کلکٹر بھی چیف منسٹر کے ہمراہ ہیں۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ بہروں
کے ساتویں نیشنل کرکٹ چیمپین شپ
کے اختتام کے موقع پر لال بہادر اسٹیڈیم
میں انعامات تقسیم کر رہے ہیں۔

چیف منسٹر این ٹی راما راؤ کنڈالیرو
ذخیرہ آب پراجکٹ کے مقام
ضلع نیلور میں آم کا ایک
پودا لگا رہے ہیں۔
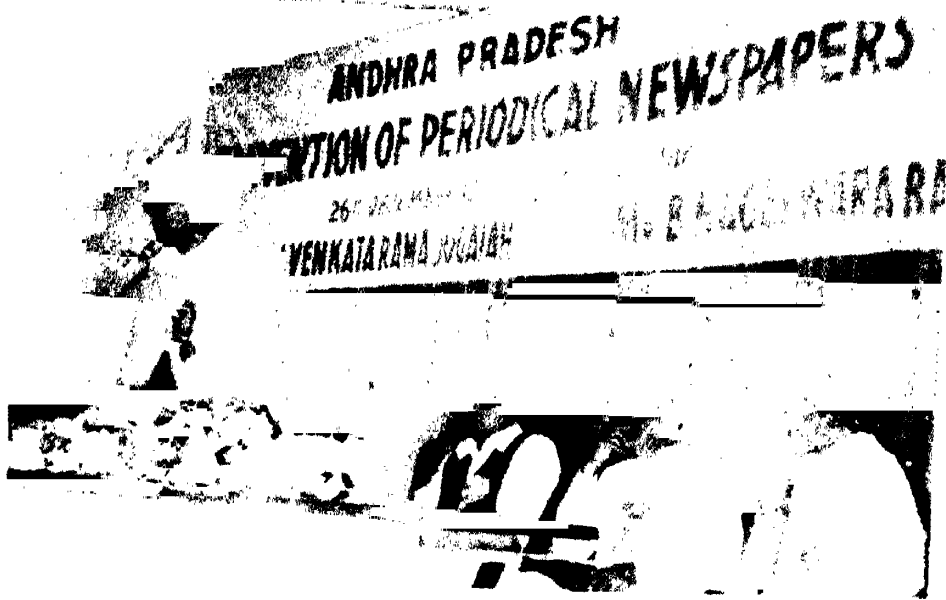
مسٹر سی ایچ وینکٹ راما جوگیا وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ آندھرا پردیش پیریاڈیکلس کنونشن سے خطاب کر رہے ہیں
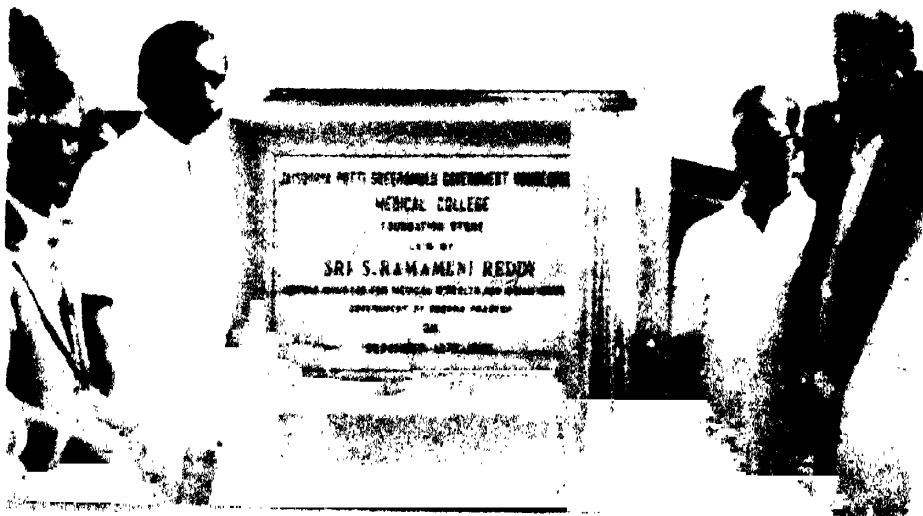
مسٹر راما منی ریڈی وزیر صحت و طبابت نے " جیسے سوریا پوتی سری راملو گورنمنٹ ہومیو پیتھک میڈیکل
کالج بلڈنگ کامپلکس کا عثمانیہ یونیورسٹی کیمپس میں سنگ بنیاد رکھا۔
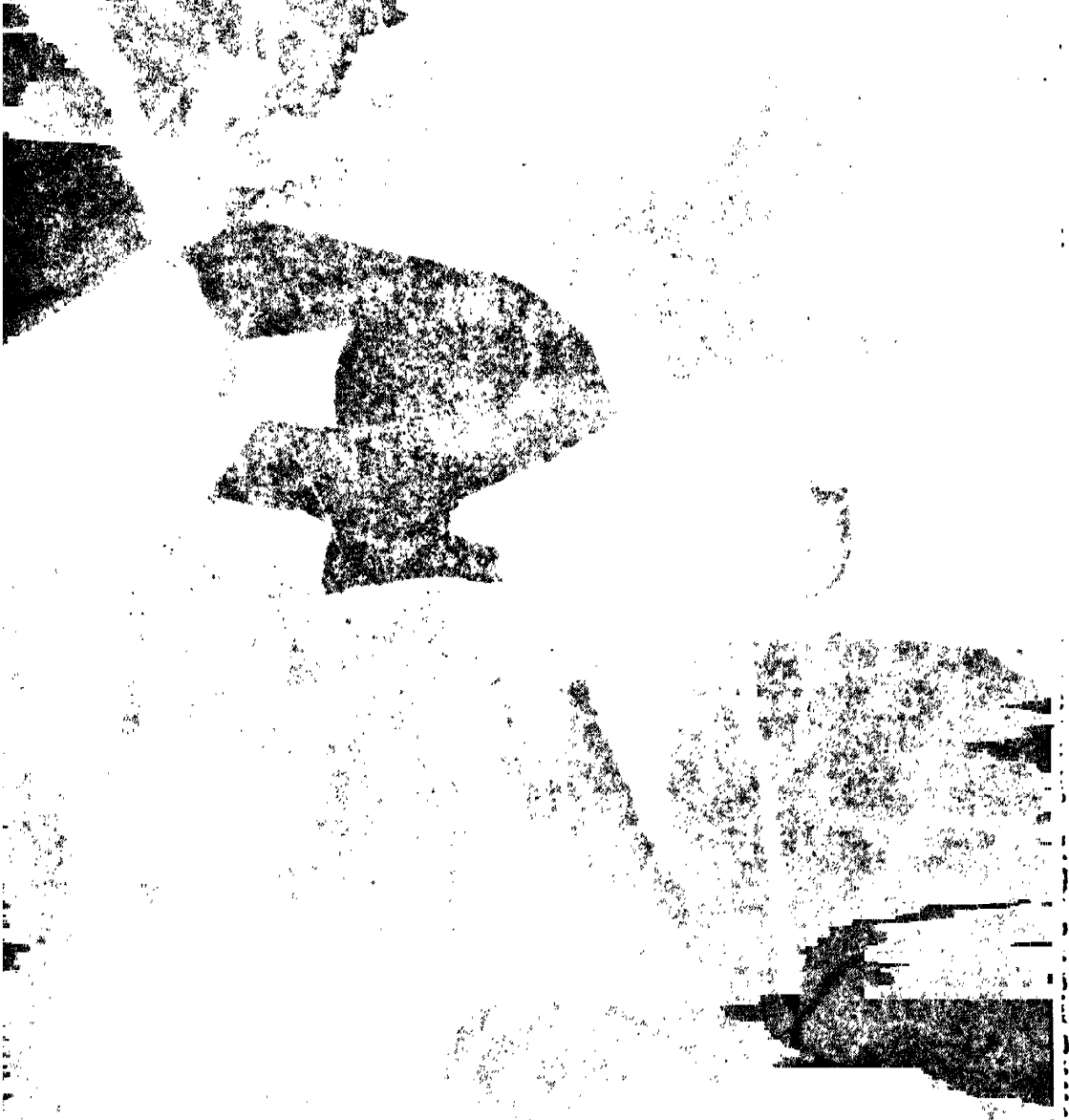
آندھرا پردیش

قیمت ۵۰ پیسے

چیف ایڈیٹر

پی وی آر کے پرشاد (آئی اے ایس)

ایڈیٹر

ملک محمد علی خان

1984

మార్చి

MARCH
PHALGUN-
CHAITRA 1905-1906 S.E.

● جلد: ۲۹ ● شمارہ: ۳ ● قیمت ۵۰ پیسے

● اس شمارہ میں اہل قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے اُن سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں ● زرسالانہ: ٦ روپے
● زرسالانہ ذریعہ "منی آرڈر" روانہ فرمائیے ● منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش کے نام روانہ کیجئے۔ ● مضامین روانہ کرنے کا پتہ: ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ، گرہا کلپا، مکرم جاہی روڈ، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱
● طباعت: گورنمنٹ سنٹرل پریس (آنیٹ) چنچل گوڑہ حیدرآباد
● فوٹوز: نند گوپال نائیڈو۔ کتابت: ایس۔اے حمید
● ناظم محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

فہرست

ترقی کی طرف ایک قدم

از : سی - وینکٹ رام جوگیا

وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ

نئی حکومت جو ایک سال قبل شری این ٹی راما راؤ کی قیادت میں تشکیل پائی تھی اس کا مقصد ریاست سے غریبی کا خاتمہ کرنا ھے

تمام ترقیاتی کاموں کا بنیادی مقصد یہ رہا ہے کہ غربت کے خلاف جنگ کی جائے اور منصوبہ جاتی خرچ کا زیادہ حصہ آبپاشی و بجلی کے منصوبوں پر صرف کیا گیا اور نئی حکومت نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ منصوبہ جاتی کاموں میں ردوبدل کرکے مضبوط بنیادوں پر ۴۰ فیصد آبادی کو غریبی کی سطح سے اوپر اٹھایا جائے اور ۱۵ نکاتی پروگرام " پرگتی پدہم " اسی مقصد کے تحت بنایا گیا جسکو عملی صورت دی جاکر اس پر عمل آوری کی جاسکے۔ ۸۴-۱۹۸۳ کے سالانہ منصوبہ کی بدولت نئی حکومت کو یہ موقع ملا کہ وہ حاصل شدہ فنڈس کو تقسیم کرتے ہوئے نئی شکل دی جائے اور منصوبے کو ۸۹۶ کروڑ روپیوں تک بڑھا دیا گیا ہے جس میں ۲۶۵ کروڑ روپے زائد ہیں جو گذشتہ سال کی نسبت ۴۲ فیصد زائد ہے۔ منصوبے کے اس بجٹ میں سے ۵۴۱ کروڑ روپے جو ۶۰ فیصد کے برابر ہے الگ کر دیئے گئے ہیں تاکہ نئے ۱۵ نکاتی پروگرام "پرگتی پدھم" پر عمل آوری ہوسکے۔

" پرگتی پدھم " کے نکات حسب ذیل ہیں۔

- تمام لوگوں کو پینے کے پانی کی سربراہی
- طلباء کو دوپہر کا کھانا
- مدرسوں کے عمارتوں کی تعمیر
- دو روپے کیلو چاول کی سربراہی
- پسماندہ طبقات، ہریجنوں اور پچھڑے ہوئے طبقات کی بھلائی
- خواتین کی بھلائی
- غریبوں کیلئے مکانات
- غریبوں کیلئے زمینات
- زراعت کیلئے امداد
- دیہاتوں کیلئے پر فضا ماحول

- اچھا رہن سہن
- کاٹیج اور چھوٹی صنعتوں کے ذریعہ دیہات کی ترقی
- عوامی مشکلات کا خاتمہ
- اور تلگو کو سرکاری زبان کی حیثیت سے روشناس کرانا۔

اس کے علاوہ ریاستی حکومت نے "پراشکتی" "دیمکتی" گرامودیا اور دیپا پروگرام بھی شروع کیا ہے اور اس پروگرام پر عمل کرکے حکومت فخر کے ساتھ کامیابی حاصل کرے گی۔

پینے کا پانی

ہر ایک سو نفوس آبادی کیلئے پینے کا پانی مہیا کیا جائے گا جس کے لیے کام شروع کردیا گیا ہے ایسے ۱۲۲۴۵ مواضعات کی نشاندھی کیگئی ہے جس میں سے ۶۷۹۵ مواضعات کو نشانہ پورا کرنے کیلئے منتخب کیا گیا ہے اور ۲۰۸۶ گاؤں اس پروگرام کے تحت لئے جائیں گے۔

دوپہر کا کھانا

اس اسکیم کے تحت اسکول کے بچوں کو دوپہر کا کھانا جن کی عمر ۶ تا ۱۱ سال کی ہے کمزور طبقات کے تقریباً ۴۰ لاکھ بچوں کو پورے سال کے دوران میں اس اسکیم سے استفادہ کا موقع ملے گا۔

مدرسوں کی عمارتیں

اضلاع کے نظم ونسق کو اس بات کیلئے پابند کیا گیا ہے کہ وہ مدرسوں کی عمارتوں کی تعمیر پر پوری توجہ کریں اور اس مقصد کے لیے نیشنل رورل ایمپلائمنٹ پروگرام کے فنڈس کا دس فیصد مختص کرچکے ہیں۔

دو روپے کیلو چاول

دو روپے کلو چاول کی سربراہی کے تحت ۱۰۸ لاکھ کارڈ گیرندوں کو جس بہ ۵ کیلو کے حساب سے ہر فرد کو اور زیادہ سے زیادہ ۲۵ کلو چاول ہر خاندان کو ہر ماہ سربراہ کئے جارہے ہیں اور ایک سال کے دوران میں ۱۵٫۸۱ لاکھ ٹن چاول پبلک ڈسٹری بیوشن کے تحت تقسیم کیا گیا ہے جو کہ ریاست کی آبادی کا ۸۰ فیصد ہے جو ایک ریاست کی تاریخ میں ریکارڈ ہے۔

کمزور طبقات کی فلاح

اضلاع کے اعلیٰ عہدہ داروں اور متعلقہ محکموں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ کمزور طبقات کی فلاح کیلئے بنائے گئے پلان پر فوری عمل آوری کریں تاکہ سماج کے پچھڑے ہوئے طبقات کو اوپر اٹھایا جاسکے۔ شیڈولڈ کاسٹ طبقات کی بھلائی کیلئے حکومت کے علاوہ مالیاتی اداروں سے بھی امداد مہیا کی جارہی ہے۔ شیڈولڈ کاسٹ طبقات کے ۵۲۰۰۰ خاندانوں کا جونشانہ رکھا گیا تھا اس میں سے ۱۴۳۲۲۰ خاندانوں کو اس جزوی پلان کے تحت فائدہ پہونچایا گیا جو ۹۲ فیصد کے مساوی ہے۔ شیڈولڈ کاسٹ فینانشیل کارپوریشن ۲۳ اضلاع میں اقامتی اسکول ہر گاؤں میں کھولنے کیلئے ۵۰ فیصد رقم تقسیم کرچکی ہے۔ اقامتی اسکولوں کا مقصد ہے تعلیم کے معیار کو بڑھانا اور بچوں میں پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنا ہے۔ مجموعی طور پر ۷۳ کروڑ کی اسکیمات بنائی گئی ہیں جس سے دو لاکھ پچاس ہزار پست اقوام کے خاندانوں کو فائدہ پہونچے گا۔

حکومت کے مقررہ نشانہ کے تحت قبائیلیوں کے ۲۲۸۰۰ خاندانوں کو ایک سال میں ٹرائیبل سب پلان اور انٹیگریٹیڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے تحت شامل کیا گیا اور ۱۴۳۷۱ خاندانوں جو ۶۹ فیصد کے قریب ہیں شامل کیا جاچکا ہے۔ حکومت اس مقصد کے تحت ۳۵٫۵۰ لاکھ روپے ٹرائیکور پروگرام کے تحت دے چکی ہے تاکہ حاشیائی رقم مہیا کی جاسکے۔

کمزور طبقات کی فلاح کے لیے مخصوص اسکیمات شروع کی گئی ہیں خاص کر سیندھی تاسنے والوں، ماہی گیروں، رکشہ چلانے والوں، پتھر توڑنے والوں، نجاروں، لوہاروں، دھوبیوں اور کمہاروں کو فائدہ

پہونچے اور اب تک مستفید ہونے والے ۱۳۹۱۷۱ ہیں۔ بیاک ورڈ کلاس فینانشیل کارپوریشن سے اب تک بندھوا مزدوروں کے ۱۰۲۷ افراد کی باز آبادکاری عمل میں آئی ہے۔ اور بندھوا مزدوروں کیلئے ایک کوآپریٹیو سوسائٹی بھی تشکیل دی گئی ہے۔

عورتوں کیلئے مساوی جائیداد

عورتوں کی بہبود و بھلائی میں اضافہ کرنے کے لیے اور اُن کے مسائل کی یکسوئی کیلئے سرعتی اقدام کئے گئے ہیں۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کیلئے قوت بخش غذا کی فراہمی اور ان کیلئے تحفظ صحت کی سہولتیں پہونچانے کی اسکیموں کے علاوہ معاشی امدادی اسکیمات پر عمل آوری بھی کی جارہی ہے۔ ۲۲۳۸۳ خواتین کو امداد کے مقررہ نشانے کے بمقابلہ ماہ اکتوبر ۸۳ء کے اختتام تک ۲۹۴۴ خواتین کی مدد کی جاچکی ہے۔ اہم شہروں جیسے وشاکھا پٹنم، ایلورو، وجئے واڑہ، گنٹور، محبوب نگر، کھمم، حیدرآباد اور سری کاکولم میں کام کرنے والی خواتین کیلئے نئے ہاسٹل کھولنے کی منظوری دیگئی ہے۔ ترپتی میں عورتوں کی یونیورسٹی کا قیام ایک حقیقت بن چکا ہے۔ ہندو قانون وراثت میں ترمیم کرنے کی کوشش کی جارہی ہیں تاکہ جائیداد میں خواتین کو مساوی حقوق عطا کئے جائیں۔ سماج میں خواتین کو ان کا مستحقہ مقام دلانے کے لیے ایسے ہی ترقی پسند اقدامات کئے جارہے ہیں۔

تعمیر امکنہ

مکانات کی تعمیر و فراہمی ایک بھاری دیو قامت پروگرام ہے جس سے نمٹنے کے لیے زبردست کوشش کی جارہی ہیں موجودہ حکومت کا ایک اور قابلِ قدر کارنامہ یہ ہے کہ جھونپڑیاں اور گھاس پھوس کے مکانات کی فراہمی کا گذشتہ حکومت کی جانب سے بنائے گئے پروگرام کی جگہ موجودہ حکومت پختہ مکانات فراہم کرنے کی اسکیم پر عمل کر رہی ہے۔ دیہات میں نیم پختہ مکانات فراہم کرنے کی اسکیم پر عمل کر رہی ہے۔ دیہات میں نیم پختہ اور شہروں میں پختہ مکانات کے پروگرام کے تحت ۲۶۲۰ لاکھ مکانات تعمیر کرنے کا پروگرام تیار کیا گیا ہے۔ اس مقررہ نشانہ کے تحت ۹۲۹۱۷ یونٹوں پر کام جاری ہے اور ستمبر کے ختم تک ۵۴۹ ۴ مکانات کی تعمیر پایہ تکمیل کو پہونچ چکی ہے۔ گذشتہ ایک سال کے دوران میں دیہی اور شہری علاقوں میں مختلف اسکیموں کے تحت ۵۲۰۰۰ پختہ مکانات تعمیر کرنے کیلئے منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔ دو لاکھ غریب خاندانوں کو مکانات کی اراضی فراہم کرنے کے مقررہ نشانے کے مقابلے میں ایک لاکھ سے زیادہ غریب خاندانوں کو مکانات کیلئے اراضی کے پٹے دیئے جاچکے ہیں۔

کسانوں کی امداد

کاشت کاروں کو امداد پہونچانے کے پروگرام کے تحت کوآپریٹیو اداروں کے توسط سے اعلیٰ قسم کے بیج کیمیائی کھاد مارکٹنگ سہولتیں اور قرض دینے کی سہولتیں مہیا کرنے کی اسکیمات تیار کی گئی ہیں۔ ۱۵۲۵۷ ٹن سالانہ اعلیٰ قسم کے بیج فراہم کرنے کے مقررہ نشانے کے مقابلہ میں اکتوبر کے ختم تک ۱۵۰۳۰ ٹن اعلیٰ قسم کے بیج تقسیم کئے گئے۔ ۳۰۸۵۳۳ ٹن کیمیائی کھاد کے مقررہ نشانے کے بالمقابل اکتوبر کے ختم تک ۳۸۰۶۷۲ ٹن کھاد تقسیم کی گئی یہ مقررہ نشانے کے معاملہ میں ۱۲۳ فیصد کامیابی ہے اسی طرح کوآپریٹیو کے توسط سے قرض اور مارکٹنگ کی سہولتیں مہیا کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے ۔۔۔ ۱۷۱۴۶۹ اشخاص کو فائدہ پہونچانے کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا جس کے مقابلہ میں ۴۱۰۵۰۹ اشخاص کو فائدہ پہونچایا گیا جو ۲۳۹.۴۴ فیصد کی حد تک کامیابی ہے۔ زرعی پیداوار کے لیے امدادی قیمتوں کا تعین اس طرح کیا گیا ہے کہ کسانوں کو ان کی فصل پر معقول شرح معاوضہ ملنے کا تیقن حاصل ہو جائے۔ گنے شکر کی امدادی قیمت جو ۱۸۵ روپے فی ٹن مقرر کی گئی ہے جو ملک میں سب سے زیادہ ہے۔ دھان کی قیمت ۱۸۵ روپے فی کنٹل مقرر کی گئی ہے جو مرکزی حکومت کی معلنہ قیمت سے ۵۰ روپے زیادہ ہے مونگ پھلی کی امدادی قیمت ۳۱۵ روپے فی کنٹل اور دودھ کے حصول کی قیمت ۳٫۵۰ تا ۵۷ء۳ فی لیٹر مقرر کرنے کے علاوہ تمباکو پیدا کرنے والے کسانوں کو ان کے تمباکو کے غیر فروخت شدہ اسٹاک پر فی کلو ۳۰ء۳ روپے کے حساب سے ۲ کروڑ روپے بطور قرض

مہیا کئے گئے۔

دیہات کو بجلی کی سربراہی

دیہات کو بجلی سربراہ کرنے کے پروگرام کے تحت ۱۵۰۰ موضعات اور زمروں کو بجلی سربراہ کی گئی۔ گذشتہ سال کے دوران ۴۸۰۰۰ پمپ سیٹوں کو برقایا گیا۔ گذشتہ ماہ اگست کے ختم تک ریاست کے ۲۷۲۲۱ دیہات میں ۲۰۷۰۵ دیہات کی تعداد ۷۶٫۲۶ فیصد ہے۔ ریاست میں برقائے گئے پمپ سیٹوں کی تعداد ۵٫۹۴ لاکھ ہے۔ اس معاملہ میں ہماری ریاست ملک میں تیسرے درجہ پر ہے۔

دیہی صناع

دیہی صناعوں کی حالت کو بہتر بنانے میں قابل لحاظ حد تک پیش رفت ہوئی ہے۔ سال میں ۶۲۰۰ چھوٹے اور دیہی صنعتی یونٹوں کے قیام کے مقررہ نشانے کے مقابلہ میں اب تک ۵۰۰۰ ہزار سے زیادہ یونٹیں قائم کی گئی ہیں۔ صناعوں کیلئے دیہی صنعتی مراکز اب تک ۱۰۴ پنچایت سمیتیوں میں قائم کئے گئے ہیں۔ اس سال کے ختم تک مزید ۲۰۰ صنعتی مراکز قائم کئے جائیں گے۔

شکایات وصول کرنے کا شعبہ

ریاستی سکریٹریٹ اور ضلع کلکٹروں کے دفاتر میں قائم کئے گئے شکایات وصول کرنے کے شعبوں کی جانب سے ۱۲۲۲۰ شکایتیں وصول کی گئیں جس میں سے ۹۲٪ کی یکسوئی کردی گئی۔

یواشکتی

دیہات کے نوجوانوں کیلئے خود روزگار کا انتظام کرنے اور انہیں ترقیاتی سرگرمیوں میں شامل کرنے کی غرض سے ریاستی سطح پر یواشکتی کا آغاز کیا گیا ہے۔ تجرباتی پروگرام کے تحت پانچ منتخبہ اضلاع سے اس اسکیم کی عمل آوری کے لیے ۲۰۰ دیہات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ نوجوانوں کی خدمات کو ایک متعین پروگرام اور ضروری انفرا اسٹرکچر فراہم کرتے ہوئے ان پروگراموں کی عمل آوری میں سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ اس اسکیم کے پیچھے خیال کارفرما ہے کہ نوجوانوں میں کاہلی اور بے کاری کو ختم کرتے ہوئے اس دیہی خزانہ قوت و توانائی کو تعمیری مقاصد کیلئے استعمال کیا جائے۔

گرامودیا

سال گذشتہ کے ماہ نومبر کی پہلی تاریخ کو شروع کردہ "گرامودیا" کا پروگرام جس کو مرکز کی سرپرستی حاصل ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایک نوجوان میٹرک کامیاب جو ۱۸ تا ۲۵ سال کی عمر کا حامل ہو اور دیہات کے خاندان سے وابستہ ہو اسے ۲۵ ہزار روپے سامان کے لیے اور کاروباری سرمایہ کے طور پر بطور قرض دیئے جائیں گے۔ اس اسکیم کے تحت ہر موضع سے ایک نوجوان کا انتخاب کیا جائے گا۔ اور اس اسکیم کی عمل آوری کیلئے ضلع کی سطح پر کیمپوں کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ تعلیم یافتہ افراد میں بے روزگاری کو گھٹانے کیلئے ڈسٹرکٹ اِمپلائمنٹ اینڈ انٹرپرائزس پروموشنل ایجنسی کے نام سے ایک اور اہم اسکیم شروع کی گئی ہے۔ بھنگیوں کی حالت کو بہتر بنانے کیلئے کم خرچ سنیٹیشن پروگرام "دیرکتی" کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ تین میونسپلٹیوں میں جاریہ اسکیموں کو تیز تر کرنے کے علاوہ سال رواں کے دوران مزید ۱۴ میونسپلٹیوں میں بھی اس اسکیم کو شروع کیا گیا ہے۔

انتظامیہ میں تلگو کا استعمال

ریاست میں نظم و نسق کے تمام سطحوں پر تلگو کو سرکاری زبان کے طور پر استعمال کرنے کیلئے سرکاری پالیسی میں ایک نیا جوش پیدا کیا گیا ہے۔ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ سکریٹریٹ میں جتنا جلد ممکن ہوسکے سرکاری زبان کی پالیسی کی عمل آوری کی رفتار کو تیز کرنے کیلئے ایک علاحدہ سیل قائم کیا گیا ہے۔ یہ شعبہ محکمہ ترجمہ سے قریبی ربط رکھے ہوئے ہے اور سرکاری زبان کمیشن کی رہنمائی میں کام کرتا ہے۔ اصطلاحوں وغیرہ کی ۲۴ کتابوں کا ترجمہ کردیا گیا ہے۔ یہ کتابیں زیر طباعت ہیں۔ "کاریالہ پداولی" کے نام سے ۱۰۰۰ الفاظ کا ایک چھوٹا سا کتابچہ شائع کیا گیا ہے ●

انتظامی اصلاحات

فلاح وبہبود کے مزید اقدامات

تلگو دیشم حکومت نے ۹ر جنوری ۱۹۸۴ء کو اپنے اقتدار کا ایک سال کامیابی کے ساتھ مکمل کیا اور چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ریاست کے عوام کیلئے نئے ترغیبات و فلاحی اقدامات کا اعلان کیا ہے تاکہ عام آدمی کو فائدہ پہونچے (۱۳) نکاتی پروگرام کا مقصد یہ ہے کہ انتظامی اصلاحات کو روبہ عمل دیا جائے تاکہ اس سے سماج کے زیادہ سے زیادہ طبقات کو استفادہ کا موقع ملے۔ ریاستی حکومت ان اقدامات کے ذریعہ ایک پاک صاف معاشرہ کے قیام کیلئے کوشاں ہے۔

۱ - انتظامی اصلاحات

حکومت اس بات کی پابند ہے کہ وہ ثابت قدمی کے ساتھ اقتدار کو غیر مرکوزی کے انتظامیہ کو عوام کے "دروازے" تک لائے اور عوام کے پرخلوص تعاون کے ساتھ ترقیاتی پروگرام کو مزید تیز رفتار کرے۔

اس جانب ایک قدم کے طور پر ۳۵,۰۰۰ تا ۵۰,۰۰۰ افراد کے لئے منڈلس کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ جو دیہاتوں کے ایک گروپ پر محیط ہوگا۔ یہ منڈلس ایک عام آدمی کو تمام ضروریات کی فراہمی کے لیے ایک اہم تنظیمی یونٹ ہوں گے۔ تمام شعبہ جاتی خدمات میں مالی امداد باہمی سماجی بہبود، زراعت، اینمل ہسبنڈری، تعلیم، طب اور پولیس کو نمائندگی دی جائیگی بہت جلد تقریباً (۱۲۰۰) منڈلس قائم کئے جائیں گے۔

۲ - دیہی عہدہ دار

:- دیہی عہدہ داروں کی جائیداد کو برخاست کر دیا گیا ہے جس سے جاگیرداری نظام کے ایک ورثہ کا خاتمہ عمل میں آیا۔ دیہی عہدہ داروں کی جگہ ہمہ وقتی ولیج اسسٹنٹس کے تقررات عمل میں لائے جا رہے ہیں۔

۳ - مالگذاری کا خاتمہ

مالگذاری جو برطانوی نوآبادیاتی زمانہ کی یادگار ہے کو برخاست کر دیا گیا ہے جس سے کاشتکار طبقہ کے ایک دیرینہ خواب کی تکمیل ہوگئی ہے۔

۴ - بیواؤں کو وظائف

سماج میں بیواؤں کی حالت جو مختلف توہمات کا شکار ہے حقیقتاً ان کی ہے۔ ایسی غریب بیواؤں کو جن کی سالانہ آمدنی ۱۸۰۰ روپے سے کم ہے ماہانہ -/۵۰ روپے وظیفہ ادا کیا جائے گا۔

...رچ ۱۹۸۴ء سے قبل تقریباً (۵۰) ہزار بیواؤں کو فائدہ حاصل ہوگا۔

۵ - یتیموں کی دیکھ بھال

یتیموں کی دیکھ بھال کےلیے ریاست میں یتیم خانوں... قیام عمل میں لایا جائے گا۔

۶ - طلباء کیلئے بس میں مفت سفر

ساری ریاست میں (۱۲) سال سے کم عمر بچوں کو ان کے مدارس... آنے جانے کیلئے فروری ۱۹۸۴ء سے سرکاری بسوں میں... مفت سفر کی سہولت حاصل رہے گی۔

۷ - منڈل کمیشن کی سفارشات

پسماندہ طبقات پر منڈل کمیشن کی سفارشات پر مکمل طور پر... عمل آوری کی جائے گی۔

۸ - اقلیتی فینانس کارپوریشن

اقلیتی فینانس کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا جائے گا تاکہ... اقلیتی طبقات سے تعلق رکھنے والے غریب افراد کے فائدے کے اہم معاشی دیجر سس پر عمل آوری کیلئے رقمی امداد فراہم کی جائے۔

۹ - لسانی اقلیتیں

جہاں کہیں بھی قابل لحاظ تعداد میں لسانی اقلیتیں آباد ہوں حکومت ان کے بچوں کو ان کی مادری زبان میں حصول تعلیم کی سہولتیں فراہم کرے گی۔

۱۰ - انڈسٹریل ورکرس کیلئے شلٹر

بڑے صنعتوں کے انڈسٹریل ورکرس کیلئے تعمیرات مکنہ پر عمل آوری کی جائے گی جس میں متعلقہ انتظامیہ کو بھی شامل کیا جائے گا جبکہ ایسے ورکرس کو جو اوسط اور چھوٹے پیمانہ کی صنعتوں میں ملازم ہیں مکانات کی تعمیر کے لیے حکومت رقمی امداد فراہم کرے گی۔

۱۱ - ڈسٹرکٹ کلچرل سنٹرس

ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ کے لیے ہر ضلع میں کلچرل سنٹرس قائم کئے جائیں گے۔ ریاست میں ثقافت کے فروغ کے لیے مختلف اسکیمات کا آغاز کیا جائے گا۔

۱۲ - فلم انڈسٹری کے فروغ کیلئے اقدامات

عرصہ دراز سے یہ شدید خواہش ہے کہ تلگو فلم انڈسٹری آندھرا پردیش میں منتقل کی جائے اگرچہ کہ اس سلسلہ میں قابل لحاظ کوشش کی گئی مگر متوقع نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ ریاست میں فلم انڈسٹری کی کشش کے لیے مقامی صلاحیتوں کے فروغ اور ہمت افزائی، مقامی انفراسٹرکچر کی ترقی اور ریاست میں فلموں کی زیادہ سے زیادہ تعداد میں تیاری کیلئے سہولتوں کی فراہمی کیلئے ایک نئی اسکیم کا آغاز کیا گیا ہے۔

۱۳ - خاندانی منصوبہ بندی ترغیبات

خاندانی منصوبہ بندی کے تحت مرکزی حکومت کے ملازمین کو دستیاب تمام ترغیبات ریاستی حکومت کے ملازمین کو بھی دی جائیں گی۔

دو روپے فی کلو چاول

کیا چاول دو روپے کیلو ؟

باہر کے لوگ جو آندھرا پردیش کو آتے ہیں اس بات پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ واقعی یہاں چاول ۲ روپے کلو مل رہا ہے اور اس بات پر انہیں یقین نہیں آتا ــــ ! لیکن چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی راما راؤ اور ان کی حکومت نے اس بات کو یقین میں بدل دیا ہے۔

یہ حوصلہ مند اسکیم جو فروری ۸۳ء سے شروع کیگئی ہے۔ عام آدمی جو غریبی کی سطح سے نیچے ہیں اُن کے لیے شروع کی گئی ہے۔ اور چیف منسٹر نے عوام سے جو وعدہ کیا تھا اُسے انہوں نے پورا کر دکھایا۔ اس اسکیم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ایسے تمام خاندان جنکی آمدنی ۳۶۰۰ سے کم ہے اُن کو دو روپے کلو چاول مہیا کیا جائے اور اب حد بندی کے درجہ کو بڑھا کر ۶۰۰۰ روپے کر دیا گیا ہے۔ دو روپے کلو چاول کی اسکیم موجودہ حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور اس سے ریاست کے ۱۰۸ لاکھ خاندانوں نے اکتیس ہزار سستے غلے کی دوکانوں کے ذریعہ فائدہ اٹھایا ہے ایسے خاندان جنکی آمدنی چھ ہزار روپے سے کم ہے اُن کو ہرے کارڈس مہیا کئے گئے ہیں۔ گذشتہ ایک سال میں اس اسکیم کے تحت ۱۵،۸۹ لاکھ ٹن چاول عوامی نظام تقسیم کے ذریعہ سربراہ کیا گیا جو ریاست میں ایک ریکارڈ ہے جس میں سے ۱۲،۷۰ لاکھ ٹن چاول دیہات میں تقسیم کیا گیا ۱۹۸۰ - ۸۱ میں ۷،۴۲ لاکھ ٹن چاول اور ۱۹۸۱ - ۸۲ء میں ۳۶،۶۲ لاکھ ٹن چاول تقسیم کیا گیا تھا۔ کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ یہ تو اعداد و شمار ہیں لیکن اس اسکیم کی کامیابی کوئی بھی دیہاتی کے زبان سے سنی جاسکتی ہے کیا کوئی دیہاتی اپنے خواب میں سونچا تھا کہ وہ اتنے کم دام پر چاول حاصل کر سکے گا؟ ایک چھوٹا کسان جو دھان اگاتا ہے اپنا دھان بیچ کر امدادی قیمت کا چاول سستے غلے کی دکان سے حاصل کر رہا ہے کیا کسان کے اس عمل سے ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ اسکیم کتنی مقبول ہے۔ ۶۰۰۰ سے زائد آمدنی والے طبقہ کیلئے پیلے کارڈ جاری کئے گئے ہیں جن پر وہ امدادی قیمت کا چاول، سکندرآباد، حیدرآباد، وجے واڑہ اور وشاکھاپٹنم جیسے شہروں میں حاصل کرسکتے ہیں اور یہ چاول ۲ روپے ۶۵ پیسے ۲½ روپے ۹۵ پیسے اور ۳ روپے کلو کے حساب سے دیا جارہا ہے۔ اگر ہم دوسری ریاستوں میں چاول کی قیمت سے مقابلہ کریں تو پتہ چلے گا کہ وہاں پر ۵ روپے ۸۰ پیسے کلو چاول فروخت ہورہا ہے۔ ہم اس اسکیم میں عوامی نظام تقسیم " کو کارکرد بناکر کامیاب ہوئے ہیں اور ساتھ ہی دوسری ریاستوں کو چاول کی منتقلی پر کڑی نگاہ رکھے ہیں۔ ریاستی حکومت ۸۰۱ کروڑ روپے کے کثیر مصارف سے اس اسکیم کو چلا رہی ہے۔ موجودہ حکومت جو عوام کے بھرپور اعتماد کے ساتھ

غزل

نظر پہ حسنِ حقیقی اگر عیاں ہوتا
ہماری دید کا ہر لمحہ جاوداں ہوتا

قسم خدا کی وہی روحِ داستاں ہوتا
ہمارا درد اگر شاملِ بیاں ہوتا

وہ آج تھوڑی توجہ سے بھی جو سن لیتے
ہر ایک اشک مرا صورتِ زباں ہوتا

کوئی تو ہو جو تقاضائے ظرف جانتا ہو
کم از کم اپنا سرِ دار امتحاں ہوتا

اُسی سے پھوٹتی یہ انقلاب کی کرنیں
وہ ایک قطرۂ خوں دل سے جو رواں ہوتا

قلندری کی پناہوں میں آ گئے ورنہ
نہ جانے ذکر ہمارا کہاں کہاں ہوتا

غموں سے ہاتھ ملائے ہوئے زمانہ ہوا
کرم جو آپ بھی کرتے تو رائیگاں ہوتا

سخنوری نے ڈبویا ہمیں تعاقب میں
نہ کوئی فکر نہ لفظوں کا کارواں ہوتا

زمینِ دل پہ اگر آپ کے قدم ہوتے
تو میرے پاؤں کے نیچے یہ آسماں ہوتا

ہمارے سجدے میں اور کعبۂ نجف ہے ندیم
اب اس سے بڑھ کے کہاں کوئی آستاں ہوتا

خیرات ندیم
۱۶ - ۶ - ۲۲۲
عثمان پورہ حیدرآباد ۲۴

قائم ہوئی ہے اپنی سماجی ذمہ داری کو پورا کر رہی ہے ۔ عوامی نظامِ تقسیم پر سرکار سامل نگرانی رکھے ہوئے ہے تاکہ کسی قسم کی دھاندلیاں ہونے نہ پائیں اور شناخت کئے ہوئے خاندان جن کے پاس کارڈس ہیں مستفید ہو سکیں ۔ ہم نے اس سلسلہ میں "ویجلنس سل" کو متحرک کر دیا ہے تاکہ وہ چوربازاری اور اسمگلنگ پر کڑی نگاہ رکھ سکے

دھان، چاول اور میٹھا تیل کی چوربازاری کرنے والوں پر دھاووں کے نتیجہ میں ۱۲ء۱۳ کروڑ روپے کی مالیت کا سامان اب تک ضبط کیا جا چکا ہے ۔ جہاں حکومت نے صارفین کیلئے قیمتوں کا تعین کیا ہے وہیں کسانوں کو بھی واجبی قیمتیں ادا کی جا رہی ہیں ایک سال پرانی حکومت کیلئے یہ قابلِ اعتماد کامیابی ہے اور یہ سال آندھرا پردیش میں صارفین کیلئے کم قیمتوں والا سال اور کسانوں کیلئے زائد قیمت کا سال ہوگا ۔

اسٹیٹ فینانشیل کارپوریشن کیجانب سے (۱۲) کروڑ روپے کے قرضے تقسیم

چھوٹی صنعتوں کی حوصلہ افزائی ضروری - چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کا بیان

چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی راما راؤ نے آندھرا پردیش اسٹیٹ فینانشیل کارپوریشن پر زور دیا کہ وہ چھوٹے اور متوسط صنعتوں کی ہمت افزائی کے ساتھ ساتھ دیہی نوجوانوں اور تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی تربیت کرے - اور انہیں ریاست میں صنعتی جال پھیلانے کی ترغیب دے - چیف منسٹر جوبلی ہال باغ عامہ میں اے پی اسٹیٹ فینانشیل کارپوریشن کی جانب سے مختلف صنعتوں کو ۱۲ کروڑ روپے کے قرضے جات تقسیم کئے - چیف منسٹر نے مزید کہا کہ آزادی کے بعد ملک متوازن صنعتی ترقی سے قاصر رہا ہے - دیہی صنعتوں چھوٹے صنعت کاروں کو ترغیب اور ان کی مالی اعانت نہیں ترقی یافتہ صف میں لاکھڑا کر دیا - انہوں نے فینانشیل کارپوریشن کی خدمات کو سراہا - جس نے کارکردگی کے ۲۷ سال مکمل کر لئے -

چیف منسٹر نے کہا کہ صنعتوں کے فروغ سے راست طور پر ۵۰ ہزار افراد کو روزگار مہیا ہوتا ہے - جب کہ اس سے ذیلی طور پر مختلف روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں - انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ تلگو دیشم کی حکومت بیروزگاری کے خاتمہ کیلئے مقدور بھر کوشش کرے گی - انہوں نے کہا کہ حکومت صناعوں اور چھوٹے صنعت کاروں کے دروازے پر مالی اعانت کے ساتھ کھڑی ہوگی - انہوں نے نئے صنعتی رجحانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف دیہی صناعی کے تربیتی پروگرام شروع کرنے پر زور دیا اس خصوص میں انہوں نے دیہاتیوں کو ترجیح دینے کو کہا ہے - انہوں نے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا ہے کہ فینانشیل کارپوریشن صرف ایک سالہ مدت میں جاریہ سال (۳۲) کروڑ روپے کے قرضے فراہم کئے - انہوں نے کہا کہ یہ بڑے فخر کی بات ہے کہ فینانشیل کارپوریشن گذشتہ ۳، ۴ سال سے ملک کے تمام کارپوریشن میں سرفہرست مقام رکھتا ہے

چیف منسٹر نے صنعتوں کے قیام میں مقامی افراد اور مقامی طور پر دستیاب ذرائع کو بھرپور استعمال کا مشورہ دیا ہے - انہوں نے کہا کہ سماجی اور معاشی حالات کو بدلنے میں صنعتوں کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے حصول آزادی کا مقصد اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ہمارا ملک صنعتی میدان میں ترقی کرے اور ملک کو درآمدات کی ضرورت ہی نہ پڑے - چیف منسٹر نے کارپوریشن کی جانب سے زرعی صنعتوں کی ترقی میں نمایاں حصہ ادا کرنے اور پڑوسی ریاستوں کی اس سلسلہ میں مدد کرنے پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انہیں امید ہے کہ آندھرا پردیش اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن مستقبل میں ملک کی دیگر ریاستوں کیلئے رہنمایانہ رول ادا کرے گی - چیف منسٹر نے کہا کہ حکومت اپنے قیام ہی سے صنعتی ترقی کیلئے خاص طور سے کوشاں ہے چنانچہ انکی حکومت سال رواں اس مقصد کیلئے (۵۲۶۰) کروڑ روپے مختص کئے ہیں - حکومت اپنے ان نیک ارادوں سے ریاست کی ترقی اور خوشحالی کی سمت رواں دواں ہے - ●●

آندھرا پردیش کابینہ کے فیصلے

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے تردید کی کہ حکومت ایسے سرکاری ملازمین کو جنہوں نے ملازمت کے (۳۰) سال مکمل کر لیئے ہوں لیکن جن کی عمر (۵۵) سال نہیں ہوئی ہے وظیفہ پر سبکدوش کر دینے کی کسی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

آندھرا پردیش کابینہ نے جس کا اجلاس ۲ رفروری ۱۹۸۴ء کو چیف منسٹر کی زیر صدارت منعقد ہوا بعض اہم فیصلے کئے جن میں ہوٹلوں میں سربراہ کی جانے والی اشیاء خوردونوش کی قیمتوں کا تعین، کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے طلباء کی اسکالرشپ کی رقم میں اضافہ اور ورک چارجڈ ملازمین کو سرکاری ملازمین کے مماثل مراعات شامل ہیں۔ چیف منسٹر نے کہا کہ حکومت آندھرا پردیش نے ہوٹلوں میں سربراہ کی جانے والی اشیاء خوردونوش کی قیمتیں مقرر کر دی ہیں جس پر ۱۵ رفروری سے عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔

کابینہ نے قیمتوں کی منظوری دے دی ہے اور سرکاری و غیر سرکاری عہدہ داروں پر مشتمل (۷) رکنی عمل آوری کمیٹی مقرر کی جائے گی اس مقصد سے کابینہ نے ریاست کو دو زونس میں منقسم کیا ہے پہلے زون میں حیدرآباد، سکندرآباد، وشاکھاپٹنم، وجئے واڑہ اور گنٹور شامل رہیں گے دوسرے زون میں ریاست کے دوسرے حصے رکھے گئے ہیں اقل ترین اجرتوں کے سلسلہ میں ریاست کے جو تین زونس بنائے گئے ہیں ان میں سے زون نمبر۲ اور زون نمبر۳ کو یکجا کر کے ایک زون بنا دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نرخوں کے تعین میں دس فیصد منافع اور متفرق اخراجات کی دونوں زونس میں علی الترتیب ۴۵ فیصد اور ۳۵ فیصد کی گنجائش رکھی گئی ہے یہی نہیں بلکہ اڈلی اور اوڑا کے وزن کا بھی تعین کیا گیا ہے۔ چیف منسٹر نے کہا نئے نرخوں پر عمل آوری کی دیکھ بھال محکمہ مال اور سیول سپلائیز کے محکموں کے ذمہ ہوگی ڈپٹی تحصیلدار اور ویجلنس سیل کے سب انسپکٹر سے کم درجہ کے ملازمین انفورسمنٹ افسر نہیں ہوں گے۔ چیف منسٹر نے کہا ہوٹل انتظامیہ سے کہا گیا ہے کہ وہ اشیائے خوردونوش کے بلز گاہکوں کو دے۔

کابینہ نے معاشی طور پر کمزور افراد کے تعلیمی وظائف کی اجرائی کیلئے ڈائرکٹر ہائیر ایجوکیشن کے فنڈز میں مزید ۲۷ لاکھ روپے کی زائد منظوری دی ہے چیف منسٹر نے بتایا کہ موجودہ طریقہ کار کے مطابق محکمہ سوشیل ویلفیر، پسماندہ طبقات ویلفیر ڈپارٹمنٹ یا حکومت کے منظورہ خانگی ہاسٹلس کے طلباء کو اب تک ماہانہ ۱۳۵ روپے اسکالرشپ دی جاتی تھی جسے بڑھا کر اب ڈیڑھ سو روپے کر دیا جائے گا جو طلباء اب تک وظائف پا رہے ہیں۔ انہیں یکم جنوری سے اضافہ دیا جائے گا۔ بشرطیکہ ان ہاسٹلس اور ملحقہ ہاسٹلس کا انتظام طلباء کے ہاتھ میں ہو اس کے علاوہ یکم اپریل ۸۴ء سے پوسٹ گریجویٹ اور پیشہ ورانہ کورسس کے ہاسٹلس میں مقیم طلبا کو (۲) سو روپے اسکالرشپ کے علاوہ ۲۵ روپے بطور جیب خرچ دیئے جائیں گے۔

موٹر وہیکل فٹنس سرٹیفکٹ

چیف منسٹر نے کابینہ کے اس فیصلے کا اعلان کیا کہ قابل اعتماد اور بہتر کارکردگی رکھنے والے خانگی ورکشاپس اور گیاریجس کو موٹر وہیکلس کے معائنے اور کارکردگی کے سرٹیفکیٹس کی اجرائی کا کام عارضی طور پر سونپا جائے تاکہ گاڑیوں کی حالت بہتر رہے۔ انہوں نے کہا ابتداً یہ کام علاقائی بنیاد پر تین اضلاع حیدرآباد، کرنول اور کرشنا (وجئے واڑہ) شروع ہوگا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ موٹر وہیکل انسپکٹرز اور ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ کے عہدہ دار

منتقبہ گیا رہ بجس اور درکث ایس میں اپنے اختیارات کا حسب معمول استعمال کریں گے

مسٹر این ٹی راما راؤ نے اعلان کیا کہ تلگو۔گنگا پراجکٹ کے بارے میں حکومت ہند کے محکمہ جنگلات کی طرف سے اجازت ملنے پر کابینہ نے غیر جنگلاتی علاقوں میں کام کے آغاز کا فیصلہ کیا ہے۔

چیف منسٹر نے کہا کہ ایسے ورک چارجڈ ملازمین کیلئے جنہوں نے ۵ سال یا اس سے زیادہ لیکن (۱۰) سال سے کم سروس مکمل کرلی ہو۔ سرکاری ملازمین کی طرح شادی کے قرضے اور سیکل خریدنے کے قرض کے استحقاق کا اعلان کیا ہے اس کے علاوہ کام کے مقام پر سرکاری اسکولوں کی عدم موجودگی کی صورت میں خانگی اسکولوں میں حصول تعلیم کیلئے اپنے بچوں کو بھیجنے والے ورک چارجڈ ملازمین اسکول فیس کے بھی مستحق ہوں گے۔ کام کے جن مقامات پر سرکاری طبی سہولتیں موجود نہ ہوں وہاں ان ملازمین کے طبی اخراجات کی بازادائی ان ہی قواعد کے مطابق کی جائے گی جن کا اطلاق سرکاری ملازمین پر ہوتا ہو۔ چیف منسٹر نے کہا کہ جن شہروں میں این جی اوز کو رعایتی بس پاس کی سہولت میسر ہے ان میں ورک چارجڈ ملازمین بھی اس رعایت کے مستحق ہوں گے۔

گراونڈ واٹر ڈپارٹمنٹ کے ملازمین کا استقلال

چیف منسٹر نے کہا کہ گراونڈ واٹر ڈپارٹمنٹ کے عارضی ملازمین جن کے تقررات ۹ راگست ۱۹۷۹ء اور ۳ راگست ۱۹۸۱ء کے درمیان ہوئے ہیں ان کی خدمات بغیر کسی تحریری یا زبانی ٹسٹ کے مستقل کردی جائیں گی۔ کابینی اجلاس کے بعد چیف منسٹر نے کہا اس فیصلے سے (۲۸۳) ملازمین کو فائدہ پہونچے گا ۱۹۷۹ء تک عارضی ملازمین کو پہلے ہی مستقل کردیا گیا ہے اور ان کے تقررات کو پبلک سرویس کمیشن کے حق تقررات سے نکال دیا گیا۔

نئے عزم، نئے ارادے

(وطن والوں کے نام)

★

چھوڑ دو باتیں، عمل کچھ کر دکھاؤ دوستو
دیش کی خاطر سے تن من سب لٹا دو دوستو

آئیگی خوشحالی پیداوار کی افراط سے
یعنی پیداوار محنت سے بڑھاؤ دوستو

دیش کے دشمن ہیں، پھیلاتے ہیں افواہیں جو لوگ
بھول کر بھی لب پہ افواہیں نہ لاؤ دوستو

چور بازاری کہ رشوت، لوٹ سب کچھ چھوڑ دو
سب کو اپنا، پیار و الفت سے بناؤ دوستو

ذات، زن اور زر کے جھگڑے کب تلک؟
ایکتا کے پھول گھر گھر میں کھلاؤ دوستو

عزم اور تنظیم اب تو وقت کی للکار ہے
کام نپٹا کر قدم آگے بڑھاؤ دوستو

عزم و ہمت اور دیانت کا سبق لو شوق سے
دیش کی عظمت کو دنیا میں بڑھاؤ دوستو

مومن خان شوق

اشرف ولا ۲۲۳۔۳۔۱۱ ملے پلی، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱

برقی کی فاضل پیداوار

ریاست کا قابل فخر موقف

آندھرا پردیش میں برق کی سربراہی میں تخفیف یا قلت، اب قصہ پارینہ بن چکی ہے اور اب "برقی" کے شعبہ میں برق رفتار ترقی نے، آندھرا پردیش میں فاضل بجلی کے دور کا آغاز کر دیا ہے اس کے لیے "آندھرا پردیش اسٹیٹ الکٹریسٹی بورڈ کی منصوبہ بند کوششوں کو بڑا دخل ہے۔ آج آندھرا پردیش، اپنی پڑوسی ریاستوں کو ان کی مشکلات کے زمانہ میں فراخدلی کے ساتھ بجلی فراہم کر سکتا ہے۔ آندھرا پردیش بھی ملک کی ان چند گنی چنی ریاستوں میں سے ہے جس کو نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن نے "پاور اسٹیشنوں" کے قیام کے لیے منتخب کیا ہے۔ جہاں سے دوسری ریاستوں کو برقی منتقل کی جاتی ہے۔ رامگنڈم میں این ٹی پی سی کا (۲۰۰) میگاواٹ کا پہلا پلانٹ پہلے ہی شروع ہوگیا ہے، اور ریاست نے ایک اور سوپر تھرمل پاور اسٹیشن کیلئے منوگورو کے مقام پر ایک جگہ کی پیشکش کی ہے۔ ایک اٹمک پاور پلانٹ بھی عنقریب شروع ہو جائے گا۔ جنوب میں آندھرا پردیش ہی وہ واحد ریاست ہے جہاں کوئلہ کے ذخائر کے ذخائر لگ بھگ (۱۵۰۰) ملین ٹن ہیں۔ جس سے تھرمل اسٹیشنوں کے قیام میں مدد مل سکتی ہے۔ اسکے علاوہ، آندھرا پردیش میں "پن بجلی" کے بھی کئی صلاحیتیں ہیں۔ دریائے کرشنا اور گوداوری کے پانی سے (۲۵۰۰) تا (۳۰۰۰) میگاواٹ کی صلاحیت حاصل ہو سکتی ہے۔ آندھرا پردیش کی تنصیبی صلاحیت (۲۹۰۱) میگاواٹ ہے اس نے اس سال جنوری تا نومبر (۸،۱۹۱) ملین "یونٹ" بجلی پیدا کی۔ سب سے زیادہ بوجھ (۱۵۷۰) میگاواٹ سے بڑھکر (۱۷۳۲) میگاواٹ ہوگیا اور یومیہ پیداوار زیادہ سے زیادہ (۳۴۰۶) ملین یونٹ تک پہونچ گئی ہے۔ وجئے واڑہ تھرمل اسٹیشن میں سب سے زیادہ پیداوار ہوئی اور سارے ملک میں اسی قسم کے اسٹیشنوں میں وجئے واڑہ اسٹیشن ہی سرفہرست ہے۔ ریاست کے (۲۷،۲۲۱) مواضعات کے منجملہ (۲۱) ہزار کو پہلے ہی بجلی سربراہ کردی گئی اور چار ۵ لاکھ سے زیادہ پمپ سٹس کو برقایا گیا جب چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کی زیر قیادت، حکومت نے باگ ڈور سنبھالی تو، ان اعداد و شمار میں (۲۶۵) میگاواٹ کی تنصیبی صلاحیت کا اضافہ ہوا۔ (۴۲،۵۱۲) زرعی سروس کنکشن دیئے گئے (۹۲۱) مواضعات اور (۴۲۳) قریوں کو برقایا گیا۔ ان تمام باتوں کے باوجود، برقی بورڈ کو یہ اعتراف کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ گھریلو صارفین اور صنعتی صارفین سے آج کو برقی کی سربراہی میں خلل، کم وولٹیج وغیرہ جیسی شکایات ہوئیں۔ چنانچہ اسی لئے برقی بورڈ ٹرانسمیشن اور ڈسٹری بیوشن پر توجہ مرکوز کر دیا ہے اور پرانے تار بدلے جا رہے ہیں اور ٹرانسفارمرس کی تیزی کے ساتھ تبدیلی عمل میں آرہی ہے۔ ریاست میں، برقی کی مانگ ۱۹۷۵ء میں (۷۶۰) میگاواٹ سے بڑھکر (۱۷۳۳) میگاواٹ تک پہونچ گئی۔ اسی طرح برقی کی پیداوار میں بھی (۱۵،۴۲) فی صد کے حساب سے تیز رفتار اضافہ ہوا۔ جو پلانٹ اب زیر تکمیل ہیں۔ ان سے توقع ہے کہ مارچ ۱۹۸۵ء تک برقی پیداوار کی صلاحیت (۳۲۵۶) میگاواٹ تک پہونچ جائے گی۔ اس کے علاوہ این ٹی پی سی پاور اسٹیشن رامگنڈم سے ریاست کا حصہ پہلے سال (۵۴۰)

میگاواٹ اور اگلے سال (۲۱۱) میگاواٹ ہوگا۔ ریاست کو تامل ناڈو کے تونیکی تھرمل اسٹیشن سے (۳۲) میگاواٹ، بجلی بھی حاصل ہوگی۔ برقی کی موجودہ صورتحال کے پیش نظر برقی بورڈ مطمئن ہو کر نہیں بیٹھا ہے بلکہ دامرشنا اور گوداوری کے طاس پر، سری سیلم کے دوسرے پاور ہاؤس جورالا، جلاپٹ رائچم پلی، پولاورم جیسے ہائیڈل اسٹیشنوں کی پراجکٹ رپورٹوں کی تیاری میں ہو رہی ہے۔ اس نے پہلے ہی (۲۸۴) اسکیموں کی نشاندہی کی ہے۔ دیہی علاقوں میں برقی پہونچانے کا کام بھی اہم ہے۔ مرکزی حکومت کے (۲۰) نکاتی پروگرام اور ریاستی حکومت (۱۵) نکاتی پرگتی پدم معاشی پروگرام میں دیہی ترقی کو نمایاں جگہ دی گئی ہے۔ دیہی علاقوں میں برقی کی سربراہی نہ صرف دیہی عوام کے معیار زندگی کو بہتر بناتی ہے بلکہ زرعی پیداوار اور دیہی صنعتوں کو اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں دیہی عوام کی معیشت بھی بہتر ہوتی ہے۔ اس پروگرام کو ترجیح دینے کی وجہ سے عام مواضعات میں (۹۳ء۱۵۶) فیصد برقی پہونچا دی گئی۔ اس سے اگست ۱۹۸۳ء تک (۵۰۵۹) لاکھ پمپ سیٹس کو برقی سے چلنے کے قابل بنایا گیا جو تامل ناڈو اور مہاراشٹرا کے بعد سب سے زیادہ ہے۔ دیہی برقی پروگرام سے حکومت کو (۱۶۹) کاریگری کامپلکس کا قیام میں مدد ملی جس میں (۳۱۶۰) صنعتی یونٹ ہیں۔ ٹیکس صرف جو سنہ ۱۹۷۴-۷۵ء میں (۶۰) یونٹ تھا سنہ ۱۹۸۲-۸۳ء میں بڑھکر (۲۰) یونٹ ہو گیا۔ سنہ ۱۹۷۷ء اور سنہ ۱۹۸۲ء کے درمیان آندھرا پردیش جو برقی کی تنصیبی صلاحیت میں آٹھویں نمبر پر تھا، چوتھے نمبر پر پہونچ گیا۔ ●●

اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کا اجلاس

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کی تقریر

چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ ساتویں منصوبہ میں ایک عرصہ کی امیدوں اور امنگوں کی تکمیل کیلئے ان کی حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں کی عکاسی کی جاسکے۔ اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کے ایک اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ منصوبہ بندی کا تعین اوپر کی سطح سے نہیں بلکہ نیچے کی سطح (دیہات) سے کیا جانا چاہیئے۔ تاکہ ہمارے منصوبہ کو صحیح معنیٰ میں عوام کا منصوبہ بنایا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ ساتویں منصوبہ کی تدوین کیلئے انتظامات اس انداز میں کئے جانے چاہئیں کہ وہ اس مقصد کو حاصل کرسکے۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے مصائب کا شکار ہمارے لاکھوں عوام کی زندگیوں میں ایک نئی خوشی لانے کی ضرورت پر زور دیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے کہا کہ ہم کو غرض مند عناصر کی سرگرمیوں کے انسداد کیلئے بھی کافی چوکس رہنا چاہیئے

مقننہ کے مشترکہ اجلاس سے گورنر کا خطاب

گورنر آندھرا پردیش مسٹر رام لال نے کہا کہ حکومت انتظامیہ کو عوام سے قریب تر کرنے پر ایقان رکھتی ہے اس مقصد کے تحت مقامی عوام کو مختلف فلاحی اسکیمات پر عمل آوری میں موثر طور پر مشغول کیا جارہا ہے۔ اور حکومت قابل افراد پر خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ مسٹر رام لال ریاستی مقننہ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ خود روزگار اسکیم کو فروغ دینے اور بالخصوص دیہی علاقوں میں نوجوانوں کی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کیلئے آندھرا پردیش کے ۲۷ ویں یوم تاسیس کے موقع پر ریاستی حکومت نے ایک فلاحی تنظیم "یودا شکتی" کا قیام عمل میں لایا۔ ضلع سطح پر رابطہ ایجنسی ڈسٹرکٹ ایمپلا ئمنٹ اینڈ انٹرپرائز پروموشن ایجنسی (دیپا) قائم کی گئی جس کے صدر نشین ضلع کلکٹر ہیں۔

خود روزگار اسکیم

حکومت نے مرکز کے تعاون سے ایک گرامودیا پروگرام شروع کیا ہے جس کے تحت دیہی نوجوانوں (۱۸ تا ۳۵ سال) کو خود روزگار پراجکٹ کے تحت ۳۵ ہزار روپے کا مشترکہ قرض فراہم کیا جائے گا یہ اسکیم دونوں شہروں حیدرآباد وسکندرآباد کے سوا ریاست کے تمام علاقوں کے لیے ہوگی ۱۵ ہزار سے زائد امیدواروں کا انتخاب کیا جاچکا ہے۔ صفائی والوں کی بہبود کے لیے ۲۶ء۲ کروڑ روپے کے مصارف سے ایک پروگرام دیکھتے شروع کیا گیا ہے۔

آبپاشی

ریاستی حکومت کے زیر تکمیل بڑے، متوسط اور چھوٹے آبپاشی پراجکٹوں کی جلدی تکمیل کی خواہاں ہے۔ ناگرجنا ساگر پراجکٹ عالمی بنک کی امداد سے توقع ہے کہ جون ۸۵ء تک مکمل ہو جائے گا۔ حکومت رائلسیما اور تلنگانہ کے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں دریائے کرشنا کے پانی سے استفادہ کرنے سے دلچسپی رکھتی ہے۔ دارالیتیمی کے قیام کیلئے بھی پالیسی فیصلہ کیا گیا ہے اسکول تعلیم کو پیشہ ورانہ بنانے کا بھی ارادہ ہے۔

سرکاری سطح پر تلگو کا استعمال

تلگو کے بحیثیت سرکاری زبان استعمال کو آسان بنانے کیلئے سال حال ۷۵۰۰ تلگو ٹائپ رائٹر حاصل کئے جارہے ہیں سال ۸۴-۸۵ء سے قبل مزید تین ہزار ٹائپ رائٹر حاصل کئے جائیں گے تلگو یونیورسٹی کے قیام کے سلسلہ میں ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے۔

پنچایت راج ادارے

پنچایت راج اداروں کی تنظیم جدید کی بھی تجویز ہے جس کے تحت یہ نظام گرام پنچایتوں منڈل پنچایتوں اور ضلع پریشدوں پر مشتمل ہوگا۔ گورنر نے دیہی آفیسرس سسٹم کو برخواست کرنے کے اقدام کی مدافعت کی۔ انہوں نے بہبودی خواتین کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ حکومت نے جاریہ سال ریاست کے اہم شہروں میں (۸) ورکنگ ویمنس ہاسٹل قائم کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ سرکاری ملازمتوں کے بعض زمرہ جات میں ملازمت کیلئے خواتین کو ترجیح دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے ایسی بیواؤں کو جن کی سالانہ آمدنی (۱۸۰۰) سے کم ہے انہیں ماہانہ پچاس روپے وظیفہ منظور کیا گیا ہے۔

صنعتی ترقی

صنعتی محاذ پر ۱۹۸۳ء کے دوران ۳۲، اوسط اور بڑے صنعتیں قائم کی گئیں جن پر ۰۴ء۵۹ کروڑ روپے کے مصارف عائد ہوئے

۱۸۸ ۶۴۲۸ افراد کو روزگار فراہم ہو سکا۔

اقلیتوں کی فلاح کیلئے اقدامات

حکومت نے اقلیتوں کی بہبود کیلئے مائینا ریٹیز فینانس کارپوریشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پسماندہ طبقات کی فلاح کے لیے مدن لال کمیشن کی سفارشات کو روبعمل لانے کا فیصلہ پہلے ہی کیا جا چکا ہے۔

صاف ستھرا نظم ونسق

بدعنوانیوں سے پاک وصاف نظم ونسق کے قیام کیلئے حکومت نے دھرما مہا ماترا کا تقرر کیا حال ہی میں پہلے لوک ایکت کا بھی تقرر عمل میں لایا گیا۔

امن وضبط کی صورتحال

جہاں تک امن وضبط کی صورتحال کا تعلق ہے مسلسل چوکسی کے سبب یہ صورتحال کافی اطمینان بخش ہے فرقہ وارانہ فسادات کے انسداد کے لیے کئی اقدامات کئے گئے ہیں۔ پولیس فورس کو عصری بنایا گیا اور دونوں شہروں میں ۵ نئے پولیس اسٹیشن قائم کئے گئے۔ پولیس کی شکایات پر ایک رکنی کمیشن کی رپورٹ توقع ہے کہ ۳۱ر مارچ تک پیش کر دی جائے گی۔ کمزور طبقات کی معاشی ترقی کے لیے پندرہ نکاتی پروگرام "پرگتی پدھم" شروع کیا گیا۔ ۲ روپے فی کیلو چاول کی سربراہی کی اسکیم سے ۱۰۸ لاکھ خاندانوں کو فائدہ پہونچ رہا ہے گرین کارڈ گیرندوں کو جوار اور راگی فی کیلو ۲۵-۱ سے سربراہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اس سے قبل گورنر نے اپنے خطبہ میں سال گذشتہ کے سیلاب کا تذکرہ کیا مرکز سے ۴۵۲۶۴ کروڑ روپے منظور کئے گئے۔ مسٹر رام لال نے کہا کہ ریاستی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ریونیو ضلع کی تنظیم جدید کی جائے اور موجودہ تعلقوں کی جگہ (۱۲۰۰) ریوینیو منڈلوں کو قائم کیا جائے۔ اور نظام عہدہ داران دیہی کا ذکر کرتے ہوئے گورنر نے کہا کہ نظم ونسق کے بدلے ہوئے تقاضوں کے پیش نظر یہ موجودہ حالات سے میل نہیں کھاتے۔

ضلع کلکٹروں کی کانفرنس سے چیف منسٹر کی مخاطبت

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے عوام کی فلاح وبہبود کیلئے حکومت کی جانب سے بنائی گئی پالیسیوں و پروگراموں کی عمل آوری کیلئے مہم چلانے پر زور دیا تاکہ عوام کے ان طبقات تک ترقی کے ثمرات پہونچ سکیں جن کے لیے پروگرام بنائے گئے ہیں۔ چیف منسٹر کلکٹروں کی کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

انہوں نے کہا کہ بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ ساتھ سرکاری نظم ونسق میں بھی انقلابی تبدیلیاں کی جائیں۔ انہوں نے کہا کہ کلکٹروں کو جو ضلع کے سربراہوں کی حیثیت رکھتے ہیں حکومت کے مختلف پروگراموں اور پالیسیوں کی عمل آوری میں اہم رول ادا کرنا چاہیئے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ فوری ضرورت یہ ہے کہ نظم ونسق کو عوام تک پہونچایا جائے یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ عوام کو متحرک کرے اور قبل اس کے کہ وہ ان کے مسائل کے سلسلہ میں حکومت سے نمائندگی کرے ان کی ضروریات کا جائزہ لیا جائے۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت جو منڈل سسٹم رائج کر رہی ہے وہ نظم ونسق میں انقلابی تبدیلی کی سمت ہی ایک اقدام ہے۔ مسٹر این ٹی آر نے کہا کہ انتظامی مشنری کو ایک موثر ہتھیار میں تبدیل کیا جانا چاہیئے۔ بہتر ہوگا کہ وزراء اور دوسرے سینیئر سرکاری عہدہ دار پاک وصاف کردار برقرار رکھیں اور ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں تاکہ دوسرے عہدہ داران کی تقلید کریں اور ریاست میں ایک صاف ستھرا اور کارکرد نظم ونسق قائم ہو۔ انہوں نے وضاحت کی کہ سرکاری عہدہ دار اگر ڈسپلن اور کارکردگی کے اعلیٰ معیارات برقرار رکھیں تو آندھرا پردیش کی انتظامی مشنری کا سارے ملک میں نام ہو سکتا ہے۔ چیف منسٹر نے حکومت کی مختلف پالیسیوں اور پروگراموں جیسے ۲ روپے فی کلو چاول کی سربراہی، مڈ ڈے میل اسکیم اور کمزور طبقات کو ان کی مستقل رہائش کے لیے مکانات کی فراہمی کی اسکیم کا تذکرہ کیا۔ اور کلکٹروں سے خواہش کی کہ وہ ان پروگراموں اور دوسرے پروگراموں کو کامیاب بنانے کیلئے دل وجان سے سخت دجدوجہد کریں۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے ولیج آفیسرز کے عہدوں کی برخاستگی کی مدافعت کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ برطانوی سامراجی دور کی پیداوار ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت اختیارات کو غیر مرکوز کرنے کیلئے ضلعی نظم ونسق کی تنظیم جدید اور بالخصوص منڈلوں کے قیام کو کافی اہمیت دے رہی ہے۔ ●●

حکومت آندھرا پردیش

الکٹریکل انسپکٹوریٹ

گرامس: ELINGO

فون نمبر: ۳۳۰۲۲ / ۳۵۴۴۶

دفاتر چیف الکٹریکل انسپکٹر
حکومت آندھرا پردیش
منٹ کمپاونڈ، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۴

اعلان

اعلان ہذا کے بعد کسی بھی ضروری تبدیلی کی شرط کے ساتھ سینما آپریٹرس کی اہلیت کی سرٹیفکیٹس کی اجرائی کیلئے ماہ جون / جولائی ۱۹۸۴ء کے دوران امتحان کا انعقاد کرنے حیدرآباد - وجے واڑہ، وشاکھاپٹنم اور کرنول کو مراکز قرار دینے کی تجویز کی گئی ہے۔ امیدواروں کی جانب سے منتخبہ مرکز کو ضرورت پڑنے پر انتظامی سہولت کی خاطر تبدیل کردیا جائے گا۔

جی - او - آر - ٹی نمبر ۱۶۳۰ مورخہ ۲ رمئی ۱۹۸۲ء کے ذریعہ جاری کردہ آندھرا پردیش سینما (ریگولیشن) قواعد ۱۹۷۰ء کے اپنڈکس VIII کے ذیلی مقررہ ۱۰ کے تحت رعائتی ہدایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حسب ذیل قابلیت رکھنے والے اور دیگر مطلوبہ شرائط کی تکمیل کرنے والے امیدوار سینما آپریٹرس کے امتحان میں شرکت کرنے کے اہل قرار دیئے گئے ہیں۔

i) ایسے امیدوار جو کہ کسی مسلمہ سرکار مدرسہ سے ساتویں جماعت یا تھرڈ فارم کا امتحان کامیاب کرچکے ہوں۔

ii) ایسے امیدوار جو کہ اپنے نام چیف الکٹریکل انسپکٹر کے دفتر میں اپرنٹس آپریٹر کی حیثیت سے رجسٹر کرواچکے ہوں۔

iii) ایسے امیدوار جنہوں نے مقررہ (ii) مصرعہ بالا کے بموجب رجسٹریشن کے بعد کسی بھی اجازت یافتہ تھیٹر میں دوسالہ اپرنٹس شپ کی تکمیل کی ہو - دوسالہ اپرنٹس شپ ۳۱ رجنوری ۱۹۸۴ء کو مکمل ہوئی ہو اور

iv) جنہوں نے یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو ۱۸ سال کی عمر مکمل کرلی ہو۔

یا

جی او ایم ایس نمبر ۶۲۰ ہوم (جنرل اے) ڈپارٹمنٹ مورخہ ۳۱ ر ڈسمبر ۱۹۸۳ء کے مطابق جو گزٹ مورخہ ۱۲ ر جنوری ۱۹۸۴ء میں شائع ہوچکا ہے - مندرجہ ذیل قابلیتوں اور دیگر درکار شرائط کی تکمیل کرنے والے امیدوار بھی سینما آپریٹرز اگزامینشن میں شرکت کے اہل ہیں۔

۱) جنہوں نے ایس ایس سی یا اس کے مماثل امتحان کامیاب کیا ہو - درج فہرست طبقات اور درج فہرست قبائل کے وہ امیدوار جو امتحان ایس ایس سی میں ناکام رہے ہوں - شرکت کے اہل ہیں - بشرطیکہ انہوں نے کسی سرکاری / مسلمہ سرکار اسکول میں ایس ایس سی کی تعلیم حاصل کی ہو۔

۲) جنہوں نے ایٹم ایک کی تکمیل کے بعد لائسنس یافتہ سینما تھیٹر میں ایک سال کی اپرنٹس شپ مکمل کی ہو - ایک سالہ اپرنٹس شپ کی مدت ۳۱ ر جنوری کو مکمل ہوجانی چاہیئے۔

۳) جنہوں نے یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو عمر کے ۱۸ سال مکمل کر لیے ہوں۔

درخواست کے فارم اور دیگر تفصیلات کیلئے مبلغ ۵ روپے (پانچ روپے) فیس مقرر کی گئی ہے۔ درخواست فارم کی مقررہ فیس انڈین پوسٹل آرڈر کے ذریعہ داخل کی جائے۔ ہر پوسٹل آرڈر کو لازماً کراس کیا جائے۔ اور حسب ذیل طریقہ سے اس کی خانہ پری کی جائے۔

POSTAL ORDER

"PAY TO THE DEPUTY CHIEF ACCONTENT, OFFICE OF THE CHIEF ELECTRICAL INSPECTOR TO GOVERNMENT, AT HYDERABAD GENERAL POST OFFICE."

خواہشمند امیدوار درخواستوں کے فارمس اور دیگر تفصیلات کی سربراہی کیلئے سادہ کاغذ پر اپنی درخواستیں چیف الکٹریکل انسپکٹر ٹو گورنمنٹ آندھرا پردیش اسٹون بلڈنگ، منٹ کمپاؤنڈ حیدرآباد ۵۰۰۰۰۴ کو اس طرح روانہ کریں کہ ۳ اپریل ۱۹۸۴ء سے قبل اس دفتر کو وصول ہو جائے۔ درخواست کے ساتھ ۲۵ سمر × ۱۰ سمر کا ایک خود کا پتہ لکھا لفافہ بھی جس پر مناسب ڈاک ٹکٹ یعنی ۲ روپے مالیت کے ڈاک ٹکٹ چسپاں ہوں۔ روانہ کئے جائیں۔ مذکورہ تاریخ کے بعد درخواست فارم کی سپلائی کی درخواست قبول نہیں کی جائے گی۔ تکمیل شدہ درخواستوں کی اس دفتر میں وصولی کی آخری تاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء کو ۵ بجے شام ہے۔ مذکورہ تاریخ کے بعد وصول شدہ درخواستوں کو مسترد کر دیا جائے گا اور محکمہ ڈاک و تار یا کسی اور وجہ سے تاخیر پر جو ریلوے ہڑتال وغیرہ کے باعث ہوئی ہو غور نہیں کیا جائے گا۔ اس دفتر سے سربراہ کردہ درخواست فارم صرف تکمیل شدہ حالت میں ہی قبول کئے جائیں گے اس دفتر سے ہٹ کر سپلائی کردہ کوئی اور درخواست فارم مسترد کرنے کے قابل ہوگا۔

دستخط

چیف الکٹریکل انسپکٹر

ٹو گورنمنٹ

DIPR/241/ADVT/1/C2/84

آندھرا پردیش میں
انسداد فرقہ واریت آرڈیننس کا نفاذ

انسداد فرقہ پرستی کے مقصد سے آندھرا پردیش میں ایک آرڈیننس نافذ کیا گیا ہے جس کے تحت فرقہ دارانہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کو نظر بند کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔ ایسے افراد کو جن کی خطرناک سرگرمیاں سے امن و امان میں خلل پڑ جانے کا اندیشہ ہو احتیاطی طور پر نظر بند کیا جاسکے گا آرڈیننس کے اغراض و مقاصد سے متعلق تمہیدی بیان میں کہا گیا ہے کہ فرقہ دارانہ جرائم میں ملوث افراد کو انسدادی تدابیر کے طور پر نظر بند کرنے کے لیے خصوصی قانون ناگزیر ہو گیا ہے کیونکہ وہ افراد جو قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پوشیدہ طور پر خطرناک سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں ان کے وسائل اور اثر و رسوخ بڑھتے جا رہے ہیں۔ آرڈیننس کے تحت نظر بندی ابتدائی مرحلہ میں ۴ ہفتے سے زائد نہیں ہوگی۔ لیکن دفعہ دفعہ سے جائزہ لینے کے بعد اس میعاد میں توسیع کی جائے گی۔ مجموعی طور پر میعاد نظر بندی ۶ ماہ سے زائد نہیں ہوگی۔ اس آرڈیننس کے تحت جس شخص کی نظر بندی کے احکام جاری ہوں اگر وہ مفرور ہو یا آرڈیننس سے بچنے کیلئے روپوش ہو تو ایسی صورت میں یہ احکام نظر بندی کسی عدالت مجاز کے جاری کردہ وارنٹ کے مترادف ہو جائیں گے۔ آرڈیننس کے تحت ایسے افراد کی جائیداد ضبط اور فروخت کر دی جاسکے گی۔ آرڈیننس کے تحت نظر بند کئے جانے والے افراد کے کیس کا جائزہ لینے کے لیے (۳) رکنی مشاورتی بورڈس تشکیل دیئے جائیں گے۔

اس آرڈیننس کے تحت حکومت کو کسی بھی ایسے پریس (چھاپہ خانہ) کو زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک بند کر دینے کا اختیار حاصل ہو جائے گا جہاں ایسے کسی اخبار، پوسٹر، کتاب یا دیگر مواد کی طباعت ہو رہی ہے جو مذہب، فرقہ، ذات پات کی بنیاد پر نفرت و عداوت کے جذبات کو بھڑکانے کا باعث بن سکتا ہو یا فرقہ دارانہ دشمنی یا عوام میں خوف و دہشت پھیلانے پر مبنی مواد شائع کیا جاتا ہو بند کر دیا جاسکے گا۔

آرڈیننس میں " فرقہ دارانہ جرائم کا مرتکب" کی توضیح اس طرح کی گئی ہے کہ کوئی فرد شخصی طور پر کسی ادارہ یا تنظیم کے رکن یا قائد یا گروہ کے لیڈر کے طور پر کوئی ایسی حرکت کرے یا اس کا منصوبہ بنائے جو قانون تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۵۳ کی خلاف ورزی کے مترادف تصور کیا جاتا ہے اسے فرقہ دارانہ جرائم کا مرتکب قرار دیا جائے گا۔ آرڈیننس کے تحت نظر بند کئے جانے والے شخص کو اندرون ۵ یوم اسباب نظر بندی سے واقف کرایا جائے گا۔

آرڈیننس کے تحت جس پریس کو قابل اعتراض مواد کی طباعت پر بند کر دیا جائے گا اس کے انتظامیہ کو پریس کو بند کرنے کے احکام کی عمل آوری سے ۲۴ گھنٹے قبل اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع حاصل رہے گا۔

ایک سرکاری ترجمان نے وضاحت کی ہے کہ ایک مشاورتی بورڈ نظر بندی کے تمام واقعات کا جائزہ لے گا۔ یہ بورڈ ایک صدر نشین اور (۲) ارکان پر مشتمل رہے گا۔ ترجمان کے مطابق ضابطہ فوجداری کی دفعات فرقہ دارانہ مجرمین سے نمٹنے کے لیے کافی سخت نہیں ہے اور قومی سلامتی قانون میں یکسر مختلف گنجائش پائی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس آرڈیننس کا اجرائی مرکزی حکومت کے صلاح و مشورہ کے بعد عمل میں آئی ہے۔

دہلی میں قومی یکجہتی کونسل میں چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کی تقریر

چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا ہے کہ قومی یکجہتی کے فروغ کے لئے مرکز اور ریاستوں کے مابین خوشگوار اور باہمی سودمند تعلقات کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ دہلی میں قومی یکجہتی کونسل اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ مرکز پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر ریاست کے جمہوری خودداری اور خواہشات کا احترام کرے۔ انہوں نے کہا کہ کونسل کو صرف فرقہ پرستی اور ذات پات کے رجحانات کی مذمت کرکے خاموش نہیں ہو جانا چاہیئے۔ بلکہ قوم کی یکجہتی کے لیے مضرت رساں نفاق، نفرت انگیزی، ناراضگی کے مکمل خاتمہ کے لیے قدم اٹھانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ فرقہ واریت کے علاوہ بھی دوسرے اہم مسائل ہیں جن کے تصفیہ کے لیے مرکز اور ریاستوں کے مابین باہمی سودمند تعلقات ضروری ہیں۔ تاکہ قومی یکجہتی کو فروغ دیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ لسانی اساس پر ریاستوں کی تشکیل جدید کے بعد ہر ریاست، ایک تہذیب ایک تاریخ اور ایک جغرافیائی سیاسی کردار کی حامل بن گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ لسانی اساس پر ریاستوں کی تشکیل جدید کے بعد ہر ریاست کونسلی اور علاقائی شناخت کے پس منظر کی اصطلاح میں نمایاں تنوع کے ساتھ ایک قوم کی حیثیت سے متحد رہنے پر ہمیشہ ہمیں ناز رہا ہے۔ ان حالات میں فطری طور پر مرکز اس ذمہ داری کا مستحق ہے کہ وہ ہر ریاست کی جمہوری خواہش اور مرضی کا احترام کرے۔ اور متعلقہ حکومت کی سیاسی مجبوری کا لحاظ کئے بغیر توازن کو برقرار رکھے۔ اس سلسلہ میں مسٹر این ٹی راما راؤ نے اپنی حکومت کے ایک جائز و حق بجانب مسئلہ کا ذکر کیا، جو ریاستوں اور مرکز کے مابین خیر سگالی تعلقات کے ارتقاء سے متعلق ہے۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ انہیں اس پر افسوس ہے کہ آخر کیوں ان کی ریاست کی اسمبلی کی جانب سے قانون ساز کونسل کو برخاست کر دینے کی درخواست کو حال ہی میں مسترد کر دیا گیا۔ اس سلسلہ میں اسمبلی کی اس معاملہ میں منظورہ قرارداد کو پارلیمنٹ میں پیش کئے بغیر آندھرا پردیش کے ۶ کروڑ عوام کی خواہش کو رد کر دیا گیا۔ جبکہ اسمبلی قرارداد کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کے لیے ملک کے دستور میں واضح گنجائش موجود ہے۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے یاد دلایا کہ ان برسوں کے دوران پارلیمنٹ نے دستوری گنجائشوں کو یکساں طور پر ملحوظ رکھا اور اس معاملہ پر ریاستی اسمبلیوں کی قراردادوں کو بعد احترام منظور کر لیا۔ انہوں نے کہا، اب یہاں یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں رہی کہ مرکزی وزارت قانون کی سطح پر اس معاملہ کی حکومت اور عوام کے لیے سخت پریشانی اور عدم طمانیت کا باعث بنا ہے۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ ایسا ہی رویہ ریاستوں میں قدرتی مصائب کے سلسلہ میں مرکزی امداد کے سلسلہ میں بھی اختیار کیا جاتا ہے جبکہ ریاستوں میں قدرتی مصائب کو قومی مصائب سے تعبیر کیا جانا چاہیئے۔ انہوں نے وزیر اعظم کے اس مشورہ سے اتفاق کیا کہ بلحاظ سیاسی الحاق و وابستگی ہر ایک کو ذات پات، فرقہ وارانہ اور دوسرے تخریبی عناصر کی سرگرمیوں پر سخت نظر رکھنی چاہیئے کیونکہ یہ سرگرمیاں نہ صرف ملک و قوم کے اتحاد اور یکجہتی کے لیے زبردست خطرہ ہیں، بلکہ ایسی طاقتوں کی مذمت اور سرکوبی کی بھی ضرورت ہے۔ انہوں نے سیاسی جماعتوں کے لیے ضابطۂ اخلاق مدون کئے جانے کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے قومی یکجہتی کونسل کو تیقن دیا کہ جہاں تک آندھرا پردیش کا تعلق ہے، وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس ملک کے عوام میں اتحاد کے جذبہ کو بلحاظ زبان، ذات پات، نسل اور علاقہ سربلند رکھنے کے لیے جو خدمات تلگو دیشم حکومت انجام دینے کی متحمل ہے، اس کی برابری کوئی نہیں کر سکے گا۔ ●●

غزل

بُرھان کلیم صدیقی

مکان نمبر ۱۶۰-۲-۲۳ مغلپورہ، حیدرآباد (آندھرا پردیش)

بانسری کی لَے پہ یادوں کی مچلتے بھی رہے
اشک بن بن کر نگاہوں سے وہ ڈھلتے بھی رہے

لڑکھڑاتے بھی رہے پیہم سنبھلتے بھی رہے
عمر بھر ہم حادثوں کے ساتھ چلتے بھی رہے

دیر تک تھا زدِ طوفانِ غمِ ہستی مگر
دیر تک وہ ساحلِ دل پر ٹہلتے بھی رہے

دیدہ و دل ایک دوشیزہ کے سپنوں کی طرح
انتظارِ موسمِ گل سے بہلتے بھی رہے

یوں تو تھے ہونٹوں پہ سب کے یکجہتی کے پیام
آستینوں سے مگر خنجر نکلتے بھی رہے

غم وہی، دنیا وہی، قصہ وہی، عنواں وہی
لیکن اندازِ ستم اُن کے بدلتے بھی رہے

زیست کے کچھ مرحلے، کچھ وقت کے بے رحم ہاتھ
شاخِ دل کی ادھ کھِلی کلیاں مسلتے بھی رہے

فن کو دے دے کر لہو دل کا، ہجومِ شوق میں
ہم شبِ غم شمع کی مانند جلتے بھی رہے

پُر خلوص انداز میں تھا زہر سینوں میں کلیمؔ
آستینوں میں کچھ ایسے سانپ پلتے بھی رہے

نثار پاشا
ویٹرنری ڈسپنسری ڈاکخانہ :- بھورا
براستہ : بہٹا ضلع : پٹنہ بہار

انجانے بوجھ

آج خانصاحب کی کوٹھی، مسکراہٹوں، قہقہوں، خوشیوں اور مسرتوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ مہمان تھے کہ امڈے آرہے تھے۔ نور و نکہت ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ نگاہیں جہاں جاتیں، جم سی جاتیں، خانصاحب عجیب سی لذت اور خوشی میں ڈوبے سے جارہے تھے۔ انہیں وہاں بٹھاؤ..... اسکو وہاں رکھو تم ادھر بیٹھو۔ غرض یہ کہ خانصاحب کی انگلیوں اور آنکھوں کے اشاروں پر پورا ماحول گردش کر رہا تھا۔ انکی کوٹھی آج اپنوں اور بیگانوں کا سنگم بنی ہوئی تھی۔ بیگم خانم، مہمان عورتوں کی دلجوئی میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہی تھیں۔ آج خانصاحب کی سب سے بڑی بیٹی نرگس کے بی ایڈ میں شاندار کامیابی کی خوشی میں یہ تقریب منائی جارہی تھی۔

نرگس اپنی سہیلیوں کی فہرست پر طائرانہ نگاہ ڈالنے کے بعد مطمئن ہوگئی تھی۔ شانتی اور شاہدہ کی غیر حاضری اسکو اچھی نہیں لگی۔ مگر کیا کوئی شانتی زچہ خانہ میں تھی اور شاہدہ اپنے شوہر کے ساتھ حیدرآباد میں تھی۔ نرگس کی سہیلیوں نے اپنے قہقہوں سے پورے ماحول کو زعفران زار بنا دیا تھا۔ "جی چاہتا ہے تمہیں آج ہی دلہن بنا کر کسی سے تبلوا دوں" سہیلی کے اس مذاق پر نرگس چھوئی موئی ہوگئی۔

" نہیں جی! وہ تو دور دیس سے ایکدن اجلی گھوڑی پر آئے گا اور میری بنو کو لے، یہ جا وہ جا" ساوتری کی باتوں پر سہیلیوں کے قہقہے ایک بار پھر چھت کو پھاڑنے لگے۔ اور نرگس خیالوں کی دنیا میں کہیں گم تھی۔ خیالوں کی دنیا، جو اس دنیا سے زیادہ حسین تھی، زیادہ پرکشش تھی جہاں وہ بالکل آزاد تھی۔ وہاں نہ کوئی روکنے والا تھا اور نہ کوئی ٹوکنے والا۔ یہاں وہ ستاروں سے اپنی مانگ بھر لیتی تھی۔ شفق کی لالی کو اپنے ہونٹوں پر سجا لیتی تھی۔ باہوں میں باہیں ڈالے افق تا افق ہواؤں میں تیرتی رہتی تھی۔ کسی کندھے پر اپنے رخسار رکھے صدیاں گذار دیتی تھی۔ اجلی گھوڑی پر سوار سہرا مقنع کے پیچھے حسین و جوان چہرے کے مدہوش کن تصور نے نرگس کو کسی پریوں کے دیش کی شہزادی بنا دیا تھا۔ وہ شرم و حیا کی سپید چادر کی اوٹ میں خود کو چھپا لینا چاہتی تھی۔ خوف سے شرابور شرمندگی میں وہ لت پت ہوگئی اور اسکے ہونٹوں پر ایک دلنواز مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔

" نرگس کو ادھر بلاؤ" کے شور سے اسکے خیالوں کے تانے بانے الجھ الجھ گئے۔ وہ سہیلیوں کے بیچ اس طرح چل رہی تھی جیسے چاند تاروں کے بیچ محو خرام ہو۔

امی، خالاؤں، ممانیوں اور پھوپھیوں نے بے تحاشہ بلائیں لیں، نیک دعائیں دیں اور ہتھیلیوں پر مہندی کی لالی دیکھنے کی تمنا ظاہر کیں۔ اور پھر ڈھیر سارے تحفے اسکے اردگرد جمع ہوگئے۔

" اللہ کرے کوئی اچھا سا گھر مل جائے کہ نرگس کے ہاتھ پیلے کروا کر فرض سے سبکدوش ہوجاؤں"۔ نرگس کی امی نے دوبارہ سہ بارہ بلائیں لیتے ہوئے کہا۔

" لے بہن! آپ بھی کمال کرتی ہیں۔ اپنی نرگس کیلئے بھی لڑکوں کی کمی ہے!؟

کیا نہیں ہے میری بیٹی میں۔ صورت دیکھے تو چاند بھی شرما جائے۔ سیرت دیکھے تو فرشتے بھی رشک کریں اور علم دیکھ لے تو بقراط پانی پانی ہو جائے"۔ کریمن بوا نے کہتے کہتے اس شدت سے نرگس کی بلائیں لیں کہ آٹھوں انگلیاں ایکدم بج گئیں۔ نرگس کی امی نے مہمان عورتوں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے کہا
"ہاں بہن! یہ سب آپ لوگوں کی دعاؤں کی برکتیں ہیں"۔

اس جشن کے پردے میں پوشیدہ مقصد دس دنوں کے اندر اندر ظاہر ہونے لگا۔ کیونکہ اس جشن میں حاجی کرامت علی کی اہلیہ نے جو نرگس کو دیکھا تو سوجان سے قربان ہو گئیں۔ ایسی سگھڑ خوبصورت خوب سیرت اور تعلیم یافتہ لڑکی سے وہ کسی قیمت پر بھی ہاتھ دھونا نہیں چاہتی تھیں۔ چنانچہ حاجی صاحب کی اہلیہ نے اپنے اکلوتے بیٹے قمر کی منسوب خاں صاحب کے یہاں بھیج دی۔ قمر انجینئرینگ کے آخری سال میں تھا، خان صاحب کو یہ منسوب کیا ملی۔ دنیا کی ساری دولت مل گئی۔ لڑکا اب انجینئر بننے والا تھا اور حاجی صاحب خود ایک کامیاب بزنس مین تھے۔ لاکھوں کا کاروبار تھا انکا۔

بیگم خاں صاحب کی آنکھیں خوشیوں سے بھر بھر آتی تھیں۔ یہ کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ حاجی صاحب اپنے اکلوتے انجینئر بیٹے کی منسوب خاں صاحب کے یہاں بھیجنگے۔ مگر یہ سب تو منجانب اللہ ہوتا ہے وہ چاہے تو قطرے کو سمندر اور ذرے کو آفتاب بنا دے۔

"اجی سنتے ہو! اب ہاتھ پر ہاتھ دھرے کیا بیٹھے ہو۔ راجہ کے گھر سے منسوب آئی ہے، راجہ کے گھر سے کچھ شیرینی وغیرہ لیکر جاؤ اور حامی بھر دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بات ادھر اُدھر ہو جائے" بیگم صاحبہ نے کہا" سوچ تو میں بھی یہی رہا ہوں۔ مگر ایک بات ہے۔ ہم لوگوں کو خوشی میں پاگل نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ لوگ ایسا نہ سمجھ لیں کہ ہم لوگ اس کے انتظار میں ہاتھ پسارے بیٹھے ہوئے تھے"۔ خاں صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

چنانچہ خان صاحب نے حاجی صاحب کو جواب دیا "کچھ دنوں کی مہلت دیں تاکہ اپنوں سے اس سلسلے میں کچھ رائے مشورے لے سکوں۔ ایک ہفتہ بعد انشاء اللہ جواب دے سکوں گا"۔

بیگم خاں صاحب کے لیے تو یہ ایک ہفتہ صدیوں پر بھاری ہو رہا تھا اللہ اللہ کر کے چھ دن بیت گئے تو ساتویں دن خان صاحب نے مٹھائیوں، پھلوں، میووں کے ساتھ اپنی منظوری کا ایک رقعہ بھی لگا دیا دونوں گھروں میں خوشیوں کی باڑھ سی آ گئی۔ اور اس باڑھ کی لہریں انہیں کبھی سنار اور کبھی بزاز کی دوکانوں کی طرف بہاتی رہیں۔ ایک بار پھر مہمانوں کا اژدھام ہو گیا۔

سورج غروب ہو گیا تو چند منٹوں کے لیے تاریکی نے اپنی باہوں میں پورے ماحول کو لپیٹ لیا مگر جلد ہی بجلی کے قمقموں اور ٹیوب لائٹوں نے تاریکی کی باہوں کو توڑ دیا۔ بارات بہت سج دھج کر آئی تھی چونکہ حاجی صاحب کے اکلوتے بیٹے کی شادی تھی اسلئے بارات کی سجاوٹ میں کسی بات کی کسر نہیں رکھی گئی تھی ادھر خاں صاحب نے بھی کھانے پینے کا بہت اعلیٰ انتظام کیا تھا۔ سبھی لوگ خوش تھے۔ سبھی لوگ مطمئن تھے۔ صبح کی نماز کے بعد ہی حاجی صاحب بارات کی واپسی کیلئے اصرار کرنے لگے کیونکہ گرمیوں کے دن تھے اور لو دس بجے سے ہی شروع ہو جاتی تھی۔

اندر دلہن کو سنوارا جانے لگا اور باہر جہیز کے سامانوں کو فہرست سے ملایا جانے لگا کہ یک بیک حاجی صاحب نے چونکتے ہوئے کہا "اس میں نقدی کی کوئی بات نہیں ہے؟" حاجی صاحب نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا "سلامی میں صرف ایک سوا گیارہ روپیے درج ہیں۔ سنیئے صاحب میں نقدی میں پچیس ہزار سے کم نہ لونگا۔ چاہے دلہن جائے یا نہ جائے"۔

یہ سنتے ہی ہر چہرہ فق ہو گیا..... ہر آنکھ آبدیدہ ہو گئی۔ یہ بات کہی تو گئی تھی دھیرے سے مگر جنگل کی آگ کی طرح چاروں طرف پھیل گئی۔ ہر شخص کی یہی کوشش ہو رہی تھی کہ یہ بات نرگس تک پہنچے۔ لیکن ایسی باتیں پہنچائی نہیں جاتیں بلکہ خود پہنچ جاتی ہیں۔

نرگس نے سنا۔ دل میں ایک ٹیس سی اٹھی اور اس پر غشی طاری ہو گئی۔ ہر شخص حاجی صاحب کو سمجھانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے تھا۔ مگر حاجی صاحب چکنا گھڑا بنے ہوئے تھے۔ ذرا بھی ٹس سے مس نہ ہوئے۔ آخر میں پنڈت گوری شنکر جی نے حاجی صاحب کو سمجھاتے ہوئے کہا "حاجی صاحب! آپ کو یہ بات شوبھا نہیں دیتی۔ اب تو نرگس آپ کی بیٹی کے سمان ہو گئی بھلا بیٹی کے ساتھ ایسا

برتاؤ اُچت ہے !؟"

"آپ کچھ نہ بولیں پنڈت جی تو بہتر ہے۔ آپکے طور طریقے الگ ہیں اور میرے الگ"۔ حاجی صاحب نے کہا پنڈت جی کو بھی غصہ آگیا۔ کیوں نہ بولیں صاحب! ہم کیا چین جاپان کے رہنے والے ہیں۔ ہم بھی اسی ماحول کے رہنے والے ہیں۔ اسی سماج کے رہنے والے ہیں ایک ہی دھرتی کے ہم باشی ہیں۔ پھر ہم کیوں نہ بولیں۔ ہم لوگوں نے ایک ساتھ پاٹھ شالا اسکول اور کالج میں پڑھا ہے۔ میں بیمار پڑتا ہوں تو خان صاحب کا پورا پریوار بیاکل ہو جاتا ہے۔ جب انکے یہاں کوئی بیمار پڑتا ہے تو میرا سارا پریوار اسے اپنا دکھ سمجھتا ہے۔ نرگس کو میں نے اپنی بیٹیوں کی طرح سنیہہ دیا ہے۔ سب کچھ خون کا ہی رشتہ نہیں ہوتا حاجی صاحب!..... منشتا کے بھی کچھ سمبندھ ہوتے ہیں۔ جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے ہم ہی ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ کبھی دوسرے گاؤں سے نہ کوئی مسلمان نے آکر انکی مدد کی ہے اور نہ کوئی ہندو نے میری مدد کی ہے۔ اب بات رہی طور طریقے کی تو ہر سبھیہ منش اچھے ہی طور طریقوں کو اپناتا ہے۔ لڑکے کے خرید و فروخت کو میں بھی بری نظر سے دیکھتا ہوں۔ جھوٹ، چوری، زنا، لڑائی جھگڑا، ان سبھوں کو ہر شخص برا کہتا ہے لعنت بھیجتا ہے۔ غور کیجئے حاجی صاحب!... ایک ہمارے گاؤں سے کوئی بارات بغیر دلہن کے واپس نہیں گئی ہے۔ یہ صرف خان صاحب کی بات نہیں ہے بلکہ پورے گاؤں جوار کی بات ہے"۔

ایک بات یہ کہتا ہوں حاجی صاحب! آپکو اگر روپیہ لینا ہی تھا تو شادی کے قبل ہی طے کر لینا چاہئیے تھا۔"

مرزا صاحب نے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا۔

"قبل طے کر لینے کی ضرورت میں نے محسوس نہیں کی۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ روپیہ لینے دینے کا رواج خانصاحب کے یہاں ہے۔ آپ کہا؟ پورا گاؤں جوار جانتا ہے کہ خانصاحب نے اپنے بیٹے کی شادی میں کالے خاں سے پندرہ ہزار روپیہ لیا تھا۔ اس وقت آپ لوگ کہاں تھے---- کہاں تھے یہ لوگ جو مذہب اور سماج کا واسطہ دے رہے ہیں"..... "پنڈت جی"

حاجی صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا "میں آپکے جذبات کی قدر کرتا ہوں میں اعلانیہ کہتا ہوں کہ جہیز میں کوئی چیز لیکر اپنے بیٹے، اپنے ضمیر، اپنے اصول اور اپنے خدا کو نہیں بیچونگا۔ میں نے صرف خانصاحب کو یاد دلایا ہے کہ انکی فرمائش پر اور انکی مانگ پر کالے خاں پہ ایسی ہی بیتی ہوگی مقصد یہ ہے کہ ابھی خاں صاحب کے دو بیٹے اور ہیں۔ جو ہوگیا سو ہوگیا۔ اب آئندہ کے لیے انکی آنکھیں کھل جائیں کوئی والدین اپنی پرسی پالی بیٹی کسی غیر کو سونپ دیتے ہیں۔ اس سے بڑھکر اور کیا عظیم قربانی ہو سکتی ہے۔" خان صاحب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ منہ سے کچھ نہ بول سکے صرف ہونٹ تھر تھرا کر رہ گئے۔ حاجی صاحب نے انہیں گلے سے لگایا۔ سنہائی جو خاموش تھی پھر سے موسیقی بکھیرنے لگی۔ ●●

خبریں تصویروں میں

گورنر آندھرا پردیش مسٹر رام لال ۲۶ جنوری ۱۹۸۴ء کو پریڈ گراؤنڈ سکندرآباد پر یوم جمہوریہ کی رسمی پریڈ کا معائنہ کر رہے ہیں۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ۲۶ جنوری ۱۹۸۴ء یوم جمہوریہ کے موقع پر غریبوں میں کپڑے اور کھانے کے پیاکٹ تقسیم کئے۔

چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی راما راؤ نے ۲۶؍ جنوری کے دن پرتاب سنگارم میں درج فہرست اقوام، درج فہرست قبائل۔ پسماندہ طبقات اور دوسرے افراد میں مکانات کی اراضی کے سرٹیفکیٹ تقسیم کئے۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ۲۶؍ جنوری کو موضع پرتاب سنگارم ضلع رنگاریڈی میں ایک ہاؤزنگ کالونی کا افتتاح کیا۔

چیف منسٹر مسٹر این ۔ ٹی ۔ راما راؤ ۳۰ جنوری کو حیدرآباد میں سینئر پولیس افسروں کی سالانہ کانفرنس کا افتتاح کر رہے ہیں ۔

مسٹر این ٹی راما راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۱۹ جنوری کو گاندھی ہاسپٹل جا کر مال گاڑی سے ٹکرانے والی آر ٹی سی بس کے زخمیوں کی کیفیت دریافت کی ۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ۲۰ جنوری ۱۹۸۴ء کو حیدرآباد اسٹیٹ پلیوشن کنٹرول بورڈ کے اجلاس سے خطاب کیا۔ مسٹر جی۔ وی۔ رام کرشنا چیف سکریٹری مسٹر پی کے دوراسوامی سکریٹری محکمہ توانائی و ماحولیات اور دوسرے افراد تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ۲۰ جنوری ۸۴ء کو حیدرآباد میں منعقد ہونے والے دوسرے اے پی اکسائز سپورٹس گیمس اینڈ کلچرل میٹ کے انعامات تقسیم کئے۔
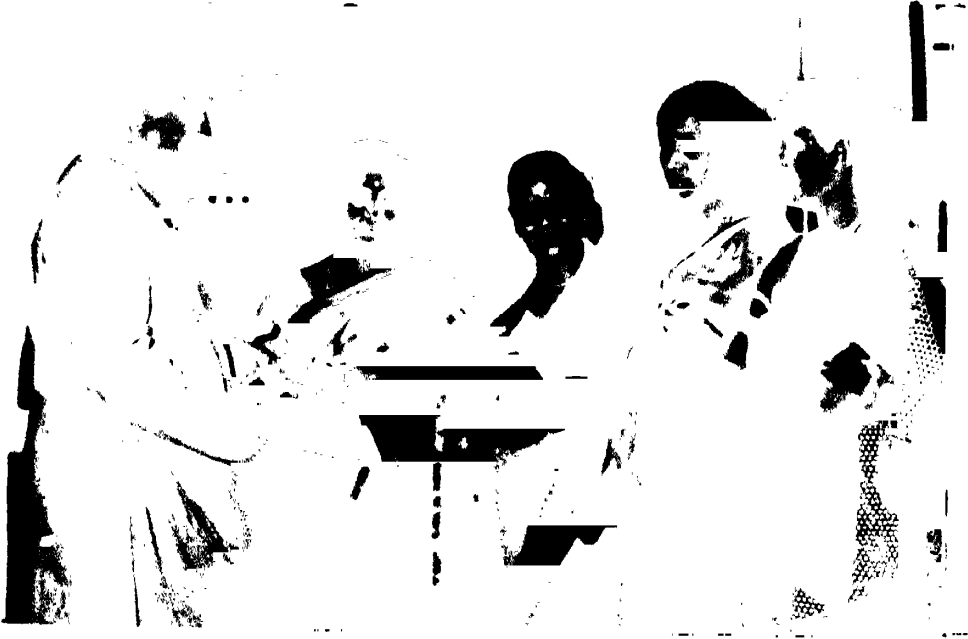
شریمتی لکشمی ریڈی سکریٹری سرسوتی گنہ سبھا صنعت نگر نے ۲۳ر جنوری کو سائیکلون ریلیف فنڈ کیلئے ۵ ہزار روپے کا چیک چیف منسٹر کے حوالے کیا۔

مسٹر این ٹی راما راؤ چیف منسٹر (NIRD) راجندر نگر میں ٹریننگ حاصل کرنے والے آئی اے ایس ٹرینیز کو مخاطب کر رہے ہیں

چیف منسٹر این ٹی راما راؤ سکریٹریٹ میں اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ سے خطاب کر رہے ہیں

مسٹر این ٹی راما راؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش ۱۰ کروڑ روپیوں پر مشتمل قرض کی منظوری کے کاغذات تقسیم کر رہے ہیں ۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ موضع میاں پور ضلع رنگا ریڈی میں امدادی قیمت ۲ روپے فی کلو چاول کی اسکیم کے بارے میں عوام کی رائے معلوم کر رہے ہیں۔

شریمتی شیلا کول مرکزی وزیر تعلیم نے آل انڈیا اردو کانفرنس کا ۳۱ر جنوری ۸۴ء کو جوبلی ہال حیدرآباد میں افتتاح کیا۔

تفصیلات ملکیت ماہنامہ آندھرا پردیش

دیکھئے فارم نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

مقام اشاعت	:	حیدرآباد
اشاعت کی نوعیت	:	ماہنامہ
پرنٹر کا نام	:	ڈائرکٹر گورنمنٹ پرنٹنگ پریس
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	چنچل گوڑہ، حیدرآباد
پبلشر کا نام	:	پی۔ وی۔ آر۔ کے پرشاد
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ، حیدرآباد، آندھراپردیش
ایڈیٹر کا نام	:	ملک محمد علی خاں
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	دفتر محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ گرہاکلپا کامپلکس، مکرم جاہی روڈ، حیدرآباد، آندھراپردیش

اخبار کے انفرادی مالکین کے نام اور پتے جن کا حق ملکیت جملہ سرمایہ کے ایک فیصد سے زاید ہے۔ } نہیں

میں پی۔ وی۔ آر۔ کے پرشاد اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ جو تفصیلات شائع کی گئی ہیں وہ میرے علم کے مطابق صحیح ہیں۔
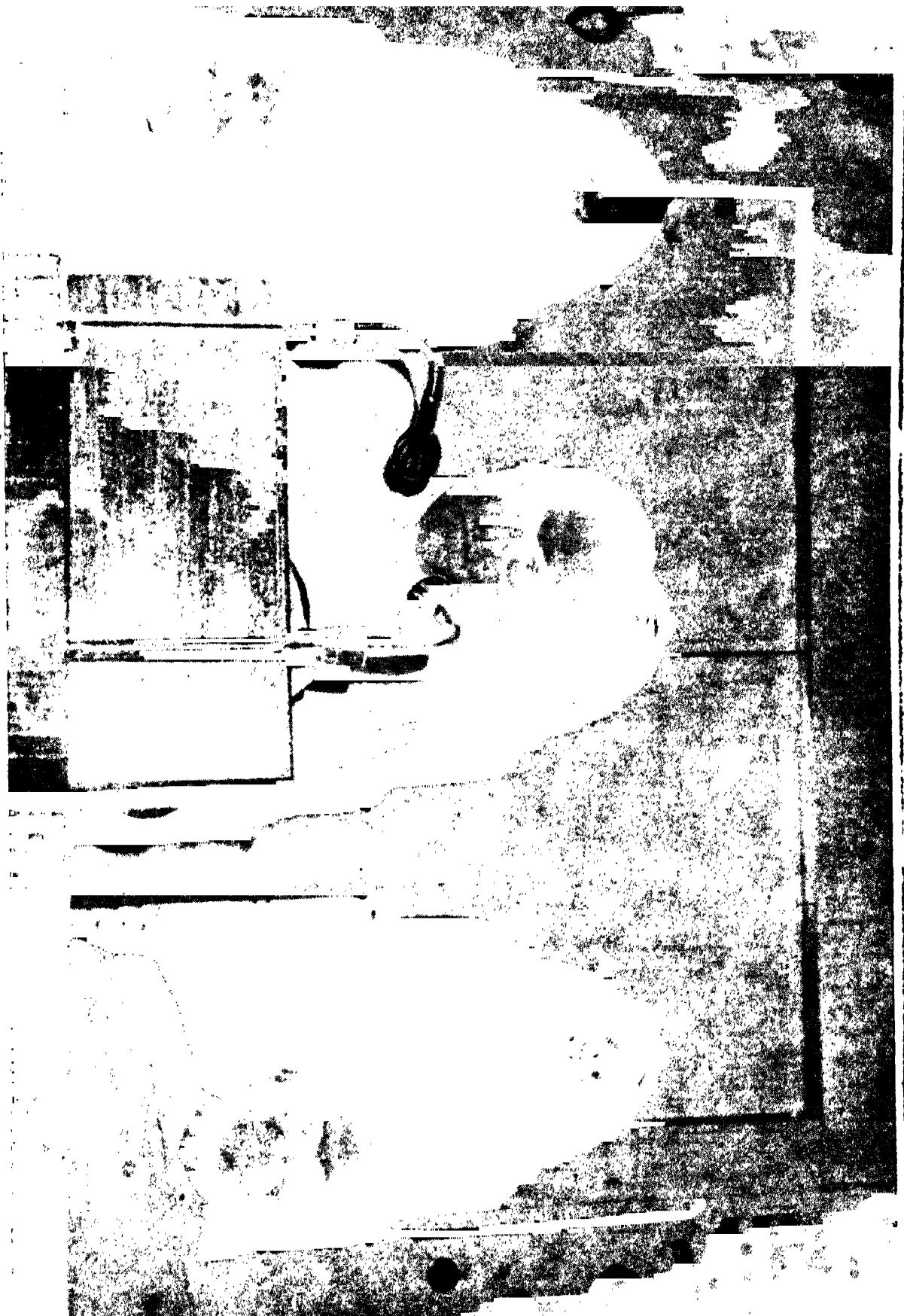
(دستخط)
پی۔ وی۔ آر۔ کے۔ پرشاد
دستخط پبلشر

آندھرا پردیش
اپریل ۱۹۸۴ء
قیمت ۵۰ پیسے

چیف ایڈیٹر

پی وی آر کے پرشاد (آئی اے ایس)

ایڈیٹر

ملک محمد علی خان

اپریل سنہ ۱۹۸۴ء

1984
ఏప్రిల్
APRIL
CHAITRA -
VAISAKH 1906 S.E.

جلد: ۲۹ ● شمارہ: ۴ ● قیمت ۵۰ پیسے

فہرست

● اس شمارہ میں اہل قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں ● زرسالانہ: ٦ روپے ● زرسالانہ ذریعہ "منی آرڈر" روانہ فرمائیے ● منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش کے نام روانہ کیجئے۔ ● مضامین روانہ کرنے کا پتہ: ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ، گرہا کلپا، مکرم جاہی روڈ، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱

● طباعت: گورنمنٹ سنٹرل پریس (آفسیٹ) چنچل گوڑہ حیدرآباد

● فوٹوز: نند گوپال نائیڈو - کتابت: ایس-اے حمید

● ناظم محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

۱۹۸۴-۸۵ء کے بجٹ کی ریاستی اسمبلی میں پیشکشی

آندھرا پردیش کا بجٹ برائے سال ۸۵-۱۹۸۴ اسمبلی میں پیش کر دیا گیا جس میں کوئی نیا ٹیکس تجویز نہیں کیا گیا ہے۔ وزیر فینانس مسٹر این بھاسکر راؤ کے پیش کردہ اس بجٹ میں آمدنی اور مصارف میں ۳۲،۴۰ کروڑ کا منفی تفاوت بتایا گیا ہے۔ جاریہ سال کا خسارہ ۱۲۱،۳۴۷ کروڑ روپے رہے گا۔ اس طرح سال ۸۵/۱۹۸۴ء کے دوران بحیثیت مجموعی ۵۳،۱۱۳ کروڑ کا خسارہ رہے گا۔ جہاں تک مد آمدنی کا تعلق ہے آمدنی کا تخمینہ ۳۴،۶۷۱ اور مصارف کا تخمینہ ۸۷،۲۲۰۸ کروڑ کیا گیا ہے اس طرح اس مد کے تحت ۶۵،۶۷ کروڑ کی بچت ہوگی لیکن جاریہ سال کے منفی میزان اور دوسرے مدات کے تحت مصارف کے باعث بحیثیت مجموعی خسارہ ۵۳،۱۳۱ کروڑ روپے رہے گا جس کی پابجائی کے لیے وزیر فینانس کوئی نیا ٹیکس عائد کرنا نہیں چاہتے بلکہ مصارف میں کفایت میں معاشی ترقی اور محاصل کی وصولی میں زیادہ بہتر کارکردگی بر ذریعہ آمدنی میں اضافہ اور زائد مرکزی امداد کے حصول کے ذریعے وہ اس مقصد کے حصول کے خواہاں ہیں۔ مسٹر بھاسکر راؤ نے کہا کہ تلگو دیشم حکومت نے بعض نئے اور انوکھے اقدامات کئے ہیں اور مختلف میدانوں میں بعض نئے اقدامات کی خواہاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ پارٹی صرف ایک سال سے برسراقتدار ہے کسی پارٹی یا حکومت کی کارکردگی کا محاسبہ کرنے کے لیے صرف ایک سال کی مدت بہت کم ہے۔

اس کے باوجود میں پورے خلوص اور انکساری کے ساتھ آج یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہماری جدوجہد اور ہمارے کارناموں کی ستائش کے لیے مخالفین بھی مجبور ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک اظہار اطمینان کرے گا۔ وزیر فینانس نے اعلان کیا کہ جب تک نظم ونسق کو غیر مرکوزنہ کیا جائے اور مختلف ترقیاتی سرگرمیوں میں عوام کو پوری طرح سرگرم عمل نہ کیا جائے۔ عوامی فلاح وبہبود کی کوئی اسکیم نہ تو کامیاب ہوسکتی ہے اور نہ اس کے فوائد سے عوام کو مستفید کرنے کے نصب العین کی تکمیل ہوسکتی ہے۔ اسی لیے حکومت نے نظم ونسق کو غیر مرکوز کرنے اور پلان کی عمل آوری کے طریقہ کار میں نمایاں تبدیلیاں کی ہیں۔ ضلع ترقیاتی بورڈس تشکیل دیئے گئے ہیں ضلع سے نچلی سطح پر بھی پلان کی مختلف اسکیموں کی عمل آوری کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے بعض ادارے قائم کئے جا رہے ہیں۔ پنچایت سمیتیوں کی بجائے پنچایت منڈلوں کے قیام کے ذریعہ پنچایت راج نظام کی نئی صورت گری اسی مقصد کی تکمیل کے تحت کی جا رہی ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ ساتویں پلان کی مدت کے دوران ہی ریاستی پلان ضلع کی سطح کی منصوبہ بندی کی موثر عمل آوری کا ضامن بن جائے گا۔ وزیر فینانس نے اعلان کیا کہ ریاستی حکومت نے گذشتہ سال بجٹ میں بھی پلان ترجیحات کا اس انداز سے تعین کر دیا تھا کہ سماجی ترقی کے مقاصد کی تکمیل ہو اور غریبوں کی فلاح وبہبود کے اقدامات کو اولیت حاصل رہے۔ آج بھی متوازن سماجی اور معاشی ترقی ہماری حکومت کی پالیسیوں

کا بنیادی نصب العین ہے۔ ہمارا یہ ایقان ہے کہ صرف معاشی
ترقی کے ذریعہ ہی خوشحالی کی طمانیت حاصل نہیں ہوسکتی ہے کہ
سماجی فلاح و بہبود بھی لازمی ہے اسکے باوجود ہم نے معاشی ترقی کو
نظرانداز نہیں کیا ہے خاص طور پر آبپاشی کی سہولتوں اور برقی کی پیداوار
میں اضافہ کے لیے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے ان مدات پر ۸۴/۸۳ء
میں پلان مصارف کا ۳ء ۸۳ فیصد حصہ مختص تھا۔ نئے مالیاتی سال
کے دوران ۶ء ۴۷ فیصد رقم آبپاشی اور برقی کے لیے رکھی گئی ہے
انتہائی اہم اور کلیدی نوعیت کے آبپاشی پراجکٹوں کے لیے مناسب
رقم فراہم کی گئی ہے اور دیگر بڑی اور متوسط آب پاشی اسکیمات
کے لیے رقم ۳۰ کروڑ سے بڑھا کر ۴۸ کروڑ کردی گئی ہے۔
آبپاشی اور برقی کی پیداوار میں اضافہ سے زیادہ رقم کی فراہمی کے نتیجہ
میں کھیتوں میں کام کرنے والوں کے جوش و خروش میں اضافہ ہوگا۔
خاص طور پر خشک سالی سے متاثر ہونے والے علاقوں میں زرعی سرگرمیوں
کو فروغ اور زرعی پیداوار میں اضافہ ہوگا اور ریاست کے پسماندہ علاقوں
کی معاشی ترقی کی راہیں ہموار ہوسکیں گی۔

دستھلی پورم میں سرکاری ملازمین کیلئے مکانات

وزیر فینانس نے اعلان کیا کہ دونوں شہروں حیدرآباد و سکندرآباد
کے ملازمین سرکار کو رہائشی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے حکومت نے ملازمین
کی انجمنوں کی نمائندگی پر حیدرآباد اربن ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو ۵۰ء ۱ کروڑ کے
قرض کی منظوری دی ہے۔ تاکہ سرکاری ملازمین کے لیے دستھلی پورم میں مکانات
کی تعمیر جلد از جلد مکمل کی جاسکے۔

زرعی پیداوار

وزیر فینانس نے اعلان کیا کہ
۸۴/۱۹۸۳ء کے دوران ناموافق موسمی حالات کے باوجود ریاست
میں غذائی اجناس کی پیداوار ۷ء ۱۱۱ لاکھ ٹن تک پہونچ سکی جاریہ
سال کے دوران مزید تقریباً ۴ لاکھ ٹن کے اضافہ کی توقع ہے۔

روزگار کی صورتحال

وزیر فینانس نے بتایا کہ ۱۹۸۳ء
کے دوران روزگار کی صورتحال قدرے بہتر ہوگئی ہے ایمپلائمنٹ ایکسچینج
میں درج رجسٹر مخلوعہ جائیدادوں کی تعداد میں ۶ء ۲۷ فیصد اضافہ
ہوا۔

قیمتوں کی صورتحال

مسٹر رین بھاسکر راؤ
نے بتایا کہ جنوری تا اکتوبر ۱۹۸۳ء کے قیمتوں کے اشاریہ سے ۸۶۲
فیصد اضافہ کا پتہ چلتا ہے جبکہ کل ہند سطح پر یہ اضافہ ۷ء ۱۲ فیصد تھا۔

قدرتی آفات

وزیر فینانس نے بتایا کہ
سیلاب اور خشک سالی سے ہماری ریاست کے ۲۳ کے منجملہ ۲۰ اضلاع
سیلاب یا خشک سالی سے متاثر ہوئے مختلف مقامات کے بے گھر
افراد کی بازآبادکاری کے لیے ۲۰ ہزار مکانات کی تعمیر کے لیے
۲۰ء ۱۲۶ کروڑ روپے منظور کئے گئے ہیں۔

امن و ضبط کی صورتحال

وزیر فینانس نے بتایا
کہ حکومت نے امن و ضبط کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے کئی اقدامات
کئے ہیں۔ پرانا شہر حیدرآباد میں ۶ نئے پولیس اسٹیشن قائم کئے گئے
ہیں۔ ورنگل میں انتہا پسندوں سے نمٹنے ۲ نئے پولیس اسٹیشن قائم
کئے گئے ہیں۔ ۹ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسس اور ۳۳ پولیس اسٹیشنوں
کی عمارات کی تعمیر کے لیے حکومت نے ۸ کروڑ کے مصارف سے ایک پروگرام شروع کیا
کے مقصد سے حکومت نے ترقیاتی میں

بہبودی خواتین

ویمنس یونیورسٹی کے قیام کے علاوہ ۸۲ء۱۰
لاکھ کے مصارف سے ۵ مقامات پر ورکنگ ویمنس ہاسٹلس کی تعمیر کا بھی فیصلہ کیا ہے
معمر اور غریب بیواؤں کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔

نئی حکومت کا ایک سال

از: داود رفیق ایم اے

گذشتہ سال ماہ جنوری میں شری این ٹی راما راؤ کی قیادت میں نئی حکومت نے اپنے کام کا آغاز کیا اور گذشتہ ایک سال کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ نئی حکومت نے ریاست کی ترقی کے لیے کئی فلاحی کاموں کا آغاز کیا ہے۔

چیف منسٹر نے وعدہ کیا تھا کہ وہ عوام کو ایک ایماندار اور کارکرد نظم و نسق دیں گے اور اس سلسلہ میں انٹی کرپشن بیورو کو اختیارات دیئے گئے اور لوک ایوکت کا قیام عمل میں آیا تاکہ بدعنوان عناصر سے نمٹا جائے عوامی شکایات کو دور کرنے کیلئے ایک شکایتی سل قائم کیا گیا جو ہنوز کام کر رہا ہے۔

چیف منسٹر نے سب سے پہلے عوام کو اشیائے خوردنی کی سربراہی پر توجہ دی اور دو روپے کلو چاول کی اسکیم کو نافذ کیا اور یہ اسکیم ساری ریاست میں مقبولیت حاصل کی ہے۔ اور ہزاروں غریب خاندان دو روپے کلو چاول حاصل کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی سرکاری راشن شاپس سے گیہوں، چاول، شکر، میٹھے تیل اور گیاس کے تیل کی سربراہی کا مناسب انتظام کیا گیا ہے جس سے لاکھوں شہری مستفید ہو رہے ہیں۔

چیف منسٹر نے اعلان کیا کہ فنی اور غیر فنی مدارس سے کیپٹیشن فیس ختم کردی گئی ہے جس پر سختی سے عمل ہو رہا ہے اور طلباء میں اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔

چیف منسٹر شری این ٹی راما راؤ نے اعلان کیا تھا کہ وہ عوامی مسائل کا قریب سے جائزہ لیں گے اور وہ مسلسل دوروں کے ذریعہ عوامی مشکلات سے واقفیت حاصل کر کے انہیں دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چھوٹی اور بڑی صنعتیں بڑی تیزی سے قائم ہو رہی ہیں جس کے نتیجہ میں بیروزگاری کے خاتمے میں مدد مل رہی ہے۔

نئی حکومت نے طلباء و طالبات جنکی عمر ۱۲ سال سے کم ہے، بسوں میں مفت سفر کی سہولت فراہم کی ہے۔ طلبا و طالبات کے لیے ہر ضلع میں اقامت خانے قائم کئے گئے ہیں اور کتابیں و کاپیاں بھی مناسب قیمتوں پر دی جا رہی ہیں۔ طلباء و طالبات کو وظائف بھی دیئے جا رہے ہیں۔

چیف منسٹر نے کہا تھا کہ وہ عورتوں کا جائیداد میں حصہ دلائیں گے جس کے لیے قانون سازی جاری ہے۔ عورتوں کیلئے علحدہ فینانشیل کارپوریشن بھی کام کر رہی ہے۔ ترپتی میں عورتوں کیلئے علحدہ یونیورسٹی قائم کی گئی ہے اور ہر ضلع میں عورتوں کیلئے ہاسٹل بھی قائم کیا جا رہا ہے۔

فنی افراد کو روزگار کی فراہمی کے لیے ہر ضلع میں مرکز قائم کیا گیا ہے جہاں سے فنی افراد کو چھوٹی و گھریلو صنعتوں کے قیام کیلئے امداد و مشورہ دیا جاتا ہے۔

معذوروں پر ریاستی حکومت خصوصی توجہ کر رہی ہے۔

معذور افراد کیلئے تعلیم کا انتظام اُن کے قیام کیلئے ہر ضلع میں ہاسٹلس کا قیام، ان کو امدادی رقومات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ ٹریننگ۔کم پروڈکشن سنٹرس قائم کئے جارہے ہیں۔

چھوٹی اور بڑی آبپاشی اسکیمات پر عمل آوری کے لیے حکومت بھرپور توجہ کررہی ہے تاکہ کسانوں کو وافر مقدار میں زراعت کے لیے پانی سربراہ ہو۔ ساتھ ہی اچھی پیداوار کے لئے اعلیٰ اقسام کے بیج اور کھاد کی سربراہی کا بڑے پیمانے پر انتظام کیا گیا ہے۔ بنکوں کے ذریعہ مختلف زرعی اوزار دیئے جارہے ہیں اور زرعی پیداوار کے لیے برقی کی سربراہی کے موقف کو بہتر بنایا گیا ہے۔ مالگذاری کی معافی چیف منسٹر کا کسانوں کے لیے ایک شاندار تحفہ ہے۔

بے گھر افراد کو مکانات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ مکانات کی تعمیر کے لئے زمینات کے پلاٹس کا بڑے پیمانہ پر تقسیم کا سلسلہ جاری ہے اور بے گھر افراد کے لیے مکانات کی فراہمی کے منصوبے کو حکومت اولین ترجیح دے رہی ہے۔

کسانوں کو اُن کی پیداوار کا مناسب معاوضہ دیا جارہا ہے، جس سے کسان بھی خوش ہیں۔ ٹرانسپورٹ نظام کو بہتر بنایا گیا ہے اور مختلف بقایاجات کی وصولی کے لیے بڑے پیمانہ پر کام کا آغاز کیا گیا ہے۔

چیف منسٹر آندھرا پردیش شری این ٹی راما راؤ نے ایسی بیوہ خواتین جنکی عمر ۶۵ سال سے کم ہے - انہیں ماہانہ ۵۰ روپے وظیفہ جاری کرنے کا اعلان کیا ہے اس کے علاوہ ضعیفوں کے لیے وظیفہ کا اسکیم پر بھی عمل ہورہا ہے۔

چیف منسٹر شری این۔ ٹی۔ راما راؤ ایک عوامی رہنما کی حیثیت سے عوام میں بے پناہ مقبولیت حاصل کررہے ہیں انہوں نے صاف صاف اعلان کیا ہے کہ وہ ۶ کروڑ تلگو بولنے والوں کی بھرپور خدمت کا عزم لے کر میدانِ عمل میں آگئے ہیں۔ اور آخری وقت تک وہ غریبوں کی خدمت کریں گے۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ریاست میں چیف منسٹر کو سب ہی طبقات بشمول خواتین، طلباء اور نوجوانوں کی بھرپور تائید حاصل ہے۔ توقع ہے کہ چیف منسٹر ریاست کی ہمہ گیر ترقی کیلئے انقلابی اقدامات کا اعلان کرتے رہیں گے۔

غزل

شہر کی سڑکوں پہ ہے اس وجہ انسانوں کی بھیڑ
شمع کے اطراف یوں دیکھی نہ پروانوں کی بھیڑ

اہلِ دل اہلِ نظر دنیا کے فرزانوں کی بھیڑ
افسانے پہ تمہارے اپنے دیوانوں کی بھیڑ

دوست کیا کوئی صورت آشنا ملتا نہیں
ہے وطن ہی میں مرے ہر سمت بیگانوں کی بھیڑ

درس عبرت ہے جہاں میں اے جہاں والو تمہیں
خانماں برباد یہ مری مسلمانوں کی بھیڑ

آفریں اولادِ آدم تیری فہم و فکر پہ
بربسر بیکار ہو تم جیسے حیوانوں کی بھیڑ

دید کے قابل ہے منظر اہلِ دنیا دیکھنا
آرزوں کی چتا پر مرے ارمانوں کی بھیڑ

کرب و کیف زندگی ستار یوں ظاہر ہوئے
بیکرِ حسنِ حقیقت بن کے افسانوں کی بھیڑ

ستار چشتی
مکان نمبر ۲۰۷ تا ۲۰۹
اعظم پورہ، حیدرآباد

جگن ناتھ آزاد

قومی یک جہتی کی علامت

ابوالکلام آزاد

(۱)

ابھی انگریز کو حاصل تھی گاندھی جی کی ہمدردی — وطن میں گو نجتا تھا جب ترا نعرہ بغاوت کا
ابھی تھی منزلوں پیچھے سیاست اُس مجاہد کی — جسے ہونا تھا اک دن ہمنوا تیری سیاست کا

(۲)

رہیں یک جان و دو قالب کی صورت ہندو مسلم — نصیحت جو صدی کی ابتدا میں تونے فرمائی
اُسے سمجھے ہوں یا سمجھے نہ ہوں اہلِ وطن لیکن — حقیقت تھی کہ ہر پھر کر ہمیشہ سامنے آئی

(۳)

اگر تیری نصیحت پر عمل کرتے وطن والے — تو یہ ہندوستاں، تیرا وطن، کچھ اور ہی ہوتا
اگر تیری نوا کچھ اس چمن پر کارگر ہوتی — تو مجھ کو ہے یقیں رنگِ چمن کچھ اور ہی ہوتا

(۴)

ترے افکار کی تعریف ہم کرتے رہے لیکن — حقیقت ہے کہ تیرے درد کو ہم نے نہ پہچانا
جو تیری روح میں آباد تھی اک کرب کی دنیا — اسے ہم نے نہ کچھ دیکھا نہ کچھ سمجھا نہ کچھ جانا

(۵)

ترا پیغام دل لے کر، ترا پیغام لے کر — لسان الصدق آیا، الہلال والبلاغ آئے
تجلی سے مگر آنکھیں رکھیں کچھ بند ہی ہم نے — اگرچہ نور برساتے کئی روشن چراغ آئے

(۶)

تری ہستی عبارت تھی روایت سے ذہانت سے
ترا اک ہاتھ مستقبل پہ تھا اک ہاتھ ماضی پر
نگاہوں میں تری امروز بھی تھا اور فردا بھی
کہ آئینہ تھا تجھ پر دورِ تازہ بھی گزشتہ بھی

(۷)

انہیں دیکھا جو کچھ بیگانۂ تقسیم بنگالہ
چمک اٹھا ہر اک جانب پیامِ دلکشا تیرا
مسلمانوں میں آکر تو نے پھونکا صورِ آزادی
اندھیرے میں مثالِ شعلۂ پر نورِ آزادی

(۸)

وہ پہلی جنگ کے دوران میں زورِ قلم تیرا
وہ تحریریں تری تھیں یا قیامت کی تھیں شمشیریں
کہ جس سے لرزہ براندام تھا ایوانِ سلطانی
نہ ٹھہری روبرو جن کے فرنگی فتنہ سامانی

(۹)

ادھر ڈالا تجھے زنداں میں افرنگی سیاست نے
جسے اس دور میں تحریر کا اک معجزہ کہیے
اُدھر تیرے قلم کی نوک پر وہ تذکرہ آیا
ادب نے بھی سیاست نے بھی جس سے مرتبہ پایا

(۱۰)

خلافت کا زمانہ ہے مری چشمِ تصور میں
مجھے اقبال کا آج ایک مصرع یاد آتا ہے
وہ گاندھی جی کا رستہ اور تیری حوصلہ مندی
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنابندی

(۱۱)

تجھے زنداں میں جتنی بار بھی افرنگ نے ڈالا
تو سونا تھا کہ اس کو ڈالتے ہیں جب کٹھالی میں
تو اتنی بار نکلا کامراں اس آزمائش سے
تو کندن بن کے ہی باہر نکلتا ہے وہ آتش سے

(۱۲)

تجھے مذہب میں دیکھیں ہم کہ دنیائے سیاست میں
ادھر ہیں معرکوں سے کچھ فزوں قربانیاں تیری
ہر اک ماحول میں ہے جلوہ فرما تیری تابانی
ادھر اک معجزے سے کم نہیں تفسیرِ قرآنی

(۱۳)

قیامت کے فسادوں میں گھرا جب شہرِ کلکتہ
بچایا ہندوؤں کو بھی، مسلمانوں کو بھی تو نے
تو اپنی جان ہتھیلی پر لیے میدان میں آیا
خدا کی رحمتوں کا تیری تربت پر رہے سایا

(۱۴)

ہر اک سو جنگ کے بادل گرجتے تھے، برستے تھے
ترے اس دور کے زریں کاموں کا بیاں کیا ہو
ملی تجھ کو صدارت کانگریس کی اس زمانے میں
متاعِ بے بہا ہیں وہ سیاست کے خزانے میں

(۱۵)

ہوا یہ ملک جب آزاد، تیری ہی فراست نے
ترا ہندوستاں احساں بھلا سکتا نہیں تیرے

ہزاروں بلکہ لاکھوں عقدۂ دشوار سلجھائے
تری قربانیوں سے جس نے اونچے مرتبے پائے

(۱۶)

جمال الدین کی خاکِ پاک پہ رحمت کا مینہ برسے
لٹائی جس نے دولت بے نیازی کی تصوف کی

کہ جس کے خاندان پر علم بھی نازاں فقیری بھی
جھکی جس کے قدم پر بادشاہی بھی اسیری بھی

(۱۷)

اسی معدن نے تجھ سا قیمتی گوہر ہمیں بخشا
اسی نے ہم کو آزادی کی نعمت سے کیا واقف

اسی کے فیض سے تجھ سی ملی ایمان کی دولت
اسی سے پائی اہلِ شوق نے عرفان کی دولت

(۱۸)

وہ خیر الدین جس کو چشمۂ صدق و صفا کہیے
وہ جس کے حسنِ معنی آفرینی کی تجلی پر

وہ جس پر علم بھی، تحریر بھی، تقریر بھی نازاں
ضیائے ماہ بھی خورشید کی تقدیر بھی نازاں

اہلِ قلم حضرات کی خدمت میں

آندھرا پردیش کی معاشی، زرعی، صنعتی، تعلیمی اور سماجی ترقی پر اپنے موضوعاتی مضامین ماہنامہ آندھرا پردیش اردو میں اشاعت کے لیے روانہ فرمائیے۔ ہمیشہ غیر مطبوعہ تخلیقات ہی روانہ کیجئے۔ ناقابلِ اشاعت مضامین واپس نہیں کئے جاتے۔ مضامین روانہ کرنے کا پتہ

ایڈیٹر آندھرا پردیش (اردو)
گرہا کلپا کامپلکس
مکرم جاہی روڈ، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱

رویندرا بھارتی میں ریہرسل تھیٹر

۲۹ر فروری ● کمشنر انفارمیشن اینڈ کلچرل آفیئرس مسٹر پی۔ وی۔ آر۔ کے پرشاد نے بتایا کہ رویندرا بھارتی میں ۲۵ لاکھ کے سرمایے سے ایک ریہرسل تھیٹر قائم کیا جائے گا۔

حج کمیٹی کی تشکیل جدید

۲۹ر فروری ● حکومت آندھرا پردیش نے حسب ذیل ارکان پر مشتمل حج کمیٹی تشکیل دی ہے۔

جناب الحاج سید عبدالقادر
آئی اے ایس (ریٹائرڈ) صدر
جناب محمد بن محمد آئی پی ایس (ریٹائرڈ) رکن
جناب مفتی محمد عبدالوہاب "
جناب شیخ ستان "
جناب سید فقیر پاشاہ قادری "
جناب باقر آغا ایم ایل اے "
جناب ضیاءالدین احمد آئی اے ایس "
جناب مولانا رشید پاشاہ قادری "
جناب مولانا مرتضیٰ پاشاہ قادری "
جناب اکبر حسینی رکن
جناب خلیل الرحمان ایڈوکیٹ "

نظام آباد

یکم مارچ ● شریمتی ارمیلا سباراؤ کلکٹر نظام آباد نے بھکلور میں پرائمری اسکول بلڈنگ کا افتتاح کیا جو ۲۵ ہزار روپے کے صرفہ سے تعمیر کیا گیا ہے۔

حیدرآباد

۴ر مارچ ● وزیر بلدی نظم و نسق مسٹر وائی رام کرشنوڈو نے پرکاش نگر، سیتا پھل منڈی اور سریندر نگر میں تین اونچے سروس خزانہ آب کا افتتاح کیا۔

۴ر مارچ ● وزیر فینانس مسٹر این۔ بھاسکر راؤ نے دینی تعلیمی ٹرسٹ کیلئے دس ہزار روپے گرانٹ کا اعلان کیا

۵ر مارچ ● ریونیو منڈلوں کے قیام سے متعلق بل اسمبلی میں منظور کرلیا گیا۔

● شری ڈی۔ ویریا چودھری ایم ایل اے و صدرنشین آندھرا پردیش ڈیری ڈیولپمنٹ کوآپریٹیو فیڈریشن نے بتایا کہ حیات نگر میں بچوں کے دودھ کی تیاری کا ایک یونٹ ۵۱ کروڑ روپے کے سرمایہ سے قائم کرے گی۔

گنٹور

۶؍مارچ • صدرنشین سرکاری زبان کمیشن ڈاکٹر سی۔ نارائن ریڈی نے بتایا کہ تمام پنچایت سمیتیوں کو انگریزی ٹائپ رائٹرس کی بجائے تلگو مشینوں کے استعمال کے لیے ہدایات جاری کردی گئی ہیں۔

نظام آباد

۶؍مارچ • ایم۔ بھاسکر راؤ ریونیو ڈویژنل آفیسر نے بتایا کہ تعلقہ کاماریڈی میں ۲۴۷ بیواؤں کو وظائف کی اجرائی کے لیے وصولہ درخواستیں منظور کی گئی ہیں۔

تروپتی

۷؍مارچ • وائس چانسلر ویمنس یونیورسٹی تروپتی شریمتی دیکا آئیگار نے بتایا کہ خواتین کی یونیورسٹی میں بعض نئے پوسٹ گریجویٹس کورس شروع کئے جائیں گے

حیدرآباد

۸؍مارچ • حکومت آندھراپردیش اگر دانڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی تشکیل جدید کی ہے اور مسٹر بچے ناگی ریڈی ایم ایل اے اس کے صدرنشین نامزد کئے گئے ہیں۔ ارکان میں مسٹر اے کا دیریا ایم ایل اے، مسٹر اینا بتور راؤ ایم ایل اے اور مسٹر ڈی۔ چودھری ایم ایل اے شامل ہیں۔

• ۹مارچ : مسٹر ایس راجیشور راؤ ایم ایل اے وچیرمین آندھرا پردیش بیاک ورڈ کلاسس کو آپریٹیو فینانس کارپوریشن نے کاروان میں منعقدہ ایک تقریب میں پسماندہ طبقات سے تعلق رکھنے والے ۳۰ افراد میں ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے کے قرضے تقسیم کئے۔

ایوارڈز کمیٹی کی تشکیل

۹؍مارچ : حکومت نے جسٹس جی۔ راجملنگاریڈو کی زیرصدارت ۱۹۸۳ کے دوران تیارکردہ تلگو کی پہلی، دوسری اور تیسری بہترین فلم کے انتخاب کے لیے آندھراپردیش ایوارڈز کمیٹی تشکیل دی ہے، جس کے ارکان میں مسٹر ٹی۔ پرکاش راؤ، مسٹر کے راگھیندرا ریڈی، آئی پی ایس (ریٹائرڈ) مسٹر دی۔ مدھوسدن راؤ، مسٹر وائی۔ ہری کرشنا۔ مسٹر جی ایس۔ وردھاچاری۔ مسٹر اے۔ دی ست نارائن ایم۔ ایل اے، شریمتی این۔ راجکماری ایم ایل اے شامل ہیں۔ کمشنر اطلاعات وتہذیبی امور مسٹر پی۔ دی۔ آر۔ کے پرشاد ممبر کنوینر ہوں گے۔

نلگنڈہ

۱۱مارچ • چیف جسٹس ہائیکورٹ مسٹر۔ کے۔ مادھوریڈی نے کہا کہ حکومت ہر تعلقہ میں ایک منصف مجسٹریٹ کی عدالت اور ہر ریونیو ڈویژن مستقر پر ایک تحت کی عدالت کے قیام کا فیصلہ کیا ہے تاکہ زیر تصفیہ مقدمات کی عاجلانہ یکسوئی ہوسکے۔ مسٹر این۔ بھاسکر راؤ وزیر فینانس نے کہا کہ ۱۶ تحت عدالتیں ریاست میں قائم کی گئی ہیں اور مزید ۱۷ عدالتوں کی منظوری دی گئی ہے

ہندی اکیڈیمی کو ریاستی حکومت کی گرانٹ

۱۴؍مارچ • ریاستی حکومت نے آندھراپردیش ہندی اکیڈیمی کو سال ۸۳-۱۹۸۴ء کیلئے (۲۶۵) لاکھ روپے کی گرانٹ منظور کردی ہے۔

چھوٹی بچت اسکیم ——— مالی آسودگی کی ضمانت

از: سلمان ماہی ۱۹ - ماہی ہاؤز، ڈاکٹر انصاری روڈ
.IInd رابوڈی تھانے - تھانے ۴۰۰۶۰۱

نیشنل سیونگ آرگنائزیشن نے بچت کی عادت پیدا کرنے کے لیے متعدد اسکیمیں جاری کی ہیں - اس ادارے کے تحت نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹ، پبلک پراویڈنٹ فنڈ اسکیم، ٹائم ڈپازٹ اسکیم اور نیشنل ڈیولپمنٹ بانڈز کے ذریعہ "قومی بچت" میں حصہ لینے کی کامیاب کوششیں کی گئی ہیں۔

اسکول کے بچوں میں بچت کی عادت پیدا کرنے کیلئے یکم اپریل ۱۹۷۲ء میں "سنچائیکا" نامی اسکیم جاری کی گئی - اس اسکیم کے تحت اسکول کے بچے ہیڈ ماسٹر کے توسط سے پوسٹ آفس میں بچت کھاتے جاری کرسکتے ہیں۔ اسی طرح گھریلو خواتین میں اس اسکیم کی مقبولیت کے لیے مہیلا پردھان سشے تریہ یوجنا، عمل میں لائی گئی ہے۔ اس یوجنا کے تحت محلّہ میں رہنے والی گھریلو خواتین کو اس بات پر آمادہ کرنا ہے کہ وہ روزمرہ کے اخراجات سے چند پیسے یا روپے پس انداز کریں۔ اور اپنا جان پہچان کی اس خاتون کے حوالے کریں جسے پوسٹ آفس کے بچت ادارے نے اس کام کے لیے مقرر کیا ہے۔ اس خاتون کو تنخواہ کے علاوہ اکٹھا کی ہوئی رقم پر کمیشن بھی دیا جاتا ہے۔ گھریلو خواتین کو اتنا وقت نہیں ملتا کہ وہ پوسٹ آفس جاکر اپنی پس انداز کی ہوئی رقم وہاں جمع کریں۔ اس لیے، یہ کام ان خواتین سے لیا جاتا ہے۔ گھریلو خواتین کو اس اسکیم سے کافی فائدہ ہوا ہے۔ چنانچہ یہ اسکیم ان میں دن بدن مقبول ہورہی ہے۔

اِن بچت اسکیموں کے علاوہ نیشنل سیونگ اسٹمپ، پے رول سیونگ گروپ، پنشن اکاؤنٹ اور پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ اسکیمیں بھی ہیں۔ جن میں رقم جمع کرکے ہم مالی پریشانیوں سے نجات حاصل کرسکتے ہیں۔

ہندستانی سماج میں بچت کی عادت کو فروغ دینے کے لیے ڈاک خانوں نے اہم رول ادا کیا ہے۔ ڈاک خانوں کے ذریعہ حکومت نے متعدد اسکیمیں روبہ عمل لائی ہیں۔ اور ان کی جانب عوام کو متوجہ کرکے ان کا تعاون حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ بچت کی عادت سے ہم اپنی مالی پریشانیوں پر قابو پاسکتے ہیں۔ کیونکہ پس انداز کردہ رقم اشد ضروری مواقع پر خرچ کی جاسکتی ہے۔ اپنے پڑوسیوں یا دفتر میں دوستوں سے قرض طلب کرتے وقت جس ذہنی اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسے وہی شخص محسوس کرسکتا ہے۔ جس کے احساسات نازک ہوں اور جو اس بات کا شعور رکھتا ہو کہ "قرضہ لینے اور دینے والے کے درمیان ایک ایسا ان دیکھا پردہ حائل ہوتا ہے۔ جو کسی بھی وقت انہیں جدا کرنے والی فولادی دیوار میں تبدیل ہوسکتا ہے۔ مگر بعض اوقات انسان اتنا مجبور ہوجاتا ہے کہ وہ "اس لین دین" کا شکار بن جاتا ہے۔

ان حالات کا شکار بننے سے بچنے کا واحد ذریعہ "بچت اسکیم" ہے۔ اپنی محدود آمدنی میں سے معمولی سی بھی رقم اگر بچائی جائے تو انسان کا اعتماد بڑھ جاتا ہے اور وہ مزید بچت

کی طرف راغب ہونے لگتا ہے۔

بچت کا تصور ہندستانی سماج کے لیے نیا نہیں ہے۔ اگر ہم قدیم اقتصادی ڈھانچہ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے سیونگ بنکوں کے قیام کے ذریعہ بچت کے تصور کو عام کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

فرنگیوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے صدر مقام "کلکتہ" میں ۱۸۳۳ء میں "گورنمنٹ سیونگ بنک" قائم کی۔ اس بنک کا مقصد ایسٹ انڈیا کمپنی کو مالی استحکام فراہم کرنے کے لیے انگریز تاجروں اور سرمایہ داروں کو ان بنکوں میں رقم اکٹھا کرنے پر آمادہ کرنا تھا۔

ان بنکوں میں دولت کے معقول تحفظ کے پیش نظر دیسی راجاؤں اور نوابوں نے بھی اپنی دولت ان میں منتقل کی اور چور لٹیروں اور ٹھگوں کے دست برد سے بے فکر ہو گئے۔

کلکتہ میں گورنمنٹ سیونگ بنک کے تجربہ کی کامیابی کے بعد بمبئی میں دوسری بنک ۱۸۳۴ء میں قائم کی گئی۔ یہاں کی بنک میں ایک عام شہری بھی اپنی رقم جمع کر سکتا تھا۔ رقم کی حد ایک روپیہ سے پانچ سو روپے تک تھی، اس لیے مزدور سے لے کر سرمایہ دار تک اس بنک کے ممبر بن گئے بعد اس بنک کی دیگر شاخیں دہلی، مدراس دیگر تجارتی شہروں میں قائم کی گئیں۔

۱۸۵۷ء کی انقلابی جنگ کے بعد سیاسی اقتدار ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں سے نکل کر وائسرائے کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ جس نے یہاں برٹش حکومت قائم کر کے "عوام یعنی ہندستانیوں کی "فلاح و بہبود" کو اپنا مقصد قرار دیا تھا۔

برٹش حکومت کے قیام کے بعد اس نے اپنی تجوری بھرنے کے لیے گورنمنٹ سیونگ بنکوں کے طریقۂ کار سے فائدہ حاصل کیا۔ اور اسے مزید مقبول بنانے کے لیے ۱۶ رمئی ۱۸۷۰ء کو "ڈسٹرکٹ سیونگ بنک" قائم کئے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ان بنکوں کی شاخیں تمام ضلعوں میں قائم کی گئیں اور یہاں رقم پس انداز کرنے والوں کو ۴ فیصد سالانہ سود دیا جانے لگا۔ ان بنکوں میں ہر وہ شخص رقم جمع کرنے لگا جو بچت کا شعور رکھتا تھا۔ برٹش حکومت نے جن کی ترقی کے لیے جو اسکیمیں تیار کی تھیں، ان کی تکمیل وہ ہندستانیوں کے روپیہ سے کرنا چاہتی تھی، چنانچہ دیسی راجاؤں، نوابوں، ساہوکاروں اور تاجروں کے ساتھ ساتھ ایک عام ہندستانی پر بھی اس نے اپنی نظریں مرکوز کی اور اس کی جیب کا بار ہلکا کرنے کے لیے آج سے سو سال قبل ایک ایسی اسکیم نافذ کی، جس کے تحت چار آنے سے لے کر پانچ سو روپے تک جمع کئے جا سکتے تھے۔ اسی کے ساتھ اس نے جمع کی ہوئی رقم پر ۳ ۳/۴ فیصد سالانہ سود بھی دینے کا اعلان کیا۔

اس انقلابی اسکیم کو "پوسٹ آفس بچت بنک" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ بنک یکم اپریل ۱۸۸۲ء میں قائم کی گئی۔

پوسٹ آفس یا ڈاک گھروں کا تصور ہندستانی سماج میں نیا نہیں ہے۔ یہاں کے قدیم فرمانرواؤں جیسے چانکیہ، کوشلیہ وغیرہ کے دور میں ڈاک چوکیوں کا نظام رائج تھا، جس میں علاؤ الدین خلجی اور اس کے بعد شیر شاہ سوری نے نئی تبدیلیاں لائیں۔ ان کے بعد مغل بادشاہوں نے اسے نئے تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے، اسے عام آدمی تک پہنچا دیا تھا۔

ہندستانیوں کی سماجی زندگی میں ڈاک خانوں کی اہمیت کا احساس کر کے برٹش حکومت نے اسے اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ اور ڈاک خانوں میں بچت بنک قائم کئے۔

ڈاک خانوں میں بچت بنک قائم کرنے سے برٹش حکومت کو کئی فائدے ہوئے۔ نئی عمارتوں کی تعمیر اور نئے عملے کی تقرری کے بغیر اس نے اس اسکیم پر کامیابی کے ساتھ عمل کیا اور عام ہندستانی کو اس میں حصہ لینے پر آمادہ کیا۔

۱۹۴۷ء میں جب قومی حکومت قائم ہوئی تو ہمارے سامنے ملک کی ہمہ جہتی ترقی کا مسئلہ تھا۔ ان مسائل کے لیے نہ صرف

لاکھوں اور کروڑوں روپے درکار تھے، بلکہ تمام ہندستانیوں کے تعاون کی بھی ضرورت تھی۔

اِن ضرورتوں کا احساس کر کے حکومت نے بچت اسکیموں پر عمل کرانے کا ایک منصوبہ ترتیب دیا اور اس منصوبہ کو روبہ عمل لانے کیلئے سنہ ۱۹۴۸ء میں "نیشنل سیونگ آرگنائزیشن" نامی ایک خود مختار ادارے کی بنیاد رکھی۔ اس ادارے کا سربراہ وزارت مالیات کو جوابدہ تھا۔ اس کے تحت ریاستی سطح سے لے کر ضلعی اور دیہی سطح تک "بچت بنک" کا جال پھیلایا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ شہریوں کے ساتھ دیہی عوام کو بھی اس اسکیم میں حصہ لینے پر آمادہ کیا جائے۔ اور ان میں بچت کے شعور کو بڑھاوا دیا جائے۔

قومی حکومت کا یہ منصوبہ کامیابی سے ہمکنار ہوگیا۔ عام ہندستانیوں نے بے انتہا دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اور اپنی رقمیں پوسٹ آفسوں میں پس انداز کرنے لگے۔

کہا جاتا ہے کہ پوسٹ آفسوں کے ذریعہ بچت اسکیم میں کامیابی حاصل کرنے والا دنیا میں پہلا ملک جاپان ہے۔ اس ملک کے باشندوں نے مقامی ڈاک گھروں کے ذریعہ اتنی رقم پس انداز کی ہے کہ بڑے بڑے ترقی یافتہ ممالک بھی اس سے پیچھے رہ گئے ہیں۔

ہمارے ملک میں پوسٹ آفس بچت بنک کی شاخوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے زائد ہوگئی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق نئی شاخوں کے قیام کی رفتار اگر ایسی ہی رہی تو اس صدی کے آخر تک وہ دنیا کی سب سے بڑی بچت بنک کا درجہ حاصل کرے گی۔

بچت بنکوں کی تقریباً ۱۶۰ سالہ تاریخ میں "سماجی تحفظ کے سرٹیفکیٹ" ہندستانی عوام کے لیے ایک ایسا تحفہ ہیں جس کی ہمہ جہتی خوبیوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ملک کے مختلف ترقیاتی منصوبوں کی کامیابی اور ہمہ جہتی ترقی کے لیے بچت اسکیموں میں حصہ لینا ہر ہندستانی کا پہلا فرض ہے۔ یہ اسکیمیں ہمیں مالی امداد سے نوازتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہمیں ملک کی ترقی میں حصہ لینے کیلئے آمادہ بھی کرتی ہیں ●

محمد رضی الدین معظم بی کام، بی ایڈ، ایل ایل بی (عثمانیہ)
۲۰-۳-۸۶۶ رحیم منزل شاہ گنج حیدرآباد ۲

آندھرا پردیش میں خواتین کی ترقیاتی اسکیمات
ایک جائزہ

آج کل خواتین کو اس دنیا میں اپنی روزی خود پیدا کرنے کیلئے جو مواقع اس وقت حاصل ہوگئے ہیں شائد اس سے قبل کبھی بھی نہ تھے تاریخ کے صفحات پر ہم کو بہت سی ممتاز و معظم خواتین کے نام نامور اور اولوالعزم مقامات پر دکھائی دیں گے مگر انہیں ظاہر ہے کہ صرف استثنیٰ کہا جاسکتا ہے۔ ماضی میں خواتین کو گھر کی چار دیواری تک محدود رکھنے کے باعث وہ اس حد سے باہر قدم رکھنے کی جرأت بہت کم کرتے تھے مگر اب عورتوں کے لیے اس قید سے باہر نکل کر کچھ کام کرنے کے لئے مواقع فراہم ہوگئے ہیں کہ وہ ان قیود سے آزادی حاصل کررہی ہیں اور ساری دنیا میں کم و بیش یہی کیفیت ہر معاشرہ کی عورت کو پیش آرہی ہے اور وہ اب محسوس کررہی ہیں کہ صرف گھر ہی ایک ایسا مقام نہیں ہے جس کیلئے وہ اپنی زندگی تج دیں۔ پہلے گھر چلانے کیلئے ہر عورت کو مجبور کردیا جاتا تھا خواہ وہ اس کی اہل ہوں یا نہ ہوں۔ مگر اب یہ احساس ترقی کررہا ہے کہ گھر کے باہر بھی عورت بہت سے مفید کام سرانجام دے سکتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ زندگی کی گاڑی کو کھینچنے کے لیے جہاں مرد کی کشاکش درکار ہوتی ہے وہیں عورت بھی اپنے مقدور بھر سہارا بن رہی ہے جو ایک فال نیک ہے۔

اس کے باوجود آندھرا پردیش کی خواتین ملک کے اور حصوں کی طرح تعلیم اور صحت وغیرہ کے میدان میں ابھی بہت پیچھے ہیں۔ زندگی کی ضروریات میں بھی انکا معیار نچلا ہے۔ آندھرا پردیش میں تقریباً ڈھائی کروڑ خواتین بستی ہیں ان میں سے صرف پچاس لاکھ نہیں ایسی ہیں جنھیں کسی حد تک لکھنا پڑھنا آتا ہے۔ خواتین کی اموات کا اوسط بھی بہت بڑھا ہوا ہے یہ اموات خاص طور پر زچگی اور بچپن کی بیماریوں سے واقع ہوتی ہیں۔ اچھی غذا اور صحت مند آب و ہوا کے نہ ملنے کے سبب آندھرا کی خواتین دق اور یرقان جیسے مہلک امراض کا بآسانی شکار ہورہی ہیں۔ ایسی خطرناک صورت حال میں کئی عوامی ادارے خواتین کی تعلیم اور انکی صحت وغیرہ کی ترقی کے لیے مسلسل کام کررہے ہیں۔ آزادی کے بعد مقامی حکومت بھی اس سلسلے میں مکمل تعاون کررہی ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے کتنا سچ کہا کہ "عوام میں بیداری اور جاگرتی لانے کے لیے پہلے خواتین میں شعور پیدا کرنا اور انہیں بیدار کرنا ضروری ہے اگر عورت ایک بار متحرک ہوجائے تو اس کے ساتھ ساتھ پورا گھر، گاؤں اور ملک حرکت میں آجاتا ہے اور نتیجتاً بچے بھی اس حرکت میں شامل ہوجاتے ہیں انہیں صحت مند زندگی اور بہتر تربیت کے مواقع

خود بخود درست ہو جاتے ہیں اس طرح ہم آج بچوں کی صحیح طور پر نشو و نما کے کلکے ہندوستان کی تعمیر کا کام انجام دے رہے ہیں "

اے ماؤ! بہنو!! بیٹیو!!! دنیا کی زینت تم سے ہے
ملکوں کی عزت ہو تمہیں، قوموں کی عزت تم سے ہے
(مولانا حالی)

آندھرا پردیش یکم نومبر ۱۹۵۶ء کو ریاستی تنظیم جدید کے قائم ہوا ہے۔ یکم نومبر سے قبل پرانے آندھرا اسٹیٹ میں ویمنس ویلفیر ڈپارٹمنٹ WOMEN'S WELFARE DEPT. خواتین کی بھلائی اور ترقی کے سلسلے میں کام کیا کرتا تھا۔ سابق حیدرآباد اسٹیٹ میں بھی جس کا بڑا حصہ آج آندھرا پردیش میں شامل ہو گیا ہے جو پہلے تلنگانہ کہلاتا تھا سوشیل سرویس ڈپارٹمنٹ SOCIAL SERVICE DEPT. کے نام سے ایک سرکاری محکمہ خواتین کے سماجی مسائل کے حل کی کوشش کیا کرتا تھا اب سارے آندھرا پردیش کیلئے یہ کام ویمنس ویلفیر ڈپارٹمنٹ کر رہا ہے۔ خواتین کی فلاح و بہبود کیلئے ایک علاحدہ محکمہ کا قیام اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ حکومت آندھرا پردیش خواتین سدھار کیلئے سماجی اور قومی اہمیت کو محسوس کرتی ہے۔ اس محکمہ میں کام کرنے والی بہنیں جنھیں خواتین کے سماجی مسائل کی خصوصی تربیت دی جاتی ہے دیہاتی بہنوں کے گھر گھر جا کر انکو صحت کی حفاظت، گھریلو صنعت وغیرہ کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے بچوں کی دیکھ بھال انکی بیماری میں تیمارداری وغیرہ جیسے اہم کام بھی یہ بہنیں انجام دیتی ہیں۔ اور خصوصاً ماؤں کو مناسب معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ یہ محکمہ ضرورتمند خواتین کو بالراست اور توسیع دونوں ذرائع سے امداد فراہم کرتا ہے اس محکمہ کی جانب سے فراہم کی جانے والی سہولتوں کے تحت اسکیمات کی عمل آوری کیلئے خدماتی اداروں کا ایک جال سا بچھا دیا گیا ہے جن کی رسائی دور سے دور افتادہ مواضعات تک ہے اور جن کی بدولت ضرورتمند اور مجبور لوگوں کو درکار امداد فراہم ہو رہی ہے۔ ریاست آندھرا پردیش ملک کی ان چند ریاستوں میں سے ایک ہے جہاں خواتین اور اطفال کی فلاح و بہبود کیلئے ایک علاحدہ اور مکمل محکمہ اور وزارت قائم ہے۔

آندھرا پردیش میں کئی عوامی ادارے شہروں اور دیہاتوں میں خواتین سدھار کا کام انجام دے رہے ہیں۔ حکومت آندھرا پردیش نے بھی خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اور شبانہ روز کوئی نہ کوئی تجویز خواتین کی بھلائی کیلئے روبہ عمل لانے کی کوشش کرتی رہتی ہے

ریاست آندھرا پردیش میں پانچ سرویس ہومس SERVICE HOMES اور چار اسٹیٹ ہومس STATE HOMES قائم ہیں جن کے تحت خواتین کو جو مصیبتوں کا شکار ہیں تربیت دی جاتی ہے تاکہ وہ معاشی اور سماجی طور پر خود مکتفی اور خود اعتمادی حاصل کریں۔ بھٹکی ہوئی لڑکیوں اور عورتوں کی بازآبادکاری اور انکی اخلاقی بے راہ روی کے انسداد کیلئے رسکیو ہومس RESCUE HOMES قائم کئے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ کئی کمیونٹی سنٹرس جنھیں عموماً بہبودی خواتین کی خدمات کی شاخیں کہا جاتا ہے۔ کے تحت خواتین کے گھر گھر پہنچ کر خانہ داری، بچوں کی تربیت، تعلیم بالغان اور صحت وغیرہ سے تعلق ضروری معلومات اور مشورے بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ اور انہیں اپنے تئیں دستکاریاں باغبانی وغیرہ سیکھنے کی تربیت اور امداد دی جاتی ہے تاکہ گھریلو خواتین لمحات فرصت میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ دیہاتوں میں بھی خواتین کی مدد کیجاتی ہے۔

رسکیو ہومس

بھٹکی ہوئی لڑکیوں و خواتین کی خاطر خواتین میں انسداد قحبہ گری کے قانون بابتہ ۱۹۵۶ء کے تحت پولیس کو یہ اختیارات دئے گئے ہیں کہ وہ اس قسم کے بدنام گھروں اور قحبہ خانوں پر دھاوے کرے اور عدالتی چارہ جوئی اختیار کرے۔ جن خواتین کو عدالتی تحویل میں دے کر ریمانڈ کیا جاتا ہے انہیں ضروری وارنٹ کے ذریعہ رسکیو محکمہ میں شریک کیا جاتا ہے جن کا مقصد عورتوں کی اصلاح اور بازآبادکاری ہے۔ جنکی بنیاد ۷۵-۱۹۷۴ء میں حیدرآباد اور وجے واڑہ میں قائم کئے گئے

معمر خواتین ہوم

یہ ہوم ۷۶-۱۹۷۵ء میں ضلع چتور میں شروع کیا گیا تھا۔
یہ ان مصیبت زدہ اور معمر خواتین کے لیے ہے جنھیں آخر وقت میں پرسکون اور آرام دہ زندگی کی ضرورت رہتی ہے۔ اس ہوم میں رکھی جاتی ہیں اور انکی دیکھ بھال کی جاتی ہے اور انکے گھروں پر بھی امداد پہنچائی جاتی ہے۔

ریجنل ٹریننگ سنٹر

اس سنٹر کے تحت خواندہ غریب و پسماندہ خواتین کو مختلف قسم کی تربیت دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے آپ روزگار فراہم کر سکیں۔ ہر مرکز میں پچاس امیدوار خواتین کی گنجائش رہتی ہے اور یہ تمام اراکین ایک اقامت خانہ میں قیام پذیر رہتی ہیں۔ ایسے سنٹرس کی نگرانی سند یافتہ انسٹرکٹرس اور انسٹرکٹرلیس کم میٹرن پر مبنی ہوتا ہے۔ جو اس سنٹر کی کارگذاری کا جائزہ لیتی رہتی ہیں۔

سیونگ سنٹر

شہر حیدرآباد و سکندرآباد کے قدیم محلہ جات اور پچھڑے ہوئے طبقات جو عموماً جھونپڑ پٹیوں میں رہتے ہیں اور جن کی آمدنی بہت ہی کم ہوتی ہے اور جنھیں عموماً سماج پر ایک بوجھ سمجھا جاتا ہے ایسے خواتین و لڑکیوں کو نہ صرف سلائی کی تربیت دی جاتی ہے بلکہ انہیں ماہانہ وظیفہ اور انعام واکرام بھی ملتا ہے۔ اور بالآخر انہیں اپنا روزگار آپ پیدا کرنے کے قابل بنا دیا جاتا ہے۔ عورتوں کی اس قسم کی تربیت میں جو خواتین نمایاں خدمات انجام دیتی ہیں انہیں مفت سلائی مشین یا پھر کم قسطوں میں سلائی مشین فراہم کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس تربیت کو رائیگاں نہ کر سکیں۔

پروفیشنل ٹریننگ سنٹر

اس قسم کے سنٹرس خصوصی طور پر کم آمدنی والے خواتین جو تعلیم یافتہ ہوں اور اپنے تئیں روزگار پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں انہیں مزید تربیت کے لیے ٹائپنگ، شارٹ ہینڈ اور اکاؤنٹس کی ٹریننگ دی جاتی ہے اور انکی ترغیب کیلئے وظائف بھی دیئے جاتے ہیں اسکے علاوہ ایسے خواتین و لڑکیاں جو اس سنٹرس سے بہت دور رہتی ہوں ہاسٹل کی بھی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں۔ ہر مرکز میں ایک مینیجر ایک میٹرن اور دو ٹیوٹر مقرر ہوتے ہیں۔

ریاستی اقامت خانے

یہ اقامت خانے دراصل ایسے ادارے ہیں جو ابتداً سماجی و اخلاقی صحت کے پروگرام کے تحت ۱۹۵۸ء میں شروع کیے گئے تھے۔ رفتہ رفتہ ایسے ادارے ریاستی پیمانہ پر قائم ہوئے۔ اس قسم کے ہرس میں ضرورت مند اور مصیبت زدہ خواتین تین سال کیلئے داخل کی جاتی ہیں اور انہیں تعلیم اور دوسری تربیت دی جاتی ہے۔

ویمنس کوآپریٹیو فینانس کارپوریشن

آندھرا پردیش بجا طور پر فخر کر سکتا ہے کہ یہاں عورتوں کے لیے ایک خاص ویمنس کوآپریٹیو فینانس کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جسکے ذریعہ خواتین کو خود روزگار اسکیمات کو روبہ عمل لانے میں مدد بہم پہنچائی جاتی ہے۔ ڈیری فارمنگ، پولٹری فارمنگ، ترکاری میوہ جات، اور پھلوں کی فروخت، کرانہ کا بیوپار، بال واڑی وغیرہ پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ قرضوں کی واپسی نہایت ہی آسان اقساط میں رکھی گئی ہے اور اس قسم کی سہولتیں زیادہ تر پسماندہ اور کمتر طبقات کو دی جاتی ہیں۔ یہ کارپوریشن ریاستی و ضلع کی سطح پر بہت ہی کم افراد پر مبنی کام کرتا ہے تاکہ عملہ کی تنخواہوں پر زیادہ خرچ نہ ہونے پائے اور زیادہ تر خواتین کی فلاح و بہبود ہی پر صرف ہو سکے۔ اس میں کام کرنے والوں کو بھی زیادہ تر عورتوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ یونیسیف کی جانب سے بھی اس کارپوریشن کی سرپرستی کی گئی ہے۔ اور اس کے کئی اسکیمات کو روبہ عمل لانے کیلئے جامع پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ ●●

اقلیتی مالیاتی کارپوریشن کے سلسلہ میں ماہرین سے مشاورت جاری

قلی قطب شاہ بورڈ کیلئے ایک کروڑ روپے مختص - اسمبلی میں وزیر فینانس کا اعلان

ریاستی وزیر خزانہ مسٹر این بھاسکر راؤ ریاستی اسمبلی میں چھ روزہ بجٹ مباحث کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ جس کو حکومت کی جانب سے اس سال نئے ٹیکس عائد نہ کئے جانے کا خیر مقدم کیا گیا ہے تلگو دیشم سرکار چاہتی ہے کہ عوام کو ہر شعبہ میں ممکنہ سہولتیں حاصل ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ اس سال بجٹ کے ۱۳۱ کروڑ خسارے کی پابجائی کے سلسلے میں آٹھویں فینانس کمیشن کو لکھا گیا ہے اس بات کا قوی امکان ہے کہ یہ امداد حاصل ہو جائے گی تلگو دیشم سرکار ریاست کے تمام علاقوں کو یکساں طور پر ترقی دینا چاہتی ہے کسی پر کسی کو خصوصی ترجیح نہیں ہے۔ رائلسیما کی ترقی کو نظر انداز کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ بعض ارکان کو شبہ ہے۔ وزیر فینانس نے مائنارٹیز فینانشیل کارپوریشن کے تعلق سے کہا کہ حکومت نے کارپوریشن کے قیام کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تاہم اس راہ میں کچھ فنی دشواریاں ہیں ماہرین سے مشاورت کا جاری ہے جیسے ہی راہ نکل آئے گی کارپوریشن قائم کر دی جائے گی۔ مسٹر این بھاسکر راؤ نے کہا کہ حکومت پرانے شہر کو ترقی دے گی اور اس سلسلے میں کئے گئے وعدوں کی تکمیل کے سلسلے میں سال حال (۸۵-۱۹۸۴ء) کی مد میں ایک کروڑ روپے مختص کر کے قلی قطب شاہ ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو الاٹ کر دیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ سری سیلم سے دریائے کرشنا کے پانی کو پہلے کرنول کڈپہ (رائل سیما) کو دیا جائے گا تلگو گنگا پراجکٹ کے تحت کرشنا کے پانی کو دریائے پنا سے سوما سیلا اور وہاں سے مدراس کو دیا جائے گا اس خصوص میں ٹاملناڈو نے (۶۰) کروڑ روپے دیئے ہیں انہوں نے کہا کہ چھوٹی آبپاشی کے لئے موازنہ میں ۱۸ کروڑ روپے متوسط آبپاشی اسکیمات کیلئے ۱۰ کروڑ ۲۵ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں سری سیلم لفٹ کنال اور رائٹ کنال سے رائل سیما میں ۶.۷۵ لاکھ ایکڑ اراضی سیراب ہوگی انہوں نے کہا کہ اس سال بجٹ میں جورالا پراجکٹ کے لیے ۷ کروڑ ناگرجنا ساگر کے لیے ۴۸ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں سنگور سے ۴۰ ہزار ایکڑ اراضی سیراب ہو رہی ہے اس پراجکٹ سے حیدرآباد کو ۴ ٹی ایم سی پانی لانے کی تجویز بھی ہے۔ انہوں نے ایوان کو بتایا کہ اس سال کے دوران ریاست میں ایک کروڑ ۱۰ لاکھ ٹن اجناس کی پیداوار ہوئی ہے تیلوں کے بیج کی پیداوار ۱۲ لاکھ ٹن ہوئی انہوں نے کہا کہ آبپاشی کے جملہ مد میں ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران ۲۲۸ کروڑ روپے الاٹ کئے گئے ہیں جس سے ایک کروڑ ۴۱ لاکھ ایکڑ اراضی سیراب کرنے کی تجویز ہے فی الوقت ۷۵ لاکھ ایکڑ اراضی سیراب کی جا رہی ہے۔ وزیر فینانس نے کہا کہ برقی بورڈ کو ڈسٹری بیوشن لائینس کو ٹھیک کرنے کے سلسلے میں ۲۰۰ کروڑ روپے الاٹ کئے گئے ہیں اپریل تک ۳۰۰ میگاواٹ برقی کی پیداوار متوقع ہے اس سال ۶۰ ہزار زرعی پمپ سیٹس اور ۵۰۰ دیہاتوں کو برقی دینے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ عورتوں کے لئے مراعات اور روزگار کے مواقع کو ضروری قرار دیتے ہوئے مسٹر این بھاسکر راؤ نے کہا کہ سرکاری ملازمتوں میں (۳۰) فی صد حصہ اسی لئے مختص کیا گیا ہے اور بجٹ میں عورتوں کی فلاح و بہبود کے پروگراموں کی عمل آوری کیلئے

۱۲ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں نوجوانوں کے لئے مرکزی امداد سے چلائی جانے والی گرامودیا اسکیم کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ریاستی سرکار اس کا پورا فائدہ اٹھانا چاہتی ہے تاکہ نوجوانوں کو بیروزگاری سے دور کیا جائے۔ پینے کے پانی کے انتظامات اور فراہمی کے لیے فینانس کمیشن نے ۲۵ کروڑ الاٹ کرنے کہا تھا بجٹ میں ۱۹ لاکھ روپے فراہم کئے گئے ہیں۔ مرکزی اعانت بھی ۵ کروڑ ریلیز ہوئی ہے پسماندہ طبقات اور غریبوں کے لیے امکنہ کی فراہمی کے لیے بجٹ میں ۲۲ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں تاحال ۱۲ کروڑ روپے خرچ کئے جاچکے ہیں اس سال ریاست بھر میں مکانات کی تعمیر کے لیے ۱۱ لاکھ پٹے تقسیم کرنے کا پروگرام ہے۔ ان میں تقریباً ۹۱ ہزار مکمل ہوگئے ہیں جملہ ۱۲۰ کروڑ روپیوں کی اسکیم اس خصوص میں تیار کی گئی ہے۔ مسٹر این بھاسکر راؤ نے کہا کہ ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران سیلز ٹیکس سے ۳۰۷ کروڑ روپیے آمدنی متوقع ہے تلگودیشم نے حصول اقتدار کے بعد سے ۱۱ ٹیچرس ٹریننگ ادارے قائم کئے ہیں۔ شیڈولڈ کاسٹس کی بھلائی کے لئے ۲۵ کروڑ روپیے اور بیک ورڈ کلاسس کے لیے ۱۰۰ ہاسٹلس تعمیر کرنے کی تجویز ہے انہوں نے بتایا کہ چھٹویں پنجسالہ منصوبے کے پہلے (۳) سال کے دوران ۱۳۱ کروڑ روپیوں سے بورویلس تعمیر کئے گئے۔ جسمانی معذوروں کے لیے وشاکھاپٹنم میں خصوصی دفتر روزگار شروع کردیا گیا ہے۔ ریاست میں مزید ۳۳ فائر اسٹیشن قائم کئے جائیں گے۔ اس سال پولیس ویلفیر پر ۸ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں وشاکھاپٹنم اسٹیل پلانٹ کے ۸۵-۱۹۸۴ء کے منصوبے میں ۱۰ کروڑ اور تنگبھدرا ہائی لیول کنال کے لئے ۱/۲ ۴ کروڑ روپے کا منصوبہ تیار ہے۔

خود روزگار اسکیمات پر عمل آوری میں آندھرا پردیش سرفہرست

مرکزی حکومت کی سرکردگی میں تعلیم یافتہ بیروزگاروں کیلئے شروع کردہ خود روزگار اسکیمات پر عمل آوری میں ریاست آندھرا پردیش سرفہرست ہے۔ مدراس میں مرکزی منسٹر آف اسٹیٹ انڈسٹری نے ان اسکیمات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ یہ اسکیمات آندھرا پردیش میں "گرام ودیا" کے نام سے روبعمل لائی جارہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آندھرا پردیش میں (۵) ہزار (۵۲۷) افراد کو قرضہ جات منظور کئے گئے جو سارے ہندستان بالخصوص جنوبی علاقہ میں ایک کارنامہ ہے اب تک سارے ملک میں (۱۸) ہزار (۱۲) قرضہ جات منظور کئے گئے جس میں سے (۲۵) فیصد سے زاید آندھرا پردیش میں منظور کئے گئے جن کی مجموعی رقم ۱۰ کروڑ روپے ہے۔

دوپہر کے کھانے کا پروگرام :- مالیاتی پابندیوں کے باوجود ہماری حکومت نے درج فہرست اقوام، درج فہرست قبائل اور پسماندہ طبقات کے بچوں اور ان بچوں کے، جن کے ماں باپ کی سالانہ آمدنی ۳ ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو، فائدہ کے لئے دوپہر کے کھانے کی اسکیم کو کامیاب طور پر مستقل بنایا اور اس میں بہتری پیدا کی ہے۔ تاکہ اسکول جانے والے بچوں کو بہتر غذا ملے اور اسکے ساتھ ساتھ اسکولوں میں حاضری بہتر ہو۔ اسکیم سے ۳۸ لاکھ بچے مستفید ہو رہے ہیں

شنکرجی یادگار مشاعرہ سے چیف منسٹر کا خطاب

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے قومی اتحاد و یکجہتی کے اتحاد کو سارے ہندستانیوں کا مقصد حیات بنانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مذہب زبان اور علاقہ کی بنیاد پر ہم میں کسی قسم کا بھید بھاؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ انسانیت کے جذبہ کو فروغ دینا ہوگا یہی وقت کا تقاضہ ہے۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نمائش میدان پر نودیں کل ہند شنکرجی یادگار مشاعرہ کا افتتاح کرتے ہوئے محبان اردو کے زبردست اجتماع سے اردو ہی میں خطاب کر رہے تھے۔ جناب خورشید عالم خاں مرکزی وزیر سیاحت نے صدارت کی ابتداء میں مسٹر بی نرسا ریڈی صدر سوسائٹی نے خیر مقدم کیا۔ جناب سید بکتر شاہ صدرنشین قانون ساز کونسل نے ساونیر کی رسم اجراء انجام دی۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے شعراء کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ شاعری انسان دوستی کے جذبہ کو جوشیلے انداز میں پیش کرنے اور عوام تک پہونچانے کا موثر ذریعہ اور بہترین وسیلہ ہے۔ کیونکہ شاعری کی زبان دل پر بڑا گہرا اثر کرتی ہے۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ فنکار چاہے اس کا مذہب کچھ ہی ہو، زبان کوئی بھی ہو اس کا مقصد انسانوں کو سچائی اور صداقت کا راستہ دکھانا ہوتا ہے۔ قومی اتحاد کو فروغ دینا شاعروں کا نصب العین ہونا چاہیئے۔ انسانیت دوستی کو بڑھاوا دینا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ تمام انسان ہی مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں زبان مذہب یا علاقہ کی بنیاد پر کوئی امتیاز

نودیں کل ہند شنکرجی یادگار مشاعرہ کا چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے افتتاح کیا۔ تصویر میں صدرنشین قانون ساز کونسل جناب بکتر شاہ اور جناب عابد علی خاں دیکھے جا سکتے ہیں

نہیں ہونا چاہیئے اسلئے آپسی اختلافات کو فراموش کرتے ہوئے قومی اتحاد کو فروغ دینا سب کا فرض ہے۔ شری شنکر جی کو خراج بھی اسی طرح پیش کیا جاسکتا ہے۔ چیف منسٹر کی آمد پر سارا میدان فلک شگاف تالیوں سے گونج اٹھا وہ پہلی مرتبہ اہل اردو کے کسی بڑے اجتماع میں پہونچے تھے۔ چیف منسٹر نے سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا ہم بلبلیں ہیں اس کی وہ گلستاں ہمارا پر تالیوں کی گونج میں اپنی تقریر ختم کی۔ جناب خورشید عالم خاں مرکزی وزیر سیاحت نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ ۱۵ اگست کو جب سورج کی کرنیں لال قلعہ کے کنگوروں کو چھو رہی تھی۔ اس وقت ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اردو کے سورج کو گہن لگ گیا ہے لیکن یہ بات ایک عارضی ثابت ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو جس قدر شیریں زبان ہے اتنی ہی سخت جان ہے۔ اس نے تمام بلائیات کو گلے لگایا اور زندہ رہی۔ ہمارا یہ احساس ہے کہ اردو اور ہندی کا کوئی مقابلہ نہیں ہندی قومی زبان ہے اس کا احترام ہر ہندوستانی پر فرض ہے لیکن اردو بھی ان (۱۵) قومی زبانوں میں شامل ہے جسے پورے احترام کے ساتھ دستور میں جگہ دی گئی ہے۔ ہمیں فراخدلی دکھانا ہے کہ کس طرح جائز مقام دلائیں۔ جناب خورشید عالم خاں نے کہا کہ اردو کو کسی مخصوص مذہب علاقہ یا خطہ سے منسوب کرنا اس زبان پر ظلم کے مترادف ہوگا۔ انہوں نے کہا اردو گنگا جمنی تہذیب کی نمائندہ ہے۔ اس نے مشترکہ تہذیب کو تنوع دیا بلکہ اس کی ترجمانی بھی کی یہ زبان نہ ہو تو پھر گنگا جمنی تہذیب کی ترجمانی کون کرے۔ انہوں نے کہا کہ اردو کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ لچکدار زبان ہر زبان علاقہ کی سماجی ضرورتوں سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔ جناب خورشید عالم خاں نے کہا کہ مرکزی حکومت اردو کے فروغ کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔ جس کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ مسٹر سی۔ نارائن ریڈی صدرنشین سرکاری زبان کمیشن نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے آج اردو زبان میں اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اپنی لسانی ہم آہنگی کشادہ دلی کا ثبوت دیا اور یہ ظاہر کیا کہ ہم تنگ نظر نہیں اور میں سرکاری زبان کمیشن کا صدر اردو میں خطاب کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تلگو اور اردو کا رشتہ سگی بہنوں کا رشتہ ہے۔

غزل

خواجہ شوق
حیدرآباد

لالہ و گل کا لہو لاکھ بہایا جائے
یہ چمن چھوڑ کے ہم سے تو نہ جایا جائے

صرف ہم اٹھ گئے اوپر تو کوئی شان نہیں
شان تو یہ ہے کہ گرتوں کو اٹھایا جائے

رنگ پر جشن بہاراں جبھی آسکتا ہے
پھول کانٹوں میں کوئی فرق نہ پایا جائے

خون بستہ ہے تمناؤں کا آنکھیں کیا ہیں
کون سا خواب نگاہوں میں بسایا جائے

آدمیت کے چراغوں کی لوئیں تیز کرو
نہ ہو ایسا کہ بدن چھوڑ کے سایہ جائے

پھر رہے ہیں سبھی چہروں پہ نقابیں ڈالے
کس کو حالات کا آئینہ دکھایا جائے

منزلیں ایسی بھی ہیں فکر بشر سے آگے
جنکی حد میں نہ اشارہ نہ کنایہ جائے

جی رہے ہیں سبھی احساس کچل کر اپنا
اب کسے درد کا احساس دلایا جائے

شوقؔ دل نام تو ہے ایک چمن زخموں کا
سلسلہ اسکا مگر کس سے ملایا جائے

افسانہ

ڈاکٹر بانو طاہرہ سعید
شانتی نگر، حیدرآباد

شیریں بانو اُن نڈر لڑکیوں میں سے تھی جو مصیبت کے مقابلے میں کسی چٹان سے ٹکرا سکتی ہیں۔ کسی بھی طوفان سے نمٹ سکتی ہیں۔ شیریں نئی روشنی اور تعلیمیافتہ طبقہ کی نمائندہ عورت تھی! اسے کامران سے دلی لگاؤ ہوگیا تھا جو لکھا پڑھا تھا۔ کسی ادارے میں ملازم بھی تھا لیکن ایک غریب خاندان کا بیٹا تھا۔ شیریں خوشحال ضرور تھی۔ اوسط درجہ کا رہن سہن تھا۔ بیس ہزار کا "فکس ڈپازٹ" والدین نے اس کے نام پر بطور جہیز رکھوا دیا تھا۔ زیورات اور مختصر حسب حیثیت سامان بھی فراہم کر دیا تھا کہ شادی کے وقت کام آئے۔

کامران سے شیریں شادی کا وعدہ کر چکی تھی۔ امّی جان اس رشتہ سے خوش نہ تھیں۔ انہیں تو جیٹھ کا لڑکا "حمزہ" بہت پسند تھا جو اعلیٰ تعلیم کے لیے ولایت گیا ہوا تھا اور بچپن سے سب رشتہ دار اس کا نام شیریں کے نام کے ساتھ لیا کرتے تھے کہ واہ کیا اچھی جوڑی بنے گی۔ اس پس منظر کے باوجود انہوں نے شیریں کی ذاتی رائے میں کبھی دخل نہیں دیا بلکہ شیریں کے والد کو بھی ہمیشہ روکتی رہیں کہ اولاد کے جذباتی معاملات میں جہاں تک ہوسکے کسی قسم کی ناخوشگوار مداخلت نہ کریں۔!

شیریں اپنی شادی کے لیے مختلف چیزیں خرید رہی تھی۔ کپڑے سلوا رہی تھی۔ شادی کے صرف چند مہینے باقی تھے کامران آیا جایا کرتا تھا لیکن یکایک شیریں کو ایسا محسوس ہوا کہ کچھ تبدیلیاں آگئی ہیں۔ کامران جیسے بجھا بجھا سا ہوگیا تھا۔ آمد و رفت میں خاص کمی نمایاں تھی۔ ٹیلی فون پر وہ یہی جواب دیتا کہ دفتر میں مصروفیت بہت زیادہ ہے۔ شیریں ذرا پریشان سی تھی کہ آخرکار کامران کا خط پہونچ گیا اور اصل حالات سے آگہی ہوگئی اس نے بہت ہی معذرت کے ساتھ شیریں سے شادی کرنے پر انکار کر دیا تھا کہ وہ انتہائی مجبوری کے عالم میں ہے۔ اس کی والدہ نے اپنی بہو کا خود ہی انتخاب کر لیا ہے۔ اطاعت مادری نے اسے اس بے وفائی پر آمادہ کر دیا ہے۔

شیریں بیچاری کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔ سر چکرا گیا۔ دل پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اور اب اپنے عباس بھیا کی وہ بات یاد آئی جسے سنکر وہ غضبناک ہوگئی تھی اور اس نے بھیا سے لڑائی مول لی تھی!! ہاں تو عباس بھیا نے کہا تھا کہ کامران کے والدین کسی لکھ پتی لڑکی کے گھر کے چکر لگا رہے ہیں۔ اکلوتی بچی ہے اور دولت فراواں۔ سسُر کو گھر داماد کی خواہش ہے اور اعلیٰ تعلیم کے لئے داماد کو امریکا بھی بھیجنے کا وعدہ ہے۔

"اُف تو یہ راز ہے!" شیریں نے آہ بھری۔ وہ بالکل خاموش رہی۔ کسی سے کچھ نہ کہا۔ غم جاناں کو بہادری سے برداشت کر رہی تھی۔ امی جان کو بیٹی کی اداسی کا احساس تھا۔ انہوں نے اس پر کچھ ظاہر نہ ہونے دیا۔ اسی اثناء میں حمزہ ولایت سے واپس آگیا تھا۔ آتے ہی نہ صرف اچھے عہدے پر معمور ہوگیا بلکہ شہر بھر کی خوبصورت لڑکیوں کی فہرست اور کئی ایک کی تصویریں بھی آگئیں۔ حمزہ مردانہ وجاہت کا نمونہ۔ مغربی تعلیم پاکر بھی مشرقی

شرافت کا پابند - ہنس مکھ - دولت مند باپ کا نورنظر - شیرین کے ہی خیال میں مگن تھا - !

امی جان نے ایک شام شیرین کو تنہا اداس باغ کے ایک گوشہ میں بیٹھا دیکھا تو اسکے پاس جاکر کہا " بے بی - پیاری - تم سے کچھ گفتگو کرنا ہے"

جی امّی - فرمائیے - بولئے / شیرین چونک پڑی۔

دیکھو بے بی - ہمارا حمزہ آگیا ہے وہ تمہارا بچاری ہے — کہو کیا رائے ہے ؟ میں ہرگز کامران کے خلاف زہر نہیں پھیلا رہی ہوں۔ افواہیں مشہور ہیں کہ کامران کی اپنی کوئی رائے یا حیثیت نہیں - محض جہیز - روپیہ - زر - زمین اس کی والدہ کو درکار ہے - تم حمزہ کو مایوس نہ کرو — " امّی - آپکا حکم - سر - آنکھوں پر " شیرین کے آنسو رواں ہوگئے -
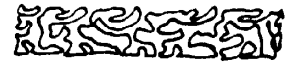
چند ہی روز میں شیرین " بیگم حمزہ " ہوگئی - خوشیوں کا سیلاب تھا اور دونوں خاندان - کامران کی جہاں بات لگی تھی اس لڑکی نے کورٹ میں جاکر اپنے من پسند ادیب حامد علی سے شادی کرلی اور اپنے والدین کی جائیداد سے بخوشی دستبردار ہوگئی۔ اسے جہیز لالچی لوگوں سے نفرت تھی -

کامران - جہیز زدہ - حیرت زدہ رہ گیا -!!! ●●

سماجی برائیاں دور کرنا
اور ملک کے مفاد کیلئے
محنت کرنا
ہمارا سب سے بڑا
فرض ہے

ہند۲ سلطانہ
بتوسط یوجنا نئی دہلی

ھند نے گذشتہ دنوں ایک خاص مشن کے تحت برِ عظیم انتارتیکا کی تیسری مہم سر کرنے کے لیے روانہ کی ۔ ۸۲ رکنی ٹیم جو کہ ہند کی اب تک کی سب سے بڑی ٹیم ہے، تین ماہ تک انتارتیکا کی گرمیوں میں گذارے گی۔ اور ایک ۱۶ رکنی قافلے کو وہاں چھوڑ دے گی جو برِ اعظم کی شدید ترین سردیوں کا تجربہ کرے گا۔ یہ ہندوستان کی اس لحاظ سے بھی پہلی مہم ہے کیوں کہ اس مرتبہ اس میں دو خاتون سائنس داں بھی شامل ہیں۔ جن میں ایک تجربات اور دوسری اراضیات کی ماہر ہیں۔

۱۹۸۱ء کے آغاز کے بعد سے ہندوستان ہر سال چھوٹی موٹی ٹیم طبیعاتی علوم کے سلسلے میں انتارتیکا روانہ کرتا ہے۔ پہلی مہم کی ٹیم میں گیارہ افراد تھے جو محض تجزیاتی نوعیت کی تھی جبکہ ۲۲ سائنسدانوں کی دوسری ٹیم نے تین ہفتے تک ہندوستانی کلیدی اسٹیشن دکشن گنگوتری پر ارضیاتی مطالعہ اور بذریعہ طیارہ اترنے کے لیے ہوائی پٹی کی تیاری میں وقت لگایا ۱۹۸۱ء سے موسمیاتی اعداد و شمار کو خود بخود اکٹھا کرنے کے لیے ایک موسمیاتی اسٹیشن سرگرم عمل ہے۔

ماہر اراضیات شری دلیش گپتا کی قیادت میں تازہ ترین مہم سب سے بڑی مہم ہے ۔ یہ ٹیم ۳ دسمبر بروز ہفتہ مارما گوا پورٹ سے روانہ ہوئی۔ جو فن لینڈ کے برف شکن جہاز " فن پونیر" پر سوار ہوئی ۔ برِ اعظم کی گلیشیائی تشکیلوں، موسمیاتی اتار چڑھاؤ اور جغرافیائی نشیب و فراز کے مطالعہ کے علاوہ یہ ٹیم ایک مستقل اسٹیشن کے قیام اور دکشن گنگوتری اور ہندوستانی سرزمین کے درمیان ایک معقول مواصلاتی سسٹم کے استوار کرنے کے تمام پہلوؤں پر بنیادی خاکہ تیار کر رہی ہے۔

ٹیم اپنے ساتھ ایک منفرد ڈھانچہ بھی لے گئی ہے جس میں برف پگھلانے والی مشین، ردم ہیٹنگ، کتب خانہ، چولھے کی سہولتیں، ریڈیو سیٹ، سٹے لائٹ، ٹیلی فون اور ٹیلی ویژن سیٹ شامل ہیں۔ سائنس دانوں نے اپنے ہمراہ ایک ہیلی پیڈ بھی لے لیا ہے جو کہ دفاعی سائنس دانوں نے تیار کیا ہے اور جسے آدھ گھنٹہ میں برف کی سطح پر بنایا جا سکتا ہے ۔ چار ٹن کھانا جو کہ خاص طور پر بنایا گیا تھا اور جسے دفاعی لیبارٹریوں میں پیک کیا گیا ہے بحری جہاز سے بھیجا گیا جو کہ آئندہ چھ ماہ کے لئے کافی ہوگا۔

نئی مہم کی تشکیل مخصوص قسم کی ہے ۔ پچھلی مہمات کے برخلاف اس نئی ٹیم میں غیر سرکاری اراکین کو بھی لیا گیا ہے۔ مثلاً یونیورسٹیوں اور آئی آئی ٹی اداروں سے۔

۱۶ رکنی سرمائی ٹیم کو مہم پر روانہ کرنے کے بعد انتارتیکا میں ایک مستقل اسٹیشن قائم کرنے کیلئے بنیادی معلومات حاصل ہو سکیں گی۔ موسم سرما کے دوران کیمپ کا تعلق باہری دنیا سے بالکل منقطع رہے گا۔ ۱۹۷۰ تک ہندوستان انتارتیکا میں ایک مستقل اسٹیشن قائم کرنے کی توقع رکھتا ہے۔ ••

احوال واقعی

اقلیتوں کا ذکر سر بزم جب چھڑا — بے اختیار ایک بدیشی نے یہ کہا
سیاح بن کے میں نے کیا ہے بہت سفر — بھارت کے طول و عرض میں آیا ہوں گھوم کر
بھارت میں دیکھی میں نے فقط ایک اقلیت — جسکی ہے کوئی قدر نہ وقعت نہ منزلت
فرقے تو بے شمار یہاں شش جہت میں ہیں — بھارت میں "بھارتی" ہی فقط اقلیت میں ہیں
ہر مکتبِ خیال کے ملتے ہیں آدمی — "ہندوستانیوں" ہی کی بھارت میں ہے کمی
داڑھی تلک پہ کیش پہ نازاں بہت ملے — سکھ جین بودھ ہندو مسلماں بہت ملے
کوئی ہے برہمن تو کوئی راجپوت ہے — اعلیٰ نسب ہے کوئی تو کوئی اچھوت ہے
سید کوئی پٹھان کوئی میرزا کوئی — کائستھ کوئی جاٹ کوئی ڈوگرا کوئی
مانا کہ تبصرہ یہ بہت ہی سپاٹ ہے — کچھ اسمیں طنز اور تمسخر کی کاٹ ہے
کچھ اسمیں تلخ و ترش بیانی کا ڈنک ہے — کردار و فکر پہ یہ ہمارے کلنک ہے
پوشیدہ زہر خند کی اسمیں کٹار ہے — کڑوی صداقتوں کا یہ آئینہ دار ہے
سچی ہے بات اسلئے لگتی ہے یہ بُری — گر اسمیں ہے "گزارشِ احوالِ واقعی"
کیوں غیر طعنہ زن ہیں ہمارے شعار پر — دیکھیں ذرا ہم اپنے گریباں میں جھانک کر
مذہب بجا، عقیدے بجا، پنتھ بھی بجا — قرآن، وید، بائیبل دگر نتھ بھی بجا
رنگ و نسب قبیلہ و فرقہ سبھی درست — صوبہ، علاقہ، شہر، محلہ، گلی درست
ورن اور ذات پات کے درجات الگ سہی — مانا کہ بود و باش کی عادات الگ سہی
لیکن وطن تو ایک ہے جس پر لیا ہے جنم — کوئی ہو دین، کوئی عقیدہ، کوئی ہو دھرم
ہم لوگ جس کی گود میں پل کر جواں ہوئے — اس دھرتی کے ہی بیٹے ہوئے بیٹیاں ہوئے
بھارت کے آب و گل ہی سے تخمیر سب کی ہے — وابستہ اس وطن ہی سے تقدیر سب کی ہے
ہے سجدہ گاہ سب کی اسی سرزمیں کی خاک — سانسوں میں ہے رچی ہوئی اسکی ہوائے پاک
ایسا شعار کیوں نہ کریں اختیار ہم — اس مادرِ وطن کے بنیں جاں نثار ہم
ہم ہیں وطن پرست تو نازاں وطن پہ ہوں — ہم ہیں چمن پرست تو قربان چمن پہ ہوں
امن اور آشتی سے جئیں، پیار سے رہیں — خود کو ہزار فخر سے ہم بھارتی کہیں
کیوں بھید بھاؤ سے نہ کریں انحراف ہم — رکھیں نہ بغض دل میں کسی کے خلاف ہم

سینوں میں کینہ ہو نہ دلوں میں ہو کوئی بَیر
بن جائے سرزمینِ وطن سرزمینِ خیر

شبیر اللہ
ریٹائرڈ ... آندھرا پردیش

خبریں تصویروں میں

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ۲۲ فروری کو اپنے دورہ سلور پیٹا، ناسئیڈوپیٹا، گوڈور تعلقہ ضلع نیلور میں تباہ شدہ فصلوں کا معائنہ کیا۔

وقار آباد ضلع رنگا ریڈی میں ۲۵ فروری کو گورنر آندھرا پردیش جناب رام لعل نے پسماندہ طبقات کے مستحقین کو قرضے جات تقسیم کئے۔

گورنر آندھرا پردیش جناب رام لال نے ۱۰ فروری کو راج بھون میں پی ناگیشور راؤ کی مرتب کردہ کتاب صدر ہند گیانی ذیل سنگھ کے حالات زندگی کا رسم اجراء انجام دی
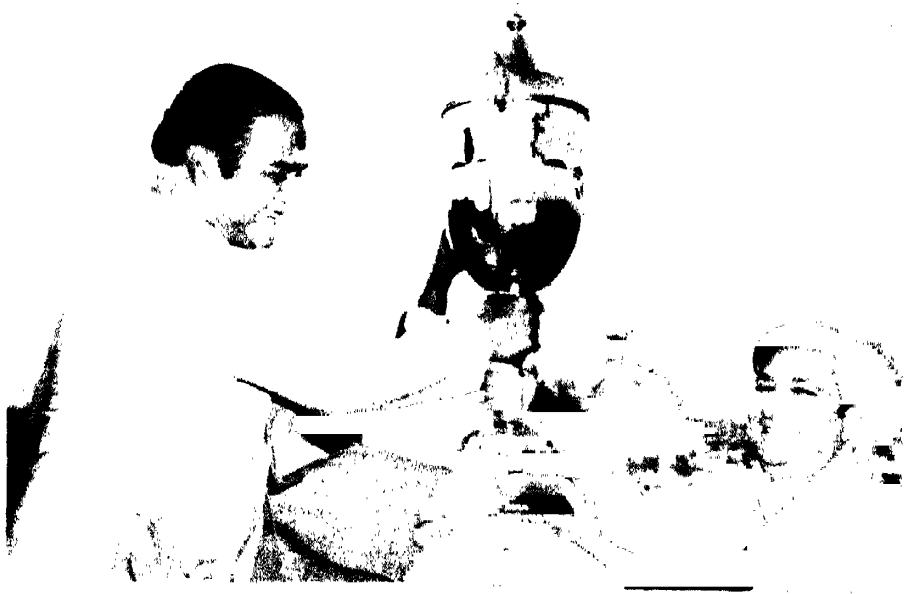
چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ۲۲ ویں آندھرا پردیش پولیس اسپورٹس میٹ کے جیتنے والوں میں ۳۱ر جنوری کو انعامات تقسیم کیے

اڈمرل او۔ ایس ۔ ڈاوسن چیف آف نیوی اسٹاف نے ۲ر فروری کو چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ سے ملاقات کی

۱۶ رفروری کو قانون ساز اسمبلی میں وزیر فینانس نے ۸۵-۱۹۸۴ء کا بجٹ پیش کیا۔ چیف منسٹر اور وزیر تعمیرات اور دوسرے دیکھے جاسکتے ہیں۔

قانون ساز کونسل میں ۱۶ رفروری کو وزیر مال جناب پی مہندر ناتھ نے ۸۵-۱۹۸۴ء کا بجٹ پیش کیا۔ وزیر پنچایت راج اور وزیر اوقاف جناب محمد شاکر کو دیکھا جاسکتا ہے۔
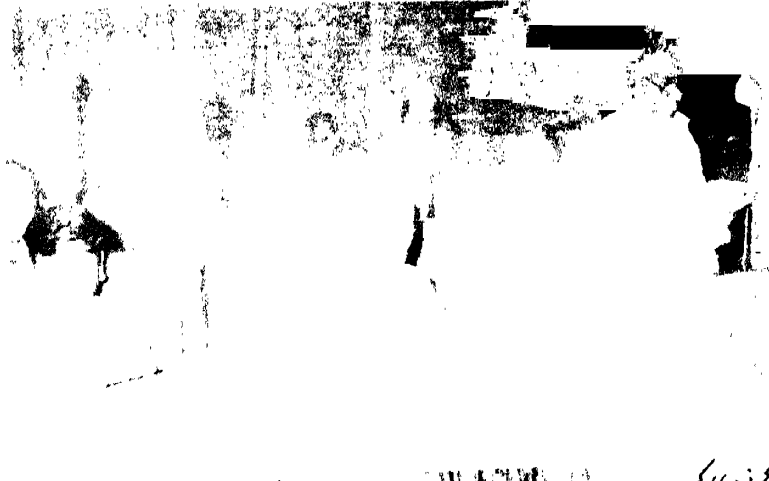
یکم فروری کو سکریٹریٹ میں چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی راما راؤ نے ریاستی سطح کی کمیٹی برائے اغذیہ کے پہلے اجلاس سے خطاب کیا

ادمیں ۲۷ رفروری کو ہونے والے ۱۹ ویں آل انڈیا سیول سروسیس کرکٹ ٹورنمنٹ کے جیتنے والوں کو چیف منسٹر
این ۔ ٹی ۔ راما راؤ نے انعامات تقسیم کئے

رفروری ۱۹۸۴ء کو کلا بھون میں کمشنر اطلاعات و تہذیبی امور مسٹر پی وی آر کے پرشاد (آئی اے ایس)
آنجہانی شری گوپال سوامی کے تصویر کی نقاب کشائی کی ۔
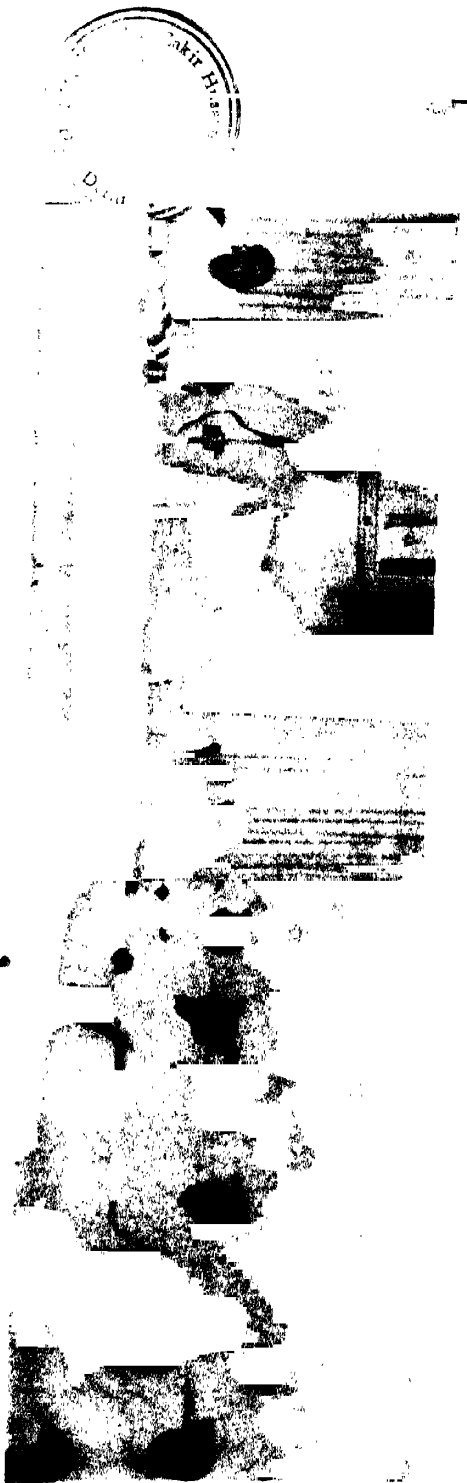
ودیوت سودھا میں ۷ رمارچ کو چیف منسٹر مسٹر این - ٹی - راما راؤ ارکان اسمبلی اور عہدہ داران برقی کے اجلاس سے خطاب کیا
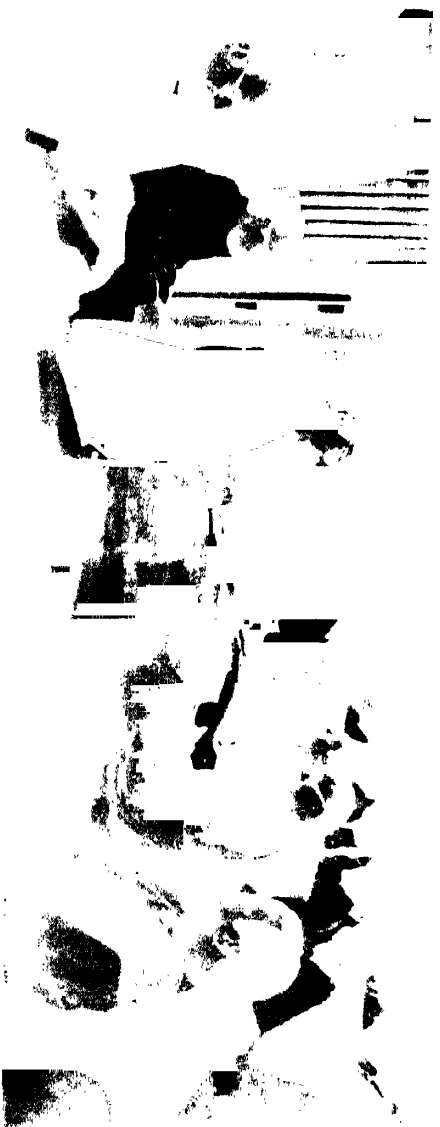
گورنر آندھرا پردیش جناب رام لال آندھرا پردیش لیجسلیچر کے مشترکہ اجلاس سے ۹ رفروری کو اسمبلی میں خطاب کیا ـ

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ۶ رمارچ کو سینیئر آئی اے ایس اور آر ڈی کے افسروں سے ملاقات کی اور تبادلہ خیال کیا۔
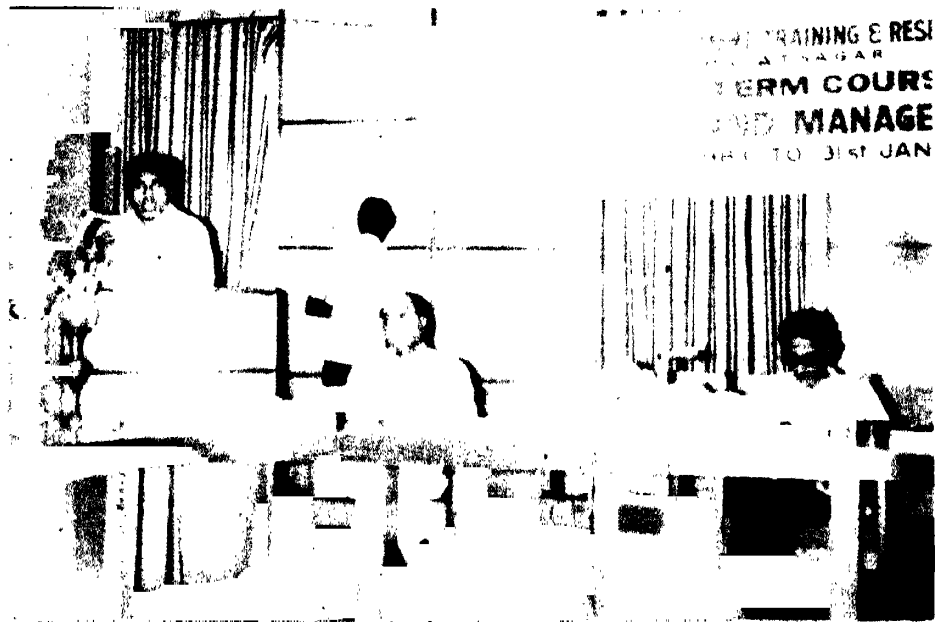
مسٹر جناریڈی وزیر زراعت نے واٹر اور لینڈ مینجمنٹ کے طویل مدت کے کورس کے افتتاحی اجلاس کو مخاطب کیا جو عثمانیہ یونیورسٹی میں ۳۱ رجنوری سے شروع کیا گیا ہے۔

۴ مارچ کو پرانی حویلی میں منعقدہ دینی تعلیمی ریالی میں گورنر آندھرا پردیش جناب رام لال بچوں سے سلامی لے رہے ہیں۔ اس موقع پر جناب شیوشنکر مرکزی وزیر پٹرولیم، جناب سکندر شاہ صدر نشین قانون ساز کونسل، جناب محمد شاکر وزیر اوقاف، شہزادہ مفخم جاہ اور دوسرے موجود تھے۔

ھا پردیش
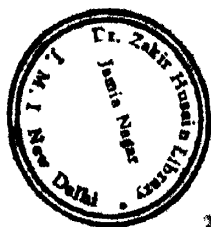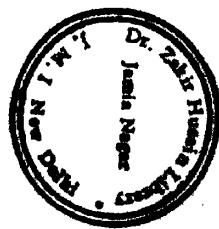
مئی ۱۹۸۴ء • جلد : ۲۹ • شمارہ : ۵ • MAY 1984

فہرست

صفحہ

چیف ایڈیٹر

پی - وی - آر - کے پرشاد (آئی اے ایس)

ایڈیٹر

ملک محمد علی خان

قیمت فی شمارہ : ۵۰ پیسے

● اس شمارہ میں اہلِ قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے اُن سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے ۔

● زرِ سالانہ : ۶ روپے ، فی پرچہ ۵۰ پیسے

● زرِ سالانہ ذریعہ منی آرڈر روانہ کیجئے ۔ ● منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ کے نام روانہ کیجئے ۔

● مضامین بھیجنے کا پتہ :- ایڈیٹر اردو ماہنامہ " آندھرا پردیش " محکمۂ اطلاعات و تعلقات عامہ ، گرہا کلپا چھٹی منزل ، مکرم جاہی روڈ حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱ (آندھرا پردیش) ● ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا ● طباعت : گورنمنٹ سنٹرل پریس ، چنچل گوڑہ ، حیدرآباد ، کتابت : ایس اے مجید ۔

جی - وائی - انصاری
11/8 - 2 - 17 چھاونی نادر علی بیگ
یاقوت پورہ حیدرآباد 500023

آندھرا پردیش کی شاندار زرعی ترقی

اے پی اگریکلچرل یونیورسٹی کا عظیم الشان کارنامہ

ریاست آندھرا پردیش میں زرعی پیداوار میں ناقابل یقین اضافہ اور زرعی ترقی کی باتیں "آپو" کے تذکرہ کے بغیر ادھوری رہ جاتی ہیں۔ "آپو" (آندھرا پردیش اگریکلچرل یونیورسٹی) برسوں کی انتھک اور مسلسل ریسرچ اور عرق ریزی کے بعد ریاستی کسانوں کے ہاتھوں میں الہ الدین کا چراغ تھما دیا ہے جس کے نتیجہ میں آج جب ہم ریاست کی زرعی پیداوار میں دگنے سے زیادہ اضافہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہماری نگاہوں کے سامنے ان پرخلوص محنتوں، لگاتار ریسرچ اور شب و روز جاری رہنے والی کاوشوں کا ایک واضح نقشہ گھوم جاتا ہے۔

جس کے بعد ہی انسانی محنت اور کد و کاوش پر ایمان واضح ہو جاتا ہے۔ اور پھر انسانی ذہن کو اس معجزاتی ترقی اور پیداوار میں اضافہ کو حقیقت سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی اگر ان حقائق کو ہم پیش نظر نہ رکھیں تو ہم اپنی آنکھوں سے بھی اناج کے ان ہمالیائی ڈھیروں کو دیکھ کر اس پر یقین نہیں کر سکتے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ "رائی کا پربت بنانے" کا فن "آپو" نے خوب سیکھ لیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں فصل سال ۸۲ - ۱۹۸۱ء میں زرعی پیداوار فصل سال ٦٦ - ١٩٦٥ء کے صرف (٦٠) لاکھ ٹن سے بڑھکر ۱۱۳ لاکھ ٹن پہنچ گئی تھی۔ اس "رائی" کے پربت کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں۔ ذیل میں ہر اناج کی پیداوار کی مقدار لاکھ ٹن میں درج کی جارہی ہے۔ اور ہر اناج کے ساتھ لکھی جانے والی پہلی مقدار کا تعلق فصلی سال ٦٦ - ١٩٦٥ء سے اور دوسری مقدار کا تعلق سال ۸۲-۸۱ء سے ہے۔

چاول، (۴۰) - (۷۹) ٹن، جوار (۱۰) - (۱۳) ٹن باجرہ (۲) (۵) ٹن، مکئی (۲)، (٦) ٹن، دالیں (۳) - (۵) ٹن جملہ پیداوار فصلی سال ٦٦ - ١٩٦٥ء (٦٠) لاکھ ٹن جملہ پیداوار فصلی سال ۸۲ - ۸۱ ۱۹ء (۱۱۳) لاکھ ٹن۔ فصلی سال ٦٦ - ١٩٦٥ء کے دوران اور فصلی سال ۸۲-۸۱ء کے دوران ریاست کی زرعی اراضی علی الترتیب فی ایکڑ۔

چاول، (۱۲٦۲) — (۲۰٦۸) کلو
جوار، (۴۱۴) — (۵۳۰) کلو
باجرہ : (۴۵۵) — (۸۱۰)
مکئی : (۸۰۴٦) —(۱۹۸۲) کلو اور
دالیں: .... — (۳۲۹) کلو
پیدا ہوئے۔

زرعی پیداوار اور زرخیزی میں یہ غیر معمولی اضافہ زیادہ

فصل دینے والی معیاری بیج کی دین ہے " آپو " نے اس نوعیت کے
(۹۸) اقسام کے بیج ریاست کے کسانوں کی معرفت اس دھرتی کے
سینہ تک پہنچاتے ہیں ۔ جو ایک ایکڑ میں (۳۰) سو سے ایک ہزار
کلو سے زیادہ اناج ان محنت کشوں کو نہیں دے سکتی تھی ۔ اس سے
زندگی حاصل کرنے رات دن ایک کر دیا کرتے تھے ۔

● یہ غیر معمولی اضافہ زرعی ریسرچ اسٹیشنوں کی شبانہ روز
تحقیقات اور مساعی کی دین ہے جو " آپو " کی رہنمائی میں زرعی پیداوار
میں اضافہ کے مقصد کو پورا کرنے میں مصروف ہیں ۔

● یہ غیر معمولی اضافہ ' ہمارے ان پڑھ کسانوں کی تربیت
کا نتیجہ ہے جو انہیں " آپو " کے مظاہراتی کھیتوں
(DEMONSTRATION PLOTS) کے ذریعہ دی جاتی ہے
زرعی پیداوار میں اس غیر معمولی اضافہ کے باوجود اس
حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ فصلی سال ۸۲ - ۱۹۸۱ء
کی پیداوار کے مابین ہنوز ایک وسیع خلیج حائل ہے اور یہ یقیناً ہماری
منزل ہے ۔ اس متعینہ منزل پر پہونچنے کی قوی توقع ہے ۔

کیونکہ " آپکو " اب تک ریاست میں دھان کے تمام
زیر کاشت علاقہ کو ترقی یافتہ اور معیاری دھان کے بیج سربراہ کرنے
میں کامیابی حاصل ہوئی ہے ۔ ان علاقوں کو موری ، بتلاماں دھنا
لکشمی ، کوتہ مولا ، گوڑ کولا ، سریکھا ، واسمتا اور سورنا جیسے
ماڈل کے معیاری بیج سربراہ کئے گئے ہیں ۔

چاول کی ان فصلوں کو بعض کیڑوں اور بیماریوں کا بالخصوص
علاقوں میں خدشہ لاحق رہتا ہے لیکن " آپو " نے ایسے اقسام کے
بیج تیار کئے ہیں ۔ جو متعلقہ علاقوں میں مخصوص کیڑوں اور بیماریوں کے
حملوں سے متاثر ہوتے ۔

جوار کی مختلف بیجوں میں " موتی جوار " سب سے زیادہ مقبول ہے
جو آل انڈیا کوآرڈینیٹڈ سورگم امپرومنٹ پراجکٹ کی جانب سے
" موتی جوار " کے بیج جاری کئے گئے ہیں ۔ تاہم جوار کے زیر کاشت
کے صرف (۲۵) فیصد علاقہ " موتی جوار " کی فصل کیڑوں اور بیماریوں سے
متاثر ہوتی ہے ۔ یہ بیماری " موتی ۔ جوار " کی فصل کیلئے ایک مسئلہ
بنی ہوئی ہے ۔ لیکن قبل ازیں ہی نندیال میں تیار کئے جانے والے جوار
کے بیج ـــ ۱۳ ـــ ۲۹ ـــ کو اس نوعیت کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے ۔
اسلئے کوشش کی جا رہی ہے کہ ایسے معیاری قسم کے بیج تیار کئے
جائیں جو زیادہ فصل دینے والے بھی ہوں اور بیماریوں سے متاثر
بھی نہ ہو ۔

دالوں کے اعلیٰ قسم اور زیادہ فصل دینے والے بیج بھی
آپو نے کسانوں کو جاری کئے ہیں جہاں تک نیشکر کا تعلق ہے کافی
تعداد میں اعلیٰ معیاری بیج جاری کئے گئے ہیں ۔ لیکن بعض مخصوص
فصل بیماریوں سے نیشکر کی فصلوں کو خطرات لاحق ہیں ۔ گو کہ
ان بیماریوں پر قابو پانے کیمیکلس اور دیگر ادویات دستیاب ہیں ۔
لیکن یہ بہت گراں ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ " آپو " نیشکر کی تیاری
میں اپنی مساعی جاری رکھے ہوئے ہے جو اس نوعیت کی بیماریوں
کا مقابلہ کر سکے ۔ کپاس کی فصلوں کو بھی بیماریوں سے بچائے
رکھنے اور زیادہ سے زیادہ مقدار میں فصل حاصل کرنے کی غرض
سے تین قسم کے بیج ۔ ورالکشمی ایم سی یو ۵ اور ایچ ۴ ملے
کسانوں کو دستیاب کئے گئے ہیں ۔

اس بات کا پتہ چلا ہے کہ زنک (Z I N C) بھی
خاص کر ناگر جنا ساگر ، سری رام ساگر اور تنگبھدرا کینال کے تحت
آبپاشی علاقوں میں پیداوار میں کمی کا باعث بنی ہوئی ہے ۔ اس
ضمن میں تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے اور متاثرہ زرعی علاقوں
میں (۵۰) کلو فی ہیکٹر کے حساب زنک کے استعمال کی سفارش
کی گئی ہے اس طرح مونگ پھلی کی کاشت کیلئے جپسم
(GYPSUM) ضروری ہے اور اس کے استعمال کا طریقہ

بھی اپنایا جارہا ہے۔ دریائے گوداوری کے طاس کے علاقہ میں دھان کی فصلوں کی کٹائی سے کچھ عرصہ قبل پانی کی قلت سے محفوظ رکھنے کے لیے روایتی وقت سے قبل کاشت کی جارہی ہے۔
اس طرح تین فصلوں۔ چاول + چاول + دالیں کی سہولتیں حاصل ہوئی ہیں۔
کیمیائی کھادوں اور ترقی یافتہ زرعی آلات کا استعمال پچھلے دہے میں شاید ہی ہوا کرتا تھا۔ لیکن تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ حالیہ برسوں میں ان دونوں چیزوں کا استعمال کسان کے لیے بے حد سودمند ثابت ہوا ہے۔

ایسے علاقوں میں چند ریسرچ کیلئے مناسب توجہ مبذول نہیں کی گئی ہے۔ اب " ماقبل۔ کھلیان نقصانات " کو گھٹانے کیلئے ماقبل۔ کھلیان ٹکنالوجی کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے کیونکہ ایک اندازہ کے مطابق ریاست کی سب سے بڑی پیداوار۔ چاول کو " ماقبل۔ کھلیان، مدت " میں کوئی (۲۰) فیصد کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ نیشنل اگریکلچرل پراجکٹ کے تحت پاپٹلہ میں اس بارے میں تحقیقات کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ ●●

غزل

عابد سلطان شاہین
ایم اے (عثمانیہ)
۲۱-۷-۱۴۵ ڈیوڑھی ماما جمیلہ
چارکمان، حیدرآباد

گر غم نہ خوشی میں شامل ہوئے کیف ادائیں ہوجائیں
روشن نہ چراغ الفت ہو اور ختم وفائیں ہوجائیں

انداز نرالے ہیں اُن کے کیا شان ہے ان متوالوں کی
ان کا ہو گذر جس بستی سے مخمور فضائیں ہوجائیں

تقدیر پہ اپنی نازاں ہوں رکھتا ہوں جگر میں درد اُن کا
گر ساتھ زمانہ دے نہ میرا ناکام دعائیں ہوجائیں

بیمار تمہارا مرجائے مرضی ہی تمہاری ہے تو نہ کیوں
مجبور مسیحا ہوجائے بے کار دوائیں ہوجائیں

اب حد سے گذرتا جاتا ہے جوش محبت کا عالم
معلوم نہیں کیا کر بیٹھوں مسموم ہوائیں ہوجائیں

آئینہ میں جب بھی تم دیکھو میرا بھی تصور کر لینا
خوش ہو کے بُلا لینا مجھ کو جب ختم جفائیں ہوجائیں

ہم اُن سے وفائیں کرتے وہ ہم سے جفائیں کرتے ہیں
آہوں میں نہ جوش باقی ہے اثر الٹی نہ دعائیں ہوجائیں

ضلعوں کے آنچل سے

ضلع پریشدوں کو بوردیل کی کھدائی کیلئے رقمی امداد

جاریہ سال کے تیسرے سہ ماہی مدت کیلئے حکومت آندھرا پردیش نے ضلع پریشدوں کے لیے ۶۶۵.۰ لاکھ روپے بطور گرانٹ ان ایڈ کے طور پر منظور کئے ہیں تاکہ درج فہرست اقوام کے رہائشی علاقوں میں بوردیل کھدوائے جاسکیں۔ ضلع پریشد جنھیں یہ رقم دی گئی ہے حسب ذیل ہیں۔

- اضلاع مشرقی گوداوری اور چتور فی کس ۵۰ ہزار روپے
- اضلاع سریکاکلم۔ محبوب نگر اور مغربی گوداوری فی کس ۴۰ ہزار روپے۔
- اضلاع وجیانگرم۔ وساکھاپٹنم۔ کرشنا۔ گنٹور۔ پرکاشم۔ اننت پور۔ کرنول۔ نلگنڈہ۔ ورنگل اور کریم نگر۔ فی کس ۳۰ ہزار روپے
- اضلاع نیلور۔ کڑپہ۔ میدک۔ نظام آباد۔ کھمم اور عادل آباد میں فی کس ۲۰ ہزار روپے۔ ضلع رنگاریڈی کو ۱۰ ہزار روپے۔

آئی۔ آر۔ ڈی۔ پی قرضہ جات کی تقسیم

مسٹر دھالے راؤ کلکٹر ضلع پرکاشم نے گدالور ضلع پرکاشم کے ۳۲۶ خاندانوں میں ۲۲ مارچ کو آئیل انجن۔ ہل چلانے کے بیل۔ کمہاروں کے چرخ اور ٹریننگ دینے کے لیے استعمال کیا جانے والا سامان جنکی مجموعی لاگت ۱۰.۱۵۶ لاکھ روپے ہے تقسیم کئے۔ اس پروگرام کا مقصد ان مستفیدین کو خط غربت سے اوپر لانا ہے۔ کلکٹر صاحب نے بتایا کہ ضلع میں اب تک ۳۶۵.۰ لاکھ روپے مالیت کی ۱۰۲۰۰ یونیٹیں تقسیم کی گئی ہیں اور اس کے ساتھ ۱۵.۶ اکروڑ روپے کی رقمی امداد بھی دی گئی ہے۔

وشاکھاپٹنم میں بیواؤں کو وظائف کی منظوری

آر۔ رام کرشنیا آر ڈی۔ او وشاکھاپٹنم کی اطلاع کے بموجب وشاکھاپٹنم ڈویژن میں ۸۰۰ بیوہ خواتین کو ماہانہ ۵۰ روپے وظیفہ فی کس منظور کیا گیا۔

ہر ضلع میں ایک اسٹیڈیم کی تعمیر کا منصوبہ

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راماراؤ کی تقریر

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راماراؤ نے کہا ہے کہ حکومت کا ارادہ ہے کہ ہر ضلع میں ایک اسٹیڈیم تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ اس سال کے آخر تک ۶ اسٹیڈیم بالکل تیار ہو جائیں گے۔ چیف منسٹر گڈی واڑہ میں ایک اسٹیڈیم کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ ان تمام اسٹیڈیم میں کھلاڑیوں اور طلبا کے لیے سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ مسٹر این۔ ٹی راماراؤ نے قبل ازیں کلکٹر مسٹر جے ہری نارائنا کو گڈی واڑہ میں اسٹیڈیم کی تعمیر کے لیے ۱۲ لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔ مسٹر نارائنا صدرنشین ضلع پریشد اور مسٹر وسنت ناگیشور راؤ ایم ایل اے نے بھی مخاطب کیا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ دیہی ترقی وقت کا اہم تقاضہ ہے۔ حکومت نے دیہی غریبوں اور کمزور طبقات کے لیے ضروری سہولتیں مہیا کرنے کی غرض سے منصوبے بنائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے ہر ضلع میں خواتین کے لیے ایک پیشہ ورانہ سنٹر قائم کرنے کا بھی منصوبہ بنایا ہے۔ تاکہ خواتین کی حالت کو بہتر بنایا جا سکے۔ مسٹر این ٹی راماراؤ نے گڈی واڑہ میں ایک تحت کی عدالت کی ایک نئی عمارت کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ جس پر ۸ لاکھ روپے کے مصارف عائد ہوں گے۔ چیف منسٹر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عام آدمی کو سماجی انصاف بہم پہونچانا حکومت کا فریضہ ہے۔ عدلیہ اور عاملہ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ اور ان دونوں میں خوشگوار تعلقات غریبوں کو انصاف بہم پہونچانے کے لئے راہ ہموار کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ریاستی حکومت کی جانب سے سماج کے غریب طبقات کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے کئی اسکیموں کو روبہ عمل لایا جائے گا۔ چیف جسٹس آندھرا پردیش ہائیکورٹ مسٹر کے مادھو ریڈی نے صدارت کرتے ہوئے کہا کہ تمام متعلقہ اور اہم قوانین کا سرکاری طور پر تلگو میں ترجمہ کرانا چاہیئے تاکہ عدالتوں میں ریاستی سرکاری زبان تلگو میں کارروائیاں کی جاسکیں۔ مسٹر جسٹس کے پنیا اور مسٹر جسٹس بی راماراؤ نے بھی مخاطب کیا۔ چیف منسٹر نے مچھلی پٹنم میں ہندو کالج کی گولڈن جوبلی تقاریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ان کی حکومت نظام تعلیم میں انقلابی تبدیلیاں لائے گی۔ کیونکہ موجودہ تعلیمی نظام، جسے سامراجی مقاصد کی تکمیل کے لیے برطانوی دور میں مدون کیا گیا تھا۔ ان نتائج کا حامل نہیں ہو سکا، جن کی توقع تھی۔ انہوں نے کہا، یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ حصول آزادی کے ۳۵ برس بعد بھی ہمارے نوجوان، نوآبادکاری طرز فکر کے بار کو اٹھائے ہوئے بے سود ڈگریوں کے حصول کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ چیف منسٹر نے کہا کہ تعلیم ایسی ہو کہ ایک طالب علم میں جہاں خود اعتمادی پیدا ہو وہیں پر وہ خود کفیل ہونے کی صلاحیت کا حامل بھی ہو جائے اور خود اپنی اور اپنی مادر وطن کی خدمت کر سکے صدرنشین لوک ایکٹ مسٹر ساباسیوا راؤ نے تقریب کی صدارت کی۔ ●●

ہینڈلوم صنعت کو اولین اہمیت دینے پر زور

— اگادی تقاریب سے چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کا خطاب —

چیف منسٹر آندھراپردیش مسٹر این ٹی راما راؤ نے اس
ت کا اعادہ کیا کہ جب تک مرکز وسیع پیمانہ پر ریاستوں کی مدد
رے اس وقت تک ریاستیں ضرورت مند افراد سے انصاف
بنے کے قابل نہ ہوسکیں گی۔ اگادی تقاریب میں بحیثیت مہمان
وصی تقریر کرتے ہوئے مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہاکہ ریاستیں
ائل کی کمی کے باعث مختلف عوامی فلاحی اسکیمات کو روبعمل لاتے
ے قابل نہیں لہذا مرکز کی سمت مدد کے لیے نظر ڈالی جاتی ہے
بنکہ مرکز کو اختیارات سے دلچسپی ہے۔ انہوں نے مزید کہاکہ مرکز
فرض ہے کہ وہ ریاستوں کی مدد کرے چیف منسٹر نے کہاکہ انہوں نے
پنے عوام کی ترقی کے لیے جو راہ اپنائی ہے وہ اس سے کبھی کبھی
یچھے نہیں ہٹیں گے۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے سیاستدانوں
سے اپیل کی کہ وہ ذاتی مفادات سے بلند ہوکر خود اعتمادی پیدا
کریں۔ انہوں نے کہاکہ سماج اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتا
ب تک کہ سیاستداں موجودہ ڈھانچہ میں انقلابی تبدیلی لانے
عزم نہ کریں۔ اور عوام کو دربیش مختلف مسائل کے حل کے لیے انسانی
ریہ اختیار نہ کریں۔ انہوں نے سیاستدانوں سے عوامی زندگی کی
اہشات اور امیدوں کو محسوس کرنے کی خواہش کی جو آزادی کے
۳۷) برس بعد بھی عوام کی نصف تعداد غربت کی زندگی گزارنے پر
رہے۔ اگادی تقاریب کا اہتمام محکمہ تہذیبی امور نے کیا تھا اس
موقع پر ویدک پنڈتوں اور شعرا کو اعزاز عطا کئے گئے۔ بعد ازاں چیف منسٹر
مسٹر این ٹی راما راؤ نے (۵۰) لاکھ روپے سے تعمیر کئے جانے والے
ویورس بھون کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے مرکزی حکومت سے
ہینڈلوم دپارچہ بانی کی صنعت کو اولین اہمیت دینے اور بافندوں کو
امداد جاری کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ریاست میں
ہینڈلوم صنعت کو ترجیحی کی فہرست میں شامل کرنا چاہیئے۔ چیف منسٹر نے
کہاکہ ریاستی حکومت نے مرکز کے علم میں یہ بات لائی ہے کہ ریاست
میں مزید اسپننگ ملز کے قیام کی ضرورت ہے انہوں نے کہاکہ ماضی
میں بعض خود غرض افراد کی جانب سے سرکاری موقف کے استحصال
کئے جانے کے باعث ریاست میں ہینڈلوم صنعت کو زبردست نقصانات
ہوئے انہوں نے کہاکہ ریاستی حکومت اس مسئلہ کو مرکزی
حکومت کے سامنے پیش کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے انہوں نے اس
توقع کا اظہار کیا کہ سنہ ۸۴-۸۵ء کے دوران کم از کم ایک یا دو
دھاگہ کی ملز قائم کی جائیں گی۔ تاکہ ہینڈلوم بافندوں کو مناسب
مقدار میں دھاگہ فراہم کرنے میں مدد دی جاسکے۔ انہوں نے
کہاکہ تلگودیشم ایم ایل اے مسٹر پی رنگا نائیکلو کی زیر صدارت
"آپکو" ترقی کرے گا اور نقصانات کی تلافی ہوجائے گی
انہوں نے مزید کہاکہ اگر نئے صدرنشین بھی اس میں ناکام ہوجائیں
تو یہ عوام سے کئے گئے وعدہ میں تلگودیشم پارٹی کی ناکامی ہوگی۔●●

پیمانِ وفا

محمد عبدالکریم ماہر (حیدرآبادی)

ڈر یہ ہوگا کہ اگر دادِ جفا لوں تجھ سے
بیٹھے بیٹھے نہ کہیں ہاتھ اٹھا لوں تجھ سے

وسوسہ ہوگا اگر جی ہی چرا لوں تجھ سے
آپ اپنے کو یکایک نہ چھپا لوں تجھ سے

پوچھتی کیوں ہے کوئی آبلہ باقی ہے؟
کیا کہیں قیس کا نقشِ کفِ پا باقی ہے؟

اے مری جان مری جانِ تمنا سن لے
تجھ کو منظور یہی ضد ہے تو اچھا سن لے

میری معصوم مرادوں کا تقاضا سن لے
میری بے تاب نگاہوں کا بلاوا سن لے

نشۂ شوق کو کافور نہ ہونے دوں گا
اپنی دنیا سے تجھے دور نہ ہونے دوں گا

رخِ تاباں میں ترے حسن قمر ہے جب تک
تیری پیشانی میں تابندہ گہر ہے جب تک

پنجۂ زلف میں بوئے گل تر ہے جب تک
چشم میگوں کے تصرف میں سحر ہے جب تک

میں نہ جاؤں گا مری جان مری جانِ وفا
میں نہ جاؤں گا کبھی توڑ کے پیمانِ وفا

جب تلک شوق ہے رہبر میں تجھے چاہوں گا
سوکھے جب تک نہ سمندر میں تجھے چاہوں گا

گرمیٔ مہر ہے جب تک نہ مری جانِ غزل
نہ بہیں کوہ پگھل کر میں تجھے چاہوں گا

جبرِ حالات کو حائل تو نہ ہونے دوں گا
جذبۂ شوق کو زائل تو نہ ہونے دوں گا

پتّہ پتّہ کی زباں گرمِ سخن ہے جب تک
دارِ فانی میں محبت کا چلن ہے جب تک

چشمِ میگوں کی ادا توبہ شکن ہے جب تک
چاندنی رات سہاگن ہے دلہن ہے جب تک

کیا بتاؤں مرے جب تک ہے وسعت کتنی
کون جانے کہ ہے دم لینے کی مہلت کتنی

میں، تو سیلانی ہوں آفاقی ہوں آوارہ ہوں
وسعتِ چرخ میں بھٹکا ہوا طیارہ ہوں

کہیں ٹکرا کے کہیں جل کے نہ جانے کیا ہو
میں تو نیرنگیٔ تقدیر کا شہ پارہ ہوں

غیر ممکن ہے مگر راہِ وفا کی چھوٹے
موت بھی آئے تو پیمانِ وفا کیوں ٹوٹے

پتہ: ۱۱-۳-۹۲۳
ملے پلی، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱
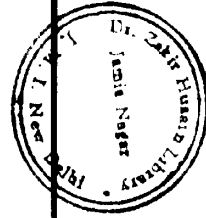
تلگو وگنا ناپیتھیم (تلگو یونیورسٹی) کا افتتاح

سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر نیلم سنجیوا ریڈی کی مخاطبت

سابق صدر جمہوریہ ہند مسٹر نیلم سنجیوا ریڈی نے لسانی فارمولہ کو مستحکم بنانے اور اس پر عمل آوری کی ضرورت پر زور دیا ہے مسٹر سنجیوا ریڈی سکریٹریٹ کے عقب میں تلگو وگنا ناپیتھم (تلگو یونیورسٹی) کا افتتاح کرنے کے بعد ایک بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے اس تقریب کی صدارت کی۔ مسٹر سنجیوا ریڈی نے کہا کہ آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو کے دور میں سہ لسانی فارمولہ بنایا گیا اور انہوں نے اس وقت بحیثیت چیف منسٹر اس فارمولہ کی تائید کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ حال ہی میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کو تین زبانوں ان کی مادری زبان (تلگو) کے علاوہ انگریزی اور ہندی میں جلسہ عام میں خطاب کرنے پر مبارکباد دی ہے مسٹر سنجیوا ریڈی نے سوال کیا کہ آیا اس پر عمل ہو رہا ہے ؟ انہوں نے مزید کہا کہ پنڈت نہرو کے انتقال کے بعد اس فارمولہ میں تبدیلی کی گئی اور مادری زبان' انگریزی اور ہندی' کو مادری زبان "انگریزی یا ہندی" قرار دیا گیا انہوں نے مزید کہا کہ جب وہ لوک سبھا کے اسپیکر تھے تو اس میں لفظ اور کو "یا" سے تبدیل کیا۔ اگرچیکہ یہ بہت معمولی ترمیم ہے لیکن بہت دور رس نتائج کی حامل ہے۔ سابق صدر جمہوریہ نے مزید کہا کہ اگر ہندی کو ہمارے بچوں پر لاد دیا جائے تو وہ یوپی اور بہار کے بچوں سے مسابقت نہیں کر سکتے انہوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ سہ لسانی فارمولہ کو مستحکم بنایا جائے مسٹر سنجیوا ریڈی نے تلگو یونیورسٹی کے قیام پر مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ مسٹر این ٹی راما راؤ کو مادری زبان سے کافی محبت ہے۔ انہوں نے مسٹر این ٹی راما راؤ کو بہت سے اچھی اسکیمات شروع کرنے پر مبارکباد دی انہوں نے کہا کہ مسٹر این ٹی راما راؤ نے دو روپے فی کیلو چاول کی فراہمی اور بیواؤں کو وظائف کی تقسیم کی منفرد اسکیم شروع کی ہے اور دوسری ریاستوں کے لیے ایک قابل تقلید مثال قائم کی ہے۔ مسٹر سنجیوا ریڈی نے کہا کہ انتخابات میں جب مسٹر این ٹی راما راؤ چیف منسٹر بنے تو انہوں نے مسٹر این ٹی راما راؤ کو "اپنا چیف منسٹر" قرار دیا تھا کیونکہ انہیں دہلی سے نامزد نہیں کیا گیا تھا۔ دہلی میں انہوں نے آندھرا تائدین سے کہا تھا کہ آندھرا کے وقار کو دہلی میں تباہ کیا جا رہا ہے۔ انہیں اس بات کی خوشی ہے کہ مسٹر این ٹی راما نے تلگو عوام کے وقار کو برقرار رکھا ہے۔ مسٹر سنجیوا ریڈی نے کہا کہ کچھ عرصہ قبل مسٹر این ٹی راما راؤ نے دہلی منتقل ہونے کا ارادہ ظاہر کیا تھا لیکن اب انہوں نے یہ ارادہ تبدیل کر دیا ہے مسٹر ریڈی نے کہا یہ ایک خوش آئند علامت ہے کیونکہ مسٹر راما راؤ کو مختلف اسکیم کو تکمیل تک پہونچانا ہے جسے انہوں نے شروع کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چھوٹی اسکیموں کی عمل آوری میں بھی مرکز رکاوٹیں کھڑا کرتا ہے اور جب وہ چیف منسٹر تھے انہوں نے کہا تھا "سوتیلی ماں کا طرز عمل بند کیا جائے"۔ چیف منسٹر تلگو کو ایک عظیم زبان قرار دیا اور کہا کہ تلگو یونیورسٹی کے قیام کا مقصد تلگو کو اس کا مستحقہ مقام دینا ہے۔ تلگو وگنا ناپیتھم (تلگو یونیورسٹی) ۳۰ ایکڑ اراضی پر قائم کی جا رہی ہے۔ اس یونیورسٹی میں دیگر کورسس کے علاوہ موسیقی' رقص' ڈرامہ' پینٹنگ' مجسمہ سازی' آسٹرونومی' آسٹرولوجی' پامسٹری پوسٹ گریجویٹ تعلیمی سہولتیں موجود رہیں گی۔

نندی فلم ایوارڈز کی تقریب

سابق صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر نیلم سنجیوا ریڈی کی مخاطبت

سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر نیلم سنجیوا ریڈی نے سیاسی جماعتوں سے پر خلوص اپیل کی کہ وہ آندھرا پردیش میں علاقائی جذبات و احساسات کو بھڑکانے سے باز رہیں ۔ ڈاکٹر سنجیوا ریڈی ریاستی حکومت کی جانب سے شروع کردہ مختلف فلاحی اسکیمات پر عمل آوری میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیئے ۔ انہوں نے کہا کہ علاقہ رائلسیما کے عوام میں بے چینی و بے اطمینانی کے آثار نظر آتے ہیں ۔ تاہم وہ چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ سے خواہش کریں گے کہ وہ فوری ایسی کسی بے چینی کو منظر عام پر آنے سے قبل ہی ختم کر دیں ۔ سابق صدر جمہوریہ نے کہا کہ ماضی میں علحدگی کے لئے تلنگانہ و آندھرا ایجی ٹیشنوں سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا البتہ متعدد بے گناہ اور معصوم اشخاص کی جانیں چلی گئیں ۔ مسٹر سنجیوا ریڈی نے کہا کہ انہوں نے کبھی بھی علحدگی کیلئے کسی ایجی ٹیشن کی حمایت نہیں کی ۔ انہوں نے کسی بھی علاقہ کے عوام کی شکایات کا جائزہ لینے کے لیے عوام کے حقیقی نمائندوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دینے سرکاری خدمات کی تمام کمتر درجہ کی جائیدادیں ، مقامی افراد کیلئے مختص کر دینے اور فلاحی اسکیمات جیسے دو روپے فی کیلو چاول کی سربراہی ، مڈ ڈے میل اسکیمات وغیرہ پر موثر عمل آوری کی طمانیت حاصل کرنے کے لیے رضاکارانہ تنظیم تشکیل دینے کا مشورہ بھی دیا ۔ انہوں نے سیاسی جماعتوں اور عوام سے بطور خاص عوامی فلاح و بہبود سے متعلق اسکیمات کو کامیابی کے ساتھ روبعمل لانے کی پرزور خواہش کی مسٹر سنجیوا ریڈی نے اس بات کا اعادہ کیا کہ وہ اب کسی بھی سیاسی جماعت میں شامل ہونے کا ارادہ نہیں رکھتے تاہم وہ خواہشمند افراد کو سیاسی سماجی اور تعمیری سرگرمیوں کے لئے پر خلوص مشورے دینے میں کوئی تکلف نہیں کریں گے ۔ انہوں نے لداخ میں بحیثیت صدر جمہوریہ مسلح افواج کے جوانوں سے ان کی مخاطبت کی یاد تازہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ ملک کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں ایک سپاہی کی طرح ملک کیلئے اپنی جان قربان کر دینے کیلئے تیار ہیں ۔ انہوں نے ملک کی عظیم شخصیتوں ستیہ مورتی پرکاسم اور ، راجگوپال چاری کے ساتھ جدو جہد آزادی کے دوران جیل میں گذارے ہوئے دنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس دور کے ماحول اور موجودہ حالات میں بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا ہے ۔ سابق صدر جمہوریہ نے اس بات پر سخت افسوس کا اظہار کیا کہ اب ملک بھر میں وہ اخلاقی اقدار باقی نہیں رہے جو نصف صدی قبل عوامی زندگی میں موجود تھے اس دور میں لوگ ملک کی آزادی کیلئے اپنی جان تک نچھاور کر دیتے تھے اور بطالی ملازداستگی جس بات کا برسر عام اعلان کیا جاتا تھا اسے پورا کر دکھاتے تھے اس دور کے عوامی کارکن اور لیڈر عوام کی خدمت کو اپنا نصب العین تصور کرتے تھے لیکن آج عوامی زندگی میں دولت اثرات اور جاہ و منصب کا حصول ہی حقیقی غرض و غایت بن گئی ہے ۔ چیف منسٹر نے مسٹر سنجیوا ریڈی کو سلک کی دھوتی شال پیش کی ۔

خلیل اکمل

کیمیکل و میکانیکل انجینئر

شمسی توانائی اور اسکا مستقبل

توانائی کا حالیہ بحران دراصل سنہ ۱۹۸۳ء کی عرب اسرائیل جنگ کا نتیجہ ہے کیونکہ اس جنگ کے بعد عرب ممالک نے اپنے مطالبات کی یکسوئی کے خاطر پیٹرول کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور یہ فیصلہ تقریباً ہر ملک کی معیشت کو متاثر کرنے کا سبب بنا اور آج جبکہ پیٹرول ہماری جدید طرز زندگی کا ایک لازمی جز بن گیا ہے اس لیے اس کی بہتات یا عدم دستیابی کسی بھی ملک کے معاشرہ کو ایک بڑی حد تک متاثر کرتی ہے۔ توانائی کے بحران کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے روز بروز بڑھتے ہوئے ضروریات کے نتیجے میں پیٹرول کے ذخائر میں بتدریج انحطاط واقع ہو رہا ہے اور جس سرعت سے ہمارے ضروریات میں اضافہ ہو رہا ہے اس تیزی سے توانائی کے دیگر وسائل دریافت نہیں ہو پا رہے ہیں اس لئے آج ہر ملک اس امر کے لیے کوشاں ہے کہ وہ کسی بھی طرح پیٹرول کے ایک مناسب نعم البدل کو دریافت کرکے ایک تو پیٹرول پیدا کرنے والے ممالک کی اجارہ داری سے نجات حاصل کرے اور دوسرا توانائی کے بحران کا بالکلیہ خاتمہ کرے چنانچہ گذشتہ ۸ سال کے دوران توانائی کے غیر روایتی ذرائع جیسے سمندری تموج ہوائی قوت۔ زمین دوز حرارتی توانائی اور شمسی توانائی دریافت کرلئے گئے ہیں۔ ان تمام میں شمسی توانائی ہی وہ واحد ذریعہ ہے جس سے استفادہ کرنا ہندستان جیسے ترقی پذیر ملک کے لیے ممکن ہے۔ قبل اس کے کہ شمسی توانائی پر روشنی ڈالی جائے اگر ہم اپنے موجودہ وسائل کا جائزہ لیں تو اس امر کی وضاحت ہوجائے گی کہ شمسی توانائی سے کس حد تک ہمارے ضروریات کی پابجائی ہوسکتی ہے اور اس کا مستقبل کیا ہے دور حاضر میں توانائی کے حصول کا دارومدار زیرزمین ذخائر کوئلہ۔ پیٹرول اور قدرتی گیس پر ہے۔ جہاں تک ہمارے ملک کا تعلق ہے۔ کوئلہ کو بہت ہی اہم ایندھن تصور کیا جاتا ہے جس کے ذخائر کا اندازہ ۸۳ ملین ٹن لگایا گیا ہے۔ اور اس کی سالانہ پیداوار ۱۳۵ ملین ٹن ہے۔ ہمارے پیٹرول کے ذخائر ۱۳۰ ملین ٹن تک محدود ہیں۔ اور ہمارا سالانہ خرچ ۲۳ ملین ٹن سے تجاوز کرگیا ہے لیکن صرف ۸ ملین ٹن سالانہ پیداوار کے نتیجہ میں ماباقی پیٹرول درآمد کرنا ناگزیر ہے۔ ہمارے قدرتی گیس کے ذخائر صرف ٦٦ ملین کیوبک فٹ ہیں اور ان ذخائر میں پانچویں پنجسالہ منصوبہ کے دوران کوئی خاطر خواہ اضافہ بھی نہیں ہوا۔ پانی کے بہاؤ سے پیدا کی جانے والی توانائی کو اتنی اہمیت نہیں دی جارہی ہے جتنی کہ جوہری توانائی آج ہماری توجہ کا مرکز ہے۔ اس لئے یورانیم دھات کے ذخائر کی تلاش بہت اہمیت کی حامل ہے اگر اس دھات کے کثیر ذخائر دستیاب ہوں تو ۵ ہزار میگا واٹ قوت کے بجلی کے پلانٹ

کی تنصیب عمل میں لا کر توانائی کے مسئلہ کو جزوی طور پر حل کیا جا سکتا ہے۔

ہندستان ایک زرعی ملک ہے جس کی ۷۰ فیصد آبادی دیہاتوں پر مشتمل ہے اور ہمارے توانائی کے ضروریات میں ہر سال ۶ ½ فیصد کا اضافہ ہوتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق کسی بھی چھوٹے دیہات میں بجلی کی کھپت اوسطاً ۵۰۰ کیلو واٹ ہے۔ اگرچہ دیہاتوں کو بجلی کی سربراہی گوبر گیاس سے بھی ممکن ہے۔ لیکن مستقبل میں شمسی توانائی کو بہتر متبادل ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ توانائی قدرت کا عطا کی ہوئی ایک نعمت ہے۔ جو بغیر کسی قیمت کے دستیاب ہو سکتی ہے۔

شمسی توانائی کا منبع سورج ہے جس کا قطر ۸ لاکھ ۶۴ ہزار ۹ سو پچاس میل ہے اور اس کا فاصلہ زمین سے کوئی ۹ کروڑ ۲۹ لاکھ ۵۷ ہزار ۲ سو میل ہے۔ سورج کی سطحی تپش ۶ ہزار درجہ کیلون ہے اور یہ ہر منٹ ایک مربع میٹر رقبہ پر ۱۴ سو واٹ کے برابر بجلی سربراہ کر سکتا ہے۔ سورج کی شعاعیں کرۂ ارض پر ۸ منٹ میں پہنچتی ہیں ان شعاعوں کا بیشتر حصہ راست زمین تک پہنچتا ہے لیکن کچھ شعاعیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو فضا میں پائے جانے والے پانی کے بخارات اور اوزون (OZONE) گیاس میں جذب ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ فضائی گرد و غبار نفیس ذرات بھی اس توانائی کو جذب یا منعکس کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ سورج کی نصف شعاعیں ایسی ہوتی ہیں جو با آسانی نظر آتی ہیں۔ لیکن آدھی شعاعیں جو (INFRA - RED) یعنی زیریں سرخ اور (ULTRA - VIOLET) یعنی بالا بنفشی شعاعوں پر مشتمل ہوتی ہیں نظر نہیں آتی۔ شمسی توانائی کی قوت اور اس کی مقدار کا انحصار موسمی تغیرات اور فضائی حالات پر ہوتا ہے اور اس توانائی کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ اس سے فضائی آلودگی کا کوئی خدشہ نہیں ہے۔

شمسی توانائی دنیا کے تمام وسائل سے حاصل ہونے والی توانائی کے مقابلہ میں ۲۳ ہزار گنا زیادہ ہے بشرطیکہ اس کو خاص طریقہ سے جمع کر کے استعمال کیا جائے۔ شمسی توانائی عموماً دو طریقوں سے حاصل کی جاتی ہے پہلا طریقہ وہ ہے جس میں دھاتی کشتی نما برتن استعمال کئے جاتے ہیں جن کی نچلی سطح پر ایک مخصوص کالے پینٹ کی تہہ چڑھا دی جاتی ہے تاکہ سورج کی شعاعیں اس برتن میں بآسانی جذب ہو جائیں ایسے برتن عموماً بڑے پیمانہ پر شمسی توانائی کے حصول کے لیے موزوں ہیں۔
شمسی توانائی حاصل کرنے کا دوسرا طریقہ وہ ہے جس میں نیم کروی شکل کے کٹورے نما برتن استعمال ہوتے ہیں جن کے اندرونی سطح پر المونیم یا تانبے کے پتر چڑھا کر سورج کی شعاعیں ایک دوسرے برتن پر منعکس کی جاتی ہیں جس طرح سے (CONVEX LENS) یعنی محدب عدسے سے شعاعوں کو ایک نقطہ پر مرکوز کر کے سگریٹ جلایا جاتا ہے اس دوسرے طریقہ سے چھوٹے پیمانہ پر طاقتور توانائی حاصل کرنے گھریلو ضروریات کی پابجائی کی جا سکتی ہے۔

شمسی توانائی کے خوش آئین مستقبل کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اس سے زندگی کے تقریباً ہر شعبہ میں استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ شمسی عمل کشید سے سمندر کے پانی سے کھارے پن کو دور کر کے پینے کے قابل بنایا جاتا ہے اس عمل میں سمندری پانی کو سورج کی طاقتور شعاعوں سے گرم کر کے بخارات میں تبدیل کیا جاتا ہے پھر ان بخارات کو ٹھنڈا کر کے پانی میں بدل دیا جاتا ہے اس طریقہ کو سنہ ۱۸۷۲ء میں چلی کے مقام پر شورہ کی کان میں جانوروں کو پینے کا پانی مہیا کرنے کے لیے استعمال کیا گیا لیکن بعد میں یہی کشید کا عمل ایسے ریگستانی علاقوں میں استعمال ہونے لگا جہاں پینے کا پانی دستیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ شمسی کشید پر دوسری جنگ عظیم کے بعد باضابطہ تحقیقی کام شروع ہوا اور آج اس کے ترقی یافتہ پلانٹ امریکہ۔ روس۔ اسپین اور آسٹریلیا میں کام کر رہے ہیں۔

شمسی توانائی کا روایتی اور قدیم استعمال سمندری پانی سے نمک تیار کرنا ہے اور یہ طریقے آج بھی ہندستان۔ پاکستان۔ میکسیکو۔ کولمبیا میں رائج ہیں۔ شمسی توانائی کا ایک اور روایتی استعمال وہ ہے جس میں

مل کو زیر سایہ پھیلا کر خشک کیا جاتا ہے لیکن آج کل اس مقصد
ے لیے ایسے کمرے تعمیر کئے جا رہے ہیں جن میں سے سورج کی
عاعوں سے گرم کی ہوئی ہوا کو ایک خاص رفتار سے گذارتے ہیں
ن سے ان کمروں میں ایک مطلوبہ تپش قائم رہتی ہے۔ انڈین
ریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں کافی تحقیق کے بعد شمسی
DRYER) کے نئے ڈیزائن تیار کر لئے ہیں جن کی
نجائش ۳ ٹن اور قیمت صرف ۱۲۰۰ روپیہ ہے۔

شمسی توانائی کو آج کل AIR CONDITIONING
ر ریفریجریشن کے علاوہ غذا ترکاریوں اور پھلوں کو ایک طویل
رصہ تک محفوظ رکھنے کے لیے۔

یعنی کم بیشی ذخیرہ گھروں میں استعمال کیا جانے لگا ہے دینز
بارتی اور گھریلو استعمال کے لیے شمسی پھیکے اور چولھے بھی تیار ہونے
لگے ہیں جن کو ایک عام آدمی تک پہنچانے کے لیے کوشش کی
بارہی ہے۔

شمسی توانائی کے تعلق سے ایک عام تاثر یہ ہے
ہ رات کے وقت اور خصوصاً موسم برسات میں اس سے استفادہ کرنا
ممکن ہے لیکن ۱۹۷۸ء میں مغربی جرمنی میں جو نمائش ترتیب
ی گئی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سائنسی تحقیقات نے اس
سئلہ کا بھی حل دریافت کرلیا ہے۔ جب دن کے وقت
ز دھوپ چمکتی ہے تو ایسے وقت توانائی کو شمسی بیاٹریوں میں محفوظ
ر لیا جاتا ہے اور یہ توانائی ۲۵ ہزار واٹ بجلی کی قوت کے مماثل ہوسکتی
ہے۔ چنانچہ سویڈن میں موٹر گاڑیوں کو چلانے کے لیے یہی بیاٹریاں
ستعمال ہو رہی ہیں۔ ایک کار کے لیے ۸ بیاٹریاں درکار ہوتی ہیں۔
ن سے ۱۴۰ واٹ بجلی کی قوت پیدا ہوتی ہے جو ۶۰ میل کی مسافت کیلئے
افی ہے اور یہ کار ۵۰ کیلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتی ہے اور انہیں
یاٹریوں سے مختلف قوت کے برقی موٹر چلاکر کسی بھی موسم میں زراعت
میں مدد لی جاسکتی ہے۔

شمسی توانائی کو محفوظ کرنے میں سوڈیم تاسیفٹ نامی کیمیائی مرکب
کی غیر معمولی خصوصیات سے فائدہ اٹھایا گیا ہے یہ مرکب صرف ۳۶ ڈگری
سنٹی گریڈ پر پگھلتا ہے اور پانی کے مقابلہ میں ۷ گنا حرارت محفوظ
کرسکتا ہے اس مرکب کو دن کے وقت پگھلاکر شمسی حرارت کو اس میں
منتقل کیا جاتا ہے اور پھر رات کے وقت اس مرکب کو ٹھنڈا کرکے اس
حرارت کو کام میں لایا جاتا ہے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں زمین کا ۷۰ فی صد رقبہ سمندر سے
گھرا ہوا ہے اور اس کے پانی میں دن کے وقت سورج کی گرمی سے
بھاری مقدار میں حرارت کا ذخیرہ ہوتا ہے لیکن سمندری پانی کی سطح
تپش گہرائی والے پانی کے مقابلہ میں زیادہ رہتی ہے۔ شمسی توانائی
سے رات کے وقت بجلی پیدا کرنے کے لیے سمندری پانی کو اس خصوصیت
سے استفادہ کیا گیا ہے۔ بجلی پیدا کرنے کے اس طریقہ میں کیمیائی مرکب
سیال امونیا کو سطحی پانی کی گرمی سے گیس میں تبدیل کیا جاتا ہے
اس کو مزید گرم کرکے اس کے دباؤ میں خاصا اضافہ کرتے ہیں اب
گیس کا یہ دباؤ بجلی کے ٹربائن چلانے کے لیے کافی ہے۔ پھر امونیا
گیس کو دوبارہ سیال میں تبدیل کرنے کے لیے اس کو سمندر کے گہرائی
والے پانی سے گذارتے ہیں جو نسبتاً ٹھنڈا رہتا ہے۔

ہندوستان ایک گرم ملک ہونے کی حیثیت سے شمسی
توانائی کے حصول کے اعتبار سے بہت ہی خوش قسمت ہے۔ چنانچہ
راجستھان میں ۳۲۰۰ گھنٹے سالانہ نہایت ہی طاقتور شمسی توانائی
دستیاب ہوسکتی ہے جو ملک کے دوسرے علاقوں کے مقابلہ میں
بہت زیادہ ہے اس لئے قدرت کے اس بیش بہا وسیلہ سے
مستفید ہونے کے لیے ۱۹۵۰ء میں ہی نیشنل فزیکل لیباریٹری
(NPL) دہلی میں ایک تحقیقی پراجکٹ کا آغاز کیا گیا اور اس
لیباریٹری کو بہت ہی قلیل مدت میں شمسی چولھے تیار کرنے میں کامیابی ہوئی۔

اگرچیکہ یہ چولھے تکنکی اعتبار سے ٹھیک تھے لیکن اس کا استعمال صرف گھر کی چار دیواری تک محدود تھا اس کے علاوہ ان چولھوں کے استعمال کے تعلق سے سماجی دائرہ میں مختلف شک وشبہات وقوع پذیر ہوئے جس کی وجہ شمسی توانائی کو خاطر خواہ ترقی نہیں ہوئی لیکن آج کئی تجربہ گاہوں کے علاوہ خانگی وصنعتی ادارے بھی اس توانائی کو ترقی دینے کے لیے کوشاں ہیں۔ ڈپارٹمنٹ آف سائنس وٹکنالوجی میں بھی اس سمت کام شروع ہوگیا ہے اور وہاں آج کل جن پراجکٹ پر کام ہو رہا ہے اُن میں دودھ کا پوڈر اور گھریلو چولھے بنانا شامل ہے۔ اور حال ہی میں ہندستان اور جرمنی کے تعاون سے ۱۰ تا ۱۰۰ کیلو واٹ بجلی کی قوت سے چلنے والے زرعی پمپ اور کمی تپشی ذخیرہ گھر تیار کرنے کا معاہدہ طے پایا ہے۔

شمسی توانائی پر جن دوسرے اداروں میں کام ہو رہا ہے ان میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی مدراس اور بھارت ہیوی الکٹریکلس کے خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا جہاں جرمنی کے اشتراک سے کئی گھریلو پراجکٹ پر کام ہو رہا ہے۔

غرض شمسی توانائی ہمارے ملک میں ایک روشن مستقبل رکھتی ہے چنانچہ ایک جرمن سائنسی ماہر کا کہنا ہے کہ شمسی توانائی کے اعتبار سے ہندستان بہت ہی خوش نصیب ہے اور اسکی ترقی سے دیہی ترقیاتی پروگرام کو تقویت پہنچے گی۔

غزل

الزام میکشی سے چلو میں تو بچ گیا
لیکن درونِ میکدہ کہرام مچ گیا

ہر تلخیٔ حیات کو میں پی گیا مگر
میری رگوں کے خون میں وہ زہر رچ گیا

جو داغ دِل پہ تھا تری بے اعتنائی کا
الطاف دوستاں سے تو وہ بھی کہر رچ گیا

وہ خود کو آج تک بھی سمجھتا ہے خوش نصیب
جو تیری کج ادائی سے ہر بار بچ گیا

ہر منزل حیات کی راہ طویل میں
عیسیٰؑ کی طرح دار پہ ہر وقت بچ گیا

تاریکیوں کا قافلہ خورشید وقت کی
سو بار زد میں آگیا ہر بار بچ گیا

جس کی رفاقتیں ہیں ہر حال میں شریک
وہ خوش ادا نگاہ محبت میں رچ گیا

جوہر شکستِ ناش کا منظر تو دیکھئے
دنیائے دل میں چارسو کہرام مچ گیا

جوہر ہاشمی

جوہر منزل 18-7-423/1/M/A/10
بیرون کٹہ تالاب میر جملہ
حیدرآباد 500002

ممتاز ماہر سرطان ڈاکٹر ایچ۔ سید علی صاحب
سے محترمہ نکہت حیدر کا خصوصی انٹرویو

اکثر بیماریاں مثلاً دق، نمونیا، ٹائی فائیڈ جذام وغیرہ انسان کے جسم میں بیرونی طریقہ سے جراثیم کے داخل ہونے سے پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن کینسر جسکو اردو کی اصطلاح میں سرطان کہتے ہیں اس طرح لاحق نہیں ہوتا۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد سے بوڑھا ہونے تک اس کے جسم اور عضو کے خلیے زائل ہوتے رہتے ہیں اور ان کی جگہ نئے خلیئے بنتے رہتے ہیں اگر زبان جسکو انگریزی میں TONGUE کہا جاتا ہے بچپن میں بہت چھوٹی ہوتی ہے روزبروز زبان کے پرانے خلیے زائل ہوتے ہیں اور سرعت سے نئے خلیے بنتے ہیں اور یہ میکانیت ایام شباب تک بہت تیزی سے طے پاتی ہے جسکی وجہ سے جسم کے عضو بڑھتے رہتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات میں خلیوں میں کئی ایسے خلیے بھی پیدا ہوتے ہیں جو اپنی طبعی شکل کے موافق جسم میں تقسیم نہیں ہوتے اور انکی شکل بے ڈھنگی سی ہوتی ہے ایسے خلیے مختلف شکل اختیار کرکے ایک جگہ ہوکر ابھار کی شکل میں جمع ہو جاتے ہیں اور ایسا ابھار جو زبان پر پیدا ہوتا ہے اس کو زبان کا کینسر کہتے ہیں۔

س   جسم کا وہ کون سا حصہ ہے جہاں سرطان نمودار ہوتا ہے

ج   جسم کے کسی عضو کے خلیوں کی بے قاعدہ تقسیم کے عمل سے سرطان پیدا ہوتا ہے۔ جسم میں کوئی ایسا مادہ موجود نہیں ہے جو اس مرض کے لاحق ہونے پر اس مرض کی مدافعت کرسکے۔ سرطان جسم کے کسی بھی حصہ کو داخلی اور خارجی طور پر متاثر کرسکتا ہے۔ چنانچہ سرطان ہندوستانی مریضوں میں منہ، معدہ، مقعد، پستان، بچہ دانی اور جلد میں پایا جاتا ہے۔ لیکن جسم کا کوئی حصہ مرض سرطان کے حملہ سے مستثنیٰ نہیں ہوسکتا۔

س   دنیا کے کون سے علاقے ہیں جہاں سرطان عام ہے

ج   مرض سرطان کیلئے کوئی نسلی یا جغرافیائی حدود نہیں ہے جیسا کہ دوسرے چند امراض میں ایسے حدود متعین ہیں کینسر کی بعض اقسام دنیا کے بعض علاقوں میں زیادہ پائی جاتی ہیں لیکن کوئی آدمی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اس لحاظ سے کینسر بین الاقوامی مرض ہے۔

س۔   کینسر کے اسباب کیا ہیں؟

ج کینسر ملیریا یا ٹائی فائیڈ کی طرح ایسی بیماری نہیں جسکے مقررہ اسباب ہوں اس کے کئی اسباب ہوتے ہیں لیکن ابھی تک دنیا کو اس مرض کے حقیقی اسباب وعلل کا پتہ نہیں چلا ۔ دنیا میں مختلف ملکوں میں شہرت یافتہ تحقیقاتی لیباریٹریز اس مرض کے اسباب وعلل کے سراغ لگانے کیلئے مختلف تحقیقات میں مصروف ہیں مگر اس بارے میں اب تک خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی البتہ بعض عوامل حالیہ ہی میں دریافت ہوئے ہیں کہ کینسر کے لاحق ہونے کا قطعی سبب ہیں ان عوامل کا جاننا بے حد ضروری ہے تاکہ اپنے عزیز و اقارب کو ہم سرطان کی بعض عام اشکال سے محفوظ رکھ سکیں ۔

(أ) کہنہ رگڑ : بہت سارے ماہرین طب نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ منہ، اور جلد کا کینسر مسلسل رگڑ کا نتیجہ ہوتا ہے ۔ تمباکو کا مسلسل استعمال بھی اس مرض کو لاحق کرنے کا ذریعہ ہے ۔ ایسے مریض بھی جو تمباکو کے عادی نہیں ہیں اور جنکے دانت نکیلے ہیں وہ چار یا پانچ سال کی مدت میں زبان کے اطراف مسلسل رگڑ سے اس مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ یہ لوگ سب کے سب دانتوں کی بیماری کے شکار تھے ۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ جسم میں کہنہ پھوڑا بغیر علاج کے ایک عرصہ تک رہے تب بھی کینسر نمودار ہو سکتا ہے ۔

اعضائے تناسل کے کینسر کے بارے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس مرض میں مبتلا افراد کی اکثریت کا تعلق مزدور طبقہ سے ہے اور ایسے لوگ جو ختنہ نہیں کرتے ان میں سے ۔ فی صد ایسے اشخاص ہیں جن میں اعضائے تناسل کی چمڑی پیچھے نہیں الٹنے پاتی ۔ مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ جن افراد کی ختنہ بچپن ہی میں ہو گئی ہے ان میں سے کسی کو بھی یہ مرض لاحق نہیں ہوتا اس سے پتہ چلتا ہے کہ رگڑ یا عضو کے سامنے کے حصہ پر میل کا جمع ہوجانا کینسر کا اہم سبب ہے ۔

س ۔ کینسر کی ایک وجہ تو ہوئی تمباکو، اور کیا وجوہات ہیں ۔ ؟

ج ۔ عورتوں میں جو کینسر عام ہے وہ بچہ دانی کے اگلے حصہ یعنی منہ کا کینسر ہے ۔ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کا کینسر ان خواتین میں زیادہ ہوتا ہے جنکے کئی بچے ہوتے ہیں اور انکی زچگیوں میں رحم کو ضرر پہونچتا ہے ۔ زچگیاں اگر دواخانوں میں یا ڈاکٹروں کے ذریعہ کرائی جائیں تو اس صورت میں رحم کے ضرر کا فوراً علاج ہو جاتا ہے ۔ اور ایسی عورتوں میں رحم کے کینسر کا امکان بہت ہی کم ہوتا ہے ۔ عورتوں میں چھاتی کا کینسر بھی عام ہے اسکا سبب بچوں کو دودھ نہ پلانا ہے ۔ بعض عورتیں جسمانی خوبصورتی کی خاطر دودھ سوکھا لیتی ہیں اور نوزائیدہ بچوں کو ڈبے کا دودھ یا گائے کا دودھ پلاتی ہیں ان وجوہات سے اس مرض کے لاحق ہونے کا اندیشہ رہتا ہے ۔ یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ جاپان میں ہر عورت کیلئے اپنے نوزائیدہ بچہ کو دودھ پلانا اخلاقی فریضہ ہے ۔ اسلئے جاپان میں چھاتی کے کینسر کے مریض نہ ہونے کے برابر ہیں اسکے علاوہ برخلاف امریکہ میں عموماً عورتیں اپنی بناوٹ اور جسم کی خوبصورتی بگڑ جانے کے خوف سے بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں اس وجہ سے اس ملک میں چھاتی کا کینسر بہت زیادہ ہوتا ہے ۔

س ۔ پیشہ کے سبب سے ہونے والا کینسر ؟

ج ۔ بعض کیمیائی اشیا بھی کینسر کے لاحق ہونے کا سبب بنتے ہیں ۔
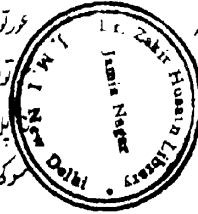
جیسے کہ ڈائیر پیپر ان مسلسل گرمی اور روشنی کا سامنا۔ ایسے
افراد جو معدن میں کام کرتے ہیں انکی سانس کے ذریعہ ریڈیائی
گرد کا سینہ میں داخل ہونا شش کے کینسر کا سبب بنتا ہے۔

س کیا سرطان قابل علاج مرض ہے ؟

ج سب سے پہلے میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ دوسرے
امراض کی طرح اس مرض سے بھی مریض مکمل طور پر
صحت یاب ہوسکتا ہے ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مرض
کی علامت ظاہر ہوتے ہیں ۔ علاج کی طرف رجوع ہوں
انگلینڈ اور امریکہ میں چونکہ ہر فرد تعلیم یافتہ ہے اور نوجوان
بوڑھے سب اس مرض کی علامات سے بخوبی واقف
ہیں اسلئے مرض کے ظاہر ہوتے ہی فوراً فیملی ڈاکٹر سے
رجوع ہوتے ہیں اور علاج کے ذریعہ صحت یاب ہوتے
ہیں ۔ کینسر کے مریض کے مکمل شفایاب ہونے کیلئے جلد
سے جلد رجوع ہونے کی اہمیت ہے۔

(۱) جراحی (۲) ریڈیم (۳) ریڈیو تھراپی
(۴) کیموتھراپی (۵) ریڈیو کوبالٹ

مذکورہ بالا طریقہ علاج سے مریض بالکل صحت یاب
ہوجاتا ہے اور اس طرح کئی لوگوں کی جان بچائی گئی ہے۔

س کیا کینسر متعدی مرض ہے؟

ج کینسر کے مریض کے ساتھ مسلسل رہنے اور اسکی تیمارداری
کرنے سے کوئی شخص ہرگز ہرگز کینسر کا شکار نہیں بنتا۔

س کینسر موروثی مرض ہے ؟

ج چند امراض مثلاً آتشک وغیرہ موروثی مرض ہوا کرتے
ہیں لیکن کینسر موروثی مرض نہیں ہے ۔ اگر ماں پستان
کے کینسر میں دوران حمل مبتلا ہو تو ایسی عورت کے نوزائیدہ
بچہ کو کینسر نہیں ہوسکتا لیکن بعض خاندانوں میں اتفاقی بات
ہے کہ ماں اور باپ کینسر میں مبتلا تھے اور اولاد کو کینسر
ہوا جس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ کینسر موروثی
مرض ہے۔

س ہندستان میں کینسر کے مریضوں کا تناسب کیا ہے ؟

ج ہندستان میں خاطر خواہ سہولتیں نہ ہونے کے باعث مرض
سرطان کا حقیقی تناسب نہیں بتایا جاسکتا لیکن اس حد تک
کہہ سکتے ہیں کہ بھور کمیٹی نے جو ہندستان کے طول وعرض
کا دورہ کرکے ایک تخمینہ بتایا ہے اسکے بموجب فی دس لاکھ آبادی
میں تین ہزار افراد کینسر میں مبتلا ہیں ۔

س کینسر کی ابتدائی علامات کیا ہیں ؟

ج یہ بات ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ کینسر کے ابتدائی مرحلے
میں بالکل درد نہیں ہوتا اور اس کا علاج کیا جائے تو مریض
بالکل صحت یاب ہوجاتا ہے۔ اسکے درد نہ ہونے سے
غلط فہمی کا شکار نہ ہوں اور جب درد محسوس ہونے لگے تو یہ
مرض ناقابل علاج ہوجاتا ہے اسکی خطرناک علامات
حسب ذیل ہیں۔

(i) ایسا پھوڑا جو بالخصوص زبان ’گال‘ طارق اور ہونٹ
میں ہو اور مسلسل جدید ترین ڈاکٹری علاج کے باوجود
۶ ماہ کے اندر مندمل نہ ہو ۔

(ii) پستان یا جسم کے کسی اور مقام پر ایسا گڈھ یا ابھار
جس میں درد نہ ہو ۔

(iii) جسم کے قدرتی سوراخ مثلاً منہ‘ مقعد‘ اندام
نہانی سے غیر معمولی اخراج خون ۔

(iv) مسلسل بدہضمی جو دو ماہ کے عصری ڈاکٹری علاج
کے باوجود بھی دور نہ ہو ۔

(v) جسم کے کسی حصہ پر مسہ یا تل کا رنگ بدل جانا

اور یکایک اسکا حجم بڑھ جانا

(۷۱) آواز میں تبدیلی، مسلسل کھانسی، یا نگلنے میں مسلسل تکلیف ہونا اور ان کیفیتوں کا مسلسل قائم رہنا اور علاج کے باوجود دور نہ ہونا۔

(۷۱۱) آنتوں کے حسب معمول عمل میں تبدیلی شلاً مستقل قبض کی شکایت اور مسلسل اجابتیں ماہ بہ ماہ کے وقفہ سے ہونا اور عصری علاج کے باوجود اس شکایت کا دور نہ ہونا۔ چند روز کثرت سے اجابتوں کا آنا اور پھر موقوف ہو کر یکایک قبض کی شکایت لاحق ہونا۔

اگر ان خطرناک علامتوں سے لوگ واقف ہو جائیں اور ڈاکٹر اگر ان علامات کی تشخیص کرلیں تو کینسر کا مرض زائل ہو جاتا ہے۔ اور لوگ شفایاب ہو جاسکتے ہیں۔

اگر کسی شخص کو مذکورہ علامات میں سے کوئی علامت نمودار ہو تو فوراً کسی ڈاکٹر کے پاس رجوع ہوں اسی طرح سے جس طرح سے کہ ہڈی ٹوٹنے پر یا آنت اترنے کے مریض ڈاکٹر کے پاس بھاگے بھاگے جاتے ہیں۔ اس مرض سے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ کسی قسم کی گھبراہٹ کے بغیر خاطر خواہ علاج کرائیں اور صحت یاب ہو جائیں۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ مذکورہ علامات یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ علامتیں صرف کینسر کے مریض میں پائی جاتی ہیں۔

میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ فی الفور ڈاکٹر سے تشخیص کرائیں جو اپنے تجربہ کے لحاظ سے یہ بتلائے گا کہ فی الواقعی مریض کینسر میں مبتلا ہے یا نہیں اس احتیاطی اقدام سے بہت ساری جانیں بچائی جاسکتی ہیں۔

میں آخر میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ ان احتیاطی تدابیر سے اس مرض سے نجات پائی جاسکتی ہے۔

کینسر کا انسداد

(i) جلد، منہ، اور دانتوں کو صاف رکھا جائے۔

(ii) جسم کے کسی حصہ کو رگڑ یا زخم بننے سے بچایا جائے

(iii) اپنے ڈاکٹر سے پابندی کے ساتھ مشورہ کرتے رہیں۔

(iv) کوئی جسمانی یا ذہنی تکلیف کام کرنے میں مانع ہو تو اس سے ڈاکٹر کو مطلع کریں۔

(v) مذکورہ علامات کے بڑھنے سے پہلے ہی اپنے آپ کو بچانے کی تدبیر کریں۔

(vi) خطرناک علامات سے بخوبی واقف ہوں۔

(vii) مذکورہ علامات سے بخوبی واقف ہوں۔ اور ان میں اگر ایک بھی علامت پائی جائے تو طبی مشورہ فوراً حاصل کیا جائے تاکہ یہ پتہ چلے کہ آیا فی الواقعی کینسر تو نہیں ہے۔ فوری علاج کرائیں تاکہ اگر کینسر ہو تو اس سے مکمل صحت یابی ہو جائے۔ ●●

محمد افتخار احمد بشیر بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

ریٹائرڈ سیشن جج

۲-۴-۱۰۸۲ نبولی اڈہ حیدرآباد ۲۷

کے دن رات

مچھیرے سخت جاں کتنے ہی لے کر کشتیاں اپنی
اندھیرے منہ نکل جاتے ہیں چھاتی پر سمندر کی

تلاشِ رزق میں ڈالے ہوئے یہ جان جوکھم میں
چلے جاتے ہیں میلوں ڈولتے خطراتِ پیہم میں

جہاں نظروں سے کھوئے تھے وہیں سے پھیرا بچھرتے ہیں
سنبھالے یافت اپنی دوپہر تک بھوکے مرتے ہیں

سرِ ساحل جو آئیں کشتیاں میلے کا عالم ہے
خریداروں کی اور کچھ خونچے والوں کی اودھم ہے

سنہری، سبز، سادہ، حاملہ، چھوٹی بڑی لادے
مچھیرے مچھلیاں جالوں میں لٹکائے ہوئے آئے

اگر پکڑی گئی ہیں کم تو غم کی بڑھ گئی گتھی
کسی دن مل گئی زیادہ تو سستی بک گئی مچھلی

سمجھ پائے نہ یہ عقدہ کبھی بے علم دیوانے
خریداروں کے داؤ پیچ سے سازش سے بیگانے

کمائی اپنی ان کو سونپ کر چلتے ہوئے آخر
ملے ہیں اونے پونے دام ہی ان کو یہاں اکثر

عموماً سہ پہر کے بعد اک ہو کا نظارہ ہے
ہوا کی سنسناہٹ یا فقط موجوں کا غوغا ہے

سرِ ساحل یہ چمکیلی ملائم ریت کی پٹی
سنہری گوٹ فرشِ لاجوردی پر دمک اٹھی

نہیں ہے کوئی دہقاں اس سماں کو داد دینے کو
نہ ہی فیشن زدہ ٹولی ہے جشنِ شب منانے کو

مچھیرے اپنے اپنے جھونپڑوں میں نیند لینے کو
تھکن سے چور ہیں بے سدھ پڑے ہیں صبح اٹھنے کو

بھیانک بے کراں لوٹیں ہمہ شب سر پٹکتی ہیں
دہاڑیں مارتی اٹھتی ہوئے ساحل لپکتی ہیں

خروشِ موج کی لے پر مسلسل ایک نغمہ ہے
سمندر کے جیالوں کو سمندر کا دلاسا ہے

مگر سپنے بھی کچھ بُرا تا ہے ان بھولے غریبوں کے!
بشر پلٹیں گے روز و شب یقیناً ان مچھیروں کے

٭ کالنگاپٹنم ، آندھراپردیش کے ضلع سریکاکلم میں ایک ساحلی پس افتادہ مچھیروں کی بستی

ایس - ایس - چاولہ
B - 110/D سنگیتا کالونی
کے - کے - نگر - مدراس - ۶۰۰۰۷۸

پکنک کا پروگرام بہت جلدی میں بنا تھا۔ کالج کے لڑکے۔ لڑکیوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ ذرا جلدی پہنچ کر بس کی تمام سیٹوں پر قبضہ کرلیں گے اور پھر جوانی کا تقاضہ بھی یہی تھا کہ کسی اور کو اس بس کے اندر نہ آنے دیں۔ کنڈکٹر تک کو بھی سیٹ نہ مل سکی تھی۔

بس میں ہر طرف جوانی اور اسکے ساتھ آنے والی بے فکری اور مستی بکھری پڑی تھی اور ہر بشر اس بات کا خواہشمند تھا کہ ماحول کی جس کٹھالی میں وہ ڈھالا گیا۔ اُسکا مظاہرہ وہ پبلک میں ضرور کرلے۔ پردیپ اور راج دنش اکھٹے بیٹھے ہوئے تھے پردیپ کا باپ کروڑپتی تھا اور راج دنش اپنے کالج کا ہونہار ترین لڑکا مانا جاتا تھا۔

اچانک بس رُکی۔ ایک باوقار عورت جس کی عمر ساٹھ سال کے قریب ہوگی۔ وہ بس کے اندر داخل ہوئی۔ بس کے باہر ایک امپالا کار کھڑی تھی۔ بس میں کسی نے بھی اس بزرگ عورت کو بیٹھنے کے لئے جگہ نہ دی بلکہ ہر بشر ذرا اور پھیل کر بیٹھ گیا۔ راج دنش اُٹھ بیٹھا اور وہ بزرگ عورت بیٹھ گئی۔ ہر طرف سے آوازیں ابھریں "چمچہ" "زن مرید" "خوشامدی" "بے وقوف" "فلرٹ"۔ راج دنش بس مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ انسانوں کی اندرونی اور بیرونی خوشبو اور بدبو کے فرق کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ پردیپ کی زبان کو خارش ہو رہی تھی۔ اس نے راج دنش کو مخاطب کرکے کہا کہ دیکھو بھئی۔ میرے اولڈمین (بڈھے یعنی باپ) نے کہا بھی تھا کہ بسوں میں دھکے کھانا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ امپالا یا مرسیڈیز میں سے کوئی ایک گاڑی لے جاؤ۔ اور تمہاری پکنک سپاٹ کے بالکل قریب میرے ایک دوست راجہ کنول دیپ سنگھ رہتے ہیں اُن سے بھی مل آنا اور ایک نظر اُنکی اکلوتی لڑکی پر ڈال آنا۔ لڑکی اچھی لگے تو مال بھی خوب ملے گا۔ میں نے اپنے اولڈمین سے کہا کہ آپ اپنے زمانہ کی بات مت کریں۔ جب ماں باپ ڈاکٹروں کی طرح بیٹے بیٹی سے کہتے تھے کہ منہ کھولو اور مکسچر منہ میں ڈلوالو میں اپنی شادی کی فکر خود ہی کرلوں گا۔ بس دھچکے کے ساتھ رُکی۔ پکنک سپاٹ آچکا تھا۔

آدھے گھنٹہ کے بعد پردیپ اکتا گیا تھا اور آخر بہت زور دیکر اس نے راج دنش کو اپنے ساتھ راجہ صاحب کے محل میں جانے کے لئے رضامند کرلیا۔ کئی ایکڑ زمین کے درمیان سنگ مرمر کا ایک خوبصورت محل بنا ہوا تھا پھاٹک سے محل کا فیصلہ ایک فرلانگ سے بھی زیادہ تھا۔

یکایک۔ دونوں رُک گئے۔ انہیں ایسا لگا جیسے کوئی پری آسمان سے زمین پر اُتر کر آگئی ہو۔ پندرہ سولہ سال کی الہٹر جوانی تھی۔ زمین کو چھوتے لمبے۔ کالے۔ گھنے بال اور یہ بال گھنے بادلوں کی طرح سُرخ و سفید چہرے کو کبھی چھپا لیتے تھے اور کبھی عیاں کردیتے تھے۔ پہاڑی جھرنے کے بہاؤ کی طرح سُریلی آواز میں اس نے پوچھا کہ آپ کو کس سے ملنا ہے؟ رعب حسن تھا کہ پردیپ کی آواز گنگ ہوگئی اور جب وہ سنبھل کر بولا بھی تو آواز پھاڑ کھانے والی تھی۔ "میرا نام پردیپ کمار ہے۔ میں مشہور کروڑپتی سیٹھ رام چند لکھمی چند کا لڑکا ہوں۔ وہ راجہ صاحب کے دوست ہیں۔ اُن سے ملنا ہے۔" وہ بولی راجہ صاحب

میرے پاپا تو نہیں پس راج ماتا میری دادی ماں گھر پر ہیں ۔ آپ تشریف لے آئیے ۔ میرا نام راج کماری انجلی ہے ۔ راج ماتا تو لیس والی بزرگ شخصیت ہی نکلیں ۔

صدیوں سے ڈھل کر خاندانی روایات جن سخت سانچوں سے نکل کر باہر آتی ہے یہ اُن کی بدولت ہی تھی کہ راج ماتا نے پردیپ کی بس میں سُنی باتوں کا عکس اپنے چہرے پر نہ آنے دیا ۔ وہ دونوں سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں ۔

سب لوگ اندر آکر ڈرائینگ روم میں بیٹھ گئے تو راج ماتا نے انجلی کو فرینچ زبان میں کہا کہ مہمانوں کے لیے اب کچھ ٹھنڈا منگوالینا اور دوپہر کے کھانے کے لیے کہہ دینا راج دنش نے فرینچ میں جواب دیا کہ میں دوپہر کا کھانا کبھی بھی نہیں کھاتا ہوں اس لئے میرے لیے تکلیف نہ کیجئے ۔ انجلی نے انٹرکوم پر راج ماتا کا حکم سنا دیا تھا ۔

راج ماتا نے اشتیاق سے پوچھا کہ بیٹا تم تو اہلِ زبان کی طرح فرینچ بولتے ہو ۔ یہ زبان تم نے کہاں سے سیکھی ہے ؟ راج دنش نے کہا کہ میرے پاپا کیمبرج میں پروفیسر تھے اور میں ہر سال چھٹیوں کے دو ماہ کبھی فرانس جرمنی ۔ یا اٹلی میں گزارتا تھا ۔ اس لئے مجھے یہ تمام بولیاں بولنے میں آسانی رہتی ہے ۔

راج ماتا نے پوچھا کہ تمہارے پاپا کا نام کیا ہے ؟ "پروفیسر سروپ" اوہ راج ماتا نے کہا کہ اگر تمہارے پاپا کا نام سروپ ہے تو تمہاری ممی کا نام پرمیلا ہوگا ۔ پرمیلا اور میری بیٹی اندرانی کتنے سالوں تک کلاس فیلو رہی ۔ میں تمہارے پاپا ممی آج کل کہاں ہیں ؟ راج دنش کے چہرے پر اداسی کی ہلکی سی جھلک آئی ۔ اس نے کہا کہ پاپا کو گزرے کئی سال ہو گئے ہیں ! راج ماتا نے کہا کہ مجھے سُن کر از حد افسوس ہوا ہے ۔ اچھا اب تو جب اپنی پرمیلا یا ممی کے لڑکے نکل آئے ہو تو بتاؤ کہ دوپہر کا کھانا کیوں نہیں کھاؤ گے ؟ راج دنش نے کہا کہ میری زندگی ایک بند کتاب تھی اور اگر آپ سننا چاہتے ہیں تو میں اتنا ہی کہوں گا کہ جتنا پیسہ ہم پاپا کی موت کے بعد لے کر آئے تھے اسو [illegible] کا فی رشتہ داروں نے ہتیالیا ۔ باقی سے بہن کی شادی کردی تھی ۔ آمدنی کے تمام راستے بند تھے ۔ ممی ایک اسکول میں پرنسپل لگ گئیں اور میں اپنی پڑھائی ٹیوشن کر کے پوری کر رہا ہوں اور میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ جب تک میں اپنے پیروں پر پوری طرح کھڑا نہیں ہو جاتا ۔ میں دوپہر کی روٹی بالکل نہیں کھاؤں گا ۔ یہ تمام باتیں فرینچ میں ہی ہو رہی تھیں ۔

یہ دُکھ اور تیاگ کی انوکھی کہانی سُن کر راج ماتا اور انجلی کچھ بھی تو نہ کہہ سکیں ۔ بس اُن کے آنسو ہی ان کی زبان بن گئے تھے ۔

اس واقعہ کے بعد پانچ سال گزر گئے ۔ پردیپ امریکہ سے ایم ۔ بی ۔ اے کر کے اپنے کاروبار کو سنبھال چکا تھا ۔ راج دنش نے ایم اے اور پی ۔ ایچ ۔ ڈی دونوں میں ٹاپ کیا تھا اور اب وہ ایک نامور کالج میں لیکچرر لگا ہوا تھا ۔ انجلی انگلینڈ سے اپنی تعلیم ختم کر کے آ چکی تھی ۔ کئی پارٹیوں میں انجلی ۔ پردیپ اور راج دنش ملتے تھے ۔ انجلی کے حُسن کی دھوم ہر سو تھی ۔ راج دنش ہمیشہ انجلی سے خود پہلے آ کر ملتا ۔ رسمی بات چیت کرتا اور پھر بھیڑ میں گم ہونے کی کوشش کرتا تھا ۔ راج دنش کا تنا ہوا جسم ۔ باوقار شخصیت ۔ ہر وقت بشاش چہرہ ۔ اور پھر انکسار اور حلیمی بھرے رویے کی وجہ سے وہ ہر جگہ نمایاں لگتا تھا اور لوگوں کی خاص طور پر جوان لڑکیوں کی بھیڑ اسکے گرد ہوتی تھی ۔ پردیپ کے بیوپاری دماغ میں دو باتیں ایک ہی وقت سما گئی لگتی تھیں ۔ ایک تو انجلی کے حُسن کو جیتنا اور دوسرے انجلی سے شادی کر کے اس سنگ مرمر کے محل پر قبضہ کرنا ۔ جس سے اُسکا پرسٹیج ایک دم بڑھ سکتا تھا ۔ سو اس نے انجلی کے لیے زیورات اور ساڑیوں کے تحفے پیش کرنے شروع کر دیئے ۔ پھر اسکی ذرا ذرا سی فرمائش کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش ہونے لگی تھی ۔

انجلی کا دِل کٹی پتنگ کی طرح کبھی ایک طرف جھکتا تھا ۔ اور کبھی دوسری طرف ۔ اور ایسے ڈانواڈول دل کی حالت لئے وہ تجربہ کے سمندر راج ماتا کے پاس گئی اور اپنا مسئلہ ان کے سامنے رکھا ۔ پردیپ اپنی مضبوط مالی حالت کے بل بوتے پر مجھ کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور راج دنش کے مضبوط کردار اور خوبصورت شخصیت نے مجھے اپنی طرف کھینچا ہے ۔ سو راج ماتا مجھے بتایئے کہ میں کیا کروں ؟ ۔

راج ماتا نے مسکرا کر کہا کہ میری بچی کوئی تمہیں تن کا سکھ نہ دے سکے گا ۔

کوئی من کا اور کوئی دھن کا اور کئی حالتوں میں یہ سب سُکھ ایک ساتھ ہی مل جاتے ہیں ۔ میری رائے بس ایک ہی ہے کہ قدرت نے ہر ایک شخص کے اندر "روح کی صدا" ایسے موقعہ کے لئے بخش دی ہے بس جب تمہارے اپنے اندر سے روح کی صدا پکارے کہ مرد صرف میرے لیے ہے ۔ یہ میرے لیے سب کچھ نچھاور کر سکتا ہے اور میں اس کے لیے سب کچھ نچھاور کر سکتی ہوں تو ایسے موقعہ پر فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے ۔ بس اپنے اندر کی اس روح کی صدا کا انتظار کرو۔

پردیپ نے ایک بیش قیمت انگوٹھی خریدی تھی اور اسکا خیال تھا کہ وہ انجلی کو پکنک سپاٹ لاکر اپنے من کی بات کر کے اسکی ہاں کا انتظار کرے گا اور ہاں ہونے کی صورت میں وہ یہ انگوٹھی انجلی کو پیش کر دے گا ۔ شام کے ساڑھے پانچ کا وقت ہو گا جب وہ پکنک سپاٹ پر پہنچے ۔ پکنک سپاٹ تقریباً خالی تھا ۔ کافی دور انہیں راج دنش نظر آیا جو اپنی کتابوں میں مکمل طور پر مگن تھا ۔

پردیپ نے اپنی بات کی تمہید باندھی ہی تھی کہ تین ہٹے کٹے غنڈہ ٹائپ نوجوانوں نے پردیپ اور انجلی کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے ۔ پردیپ کے بیقرار دل کو یہ ناواجب مداخلت پسند نہ آئی اور اس نے ان لوگوں کو ٹوکا اور دو تین گالیاں بھی دے ڈالیں ۔ وہ تینوں نوجوانوں نے اپنے چاقو نکال لیئے اور کہا کہ جو کچھ تیرے پاس ہے اُسے نکال دے ۔ اس لڑکی کو ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے ۔ پہلے تو خود عیش کریں گے اور پھر کہیں اسے بیچ دیں گے ۔ پردیپ کی سٹی گم ہو گئی اُسے سوجھ نہیں رہا کہ وہ کیا کرے ۔ اتنے میں غنڈے ان کی طرف بڑھے ۔ اچانک انجلی کے مُنہ سے آواز ابھری ۔ ر ۔ ا ۔ ج ۔ د ۔ نش ۔ بچاؤ ـــــــ ! ایک غنڈہ نے پردیپ کو پکڑ لیا ۔

راج دنش چند لمحوں بعد وہاں پر تھا ۔ غنڈوں میں سے ایک نے کہا کہ آپ اس معاملہ سے الگ ہی رہیئے ۔ راج دنش نے اس آدمی کے پیٹ میں لات ماری جس نے پردیپ کو پکڑ رکھا تھا ۔ پردیپ کو موقعہ ملا وہ اپنی کار کی طرف بھاگا اور کار میں بیٹھ کر کہنے لگا کہ راج دنش تم ذرا دیر کے لیے ان کو روک کر رکھنا ۔ میں گھر سے اپنا ریوالور لے کر ابھی آتا ہوں اور آکر ان سب کو شوٹ کر دوں گا ۔ ایک اور غنڈہ نے انجلی کے جسم کو ہاتھ لگایا ہی تھا کہ راج دنش نے کراٹے کا ایک داؤ مارا ۔ ایک اور غنڈہ نے بھرپور وار راج دنش کے پیٹ کا نشانہ لگا کر کیا ۔ راج دنش پیٹ پر کا وار تو بچا گیا مگر اسکا بازو بُری طرح زخمی ہو گیا تھا ۔ راج دنش کی بھرپور ٹھوکر اُسکے مُنہ پر پڑی ۔ دس منٹ بعد تینوں غنڈے بے ہوش تھے اور راج دنش کو دو جگہ زخم لگے تھے جن میں سے خون بُری طرح بہہ رہا تھا ۔ انجلی بُری طرح کانپ رہی تھی ۔ راج دنش نے اپنی کتابیں سمیٹیں اور انجلی کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا ۔ اور ایسے وقت میں انجلی نے وہ روح کی صدا سُنی جس کے متعلق راج ماتا نے کہا تھا کہ یہ مرد صرف تیرے لئے ہے ۔ یہ سب کچھ تم پر نچھاور کر سکتا ہے اور تم سب کچھ اس پر نچھاور کر سکتی ہو" ۔ اسکے دل نے فیصلہ کر لیا تھا کہ صرف راج دنش ہی اسکا جیون ساتھی بننے کے قابل ہے ۔ وہ محل کے پھاٹک تک پہنچ گئے تو راج کماری نے جھجکتے ہوئے کہا کہ میں راج ماتا سے کہوں گی کہ وہ آپ کی ممی سے جلد ہی مل لیں اور وہ شرما گئی ۔ پھر اس نے کہا آیئے آپ اندر چلیئے ۔ میں آپ کے زخموں پر پٹی باندھ دوں ۔ راج دنش تب تک انجلی کے ہر الفاظ کا مفہوم سمجھ گیا تھا ۔ اس نے کہا ۔ ٹوہیل ود اٹ (جہنم میں جائے) انجلی نے حیران ہو کر پوچھا ۔ آپ نے کیا کہا ؟ راج دنش نے مسکرا کر کہا کہ میں زخموں کی بات کر رہا تھا ۔ کہ جہنم میں جائیں ۔ اب تو میں محل میں بارات لیکر ہی آؤں گا ۔ خوشیوں کی بھرپور قوس قزاح دونوں کے چہروں پر اپنے رنگ بھرتی جا رہی تھی ۔

●●

تنقید و تبصرہ

تبصرہ نگار : سراج احمد جلیلی
۳۸۶ - نیو آغاپورہ، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱

اردو کی بہترین رباعیاں

● نام کتاب : اردو کی بہترین رباعیاں ● پبلیشر : ڈائمنڈ پاکٹ بکس ۲۷۱۵ - دریا گنج نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲
● قیمت : ۵ روپے ● ضخامت : ۱۶۰ صفحات

اردو شاعری کی جملہ اصناف میں رباعی ایک مشکل صنف سخن مانی گئی ہے کیونکہ شاعر اس میں صرف چار مصرعوں یا دو اشعار میں ایک بڑے مضمون کا احاطہ کرتا ہے دوسرے معنوں میں دریا کو کوزہ میں بند کرتا ہے۔ اردو کے شعراء نے اس میدان میں بھی انواع واقسام کے گل بوٹے کھلائے ہیں اور اس فن کو نام کمال تک پہونچایا ہے۔ شعراء نے اس صنف سخن میں حسن وعشق کے مضامین کے ساتھ ساتھ سلوک ومعرفت، فلسفہ، تصوف اور حکمت ودانش کے سینکڑوں مضامین اس خوبی سے باندھے ہیں کہ زبان سے بے ساختہ واہ نکل پڑتی ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسی عمدہ اور خوبصورت رباعیوں کو یکجا کیا جائے چنانچہ کتاب " اردو کی بہترین رباعیاں" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

خدائے سخن میر تقی میر کی رباعیوں سے اس خوبصورت مجموعے کی شروعات ہوتی ہے، میر صاحب کی سیرت وشخصیت اردو ادب میں محتاج تعارف نہیں۔ سوز وگداز، رنج وغم میر صاحب کی شاعری کا نمایاں عنصر ہے آپ کی رباعیوں میں بھی یہی عنصر بدرجہ احسن موجود ہے مثلاً اسی مجموعے کی پہلی رباعی ملاحظہ کیجئے ؎

ہر صبح میرے سر پہ قیامت گزری
ہر شام نئی ایک مصیبت گزری
پامال کدورت ہی رہا تھا دن رات
یوں خاک میں ملتے مجھے مدت گذری

حضرت اکبر الہ آبادی کی ظریفانہ اور ناصحانہ رباعیات میں سے ایک ملاحظہ کیجئے ؎

تھے کیک کی فکر میں سو روٹی بھی گئی
چاہتے تھے بڑی شئے سو چھوٹی بھی گئی
واعظ کی نصیحت نہ مانی آخر
پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی

ناشر نے اس انتخاب میں جن اساتذۂ اردو کی رباعیوں کو پیش کیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں میر تقی میر، مرزا محمد رفیع سودا، ریاض خیرآبادی، سیماب اکبرآبادی، خواجہ میر درد، مومن خاں مومن، شیخ ابراہیم ذوق، اکبر الہ آبادی، فانی بدایونی، میر ببر علی انیس، الطاف حسین حالی، جوش ملیح آبادی، فراق گورکھپوری، عرش ملسیانی، شاد عظیم آبادی، مرزا غالب، فیض احمد فیض وغیرہ وغیرہ۔ شہنشاہ رباعیات حضرت امجد حیدرآبادی کی رباعیوں نے بطور خاص اس انتخاب کی دلکشی میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ غرض ہر صاحب ذوق اس انتخاب سے مستفید ہو سکتا ہے۔

کتاب کا سرورق دیدہ زیب اور خوبصورت ہے کتابت وطباعت عمدہ اور معیاری ہے۔

○○○

اردو شاعری میں شراب اور شباب

● نام کتاب : اردو شاعری میں شراب اور شباب
● پبلیشر : ڈائمنڈ پاکٹ بکس
۲۷۱۵ - دریا گنج - نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲
● ضخامت : ۱۶۰ صفحات
● قیمت : ۵ روپے

اردو شعراء عہد قدیم ہی سے شاعری میں حسن و عشق کی واردات کے ساتھ ساتھ شراب و شباب کے مضامین باندھتے چلے آئے ہیں۔ شراب و شباب کے مضامین نظم کرنا آسان نہیں' اگر یہاں شاعر حد اعتدال سے تجاوز کرجائے تو اسکے کلام میں دلکشی و رنگینی کے بجائے پھکڑپن اور سوقیانہ رنگ پیدا ہوجاتا ہے چنانچہ اردو شعراء نے اس میدان میں حد اعتدال کو پیش نظر رکھ کر ایسے گل بوٹے کھلائے ہیں کہ ہر صاحب ذوق وجد میں آجاتا ہے" انتخاب اردو شاعری میں شراب اور شباب" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں پبلیشر نے شراب اور شباب کے مضامین کے حامل سینکڑوں اشعار یکجا کردیئے ہیں۔

شراب اور اسکے جملہ لوازمات کے ساتھ ساتھ شباب کا ذکر اردو شعراء نے اردو شاعری میں بڑی خوبی سے کیا ہے یہ موضوع وہ ہے جسکی وجہ سے شاعری میں حسن و دلکشی کے ساتھ ساتھ شوخیانہ رنگ بھی پیدا ہوجاتا ہے۔ اس انتخاب میں بھی اردو شاعری کے بڑے بڑے اساتذہ کے نام ملتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

فصاحت جنگ جلیل' امیر مینائی' مرزا غالب' ریاض خیر آبادی' داغ دہلوی' فانی بدایونی' اسیر لکھنوی' جگر مراد آبادی' جلال لکھنوی' ناسخ' مصحفی' انشا' فراق' ذوق' آتش' رفیع سودا' فیض احمد فیض وغیرہ وغیرہ۔

اس انتخاب کے چند اشعار جو مجھے بہت پسند آئے پیش خدمت ہیں ۔

جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شئے لا
لگا کے برف میں ساقی صراحیٔ مئے لا (انشاء)

مجھ کو بھی انتظار تھا ابر آئے تو پیوں
ساقی اگر یہ سچ ہے کہ بادل اٹھا تو لا (ریاض خیر آبادی)

رات پی زمزم پہ مئے اور صبح دم
دھوئے دھبے جامۂ احرام کے (غالب)

کوئی ایسی بھی ہے صورت تیرے صدقے ساقی
رکھ لوں میں دل میں اٹھا کر ترے میخانے کو (جلیل مانکپوری)

جب کھلکھلا کے ساقیٔ گلفام ہنس پڑا
شیشے نے قہقہے دیئے اور جام ہنس پڑا (بہادر شاہ ظفر)

ساقی کی ہر نگاہ پہ بل کھا کے پی گیا
لہروں سے کھیلتا ہوا لہرا کے پی گیا (جگر مراد آبادی)

لطف مئے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں (داغ)

کچھ زہر نہ تھی شراب انگور
کیا چیز حرام ہوگئی ہے (امیر مینائی)

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
کیا ایک چلّو پانی میں ایمان بہہ گیا (ذوق)

لوگ لوگوں کا خون پیتے ہیں
ہم نے تو صرف میکشی کی ہے

(نریش کمار شاد)

غرض انتخاب اردو شاعری میں شراب اور شباب ہر صاحب ذوق افراد کے مفید ثابت ہوگا۔ کتاب کا سرورق خوبصورت اور دیدہ زیب ہے۔ کتابت اور طباعت بھی عمدہ ہے۔
ڈائمنڈ پاکٹ بکس ۲۷۱۵' دریا گنج' نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

●●

چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی راما راؤ نے سری سیلم کے کمزور طبقات میں قرضے تقسیم کئے۔

۸ راپریل کو جوبلی ہال میں منعقدہ انڈو عرب لیگ کے جلسہ سے صدر جمہوریہ ہند گیانی ذیل سنگھ خطاب کر رہے ہیں۔ تصویر میں چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ، مرکزی وزیر مملکت خارجہ جناب اے لے رحیم، جناب سید مکرم شاہ صدرنشین قانون ساز کونسل اور جناب سید وقار الدین صدر انڈو عرب لیگ کو دیکھا جاسکتا ہے۔

صدر جمہوریہ گیانی ذیل سنگھ نے ۸ راپریل کو قومی یکجہتی اور سیکولر سیاسی سیمینار کا افتتاح کیا۔ تصویر میں مسٹر رام لال گورنر مسٹر این ٹی راما راؤ چیف منسٹر۔ مسٹر مکرم شاہ صدرنشین لیجلیٹو کونسل اور مرکزی وزراء مسٹر شیوشنکر اور مسٹر خورشید عالم خاں دیکھے جاسکتے ہیں

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی ۲۳ / مارچ کو دیجے واڑہ میں ٹی۔ وی سنٹر کا افتتاح کر رہی ہیں۔ تصویر میں آندھرا پردیش کے چیف منسٹر مسٹر این ٹی راماراؤ اور دوسرے دیکھے جاسکتے ہیں۔

سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر نیلم سنجیوا ریڈی نے سال ۱۹۸۳ء کے بہترین فلم کے لئے فلم ایوارڈ دے رہے ہیں تصویر میں مسٹر ڈی بی پال ریڈی اور سیتا پدما راجو طلائی نندی بطور ایوارڈ حاصل کر رہے ہیں۔

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کرکٹ اسٹیڈیم کے پلان کا معائنہ کر رہی ہیں جس کا انہوں نے ۲۲ مارچ کو سنگ بنیاد رکھا۔ تصویر میں چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ اور گورنر مسٹر رام لال دیکھے جا سکتے ہیں۔
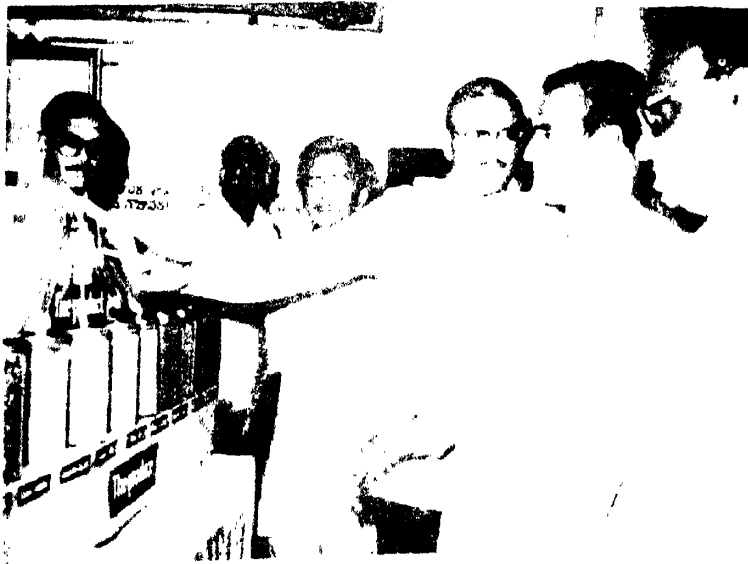
گوداوری فرٹیلائیزر اینڈ کیمکلس لمیٹیڈ کی جانب سے ۴ اپریل کو جوبلی ہال میں ایک نمائش منعقد کی گئی۔ چیف منسٹر نمائش کا معائنہ کر رہے ہیں۔

سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر این۔ سنجیوا ریڈی نے ۲ر اپریل کو حیدرآباد میں تلگو یونیورسٹی کا افتتاح کر رہے ہیں۔
تصویر میں چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ اور دوسرے دیکھے جا سکتے ہیں۔

سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر این۔ سنجیوا ریڈی کو ۲ر اپریل حیدرآباد میں ادگاری کے موقع پر اعزاز دیا گیا۔ اس موقع پر ایک یادگار تحفہ پیش کیا گیا۔ مسٹر رام لال گورنر آندھرا پردیش اور چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ اس موقع پر موجود تھے۔

مسٹر این ۔ ٹی ۔ راماراؤ چیف منسٹر آندھرا پردیش نے ۳۱ر مارچ کو حیدرآباد میں لارڈ باڈین پاول کے مجسمہ کی نقاب کشائی کی۔
لارڈ باڈیل اسکاوٹ تحریک کے بانی تھے۔

ریاستی وزیر فینانس مسٹر این ۔ بھاسکر راؤ نے حیدرآباد میں این جی اوز کی ریاستی سطح کی کانفرنس کا افتتاح کیا۔ تصویر میں
صدر تلنگانہ این جی اوز یونین مسٹر بی سوامی ناتھم اور دوسرے اعلیٰ عہدہ دار دیکھے جاسکتے ہیں۔
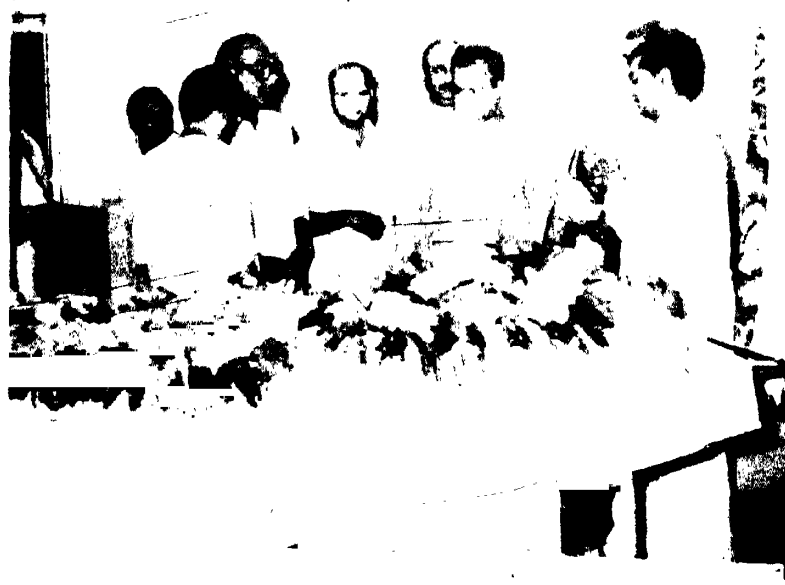
مسٹر این ٹی راما راؤ چیف منسٹر نے آنجہانی آر۔ رام لنگا راجو صدر نشین آندھرا پردیش اسٹیٹ کو آپریٹیو بنک کی میت پر پھول چڑھائے
شری آر۔ رام لنگا راجو کا ۱۴ اپریل ۱۹۸۴ء کو انتقال ہوگیا۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ۲۸ مارچ کو جوبلی ہال میں حیدرآباد میں یونیورسٹی اور کالج کے اساتذہ کو
اسٹیٹ ایوارڈس تقسیم کئے۔

مسٹر جی رام ریڈی وائس چانسلر اوپن یونیورسٹی نے ۲۳ مارچ کو تلگو یونیورسٹی سے متعلق چیف منسٹر کو رپورٹ پیش کی تصویر میں کمیٹی کے اراکین بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

مسٹر بی وی آر کے پرساد آئی اے ایس کمشنر انفارمیشن و کلچرل افیئرس ڈپارٹمنٹ نے مسٹر واڈلی منڈیشور راؤ کی لکھی ہوئی کتاب " ساہتیم دیپرشن " کی حیدرآباد میں رسم اجراء انجام دی۔

قیمت ۵۰/-
Dr. Zakir Husain Library
Jamia Nagar
J. M. I. New Delhi
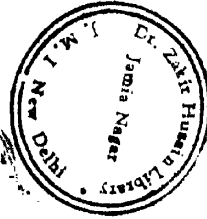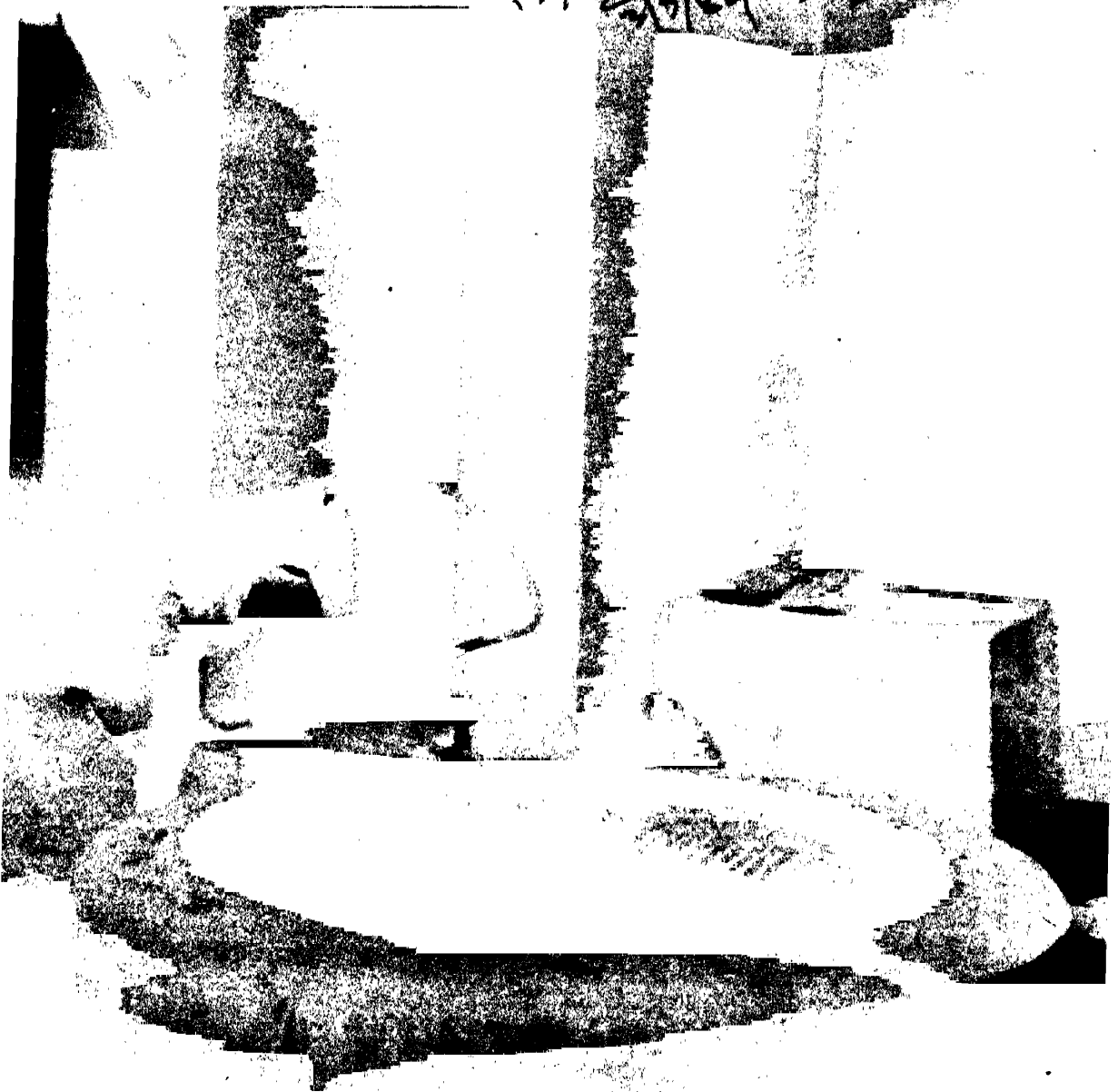
ماہنامہ
آندھرا پردیش
حیدرآباد

چیف ایڈیٹر
پی۔ وی۔ آر۔ کے۔ پرشاد (آئی اے ایس)
ایڈیٹر
ملک محمد علی خان

JUNE 1984
JYESHTHA- ASHADH 1906 S.E.

● جلد: ۲۹ ● شمارہ: ٦ ● قیمت: ۵۰ پیسے

● اس شمارہ میں اہل قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے اُن سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں ● زرسالانہ: ٦ روپے
● زرسالانہ ذریعہ "منی آرڈر" روانہ فرمایئے ● منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش کے نام روانہ کیجئے ● مضامین روانہ کرنے کا پتہ: ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ، گرہ کلپا، مکرم جاہی روڈ، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱
● طباعت: گورنمنٹ سنٹرل پریس (آنیکس) چنچل گوڑہ حیدرآباد
● فوٹوز: نند گوپال نائیڈو ● کتابت: ایس۔ اے۔ حمید
● ناظم محکمۂ اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا*

فہرست

وائی - ضیاء الدین طوسی بی اے (عثمانیہ)

ہماری ریاست میں زرعی مارکٹنگ کا ارتقاء

بنی نوع انسان کے ذہنی ارتقاء کا اولین دور اس بات کی علین شہادت دیتا ہیکہ دنیا میں سماجی زندگی کی ابتدا مارکٹنگ ہی سے شروع ہوئی اور مزارعین نے اپنے اجناس کی فروخت اور مکمل تجارت کیلئے قرب وجوار میں منڈیوں کے نظام کو فروغ دیا۔ درحقیقت یہ چھوٹی چھوٹی منڈیاں اور بازاروں ہی سے سماجی رشتے مضبوط ہونے لگے اور تجارت کو استحکام حاصل ہوا۔ باہمی میل ملاپ اور روابط سے انسانی شعور بیدا ہونے لگا جو آگے چل کر ایک مستقل تجارتی سائینس کی شکل اختیار کیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ماقبل تاریخ سے اولین دور ہی سے زرعی تجارت کو فروغ حاصل ہوا۔ اور کرۂ ارض کے وہ تمام قطعہ جہاں پر گنجان آبادیاں قائم ہوگئیں تھیں وہاں پر اناج کی بڑی بڑی منڈیاں قائم ہونے لگیں۔ زمانہ قدیم میں اناج کے تحفظ کیلئے بہت ہی محفوظ انتظام کیا جاتا تھا جو آج کے بڑے بڑے گوداموں سے بھی زیادہ محفوظ تھے اس زمانہ میں بازارات کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ بلاشبہ اُن دنوں بازارات ایک مخصوص قطعہ کی رونق قرار دیئے جاتے تھے - اِن ہی اجناس کی منڈیوں کے سہارے دیگر گھریلو مصنوعات، مویشیوں کی خرید وفروخت، نہ صرف یہی بلکہ غلاموں اور باندیوں کی فروخت ہوا کرتی تھی۔ یہ ایک واقعہ ہیکہ قرون وسطیٰ میں بازارار کی اہمیت حد درجہ بڑھ گئی تھی۔ بازار کے مقررہ دنوں میں لوگ دور کے مقامات سے جوق در جوق آتے تھے۔ مختصر یہ کہ مارکٹنگ کی تار اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ کرہ ارض پر بنی نوع آدم کی خود اپنی تاریخ ہے۔

ہندوستان کی قدیم تاریخ کے مشاہدہ سے اس بات کا پورا ثبوت ملے گا کہ آریاؤں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے ہی یہ کے مقامی باشندوں میں مارکٹنگ کا صحیح شعور بدرجہ اتم موجود تھ آریاؤں کی آمد کے بعد شمالی ہند کے بازارات میں کچھ اور ہی رونق بڑھ آریاؤں سے بازارات کی ترقی میں دل کھول کر حصہ لیا تاکہ اُنکی معیشت ترقی کرسکے۔ جب چند سیاسی وجوہات کی بناء پر ڈراوڑی جنوبی ہن کا رُخ اختیار کیے تو وہ یہاں کی زرعی دولت سے بیحد متاثر ہوے اور انہوں نے اپنے ڈھنگ پر بازارات اور چھوٹی چھوٹی منڈیوں کو تر دی۔ منڈیوں اور بازارات کا یہ قدیم نظام زمانے کے ساتھ سا بتدریج ترقی کرنے لگا۔ مزارعین مقامی منڈیوں اور قرب وجوار بازارات کی اہمیت سے خوب واقف ہونے لگے۔ چنانچہ جنوبی ہند میں قبل مسیح عیسوی ہی بازارات اور تجارتی منڈیوں کے کئی ایک مراکز قا ہوگئے تھے۔

آج سے کئی سو سال قبل جنوبی ہند کے ساحلی علاقوں کی تجارتی منڈیاں نہ صرف ہندستان بلکہ بیرونی ممالک میں بھی اتنی مشہور عام ہوگئیں تھیں کہ دیگر ممالک کے تاجر بھی ان منڈیوں کی خصوصیات سے از حد متاثر ہوا کرتے تھے ۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا بازارات کے نظام میں بھی نمایاں تبدیلیاں ہونے لگیں ۔ ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ بیشتر سربراہ مملکت اور دیگر امراء و عظام نے بھی ان منڈیوں ، بازاروں اور گنج کو ترقی دینے میں نہ صرف شخصی دلچسپی لی بلکہ فخریہ طور پر ان بازارات ، منڈیوں اور گنج کو اپنے اپنے ناموں سے منسوب کرنے پر فخر حاصل کرنے لگے ۔ بااثر سربراہ مملکت کی عین دلچسپی سے جہاں اجناس کی تھوک اور چلر تجارت کو فروغ حاصل ہوا وہاں یہ منڈیاں رسل و رسائل اور تہذیب و تمدن کو یکسر فروغ دینے کا ایک اہم مرکز بن گئیں ۔

بازارات کی ترقی کے ساتھ ساتھ شہری زندگی میں بھی نمایاں تبدیلیاں محسوس ہونے لگیں ۔ درحقیقت ٹاون یا شہر کی ترقی کے پیش نظر مارکٹنگ نظام کا ایک اہم رول رہا ہے ۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ دیہی آبادی کی شہر کو منتقلی کا سلسلہ آج سے نہیں بلکہ برسہا برس سے چلا آرہا ہے ۔ دکن کی تاریخ اور بالخصوص شہر حیدرآباد کی ترقی میں قطب شاہی حکمرانوں کا ایک اہم کردار رہا ہے ۔ آج سے تقریباً چار سو سال قبل گولکنڈہ ہندستان کا ایک اہم تجارتی مرکز قرار دیا جاتا تھا ۔ اس خصوص میں یہ تذکرہ کرنا مناسب ہوگا کہ موجودہ قلعہ گولکنڈہ کے اطراف میں کئی ایک بازارات قائم تھے ۔ قطب شاہی دور حکومت میں بازارات کی دیکھ بھال کیلئے چند عہدہ دار مقرر تھے جو روزمرہ کی تجارت بے ضابطگیوں اور بے اصولیوں کا فوراً انسداد کیا کرتے تھے ۔ فرمانروائے دکن میں جہاں قطب شاہی حکومت کو اہمیت حاصل ہے وہاں خاندان آصفیہ کے زرین عہد کا بھی تذکرہ مناسب ہوگا ۔ جنہوں نے مارکٹنگ کی افادیت کے پیش نظر منڈیوں اور بازارات کو ترقی دی ۔ نظام ہفتم کے عہد حکومت میں اس زمانے کے حالات کے پیش نظر بازارات کی تنظیم جدید کی گئی تھی تاکہ دور دراز مقامات سے آنے والے کاشتکاروں کے اجناس کی فوراً نکاسی کی جاسکے ۔ قدیم حیدرآباد کے لوگ اس بات سے خوب واقف ہیں کہ اس زمانہ میں بازارات کو فروغ دینے کا جذبہ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ پرانے شہر حیدرآباد کے کئی ایک محلہ جات اس زمانے کے لحاظ سے ایک ماڈل مارکٹ کی حیثیت رکھا کرتے تھے ۔ چنانچہ ہم آج بھی یہ دیکھتے ہیں کہ پرانے شہر میں کئی ایک محلے گنج ' بازار ' اور منڈیوں کے نام سے آج بھی موسوم ہیں ۔

شہر حیدرآباد کا ایک مرکزی مقام جو آج تک بھی افضل گنج کے نام سے موسوم ہے ، حیدرآباد میں بازارات اور گنج کے قیام کی ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے ۔ آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل نہ صرف بلدہ حیدرآباد بلکہ مملکت حیدرآباد کے اضلاع اور بعض تعلقہ جات میں بازارات کا ایک جال بچھا ہوا تھا جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ حکومت آصفیہ کے زمانے میں بازارات اور مارکیٹنگ کے نظام کو کافی فروغ حاصل ہوا ۔ قطب شاہی دور کی قدیم مارکٹ سنہری منڈی جو آج سے کئی سال قبل شہر حیدرآباد سے کچھ فاصلہ پر واقع تھی اسے پرانا پل کے قریب منتقل کیا گیا ۔ نارسنگی کا مویشیوں کی مارکٹ آج بھی قطب شاہی دور حکومت کی یاد تازہ کرتی ہے ۔

الغرض یہ کہ بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں جب کہ حکومت برطانیہ کی جانب سے مقرر کردہ رائل کمیشن نے مارکٹنگ کی افادیت کے بارے میں اپنی سفارشات پیش کیں اور ہندستان میں منظم مارکٹنگ نظام کو روبہ عمل لانے پر زور دیا تو حیدرآباد ہی وہ پہلی ریاست تھی جس نے رائل کمیشن کی سفارشات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے دکن میں ایک نئے منظم مارکٹنگ نظام کو جنم دیا ۔ بیسویں صدی عیسوی کے اوائل سے آج تک مارکٹنگ نظام میں جو تغیرات اور تبدیلیاں رونما ہوئیں وہ یقیناً ہماری مارکٹنگ کی تاریخ کا ایک نیا باب ہیں ۔ ہمارے ماہرین مارکٹنگ

نے اپنے روزمرہ کے مشاہدات کے پیش نظر اس نظام کی جس طرح بھی تشکیل جدید کی وہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔ مذرعین کا آج ہی نہیں بلکہ سالہا سال سے استحصال ہوتا آیا ہے۔ کاشتکاروں کی محرومیت سے مفاد پرست تاجر ہر دور میں فائدہ اٹھاتے چلے آئے ہیں۔ ہمارا موجودہ قانون مارکٹنگ کاشتکاروں کے مفاد کیلئے ایک ڈھال جیسا ثابت ہوا ہے جس سے نہ صرف کاشتکاروں کو اپنا مال بلاخوف فروخت کرنے میں حد درجہ مدد مل رہی ہے بلکہ مذرعین کی سہولتوں کیلئے حکومت کی جانب سے بیشتر ایسی تمام تر سہولتیں فراہم کی گئی ہیں جس کا انہیں کبھی گمان تک بھی نہ تھا۔ ہم بیدثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے موجودہ مارکٹنگ نظام نے منظم مارکٹنگ کے اصولوں کو سختی سے اپنا کر نہ صرف کسانوں کی فلاح وبہبود کو ملحوظ رکھا بلکہ اس نظام کو صحیح معنوں میں ترقی دیکر اسے ریاست کی معیشت کا ایک اہم جز قرار دیا۔

آج کے اس سائنسی، معاشی اور اقتصادی دور میں جبکہ کسی ملک کی ترقی کا انحصار اسکی معاشی اور زرعی ترقی پر مبنی ہے ہمارے ملک اور بالخصوص ہماری عظیم ریاست آندھرا پردیش میں مارکٹنگ کے ایک جدید نظام کو فروغ دینا وقت کا اہم ترین تقاضہ قرار پاتا ہے۔ اس حقیقت سے ہم انکار نہیں کرسکتے کہ ہمارے منظم مارکٹنگ نظام کی افادیت نے جہاں کاشتکاروں کو خرید وفروخت کے صحیح اصولوں سے روشناس کرایا ہے وہاں مارکٹ یارڈس MARKET YARDS کو ترقی دی جاکر مذرعین کیلئے کئی ایک سہولتیں فراہم کی گئیں۔ عہد حاضر میں اب جبکہ کاشتکاروں کے مفادات کے ساتھ ساتھ' لاکھوں اور کروڑہا عوام کے مفادات اور انکی فلاح وبہبود بھی ہمارے سماج اور اقتصادی نظام کا ایک بہت بڑا جز قرار پاتے ہیں ہم مارکٹنگ کو کاشتکاروں اور صارفین کے درمیان رابطہ کی ایک اہم کڑی قرار دیکر اُن تمام درمیانی بے قاعدگیوں کو یکسر دور کرسکتے ہیں جو اصولی طور پر ہمارے معاشی نظام میں بے ضابطگیوں پر منحصر ہے۔ ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتے کہ ہمارے مذرعین اور کاشتکار بھی ہمارے موجودہ سماجی ڈھانچہ میں کسی نہ کسی اشیاء کے صارفین ضرور ہیں۔ اس طرح صارفین کے مفادات بھی قومی اور سماجی نظریہ سے کافی اہمیت کے متحمل ہیں۔ جہاں تک ہماری ریاست کا تعلق ہے اسے صحیح معنوں میں گنجینۂ اجناس قرار دیا جاسکتا ہے۔ ہماری ریاست کے زرعی تدد حال کے پیش نظر ہمارے موجودہ مارکیٹنگ نظام کی موجودہ حالات کے پیش نظر تنظیم جدید ایک نہایت ہی اہم سوال ہے جس پر ارباب حکومت اور ماہرین معاشیات اقتصادیات غور وفکر کرسکتے ہیں۔

ہماری ترقی کے اس موجودہ زرین عہد میں جبکہ ہماری ریاست وسائل سے مالا مال ہے زرعی مارکیٹنگ میں انقلاب یقیناً ناگزیر قرار پاتا ہے۔ ہمارے ماہرین اور ماہرین کیلئے یہ سوچنا ضروری ہے کہ موجودہ زرعی مارکٹنگ نظام میں موجودہ حالات کے پیش نظر کس طرح موزوں تبدیلیاں لائی جاکر اسے معاشی اور سماجی نظام کا ایک اہم جز قرار دیا جاسکتا ہے تاکہ مصنوعی قلت اور چور بازاری کا جو کہ سنگین اخلاقی اور سماجی جرم ہیں اسکا موثر طور پر ازالہ کیا جاسکے۔ کروڑہا صارفین کو غیر یقینی حالات اور مہنگائی سے موثر طور پر چھٹکارا دلایا جاسکے۔ ہماری ریاست میں کئی ایک ایسے منظم ادارے ضرور ہیں جو اجناس کے حصول کے ساتھ ساتھ اسکی تقسیم آوری کا کام آج بھی انجام دینے میں مصروف کار ہیں۔ بالفاظ دیگر حصولات کا یہ اہم کام جو مختلف مراکز پر انجام دیا جارہا ہے چند ایسے اداروں کے تفویض ہے جو اصولی طور پر مارکیٹنگ سے بالکل مختلف ہیں۔ ہمارا دیرینہ تجربہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ زراعت، مارکٹنگ، حصولات اور تقسیم جات کے اس اہم نظام میں جو خلل رونما پذیر ہوا ہے وہ محض اس خلاء کا نتیجہ ہے جس پر ہمارے ماہرین نے کبھی تحقیقاتی نظر نہیں ڈالی۔ ہم اس چیز سے بخوبی واقف ہیں کہ کاشتکار اپنی ضروریات کے موافق زرعی پیداوار

حصہ اپنے تصرف کیلئے رکھنے کے بعد ماباقی اناج یا تو قریب دجوار
یوں میں فرزخت کرتا ہے یا پھر سید ھے اسے بڑے بڑے
ں کے ہاتھ فرزخت کردیتا ہے۔ ایک عام مشاہدہ کی بنا پر
ع کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ بیشتر کاشتکار اپنی زرعی
ار کا ایک بہت بڑا حصہ منڈیوں ہی میں فرزخت کرنے پر
دیتے ہیں اسلئے کہ انہیں اس بات کا پورا اندازہ ہے کہ
مارکیٹوں میں انکے مفادات کا پورا پورا تحفظ کیا جاکر انہیں
مال کے موزوں دام بروقت دلائے جاتے ہیں۔ اس طرح
ریاست کی زرعی پیداوار کا ایک بہت بڑا حصہ کھلے منڈیوں میں
زرخت کیلئے آتا ہے، جہاں سے یہ ضرورت کے موافق دیگر
مراکز کو منتقل کیا جاتا ہے۔

موجودہ حالات میں مارکیٹنگ کی اہمیت کو قطعی نظر انداز نہیں
سکتا۔ تجربہ شاہد ہیکہ قوموں اور ملکوں کی معاشی ترقی کا راز وہاں کی
ں پیداوار اور اسکی منظم مارکیٹنگ رہی ہے۔ ان تمام حقائق کے
ں نظر اگر ہم ہمارے موجودہ مارکیٹنگ نظام میں وقت کی ہم آہنگی
ساتھ سرعت سے ضروری تبدیلیاں لاکر اسے حصولات اور
یم کے اہم نظام سے مربوط کریں تو اسکے بڑے حوصلہ افزاء نتائج
مد ہونگے جس سے نہ صرف ریاست کی معیشت مستحکم ہوگی بلکہ وہ
م غیر یقینی حالات کا انسداد ہوجائیگا جو حصولیاتی اور تقسیمی
ظام میں ہم آہنگی پیدا نہیں کررہے ہیں۔ اگر ہم ریاست کے
عی موقف کے پیش نظر مارکیٹنگ کی اہمیت پر غور کریں تو وہ دن دور
یں جب ہماری ریاست اور ہمارا سماج خوشحالی اور مرفع حالی کے
دش آیندہ دور سے بہت جلد گذرے۔ ●●

ظفر صہبائی
باری اینڈ کمپنی
موتیا پارک، بھوپال ۱

بے حسی

مری کچی نظموں میں ترشی بہت ہے
یہ ترشی
جو نظموں کو پڑھتی زبانوں کو برداشت سے کچھ سوا ہے
بہت چاہتا ہوں کہ میں قند گھولوں
مگر ذہن کی ساری کڑواہٹیں
خود بخود میرے لفظوں میں تحلیل ہوتی ہیں
میں کیا کروں
رنگ و خوشبو
یہ اڑتی ہوئی تتلیاں
پھول پودے
گھنے جنگلوں کو سمیٹے
ہری گھاس کی شال اوڑھے یہ دھرتی
بہت سوچتا ہوں
میں ان سب کے بارے میں
لیکن!
مری آنکھ میں
اپنے ہی آپ سارے درندوں کی تصویریں
اگتی، بھرتی ہیں
کیسا عجب حادثہ ہے
کہ جو چاہتا ہوں وہ ہوتا نہیں ہے ●●●

ظہیر نیازی
بھرکنڈہ (ہزاری باغ) بہار

کوئلے کی صنعت اور آندھرا پردیش

کوئلہ بڑے کام کی چیز ہے۔ یہ نہ ہو تو ہماری ریلیں چلنی بند ہو جائیں، ہمارے کئی کارخانے بند ہو جائیں۔ بے شمار صنعتیں اور کام دھندے ٹھپ پڑ جائیں۔ کارخانے چاہے اسپات کے ہوں۔ بجلی گھر ہوں، اینٹ بھٹے ہوں سمنٹ کی فیکٹریاں ہوں، وہ سب کے سب کے منہ پھاڑے کھڑے رہ جائیں۔

ہمارے اور بھی بہت سارے کام کوئلہ کے بغیر چل نہیں سکتے، ہماری اور بھی بہت ساری ضرورتیں کوئلہ کے نہ ہونے سے پوری نہ ہوں۔ کیونکہ کوئلہ ریلوں، بجلی گھروں اور کل کارخانوں کے لیے ہی نہیں بہت ساری چیزوں کے بنانے کے بھی کام آتا ہے۔

کوئلہ سے الکنزا، کول تار یا ڈامر تیار کیا جاتا ہے اور کول تار سے بہت سی چیزیں۔ کول تار سڑک بنانے کے کام آتا ہے اور اس سے ایک خاص قسم کا ایسنس بھی تیار کیا جاتا ہے جو چینی سے بھی کئی گنی میٹھا ہوتا ہے۔

کوئلہ سے کول گیس، ہلکا تیل، امونیا، فرماسیوٹیکل، پلاسٹک، تیزاب، کیمیادی کھاد، سینتھیٹک وٹامنز، ڈیزل موم، کمپاؤنڈ، حرارتی سامان (ہیٹر) اور سیکڑوں ایسی اہم چیزیں تیار کی جاتی ہیں، جن کے بغیر ہمارا کام ہی نہیں چل سکتا۔ آج کے سائنسی زمانے کی صنعتی ترقی میں کوئلے کا بہت بڑا مقام ہے اسی لیے کوئلے کو آج صنعتوں کی خوراک، قرار دیا گیا ہے!

کوئلے کی صنعت کے ۹۵ فیصد سے زیادہ حصے کو سرکار نے اپنے قبضے، نگرانی اور انتظام میں لے لیا ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۳ء میں پہلی نومبر ۱۹۷۵ء کو کوئلے کی ایک ملک گیر کمپنی کول انڈیا لمیٹیڈ قائم کی گئی۔ ٹاٹا کی ٹسکو TISCO کمپنی اور دوسری کچھ کمپنیوں کے قبضے میں پرائیوٹ سیکٹر کے طور پر ۵ فیصد سے کم ہی کولریاں رہیں۔

کول انڈیا، کا پانچ معاون کمپنیوں کا بھی قیام ہوا۔ وہ کمپنیاں ہیں ۱۔ سینٹرل کول فیلڈس لمیٹیڈ ۲۔ ویسٹرن کول فیلڈس لمیٹیڈ۔ ۳۔ ایسٹرن کولفیلڈس لمیٹیڈ۔ ۴۔ بھارت کوکنگ کول لمیٹیڈ B.C.C.L. ۵۔ سی ایم پی ڈی آئی

① C.C.L. ② W.C.L. ③ E.C.L. ④
⑤ C.M.P.D.I.

چھٹی کمپنی نارتھ ایسٹرن کولفیلڈس لمیٹیڈ بھی قائم ہوئی۔ آسام

کے کوئلہ علاقے کے لیے اور اس کمپنی کو C.M.A. (کول مائنس اتھارٹی) کے تحت رکھا گیا۔

لگنائٹ (بھورے کوئلے) کے عام کوئلے سے الگ ہونے کے باعث، لگنائٹ (LIGNITE) کی الگ سے ایک کمپنی ہے۔ تامل ناڈو کے نیویلی میں اس کا نام ہے۔ نیویلی لگنائٹ کارپوریشن لمیٹیڈ یہ ایشیا کی سب سے بڑی لگنائٹ کان ہے۔

سنگارینی کوئلریز کمپنی

(آندھرا پردیش) کا اہم رول

سنگرینی کوئلریز کمپنی لمیٹیڈ' SCCL'

یہ کمپنی سرکاری ملکیت کی کوئلہ کمپنیوں میں سب سے پرانی کمپنی ہے۔ اس کمپنی میں حکومت آندھرا پردیش اور حکومتِ ہند (مرکزی حکومت) کے سرمایے کا تناسب ہے ۵۱ : ۴۹ یوں سمجھیں کہ تقریباً برابر برابر۔ یہ کمپنی کئی معاملوں میں ملک کی دیگر کمپنیوں سے ممتاز مقام ہے۔ خاص کر ملازمین کو دی جانے والی سہولتوں کے معاملے میں۔ یہاں جو کام گر (کول کٹر وغیرہ) زمین دوز کان (UNDER GROUND MINE) میں کام کرتے ہیں، ان میں صبح کی پالی (شفٹ) والوں کو ٹفن میں ایک ابلہ انڈا اور دو پراٹھے کمپنی کی طرف سے ملتے ہیں۔ قیمت محض برائے نام <u>صرف دس پیسے میں دو پراٹھے اور ایک انڈا</u> ! ایسی مثال کہیں اور نہیں !

سنگرینی گوداوری کی وادی میں واقع ہے۔ ۳۲۵ کلومیٹر کا رقبہ ہے اس پورے علاقے کا جو کھمم، کریم نگر اور عادل آباد ضلعوں میں پڑتا ہے۔ اس علاقے کی سرزمین کالے ہیرے کے قیمتی خزانے سے بھری پڑی ہے۔ یہاں تین ہزار میلین ٹن سے بھی زیادہ ذخیرہ ہے کالے ہیرے (کوئلے) کا۔ یہ تینوں ضلعے کھمم، کریم نگر اور عادل آباد آندھرا پردیش کے دیگر ضلعوں کے مقابلے میں زیادہ پسماندہ ہیں۔ لیکن کوئلے کی صنعت نے ان کی کایا پلٹنے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ اور انہیں فخر ہے کہ ان کی دھرتی سے نکلنے والا کوئلہ آندھرا پردیش اور پڑوسی ریاستوں کی صنعتی ترقی میں بھی ایک نمایاں رول ادا کر رہا ہے۔ یہاں کے کوئلے سے جنوبی ہند کی بے شمار صنعتوں کو ایک معقول خوراک مل رہی ہے !۔
ایک خاطر خواہ خوراک !!

●●

ریاست آندھرا پردیش کی نمایاں خصوصیات

۱۔ رامپا ٹینک	۲۔ پاکالا ٹینک
۳۔ تنگبھدرا انی کٹ	۴۔ دولیشورم انی کٹ
۵۔ سنگم انی کٹ	۶۔ نیلور انی کٹ
۷۔ ٹوٹاپلی	۸۔ عثمان ساگر
۹۔ نظام ساگر	۱۰۔ تنگبھدرا پراجکٹ
۱۱۔ ایلور	۱۲۔ پرکاشم بیرج
۱۳۔ رالا پاڈ	۱۴۔ بالائی پینار
۱۵۔ بھیرادانی تیا	۱۶۔ موسیٰ ندی
۱۷۔ ناگر جنا ساگر	۱۸۔ دسلی پینار
۱۹۔ پوچم پاڈ	۲۰۔ سری سیلم
۲۱۔ دسا دھارا	۲۲۔ سر ماسلہ

ڈاکٹر کے بھکشو وتسل راؤ
2-2-1144/1/B پوسٹ آفس لین
نیو نلکنٹہ، حیدرآباد 500044

بدھ پورنیما گوتم بدھ کا جنم دن ہے۔ یہ وہ دن ہے جب مہاتما گوتم بدھ کو نئی روشنی عطا ہوئی۔ آخرت یعنی انتقال کا دن بھی انکا وہی تھا۔ ان تین چیزوں کے اعتبار سے بدھ پورنیما کو کافی اہمیت حاصل ہوئی۔ ہندستان، سیلون جاپان، چین، ملایا میں بدھ مت کے ماننے والے پانچ کروڑ ملین سے زیادہ لوگ ہیں۔

نیپال ترائی حلقہ میں لمبنی کے مقام پر (۵۶۰) قبل مسیح میں سدھارتا گوتم جنم لیے۔ انکے پتا سدھودھنہ کی خواہش تھی کہ وہ راجہ بنے، حکومت کرے، خوش وخرم رہے، مالامال ہوجائے، انکی ماں کو خواب میں سفید ہاتھی کا درشن ہوا۔ سفید ہاتھی کا درشن ہونا دنیا کے لیے نیکی کا باعث ہی تھا۔ گوتم کے پیدا ہوتے ہی ساتویں دن ہی ماں سورگباش ہوگئی۔ نجومیوں نے پیشنگوئی کی تھی کہ گوتم ایک تیاگی بن جائے گا۔ حکومت کی باگ ڈور سنبھال نہ پائے گا۔ گوتم کے والد نے کئی سہولتیں مہیا کیں ہر ایک موسم میں گذر بسر کے لئے الگ الگ محل تعمیر کروایا۔ لال اور کنول کے پھول کے باغات میں رہنے کے لیے سدھودھنہ نے سدھارتہ کو ہدایت دی۔ سردی، گرمی، دھول، شبنم سے بھی پرے رکھنے کی کوشش کی راجہ نے گوتم کو محل سے باہر جانے کی ممانعت تھی۔ اٹھائیس سال کی عمر میں گوتم کی شادی رچائی گئی۔ گوتم کا طوفانی تخیل کیا گھر سکتا تھا۔ کہاں رک پاتا تھا؟ دل میں ایک جوالہ تھا۔ ایک کھوج سی تھی۔ لگن تھی حالات کو پرکھنے کی۔ انکا گھوڑا کنتھک وفادار ثابت ہوا۔ ایک رات اس گھوڑے پر سوار ہوکر محل سے نکل پڑے چھ سال تک لگاتار گھومتے رہے۔ سادھو، سنت، امیر، غریب بڑے، چھوٹے، اندھے، لولے، سے انکی ملاقات ہوئی۔ اپاہج، مریض سے بھی قریب تر ہوئے۔ مرنے والوں کا بھی انکے سامنے بھرپور نظارہ تھا ——— مباحثے کرتے رہے۔ ملاقاتیں کرتے رہے، بیوی بچے پہچاننے کے باوجود ان سے دور ہی رہ گئے۔ شاہی محل میں داخل نہیں ہوئے۔ سچائی کی کھوج میں لگے رہے۔ دنیا جلن، حسد، رنج مصیبت سے بھرپور کیفیت تھی ان کے سامنے! ان معاملات کا حل نکالنا چاہتے تھے۔ دوران سفر بدھ گیا کے مقام پر ایک پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے، سوچ وچار کرتے رہے خاموشی کے ماحول میں، خیال میں لگ گئے۔ انچاس دن تک اسی طرح رہ گئے۔ ایک سادھنہ تھی انکی۔ اس دوران انکے سامنے "مارا" نے دنیاوی عداوت کو چھپا کر دنیاوی دولت، عیش

آندھرا پردیش

دآرام کا پیشکش کیا۔ ہتھیار، اوزار انکے سامنے بہادری کے لیے رکھ دیا۔ بھلا گوتم ان سے راغب ہوسکتا تھا! ایک چٹان کے مانند سہتے گئے، انہیں نئی روشنی عطا ہوئی۔ وہ زن پورنیما تھا۔ نئی روشنی حاصل ہونے کے بعد انکی زندگی کا نیا دور شروع ہوا۔ گوتم بدھ کہلائے گئے۔ بنارس میں پہلے پانچ لوگوں کو اولین سبق دیا۔ بیتالیس سال تک لگاتار پھرتے رہے۔ اصولوں کی اشاعت کرتے رہے۔ کسی نار (اترپردیش) کے مقام پر انکو نجات حاصل ہوئی۔ دوران اشاعت ایک شہر میں ایک انجانے نے گوتم بدھ پر گالیوں کی بوچھار کردی تو وہ خاموشی سے سنتے رہے۔ اگر کوئی تحفہ لینے والا نہ ملے تو وہ چیز کہاں جائے گا "نادان نے فوراً کہہ دیا " تحفہ دینے والے کے پاس" اسی طرح گوتم نے کہہ دیا " وہ آپ ہی کے پاس رہ گئے ہیں " عقل کی تمثیل تھی، اشاعت تھی، گوتم بدھ کی۔ انہوں نے نادان سے مخاطب ہوکر کہا " اگر کوئی آسمان کی طرف منہ کرکے تھوکتا ہے تو وہ تھوکنے والے کی غلطی ہے۔ اسی پر گرے گا جو زمین پر ہے" نادان فوراً شرمندہ ہوکر گوتم بدھ کا شاگرد بن گیا۔ مہاتما بدھ کے نروان کے بعد تین سو سال تک دنیا میں دور دور مقامات تک کئی بھکشوؤں نے بدھ مذہب کی اشاعت کی۔

بدھ مت کا مغز چار بلند پایہ سچائیوں اور آٹھ اصول کے طور پر پیش ہے۔

عالم میں مصیبتوں کا پھیلنا، خود غرضی کی جڑیں رنج کے طور پر رہنا، رنج وغم سے چھٹکارا حاصل کرنا اور نیک راستہ پر چلنا سچائیوں میں شمار ہیں۔ صحیح علم، صحیح ارادہ، مناسب قوت گویائی بلند پایہ کردار، اچھے ذرائع زندگی کے لئے کوشش کرنا، مناسب تخیل دیکھوئی اور تجزیہ کرنے کی صلاحیت ان آٹھ اصولوں کی شکل میں ہیں۔ بدھ مذہب کی دو شاخیں ہیں (۱) ہینیانہ: اس میں ذاتی سادگی ونجات کی اہمیت ہے (۲) مہایانہ: اس میں اعتقاد، واچھے کاموں میں مصروف رہ جانے کے لیے کہا گیا ہے۔ ہینیانہ کو ماننے والوں کی تعداد جنوبی ایشیا میں زیادہ ہے۔ مہایانہ کو ماننے والے چین، جاپان، کوریا، تبت دمنگولیا میں بکثرت ہیں۔

بدھ مت کے پرچارک کو بھکو کہتے ہیں۔ یہ لوگ ایک احاطہ میں رہتے ہیں۔ جسے خانقاہ کہتے ہیں۔ پگوڈہ میں گوتم بدھ کی مورتی رکھی جاتی ہے۔ بعض اوقات مجسمہ بھی نصب کر دیا جاتا ہے شیوی ڈگان پگوڈہ رنگون میں ہے۔ بودھ گیا میں ایک بڑا خانقاہ ہے۔ بنکاک میں سنہری رنگ کی مورتی ہے۔ سری لنکا میں ایک پہاڑ پر گوتم بدھ کے قدموں کے نشان ہیں۔ اجنتا کے غاروں میں نروان بدھ کی سنگ تراشیاں ہیں۔ کامہ کورا جاپان میں تخیل میں ڈوبا ہوا بدھ کا مجسمہ ہے۔

مہایانہ میں کئی ذیلی شاخیں ہیں۔ مثلاً رشن، رتسن شو، زن (ZEN) شنگان وغیرہ۔ خانقاہ میں رہبر یا بھکو کے پاس تاڑ کے پتوں کی چھتری، کٹورا، سوئی، ایکسو آٹھ دانوں کا مالا، استرا، پانی کو نتھار کر پینے کے لیے کپڑا رہتا ہے۔ برما میں تو عقیدت مند لوگوں میں کئی رسم ورواج ہیں۔ بچہ کو چار سال ہوتے ہی قیمتی کپڑے پہنا کر خوشیاں مناتے ہیں۔ بعد میں سر منڈواتے ہیں کٹورا ہاتھ میں دے کر بھکشو کے پاس لے جاتے ہیں۔ خانقاہ میں بدھ مت کے اصولوں کو پڑھایا جاتا ہے۔

۱۵ نکاتی پروگرام

ضیاء جمیل پوری
بتوسط اسٹیشن ماسٹر
کاماریڈی ۵۰۳۱۱۱ اے پی

محنت سے بھرپور کہانی
سب کے لئے پینے کا پانی
بچو! آگے بڑھنا بھی ہے
کھانا بھی ہے، پڑھنا بھی ہے

جو دامن ہے چاک سلے گا
جنتا کو چھا دل بھی ملے گا
مان بڑھے گا، آن بڑھے گی
کمزوروں میں جان پڑے گی

جو پچھڑے تھے، بڑھنے لگے ہیں
بیچارے بھی ہنسنے لگے ہیں
صنف نازک حصہ پائیں
جو بے گھر ہیں، گھر بھی بنائیں

بیج ملے ہیں، کھاد ملا ہے
گاؤں کا منظر بدلا ہے
مشکل دن اب کٹنے لگے ہیں
دور سلم بھی ہٹنے لگے ہیں

کاریگر کی عزت ہوگی
دور برائی رشوت ہوگی
آندھرا پردیش سے دور اندھیرا
اور ضیاء آیا ہے سویرا

مزدوروں کی فلاح و بہبود کیلئے ریاستی حکومت کے اقدامات — ایک جائزہ

ریاستی حکومت نے چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ کی سرگرم قیادت میں ایک سال سے زائد عرصہ کے دوران کامیابی کے ساتھ مزدوروں کی فلاح و بہبود کے متعدد پروگراموں کی عمل آوری کی ہے۔ آج آندھرا پردیش میں ایسا پرامن صنعتی ماحول موجود ہے جو صحت مند معاشی ترقی اور زرخیزی کے لیے ممد و معاون ہے۔

فلاح و بہبود کے اقدامات کی جھلکیاں

★ غیر منظم اور بے قاعدہ مزدوروں کو ١٦ مختلف علاقوں میں اقل ترین اجرتوں کے قانون کے تحت شامل کرتے ہوئے ان کی اجرتوں کی سطح کو ماہانہ ١٨٠/- روپے سے بڑھا کر تقریباً ٣٠٠/- روپے کر دیا گیا ہے۔

★ ٹیکسٹائیل، جوٹ اور شکر کی صنعتوں میں صنعتی اعتبار سے منظم اور باقاعدہ مزدوروں کیلئے ویج کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں اور ورکر کی اجرت میں اڈھاک بنیاد پر ماہانہ ١٥٠/- روپے تک اضافہ کیا گیا ہے جو بھتہ اور کرایہ مکان الونس کے علاوہ ہے۔

★ ٥٤١٧ مکانات کی جو امدادی "انڈسٹریل ہاوزنگ اسکیم" کے تحت تعمیر کئے گئے ہیں ان میں رہنے والے مزدوروں کے لیے اقساط پر خریدی سے متعلق پیشکش کی گئی ہے۔

★ ٤٠ بلاک ایریا میں "رورل آرگنائزرس" مقرر کئے جا رہے ہیں جو زرعی مزدوروں کی رہنمائی اور انہیں تعلیم دیتے ہوئے ان کے حالات زندگی کو بہتر بنانے میں مدد دیں گے۔

★ اگریکلچرل ورکرس بل جو تقریباً ٨٥ لاکھ زرعی مزدوروں کو ویلفیر فنڈ میٹرنٹی اور پیرانہ سالی کی مراعات کی ضمانت دیگا اس وقت زیر غور ہے۔

★ اقل ترین اجرتوں کے قانون میں اب مزید ٣٠ ہزار منظم اور غیر منظم مزدور شامل ہوگئے ہیں جن کا تعلق پٹرول، کیمیکل فارماسیوٹیکل اور ہیسٹیسائیڈس انڈسٹریز، سلیٹ فیکٹریز، ہاسپٹلس اور نرسنگ ہومس، میاچ اور فائر ورکس فیکٹریز وغیرہ سے ہے۔

★ قانون دوکانات اور ادارہ جات کے تحت حاصل کردہ مراعات کی ١٩ نئے علاقوں کے ملازمین کے لیے توسیع کی گئی ہے۔ اس قانون سے اس وقت تقریباً ٢,٦٥ لاکھ ملازمین استفادہ کر رہے ہیں۔

★ جدید تشکیل کردہ کنٹراکٹ لیبر اڈوائزری بورڈ ان نئے علاقوں کی نشاندہی کررہا ہے جہاں کنٹراکٹ لیبر کو برخاست کیا جاسکتا ہے۔ اس کو پہلے ہی سمنٹ اور شکر مینوفیکچرنگ یونٹس میں برخاست کردیا گیا ہے۔

★ ۵۸۶ صنعتی تنازعات کی ریاستی مصالحتی اداروں کے ذریعہ یکسوئی کی گئی اور ۳۶۳ تنازعات کو تصفیہ کیلئے صنعتی اداروں سے رجوع کیا گیا۔ ••

سرکاری وغیر سرکاری عہدہ داروں کو عوام کی خدمت کرنے کا مشورہ

چیف منسٹر کی تقریر

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ حکومت ریاست کے دور افتادہ مواضعات کے عام آدمی کے مسائل کا ان کے حقیقی تناظر میں جائزہ لینے کے لیے ان کے دروازہ تک پہونچ گئی ہے تاکہ انکی موزوں ومناسب طریقہ پر خدمت کی جاسکے۔ مسٹر این ٹی راما راؤ آر ٹی سی بس ڈپو کے افتتاح کے بعد جلسہ عام سے خطاب کررہے تھے۔ انہوں نے "کڈپال" میں (۱۳۲) کے وی الکٹریسٹی سب اسٹیشن کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ اگر حکومت ریاستی دارالحکومت تک ہی محدود ہوجائے تو پھر وہ عوام کے جذبات و احساسات کا جو دور رس سماجی و معاشی تبدیلیوں کے لیے حکومت سے آس لگائے بیٹھے ہیں۔ کوئی اندازہ ہی نہیں کرسکے گی۔ اس ضمن میں مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ حکومت دو روپے کیلو چاول کی سربراہی کی اسکیم پر عمل آوری کو جاری رکھے گی۔ انہوں نے پچھڑے ہوئے طبقات کے عوام کے حالات زندگی کو بہتر بنانے کے لیے ضروری اقدامات بھی کرنے کا اعلان کیا۔ چیف منسٹر نے ایک بار پھر خود کو عوام کی خدمت کے لیے وقف کردینے کا اعلان کرتے ہوئے سرکاری اور غیر سرکاری عہدہ داروں سے اپیل کی کہ وہ ضرورتمند عوام کی خدمت کو اولین فریضہ تصور کریں۔ انہوں نے ریاست میں ایک نئے سماجی نظام کے قیام کے لیے تمام سیاسی جماعتوں سے تعاون واشتراک کرنے کی بھی پر زور خواہش کی۔ قبل ازیں مسٹر این ٹی راما راؤ نے یہاں قریب جگتیال میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کاشتکاروں کو ان کی پیداوار کی معقول ومناسب اور منفعت بخش قیمت ادا کی جانی چاہیئے۔ علاوہ ازیں انہیں پاور ٹیرف میں امداد بھی فراہم کی جانی چاہیئے۔ صدر نشین الکٹریسٹی بورڈ مسٹر این تاتا راؤ نے کہا کہ ضلع کریم نگر میں (۱۳۲) کے وی کے مزید چار سب اسٹیشن عنقریب قائم کئے جائیں گے۔ ••

ترملا - تروپتی دیواستھانم کی سہ روزہ گولڈن جوبلی تقاریب چیف منسٹر کی مخاطبت

چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی راما راؤ نے مندروں کے شہر تروپتی کی نگہداشت کے لیے ایک "سپریم کونسل" کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ ترملا - تروپتی دیواستھانم کی سہ روزہ گولڈن جوبلی تقاریب کا افتتاح کرتے ہوئے چیف منسٹر نے کہا کہ لارڈ وینکٹیشورا، سپریم کونسل کے صدر نشین اور وہ نائب صدر نشین ہوں گے۔ کونسل کے ارکان ہائیکورٹ کے چیف جسٹس اور ایڈوکیٹ جنرل جیسے اعلیٰ عہدہ دار ہونگے کونسل کے چار شعبہ جات ہوں گے جن میں لا اینڈ آرڈر، انڈومنٹ نظم ونسق اور فینانس شامل ہے۔ ان چار شعبوں میں اگزیکٹیو افسر تال میل پیدا کریں گے۔ اور ان کے عہدہ کو مجسٹریل اختیارات کے ساتھ کمشنر کا درجہ دیا جائے گا۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ تروپتی میں ۵ کروڑ

روپے سے ایک عصری ہسپتال، معذورین کے لیے ایک کروڑ روپے سے ایک ویلفیر سنٹر اور ۵، لاکھ روپے سے ایک بلڈ بنک قائم کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ترو پتی میں ڈرینیج سسٹم کو بہتر بنانے کے لیے ۴ کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ ان تمام پراجکٹوں کے مصارف ترو ملا ترو پتی دیواستھانم اور حکومت دونوں برداشت کریں گے۔ چیف منسٹر نے دیواستھانم کے ملازمین کے لیے ۶ لاکھ روپے کی جوبلی ترغیبات کا بھی اعلان کیا۔ صدر نشین بورڈ آف ٹرسٹیز مسٹر وی کے ڈی وی ست نارائن راجو نے تقریب کی صدارت کی اور کہا کہ ترو ملا ترو پتی دیواستھانم نے ملک کے تمام قدیم مندروں کو نیا روپ دینے کے لیے ہر قسم کی مدد دینے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ ہندو تہذیب کو فروغ دیا جاسکے۔ اگزیکیٹو آفیسر مسٹر کمار سوامی ریڈی نے رپورٹ پیش کی۔

چیف منسٹر نے کہا کہ ترو پتی اور ترو ملا کو ویٹیکن کی طرح ایک مقدس مرکز کے طور پر ترقی دی جائے گی تاکہ ہندو دھرم کا پرچار کیا جاسکے۔

جرنلسٹس ہاؤزنگ کوآپریٹیو سوسائٹی کے دفتر کا افتتاح - چیف منسٹر کی تقریر

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ورکنگ جرنلسٹس کے لیے تعمیر کی جانے والی ملک کی سب سے بڑی کالونی کے دفتر کا افتتاح کرتے ہوئے ریاستی حکومت کی جانب سے مزید ۱۰ لاکھ روپے گرانٹ دینے کا اعلان کیا۔ جرنلسٹس ہاؤزنگ کوآپریٹیو سوسائٹی لمیٹڈ کی جانب سے جوبلی ہلز کے پہاڑوں سے گھرے ہوئے ایک پرفضا مقام پر ۲۱۰ مکانات پر مشتمل اس کالونی کے پلاٹس کی قرعہ اندازی کے ذریعہ صحیفہ نگاروں میں تقسیم عمل میں آئی۔ وزیر فینانس مسٹر این بھاسکر راؤ نے تقریب کی صدارت کی۔ جبکہ وزیر بلدی نظم و نسق مسٹر رام کرشنڈو نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ چیف منسٹر نے کہا، وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ آزادی صحافت ضروری ہے۔ ساتھ ہی ساتھ صحافت کا فرض ہے کہ وہ اپنے فرائض کو خوش اسلوبی سے نبھائے۔ انہوں نے کہا کہ صحافت اور صحیفہ نگار حکومت اور عوام کے درمیان ایک آواز اور ایک رابطہ ہوا کرتے ہیں۔ ان کی حکومت چاہتی ہے کہ صحافت کی مناسب طریقہ پر مدد کی جائے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ جمہوریت کی کامیابی اور استحکام میں صحافت کو اہم رول ادا کرنا ہے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ سیاسی ہوں کہ غیر سیاسی، معاشی ہوں کہ تہذیبی مسائل ہر شعبہ میں صحافت کو ٹھوس کردار ادا کرنا چاہیئے۔ انہوں نے تقریب کے لیے نصب کردہ شامیانہ سے دور کام کرنے والی دھوڑ عورتوں اور مردوں کی طرف دیکھتے ہوئے زوردار آواز میں کہا کہ چلچلاتی دھوپ میں کام کرنے والے ان غریب مزدوروں کو ہم کیا دے رہے ہیں۔ آزادی کے ۳۶ سال گذر جانے کے بعد آج بھی سماج میں عدم مساوات، ناانصافی اور نابرابری کا دور دورہ ہے۔ آج بھی سماج میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہیں ایک وقت کا کھانا بھی نصیب نہیں ہے۔ ان کی حکومت، خط غربت کو ختم کر دینا چاہتی ہے۔ قبل ازیں صدر جرنلسٹس ہاؤزنگ کوآپریٹیو سوسائٹی مسٹر نگیشن کمار نے خیر مقدم کیا اور جنرل سکریٹری مسٹر کے۔ سرینواس ریڈی نے رپورٹ پیش کی۔ وزیر بلدی نظم و نسق مسٹر رام کرشنڈو نے کہا کہ حکومت جرنلسٹس کالونی کی تعمیر اور دیگر مراحل میں پیش آنے والی مشکلات کو دور کرنے کے لیے بھرپور تعاون کرے گی۔ وزیر فینانس مسٹر این بھاسکر راؤ نے کہا کہ کالونی کے لیے ایک پولیس اسٹیشن دو بنکس اور ایک ڈسپنسری کے قیام کی منظوری دی گئی ہے۔ وزیر اطلاعات و تہذیبی امور مسٹر سی ایچ وینکٹ رام جوگیا نے کہا کہ ریاستی حکومت صحیفہ نگاروں سے ممکنہ حد تک تعاون کرے گی۔ ●●

ڈاکٹر راجندر پرشاد

آزاد بھارت کے پہلے صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد انڈین نیشنل کانگریس کے قیام سے ایک سو سال قبل یعنی ۳ دسمبر ۱۸۸۴ء کو بہار کے مقام زیرادئی میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے گاؤں کے اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کلکتہ کے پریذیڈنسی کالج میں داخلہ لیا۔ انہوں نے طالب علمی کے زمانے سے ہی سیاسی سرگرمیوں میں سرگرم حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ ۱۹۰۲ء میں وہ "ڈان سوسائٹی" میں شامل ہو گئے۔ راجندر بابو نے ۱۹۰۶ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے رضاکار کے طور پر کام لیا اور ۱۹۱۱ میں وہ باقاعدہ کانگریس کے رکن بن گئے۔ ۱۹۱۶ء میں وہ گاندھی جی کی صحبت میں آئے اور ان کے ساتھ انہوں نے قومی سیاسی رہنما کے طور پر کام شروع کیا۔ انہوں نے ۱۹۲۰ء کی بہار کی سیاسی کانفرنس کی صدارت کی اور ستیہ گرہ تحریک میں شامل ہو کر گاندھی جی کی طرف سے شروع کی گئی عدم تعاون کی تحریک کی حمایت کی۔

انہوں نے محسوس کیا کہ "سوراج تحریک" کو مستحکم کرنے کیلئے پہلی ضرورت اسکولوں اور کالجوں کا بائیکاٹ کرنا ہے۔ انہوں نے سرکاری تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ کرنے والوں کے لیے ایک قومی کالج قائم کیا۔ یہ کالج ۲۵ سال تک ڈاکٹر راجندر پرشاد کا گھر رہا۔

وہ دیش (ہندی) اخبار کے مدیر بھی رہے اور وہ "سرچ لائٹ" (انگریزی) سے بھی وابستہ رہے۔ ۱۹۱۸ء میں جب گاندھی جی کو جیل بھیج دیا گیا تھا تو ڈاکٹر راجندر پرشاد نے ان کے کام کی ذمہ داری سنبھال لی۔ انہوں نے راج گوپال آچاری کے ساتھ ملک کا دورہ کیا۔ اور سودیشی تحریک کو بہت مقبول بنایا۔ انہوں نے کانگریسی ورکروں سے اپیل کی کہ وہ تعمیری کام پر توجہ مرکوز کریں۔

وہ سیاسی قیدیوں کی درجہ بندی کے خلاف تھے۔ انہوں نے جیل کے حالات میں بہتری لانے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ جب وہ پہلی بار جیل گئے تو انہوں نے کھادی کی بنائی سیکھی۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد نے ۱۹۳۴ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس کی صدارت کی۔ اس اجلاس میں انہوں نے مطالبہ کیا کہ بھارت کا آئین آئین ساز اسمبلی تشکیل دے جس میں بھارت کے عوام کو نمائندگی دی جائے اسکا نتیجہ ۱۹۳۵ء کا قانون ہے جس میں صوبائی خود مختاری دی گئی تھی۔ وہ کانگریس کے پہلے صدر تھے جنہوں نے باقاعدہ ملک کا دورہ کیا، کارکنوں کو خطاب کیا ان کی رہنمائی کی۔ ان کا کہنا تھا کہ ہندی اور اردو الگ الگ زبانیں نہیں ہیں۔ انہوں نے کیبنٹ الوارڈز میں ردوبدل کیلئے مسٹر محمد علی جناح کے ساتھ سمجھوتہ کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ ۱۹۴۲ء میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے بھارت چھوڑ دو تحریک سے متعلق قرارداد منظور کی اور ڈاکٹر صاحب نیز دوسرے سرکردہ رہنماؤں کو حراست میں لے لیا گیا۔ اس موقع پر گاندھی جی نے "کرو یا مرو" کا نعرہ دیا۔ جیل میں ڈاکٹر پرشاد پھر بیمار ہو گئے۔ انہوں نے بستر علالت پر ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے دو قومی نظریہ کیخلاف دلائل دیئے اور کہا کہ منطقی اعتبار سے علاحدہ پاکستان مسلمانوں کے مفاد میں نہیں ہوگا۔ جب ۲ ستمبر ۱۹۴۶ء کو عبوری حکومت بنی تو انہیں خوراک اور زراعت کا محکمہ دیا گیا۔ دسمبر ۱۹۴۶ء میں آئین ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس کا راجندر پرشاد کو صدر چنا گیا۔ ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو جب بھارت جمہوریہ قرار دیا گیا تو انہیں ملک کا پہلا صدر بنایا گیا۔ ۱۹۵۲ء کے عام انتخابات کے بعد انہیں دوبارہ اور پھر ۱۹۵۷ء میں بھی ملک کا صدر چنا گیا۔ ۱۵ مئی ۱۹۶۲ء کو صدر جمہوریہ کی ذمہ داریوں سے فارغ ہونے کے بعد وہ صداقت آشرم میں رہنے لگے۔ ۲۸ فروری کو ۷۹ سال کی عمر میں انہوں نے آخری سانس لی، ۱۹۸۴ء میں ملک بھر میں انکی صد سالہ یوم ولادت کی تقریبات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ●●

آندھرا پردیش چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری

کے جلسہ سے چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی راما راؤ کا خطاب

ریاستی چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے صنعت کاروں پر زور دیا ہے کہ وہ پسماندہ علاقوں میں زیادہ سے زیادہ صنعتوں کے قیام کے لیے آگے آئیں۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ریاستی حکومت ان صنعت کاروں کی ہمیشہ مدد کرے گی جو ریاست کی ترقی پر یقین رکھتے اور اپنی سماجی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں۔ فیڈریشن آف آندھرا پردیش چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی ۶۷ ویں سالانہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مسٹر راما راؤ نے کہا کہ ان کی حکومت ریاست کو صنعتیانے پر یقین رکھتی ہے اور اس سلسلہ میں شاید اگر کوئی اہم پیش رفت نہ ہو تو وہ لندن اور امریکہ کا دورہ کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ وہاں مقیم ہندستانیوں کو ریاست میں صنعتوں کے قیام کے لیے راغب کیا جائے۔ مسٹر راما راؤ نے کہا کہ ریاست آندھرا پردیش اپنے سبز انقلاب کے لیے مشہور ہے لیکن اس میدان میں کئی عصری طریقوں کو اپنانے کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک ہم اپنی ضروریات کے لئے دوسروں پر انحصار کریں گے آزادی بے معنیٰ رہے گی۔ صنعتوں کے قیام کے ذریعہ ریاست میں زیادہ سے زیادہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے مسٹر راما راؤ نے کہا کہ "مجھے خوشی ہے کہ ہمارے ڈاکٹرز اور انجینئرز بیرون ملک کام کر رہے ہیں کیونکہ ہم ان کی صلاحیتوں سے استفادہ میں ناکام رہے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ وہ اس بات کے لیے بھی خوش ہیں کہ یہ لوگ زیادہ سے زیادہ پیسہ کما رہے ہیں اور خوشحال زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن انہیں اپنے مادر وطن کو نہیں بھولنا چاہیئے مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ نے صنعت کاروں پر زور دیا کہ وہ اپنی تجارت میں ایمانداری اور دیانتداری کو ملحوظ رکھیں اور اپنی سماجی ذمہ داریاں کو محسوس کریں۔ چیف منسٹر نے انتہائی جذباتی لہجہ میں کہا کہ ان کی حکومت ریاست میں پیدا کنندوں کے استحصال کی اجازت نہیں دیگی انہوں نے سوال کیا کہ آخر کیوں تمباکو پیدا کرنے والوں کو اپنی پیداوار برآمد کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور کیوں انہیں مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ مخصوص گروہوں کو اپنی پیداوار فروخت کریں۔

ریاستی حکومت کے زیر اہتمام "یوم مئی" تقریب

چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ کی مخاطبت

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے تقاریب یوم مئی کے سلسلہ میں حکومت آندھرا پردیش کی جانب سے چار ممتاز ٹریڈ یونین قائدین مسرز بی مہادیو شاستری (تلگو ناڈو ٹریڈ یونین کانگریس) قائدین مسرز بی مہادیو شاستری (تلگو ناڈو ٹریڈ یونین کانگریس) ٹی ایس راما راؤ (بھارتیہ مزدور سنگھ) بدری وشال پتی (ایچ ایم ایس) اور ڈی وینکٹشم (انٹک) کو "شرم شکتی" یادگاری ایوارڈ پیش کئے۔ چیف منسٹر نے (۳۲) اشخاص کو بہترین انتظامیہ اور بہترین ٹریڈ یونین کے لئے "پراڈکٹی ویٹی ایوارڈز" بھی دیئے۔ یہ اعزاز حاصل کرنے والے اداروں میں ہندستان ایرو ناٹکس لمیٹڈ (ایچ اے ایل) اور راسی سیمنٹس شامل ہیں اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے مسٹر این ٹی راما راؤ نے مزدوروں کو ایک ایسی باصلاحیت قوت قرار دیا جو نہ صرف خوشحالی لا سکتی ہے بلکہ وقت پر اس لئے یہ بات انتہائی اہم ہے کہ مزدوروں کو احتجاج کرنے کا موقعہ دیئے بغیر ہی ان کے مسائل حل کر دیئے جانے چاہئیں کیونکہ سماج میں امن و سکون کے لیے مزدور کا مطمئن و آسودہ ہونا شرط اولین ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ مزدوروں کو دبایا اور کچلا جا سکتا ہے تو وہ احمق ہے۔ چیف منسٹر نے انتظامیوں سے خواہ وہ خانگی شعبہ سے تعلق رکھتے ہوں اپیل کی کہ وہ مزدوروں کی تعلیمی اور رہائشی ضروریات کو بھی بطور خاص ملحوظ رکھیں۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ ان کی حکومت نے اقل ترین اجرت کو ماہانہ (۱۸۰) سے بڑھا کر (۳۰۰) روپئے کر دیا ہے۔

چیف منسٹر نے صنعت کاروں کو مشورہ دیا کہ وہ انکم ٹیکس کے طور پر بھاری رقومات ادا کرنے کی بجائے اپنے مزدوروں کی فلاح و بہبود بالخصوص رہائشی سہولت فراہم کریں۔ اور ان کے بچوں کے لیے مدارس قائم کریں۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے بیرونی ممالک میں مقیم تلگو عوام سے اپیل کی کہ وہ بھی ریاست کی ترقی و خوشحالی کی جدوجہد میں شامل ہو جائیں۔ اور اپنا سرمایہ مشغول کریں۔ چیف منسٹر نے انہیں اس بات کا یقین دلایا کہ حکومت انہیں ریاست میں نئی صنعتوں کے قیام کے سلسلہ میں درکار انفرا اسٹرکچر سہولتیں فراہم کرے گی۔

قبل ازیں سکریٹری لیبر مسٹر این رانگھوا نے کہا کہ انتظامی بورڈز سے مزدوروں کے ربط و تعلق سے متعلق مرکزی حکومت کی تجویز پر اسی سال عمل کیا جائے گا۔ ریاستی حکومت نے تمام صنعتی اداروں اور دکانات و ادارہ جات کے لیے یوم مئی کی بااجرت تعطیل قرار دے دیا۔ یوم مئی کی تقاریب کا آغاز مختلف مقامات پر مزدوروں کی ریالی سے ہوا ٹریڈ یونین قائدین نے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے انہیں اتحاد و یگانگت برقرار رکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ●●

---

* آندھرا پردیش اسکوٹرس نے اس سال کے اختتام تک ۲۵ ہزار اسکوٹرس کی تیاری کا ٹارگٹ بنایا ہے۔

قلی قطب شاہ ڈولپمنٹ اتھارٹی کے اجلاس سے

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کا خطاب

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے نو تشکیل شدہ قلی قطب شاہ ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تلگو دیشم حکومت پرانے شہر کی ترقی کے لیے رقم کی فراہمی میں پیچھے نہیں ہٹے گی اور اس مقصد کے لئے دیگر ذرائع سے بشمول عالمی بنک سے بھی مالیہ حاصل کرے گی۔ یہ اجلاس سکریٹریٹ کی کمیٹی ہال میں منعقد ہوا۔ چیف منسٹر نے پرانے شہر حیدرآباد کے ارکان مقننہ سے اپیل کی کہ وہ اس مقصد کے حصول میں حکومت کے ساتھ تعاون کریں اور پرانے شہر کی ترقی کیلئے اپنی توانائیاں صرف کردیں۔ کیونکہ پرانے شہر کی ترقی کو اب تک نظرانداز کیا جاتا رہا ہے۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ حکومت لائف انشورنس کارپوریشن سے قرض حاصل کرے گی تاکہ کئی ترقیاتی اسکیموں کو شروع کیا جائے۔ جن میں چارمینار تا فلک نما مین روڈ کی کشادگی کی اسکیم بھی شامل ہے۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت کے پاس اسکیمیں اور پلان ہیں تاکہ ہاوزنگ کم کمرشیل کامپلکس کے ساتھ ساتھ دفتری عمارتیں اور اسکول کی عمارتوں کی تعمیر کی جاسکیں۔ ۲۰ ارکان پر مشتمل قلی قطب شاہ اربن ڈولپمنٹ اتھارٹی کے صدرنشین چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ ہیں۔ جبکہ وزیر قانون و بلدی نظم و نسق مسٹر ولی رام کرسٹنڈو نائب صدرنشین ہیں۔ اسکے دیگر ارکان میں مسٹر سلطان صلاح الدین اویسی، مسٹر امان اللہ خان، مسٹر باقر آغا، مسٹر خواجہ ابوسعید، مسٹر پی۔ راماسوامی، مسٹر اندرسین ریڈی (ارکان اسمبلی)، پی رام ریڈی، مولانا حافظ ابویوسف، مسٹر کے۔ ایس۔ ناما ئنار، پارلیمنٹ، مسٹر احمد علی خان، مسٹر سرفراز علی، مسٹر گوپال گوڑ، کمودینی نایک ہیں۔

نو تشکیل شدہ اتھارٹی میں تکنیکی ماہرین مسٹر صدیقی مسٹر ویرنا تھ راؤ ہے جبکہ مسٹر سعد حسین بہ اعتبار عہدہ سکریٹری ہ پہلے اجلاس میں ارکان نے پرانے شہر کی ترقی کے سلسلہ میں اپ خیالات کا اظہار کیا۔

★ APACE (آندھرا پردیش اسٹیٹ سنٹر فار انٹر پرینرس) کو رابطہ کی ایک واحد ایجنسی کی حیثیت سے قائم کیا گیا ہے جس کا مقصد ملل اور رقمی منظوریوں۔ رجسٹریشن، لائیسنس اور ضروری سہولتوں کے حصول کے سلسلہ میں نئے صنعت کاروں کی مدد و اعانت کرنا ہے۔

★ ڈسٹرکٹ ناڈل ایجنسی

DISTRICT NODAL - AGENCY (NODAL)

چھوٹے پیمانے کے صنعتی یونٹس کے تحفظ کی خدمت انجام دے رہی ہے۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا

جب قفس کے جال ٹوٹے جب سنہری دام اٹھا
اور اشیاء کا بدیشی ملک سے نیلام اٹھا

جب ذراعت اور سیاست ملک کا حصہ بنی
بات جب عہد غلامی کی فقط قصہ بنی

بج اٹھا پھر زندگی کا ساز بے آواز ہے
اختتام درد ہے خوشیوں کا پھر آغاز ہے

زندگی غربا درس کل تک کسی زنداں میں تھی
زہرِ غم کی چاشنی کل تک ہر اک عنواں میں تھی

ہر زمانے میں رہا ہندوستاں جنت نشاں
چند دن چھائی رہی تھیں اس پہ کالی بدلیاں

ہر طرح سے اب ہمارا ملک پھر آزاد ہے
ملک کیا آزاد ہے کہ ہر بشر آزاد ہے

اب ترقی کا یہاں کی اور ہی انداز ہے
اپنے جینے کا صحیح معنوں میں اب آغاز ہے

بیس[20] نکاتی فارمولا اور پنج سالہ پلان
ہیں یہ بھارت کی ہمہ جہتی ترقی کے نشاں

کتنے ارمانوں کو جیسے مل گیا رقصِ جمیل
کتنے انسانوں کو جیسے مل گئی راہِ سبیل

پھر رہی انگشتِ صناع پھر رہی کاریگری
پھر ملی ہے ملک میں صنعت کو اپنے برتری

لٹ گئے وہ خم کہ جس میں زہر تھی پابندگی
یہ حیاتِ نو بنی ہے آخرش اب بندگی

پھر زرِ غِ صنعتِ ہندوستاں ہے اوج پر
پھر سفینہ چھا گیا ہے بحر کی ہر موج پر

ظلمتوں میں ٹھوکریں کھانے کے دن باقی نہیں
اک حکایت رہ گئی رنج و محن باقی نہیں

ہیں غریب، مفلس و نادار کے جینے کے دن
زندگی کی ناؤ ساحل کی طرف کھینے کے دن

بے گھروں کو گھر ملے کتنے ہی رہنے کے لیے
مل گیا اُن کو سہارا جگ میں جینے کے لئے

بندھ کتنے بن گئے اسکول کتنے کھل گئے
اک کہانی بن کے جیسے زخم سارے دل گئے

سینکڑوں ایکڑ زمین سیراب کر سکتے ہیں ہم
اپنی پیاسی زندگی پُر آب کر سکتے ہیں ہم

کتنی ریلوں کا، پلوں کا اب بجٹ منظور ہے
زندگانی کا مقدر آج پھر مزدور ہے

جب اجالوں کی سیاست میں اندھیرے کھل گئے
جہل کی اس تیرگی میں تار برقی جل گئے

رشک ہو دنیا کو ایسے کام کر جائیں گے ہم
زندگانی کو نئے اک موڑ پر لائیں گے ہم

صحبتِ اغیار میں رہنے کے دن جاتے رہے
ظلم ہنس ہنس کر سبھی سہنے کے دن جاتے رہے

ہندیوں کا عزم ہے کوہِ ہمالہ سے بلند
ڈال اب سکتے ہیں جیسے ہم ستاروں پر کمند

ہر خوشی پنہاں ہے جیسے ملک کی ہر چیز میں
ہم نے باندھا عزم کو ہے وقت کی دہلیز میں

دل کے جلنے کی روایت آج ہے رسم کہن
کہکشاں سے ہم سجائیں گے ہماری انجمن

زبیدہ تحسین
چھاؤنی نادر علی بیگ، حیدرآباد ۲۳

خاندانی بھلائی

رؤف رحیم (ایم اے)
20-5-525 شکر گنج، حیدرآباد 500265

پالنا دشوار ہے دو چار کو
اور کتنے چاہیئے سرکار کو

سال بھر میں نو مہینے اک عذاب
آگ لگ جائے تمہارے پیار کو

گود میں دو چار، پیدل چار چھ
جب بھی جاتا ہوں کسی بازار کو

بھوک کے اتنے ہو گئے بچے مرے
چاب کر کھانے لگے اخبار کو

رات بچوں کو سلاتے میں گئی
دن میں کیسے جاؤں کاروبار کو

بھوکے، ننگے، جاہل اور ان پڑھ نہوں
کچھ بنالو اپنے اس سنسار کو

آم اٹلی پر الٰہی رحم کر
چاہتا ہے ان کا دل اچار کو

اک نحیف خستہ جاں پر تنو عذاب
بھاگ جاؤں چھوڑ کر گھر بار کو

ہم ہوں دو اور ہوں ہمارے دو ملدُ
بس غنیمت جان وہ دو چار کو

دو پہ دو بائیس ہوتے ہیں اگر
دو کو دو مطلوب ہیں سرکار کو

دوستو پرہیز ہے اچھی دوا
کون سمجھائے دلِ بیمار کو

مسکرا کر آ رہے ہیں وہ قریب
دور ہی سے سو سلام اس یار کو

پرورش کس طرح ہو پائے رحیم
کتنا مشکل ہے جب اس انبار کو

سید داؤد رفیق ایم اے

جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہے محبت اور عشق کے بارے میں بہت کچھ سُنتے اور پڑھتے آرہے ہیں۔ اردو ادب اور خاص طور پر اردو شاعری عشق و عاشقی کے تذکروں سے بھری پڑی ہے۔ اردو شاعری بغیر عشق کے ایسی ہی ہے جیسے بغیر انڈوں کے آملیٹ ـــــ اردو شاعری سے اگر عشق و محبت کو نکال دیا جائے تو اردو تو بے شک رہ جائیگی لیکن شاعری نہیں ـــــ! یا یوں کہہ لیجئے جدید شاعری رہ جائیگی ـــ بچپن ہی سے ہمیں اردو ادب سے کافی دلچسپی رہی ہے۔ یہ ہم اپنے ادبی ذوق کا رعب ڈالنے کے لیے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ اپنی "بے ادبی" کا اظہار کر رہے ہیں۔ مطلب یہ کہ ہم جسے اردو ادب کہہ رہے ہیں وہ دراصل جاسوسی ناولوں اور اس قسم کی دوسری کتابوں پر مشتمل تھا۔ اردو کے ادیبوں اور شاعروں کے بارے میں ہماری معلومات نہایت شاندار قسم کی تھیں۔ سعادت حسن منٹو کو اردو کا بہت بڑا شاعر سمجھتے تھے ـــ عصمت چغتائی اور قرۃ العین حیدر سے واقف ضرور تھے لیکن انہیں "حضرات" سمجھتے تھے۔ خواتین نہیں ـــ عفت موہانی کو حسرت موہانی کا بھائی اور مغنی تبسم کو واجدہ تبسم کی بہن سمجھتے تھے۔ نوح ناروی کو ناروے کا باشندہ سمجھ کر عرصہ تک انکی شخصیت سے مرعوب ہوتے رہے۔ اپنے ملک کے لوگوں سے مرعوب ہونے میں وہ بات کہاں جو باہر والوں سے مرعوب ہونے میں ہے ـــ! ڈاکٹر سید عبداللہ ڈاکٹر یوسف حسین خاں، ڈاکٹر احتشام حسین وغیرہ ڈاکٹروں کو ملیریا یا ٹائیفائیڈ کا علاج کرنے کے بجائے اردو ادب کا پوسٹ مارٹم کرتے دیکھکر ہمیں بیحد افسوس ہوتا تھا ۔ یہ اور بات ہے کہ ان ڈاکٹروں کا نام لیکر اپنے ساتھیوں پر ہم اپنی ادبیت کی دھونس جمایا کرتے تھے۔ نیاز فتح پوری کو ہم نیاز فاتحہ پوری پڑھا کرتے تھے کیونکہ نیاز اور فاتحہ کے ساتھ ہی "پوری" کا تصور وابستہ ہے۔ ـــــ ن ۔م ۔ راشد کو نم راشد پڑھتے تھے اور ایم ۔ آر ۔ خاتون کو آل انڈیا ریڈیو سے متعلق کوئی خاتون سمجھتے تھے ـــ

یہ تھا اردو ادب اور ادیبوں سے ہمارا تعلق ـــ اسکے باوجود ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتے ہیں کہ اردو ادب کے مطالعہ کا شوق ہمیں بچپن سے ہے۔ قصہ حاتم طائی باتصویر ہو کہ قصہ طوطا مینا بے تصویر ہم بڑے شوق و ذوق سے پڑھتے تھے ۔ پھر جاسوسی کتابوں کا شوق چرایا۔ (یہاں ایک بات اور بتا دیں کہ ابن صفی اور ابن سعید کو ہم بھائی بھائی سمجھتے تھے) اب جاسوسی کتابیں پڑھ پڑھ کر ہم فریدی یا عمران بننے کا خواب دیکھنے لگے ـــ اسی دوران اردو شاعری کا چسکہ بھی لگ گیا ۔ لیکن اردو شاعری ہم ذرا مشکل ہی سے ہضم کر سکتے تھے ۔ اسکے باوجود بھی اشعار پڑھتے اور محظوظ ہونے کی کوشش کیا کرتے یا کم سے کم ایسا ظاہر کرتے گویا بے حد محظوظ ہو رہے ہیں۔ اسطرح اپنی شعر فہمی پر نازاں و شاداں ہوا کرتے تھے ۔ یہاں ہم دو اشعار بطور نمونہ مع مطالب کے پیش کر رہے ہیں تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آدے ـــ اور آپ پر بھی ہماری شعر فہمی کی دھاک بیٹھ جائے ۔ پہلا شعر ہے

کی مرے قتل کے بعد اسنے جفا سے توبہ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

زود پشیماں کا پشیماں ہونا تو ہماری سمجھ سے قطعی باہر ہے۔ لیکن قتل کے ساتھ ہی ہمارے ذہن میں فریدی آموجود ہوا جو قاتل کو ڈھونڈھ نکالنے اور اسے قانون کے حوالے کرنے سے کبھی نہیں چوکتا ۔ چاہے وہ جفا سے توبہ کرے یا نہ کرے ۔ ساتھ ہی ساتھ ہمیں اس بات پر سخت تعجب تھا کہ شاعر کا قتل ہو چکا ہے لیکن کم بخت شعر کہنے سے باز نہیں آتا ۔ !

اب دوسرا شعر سنیئے ۔

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

فرض کیجئے آپ ایک شاندار دعوت میں مرغن غذاؤں سے پورا پورا انصاف کرکے آرہے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ غذا کا اثر معدہ پر ہوتا ہے ظاہر ہے کہ آپ کا معدہ اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ آپ کا معدہ ہی نہیں بلکہ دوسرے اعضاء بھی صدائے احتجاج بلند کرنا شروع کرتے ہیں۔ معدہ کی گڑبڑ رفتہ رفتہ سینے کی جلن میں تبدیل ہو جاتی ہے اور آپکو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا سینے میں اک آگ سی لگی ہوئی ہے۔ ایسی حالت میں اب آپ ہی بتایئے اس شعر کا آپ کیا مطلب لینگے ۔ !

بہرحال یہ اور اسی قسم کے دوسرے اشعار پڑھ پڑھ کر رفتہ رفتہ ہم شاعری کے ساتھ ساتھ عشق و محبت کے مطلب سے بھی آشنا ہونے لگے ۔ جو شعراء ہی کا نہیں ہمارے ناول نگاروں اور افسانہ نویسوں کا بھی محبوب ترین موضوع ہے ۔ شاعری، ناول اور افسانوں میں عشق و محبت کے تذکرے پڑھکر ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ پیار محبت کے قصے ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے۔ ابتدائے آفرینش ہی سے لوگ محبت کو اور ضروریات زندگی سے مقدم سمجھتے تھے۔ اور جوں جوں دنیا "عمر یافتہ" ہوتی گئی محبت کی اہمیت بھی بڑھتی گئی ۔ لوگ پیار میں کھانا پینا چھوڑنے لگے۔ گھر بار چھوڑنے لگے۔ تخت و تاج چھوڑنے لگے۔ بہت سوں نے تو ہوش و حواس بھی چھوڑ دیئے۔ یوں پاگل خانے وجود میں آگئے۔ غرض ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ پیار محبت ایک ضروری مرض ہے جس سے بچاؤ ناممکن ہے ۔ !

ناولوں افسانوں اور شاعری کے مطالعے نے جہاں ہمارے ذہن میں عشق کے جراثیم پیدا کردیئے تھے وہیں فلموں نے ان جراثیم کو پال پوس کر بڑا کرنا شروع کیا ۔ فلم اور عشق ایکدوسرے کیلئے ایسے ہی لازم و ملزوم ہیں جیسے اینٹی کرپشن ڈپارٹمنٹ اور کرپشن۔ اگر فلموں سے عشق کو نکال دیا جائے تو ہم سمجھتے ہیں صرف نیوز ریل باقی رہ جائیگی ۔ ہر فلم کا ہیرو محبت کرتا ہے۔ ہیروئن محبت کا جواب دیتی ہے۔ ہیرو گانا گاتا ہے۔ ہیروئن بھی گاتی ہے بلکہ ناچتی بھی ہے۔ ہر فلم میں ایک ولین ضرور ہوتا ہے۔ جو دو دلوں کو ملنے نہیں دیتا ۔ اسے گانا نہیں آتا ۔ ہم نے آجتک کسی ولین کو گانا گاتے نہیں دیکھا۔ (اگر آپ نے دیکھا ہے تو ہماری طرف سے مبارکباد قبول کیجئے) ۔ اور ہر فلم میں انہی کرداروں پر مشتمل عشق و محبت کی داستان دہرائی جاتی ہے ۔

ناول افسانے شاعری فلم ہر جگہ عشق کی حکمرانی ہے ۔ اب آپ ہی بتایئے کہ عشق و محبت کے اس سیلاب میں گھر جانے کے بعد کیا ہمارا دل پیار کرنا نہیں چاہے گا ۔ ؟ چونکہ محبت کے جراثیم جو کافی صحت مند ہو چکے تھے ہمارے دماغ میں کلبلانے لگے تھے اور ہمیں پیار کرنے کے لئے اکسانے لگے تھے ۔ لہٰذا ہم نے مصمم ارادہ کرلیا کہ ہم بھی پیار کرینگے ۔ چاہے کچھ ہو جائے ۔ پیار کے بغیر اس دنیا میں رکھا ہی کیا ہے ۔ ہم سوچنے لگے ۔ پیار کے بغیر زندگی میں ایک خلاء رہ جاتا ہے ۔ ویسے ہمیں اپنی زندگی میں کوئی خاص خلاء نظر نہیں آرہا تھا ۔ اپنے پیار کے لئے ہم ساری دنیا سے ٹکرا جائینگے چاہے پاپی دنیا ہمارے راستے میں روڑے اٹکائے یا سماج کے ٹھیکیدار (نہ جانے یہ کون لوگ ہیں) ہماری راہ میں آئیں ہم کسی کی پرواہ نہیں کرینگے۔ اپنی محبوبہ سے پیار کی میٹھی میٹھی باتیں کرینگے ۔ ساتھ جینے اور ساتھ مرنے کے وعدے ہونگے عموماً طرفین ایسے وعدے کیا کرتے ہیں ۔ ہاں ۔ ! اپنی محبوبہ سے اس بات کی ضمانت لے لینگے کہ وہ ہم سے تاج محل بنوانے کی فرمائش نہ کرے (عموماً محبوبائیں ایسی فرمائشیں کیا کرتی ہیں) ۔ کیونکہ اس دور گرانی میں ہم کہاں تاج محل بناتے پھرینگے ۔ ویسے بھی آجکل کے ایٹمی دور میں جب کہ لوگ راکٹ اور بم بناتے ہیں ۔ تاج محل بنانے والا بیوقوف قرار دیا جائے گا ۔ اور اگر ہم نے تاج محل بنا بھی دیا تو کیا ہوگا ۔ ؟

کوئی شاعر اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لیکر ـــــ قسم کے شعر کہکر ہمارا موڈ آف کر دیگا اور ہم سوچنے لگیں گے کہ تاج محل بنا کر ہم نے خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کیا اسکے بجائے اگر فلم "بنٹر والی" بنا دیتے تو آنے والی نسلوں پر کتنا بڑا احسان ہوتا ـــــ !!

خیر ـــــ ! محبت کرنے کا ارادہ تو ہم نے کر لیا لیکن اہم سوال یہ پیدا ہوا کہ آخر کس سے محبت کی جائے ـــــ ؟! ہم نے اپنے اکناف و اطراف کا جائزہ لیا ـــــ ہماری ہم جماعت دو تین لڑکیاں ایسی تھیں جن سے محبت کی جا سکتی تھی ـــــ یہ مرحلہ ہمیں کوئی خاص دشوار نہیں معلوم ہوا۔ ہم نے ایک لڑکی کی طرف دامِ محبت پھینکا۔ یعنی کھٹی میٹھی نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔ وہ ہماری نظروں کے تیر سے ایسی خائف ہوئی کہ ہم جب بھی اسکی طرف دیکھتے وہ بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھنے لگتی۔ ہم نے سمجھا کہ ہماری محبت رنگ لا رہی ہے۔ اب ہم اسے دیکھکر بڑے پیار سے مسکرانے لگے ـــــ وہ اور زیادہ خائف دکھائی دینے لگی۔ اب ہم اسے دیکھکر گنگنانے بھی لگے۔ وہی فلمی گانے ـــــ نئی دھنیں ہم کہاں سے لاتے ـــــ ! وہ جواب میں گانا تو بہر حال نہیں گا سکتی تھی۔ ناچنے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ـــــ تاہم وہ دھیمے دھیمے مسکرانے لگی تھی بڑی عجیب و غریب قسم کی مسکراہٹ ـــــ اور ہم سمجھ گئے کہ دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔ ہمارے ذہن میں پیار کے حسین رنگ بکھر گئے۔ یعنی فلموں کے رنگین سین ـــــ دنیا ہمیں بے حد خوبصورت معلوم ہونے لگی۔ اور ہمارے دل کا شہر جگمگانے لگا۔ فضائیں معطر ہو گئیں۔ (یعنی ہم عطر لگانے لگے) وغیرہ وغیرہ ـــــ اور آخر کار ایک دن ہم نے اپنی محبت کے اظہار کا موقع ڈھونڈھ ہی لیا۔ وہ کالج کے پارک میں اکیلی بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی ـــــ موسم بھی کچھ نشیلا سا ہو چلا تھا یعنی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ خوشگوار ہوائیں چل رہی تھیں۔ پرندے چہچہا رہے تھے ـــــ بہر حال ویسا ہی سب کچھ تھا جیسا کہ دو محبت بھرے دلوں کے ملتے وقت ہونا چاہئیے۔ کہیں نہ کہیں بیک گراؤنڈ میں ایک کبوتر اور ایک کبوتری بھی ضرور چونچیں ملا رہے ہونگے ـــــ ہم اپنے چہرے پر بڑی ہی پیاری مسکراہٹ طاری کئے اس تک جا پہنچے۔ وہ چونک گئی ـــــ جسے ہم نے اسکی شرم سے تعبیر کیا ـــــ اور ہمیں دیکھکر اس کے چہرے پر کچھ اس قسم کے تاثرات پیدا ہوئے گویا ہم انسان نہیں مریخ یا زحل کی کوئی مخلوق ہیں ـــــ !

" فرمائیے " اس نے کرخت لہجے میں کہا ـــــ ہم اسکے لہجے کی کرختگی کو اپنی سماعت کی غلطی سمجھے۔ اور بڑے پیار سے کہنے لگے ـــــ " جب دو دل ایک دوسرے کے ہو جاتے ہیں ـــــ جب نگاہیں الجھ جاتی ہیں ـــــ تو پھر زبان سے کہنے کے لیے کیا رہ جاتا ہے ـــــ " یہ کہتے ہوئے ہم اسکے قریب بیٹھ گئے۔ ہمارے بیٹھتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی ـــــ " میں آپکا مطلب نہیں سمجھی "

" پیار کرنے والے مطلب وطلب نہیں سمجھاتے۔ خود ہی سمجھ جاتے ہیں " ـــــ ہمیں بھی اٹھ جانا پڑا " کون پیار کرنے والے " ـــــ وہ ہم سے دو قدم دور ہٹ گئی ـــــ ہم اسکے دو قدم قریب چلے گئے " ہم دونوں اور کون " ـــــ ہم نے بڑی مسکینی سے کہا ـــــ

" جی ـــــ ی ـــــ ی ـــــ ای ـــــ " اس نے تقریباً چیختے ہوئے کہا ـــــ ہم سمجھے شاید ہمارا پیر اسکے پیر پر پڑ گیا مگر ایسی کوئی واردات نہیں ہوئی تھی۔ ہم گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ یا الہٰی یہ ماجرا کیا ہے ہمارے حیرت زدہ ہونے پر وہ کھلکھلا کر ـــــ یا شاید بوکھلا کر ہنس پڑی ـــــ اور ہمیں ایسے معلوم ہوا جیسے ـــــ جیسے ـــــ نہ جانے کیا معلوم ہوا جانے دیجئے ـــــ

" صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ آخر آپ کا مطلب کیا ہے ـــــ " اس نے پوچھا۔

ہم سٹپٹا گئے۔ بلکہ ہکا بکا بھی رہ گئے۔ کیونکہ ہمارے خیال میں ایسی باتیں تو پلک جھپکتے میں سمجھ لی جاتی ہیں۔ تاہم ہم نے اپنے آپ کو سنبھالا اور لجاجت سے کہنے لگے " ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم تم سے محبت کرتے ہیں۔ اور.....

" اور یہ کہ " وہ ہماری بات کاٹ کر کہنے لگی ـــــ نہ وہ شرمائی

سرخ ہوئی نہ حجاب سے اسکی آنکھیں جھکیں ـــــ حالانکہ یہ بے حد ضروری ہے۔
ہم حیرت سے اسکا منہ تکنے لگے ـــــ اس نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا "میں تمہارے لئے آسمان سے تارے توڑ کر لا سکتا ہوں ـــــ اور تمہارے لئے جان بھی دے سکتا ہوں ـــــ یہی نا ـــــ" "قطعی نہیں ـ تمہیں سخت دھوکہ ہوا ہے ـــــ" ہم نے فوراً جواب دیا ـــــ ہم فی الحال اس قسم کا کوئی کام نہیں کر سکتے ـــــ"
" پھر ـــــ ؟ "
" پھر یہ کہ ہم ابھی صرف محبت کا دعوہ کر سکتے ہیں ـ تارے وارے بعد میں آئینگے ـ اور جان دینے کا فی الحال ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے اور پھر یہ قانوناً جرم ہے۔" ہم نے اسے سمجھایا " پھر کس منہ سے آپ محبت کرنے چلے ہیں ـــــ " اس نے طنزیہ انداز میں پوچھا " اسی منہ سے ـــــ " ہم نے اپنے روئے مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ـــــ
" کیجئے ـــــ کس نے روکا ہے آپکو ـــــ "
" وہی تو ہم کر رہے ہیں یعنی اظہار محبت ـــــ " ہم نے قدرے اطمینان کی سانس لیکر کہا
" مجھ سے ... ہنہ " اس نے اپنی کتابیں سنبھالتے ہوئے کہا ـــــ " مجھے ان خرافات کیلئے فرصت نہیں ہے ـــــ "
" لیکن ـ ہم اکیلے ہی کسطرح محبت کر سکتے ہیں " ـــــ مگر یہ سننے سے پہلے ہی وہ نو دو گیارہ ہو چکی تھی ـ
اسطرح ہم نے محبت کی پہلی چوٹ کھائی اور کسی اداس چلغوزے کی طرح مغموم ہو گئے ـ ہم نے اپنی اس اداسی کو دور کرنے کے لئے ـ نہ تو صحراؤں کی خاک چھانی ـــــ ویسے اپنے یہاں صحرا کہاں ہیں ـــــ اور نہ ہی ہجریہ فلمی نغمے گائے کیونکہ ایسے گانے ہمیں یاد ہی نہیں تھے ـــــ بلکہ ہم نے مناسب یہی سمجھا کہ کہیں اور قسمت آزمائی کریں ـ کسی اور لڑکی سے آنکھیں چار کی جائیں ـــــ مگر اتفاق کی بات کہ آنکھیں چار ہونے کے بجائے چھ ہو گئیں ـــــ جی ہاں ـــــ نجمہ چشمہ لگاتی تھی اور اس نے ہماری محبت کو قبول کر کے ہمیں "زہے عزو شرف" بخشا ـــــ اسطرح نہ صرف ہماری اداسی کافور ہو گئی بلکہ ہمارے دل نے (جو دھڑکنا بھول چکا تھا) پھر سے دھڑکنا سیکھا ـــــ ملاقاتیں ہونے لگیں ـ میٹھی میٹھی باتیں ہوئیں ـ عہد و پیماں ہوئے ـ اور زندگی پھر سے ٹیکنی کلر ہوتی گئی ـ
ایک دن ـــــ ہم دونوں اسی پارک میں بیٹھے مزے مزے کی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ہمیں نہ جانے کیا سوجھی کہ کہہ بیٹھے ـــــ " چلو نجمہ ہم کہیں دور چلے چلیں ـــــ دنیا والوں کی نگاہوں سے دور ـــــ جہاں ہم دونوں کے سواء اور کوئی نہ ہو " ـــــ اس میں شک نہیں کہ ہم نے بے حد رومانی لہجہ میں کہا تھا ـــــ اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ کسی رومانی ناول کا جملہ تھا ـــــ لیکن ہم اس بات سے بے خبر تھے کہ اس جملہ کا نزلہ ہمارے رومانس پر گرنے والا ہے ـ
" اچھا یاد دلایا " ـــــ نجمہ نے چشمہ صاف کرتے ہوئے کہا اس نے ہمارے رومانی لہجہ کا کوئی خاص اثر نہیں لیا تھا ـــــ
" کیا ـــــ " ہم نے حیرت سے کہا۔
" اگلے ہفتہ کالج کا ایک گروپ تاج محل دیکھنے جا رہا ہے ـــــ چلو ہم بھی چلتے ہیں "۔
" تاج محل یعنی کہ آگرہ ... "
" ہاں ہاں بھئی آگرہ ـــــ نہیں تو کیا حیدرآباد میں بھی کوئی تاج محل ہے کیا ـــــ ؟ "
لیکن نجمہ کو جواب دینے سے پہلے ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے والد بزرگوار کا چہرہ گھوم گیا ـ جن سے ہم مختلف بہانوں سے روپیہ وصول کر کے دوستوں کے ساتھ پکنکوں میں اڑا چکے تھے جسکا انہیں پتہ چل چکا تھا اور انہوں نے ہمیں وارننگ دیدی تھی کہ آئندہ فاضل روپیہ نہیں ملے گا اور یہ کہ گھر سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی جائیگی ـــــ اب ہم اپنی محبوبہ کے سامنے اپنے والد محترم کے غصہ کا تذکرہ تو نہیں کر سکتے تھے لہذا پیار کی تمام مٹھاس اپنے لہجے میں گھولتے ہوئے کہنے لگے ـــــ

" تاج محل تو خیر آگرہ ہی میں ہے ـــــ لیکن تم تو جانتی ہی ہو کہ ہمیں جگل زکام ہوگیا ہے اور نہ جانے وہاں کا موسم کیسا ہو ـــــ اگر خدانخواستہ ہمیں کچھ ہوگیا تو تمہارا کیا ہوگا ـــــ ویسے اگر تمہارا اصرار ہی ہے تو چلو فی الحال قطب شاہی گنبدیں دیکھ آتے ہیں ـــــ "

" خواہ مخواہ بہانے مت بناؤ ـــــ اگر تم نہیں چل سکتے تو صاف صاف کہہ دو "

" ہم بہانہ کب بنا رہے ہیں ـــــ تم تاج محل کو کہتی ہو ـــــ شادی ہوجانے دو ـــــ ہم سوئٹزرلینڈ میں ہنی مون منائینگے " ہم نے ایک سچے جانباز عاشق کی طرح کہا ـــــ

" میں نے ایسے سوئٹزرلینڈ بہت دیکھے ہیں " ۔ اس نے چنتر چہرے پر جملتے ہوئے درشتگی سے کہا ۔ " کب ـــــ ؟ " ہم پوچھتے ہی رہ گئے اور وہ ہماری بات کا جواب دیئے بغیر چلی گئی ـــــ جی ہاں ـــــ تاج محل دیکھنے کسی اور کے ساتھ ـــــ !

یہ ہماری دوسری شکست تھی ـــــ ہماری پہلی " محبوبہ " کو ہم سے محبت کرنے کی فرصت ہی نہیں تھی ـــــ ویسی ہی فرصت جیسے ہمارے ایک دوست سے کہا گیا کہ " آپ داڑھی کیوں نہیں رکھ لیتے آپکے چہرے پر بڑی بھلی لگتی ہے " تو انہوں نے معصومیت سے جواب دیا تھا " فرصت نہیں ملتی " ـــــ " اور ہماری دوسری محبت کے درمیان تاج محل آگیا ـــــ اور ہم ٹھنڈی سانسیں بھرنے کی ناکام کوششیں کرنے لگے ۔ ویسے بھی ہمیں زکام تھا ـــــ

ان دو ناکام محبتوں کے تجربہ کے بعد محبت پر سے ہمارا اعتقاد اٹھ گیا ـــــ پوری شاعری ہمیں بوگس معلوم ہونے لگی ـــــ ناولوں افسانوں اور فلموں کو ہم بکواس سمجھنے لگے ـــــ ساتھ ہی ساتھ ہماری سمجھ میں یہ بات بھی آگئی کہ محبت کیلئے فرصت کا ہونا نہایت ضروری ہے اور بغیر تاج محل کے محبت نہیں کی جاسکتی ـــــ اور یہ کہ محبت کرنا زندگی کے لیے اتنا ضروری نہیں ہے جتنا ہم سمجھ رہے تھے ۔ مگر تحسین سے ملاقات کے بعد ہمیں اپنی رائے بدلنی پڑی ۔

تحسین ہماری ایک بہن کی دوست تھی ویمنس کالج میں پڑھتی تھی۔ ایک تقریب میں ملاقات ہوئی نہ ہی ہم نے تیر نظر پھینکا نہ ہی اس نے تیر مژگاں کا ہوائی ہمیں گھائل کیا ـــــ سرسری سی ملاقات تھی اسکے بعد بھی گاہے ماہے ملتے رہے۔ مگر اپنی زبان پر ہم نے کبھی لفظ محبت نہیں لایا ـــــ ایک دن کالج سے واپس آتے وقت اس سے ملاقات ہوگئی ہم نے کہا چلو کہیں گھومنے چلتے ہیں اس نے انکار نہیں کیا اور ہم ٹینک بنڈ چلے گئے ـــــ باتوں باتوں میں اس نے پوچھا ـــــ

" کیا آپ نے تاج محل دیکھا ہے ـــــ " یاالٰہی پھر وہی تاج محل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج ہماری یہ دوستی بھی ختم ۔ ہم نے دل ہی دل میں سوچا۔

" تاج محل ـــــ نہیں تو ـــــ کیوں ـــــ ہم گڑبڑا گئے

" میں نے یونہی پوچھ لیا تھا " اس نے گویا ہمارے دل کے چور کو پکڑ لیا ـــــ " آپ پریشان کیوں ہونے لگے "

اس نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا ـــــ

" پریشان ـــــ ہم کہاں پریشان ہو رہے ہیں " ـــــ پھر ہم نے انتہائی تیزی سے کہا ۔ " تحسین " ـــــ اس میں شک نہیں کہ ہم تم سے محبت کرنے لگے ہیں۔ لیکن اگر تم تاج محل دکھانے کی فرمائش کرو تو... "

" کس نے فرمائش کی ہے آپ سے ـــــ " اسکا چہرہ گلابی ہوگیا۔ " میں تو یونہی آپکو ستانے کہہ رہی تھی ـــــ "

" ستانے ـــــ ! " ہم نے تعجب سے پوچھا

" نجمہ سے تو آپ واقف ہی ہیں " وہی معنی خیز مسکراہٹ

" مگر تم ـــــ نجمہ ـــــ یعنی کہ تم نجمہ کو جانتی ہو ـــــ "

" جی ہاں ـــــ نجمہ سے بھی واقف ہوں اور تاج محل کے بارے میں بھی جانتی ہوں "

" خوشی ہوئی سنکر " ہم نے خجالت سے کہا ـــــ اور دل ہی دل میں اداس ہوگئے اسلئے کہ تحسین ہمیں پسند آگئی تھی اور ہم واقعی اس سے محبت کرنے لگے تھے ـــــ اب جبکہ وہ ہماری ناکام محبت کے " راز " سے واقف ہوچکی تھی ظاہر ہے ہم اسکی نظروں میں " مخدوش " ہوگئے تھے ۔

اب کے برس جب آئیں تو اسطرح آیئے
میری زمیں پہ اپنا بھی اک گھر بسایئے

کافی ہے اتنا آپ کی پہچان کے لیے — بننے سے پہلے آئینہ خود ٹوٹ جایئے
کب سے ہیں انتظار کی باہیں کھلی ہوئیں — بن باس ختم ہوتے ہی گھر لوٹ جایئے
تا عمر خود شناسی کا اعزاز کم نہ ہو — کچھ اتنا اپنے آپ سے نزدیک آیئے
خوشبو حنائی ہاتھوں کی پھر یاد آگئی — کچھ تازہ خط بھی اب کے برس ساتھ لایئے
آنگن میں اپنے پھر سے گھروندے بنائیں گے — گر ہو سکے تو گاؤں کی مٹی بھی لایئے

تازہ رہے ہمیشہ محبت کا احترام
کچھ اسطرح سے رشتوں کو نیّر نبھایئے

صلاح الدین نیّر
(سیکشن آفیسر)
پنچایت راج ڈپارٹمنٹ سکریٹریٹ

ی محبت کی کشتی پھر ڈوبنے لگی تھی ـــــ ہم سوچنے لگے کہ یہ محبت
ت ہمیں راس کیوں نہیں آتی ـــــ ؟!
" اب خاموش کیوں ہو گئے ـــــ " اس نے پوچھا
" آپ کہنے کے لیے رہ ہی کیا گیا ہے ـــــ چلو واپس
ے ہیں " ہم نے اداس لہجے میں کہا۔
" کیوں ایسی کیا جلدی ہے ـــــ "
" جلدی تو نہیں ہے ـــــ " ہم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ـــ
م تو یہ جان ہی گئی ہو کہ ہم تجھ کو چاہتے تھے ـــ اس کے بعد اب ہمیں امید
ب ہے کہ تم ہم سے آئندہ ملنے کی کوشش کروگی ـــــ آئندہ جب تعلقات
طع ہی ہونے والے ہیں تو پھر خواہ مخواہ اس ملاقات کو طول دینے سے فائدہ۔

لیکن ـــ تحسین .... "
" میں اس بات سے اس وقت سے واقف ہوں جبکہ آپ سے ملاقات بھی نہیں
ہوئی تھی ـــــ " تحسین نے تیزی سے ہماری بات کاٹ دی۔
" اور اسکے باوجود بھی، تم ہم سے ملتی رہی ہو ـــــ یعنی کہ ..... "
ہم نے خوشی سے بے قابو ہو کر کہا اس نے جواب میں شرما کر گردن جھکالی ـ
اور ہمیں ایسا معلوم ہوا گویا ساری کائنات جھوم اٹھی ہو ـــــ
اور آج تحسین نہ صرف ہماری بیوی ہے بلکہ ہمارے سات عدد بچوں
کی ماں بھی ہے اور ہم آجکل فرصت کے اوقات میں اکثر یہ شعر گنگنایا کرتے ہیں۔

عاشقی قیدِ شریعت میں جب آجاتی ہے
جلوۂ کثرتِ اولاد دکھا جاتی ہے

خبریں تصویروں میں

چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ نے ۱۲ اپریل کو پانچویں کل ہند بین میونسپل کارپوریشن ٹورنمنٹ کا وکٹری پلے گراؤنڈ پر افتتاح کیا۔

سنٹر اسٹیٹ ریلیشن رپورٹ کمیٹی کے صدرنشین مسٹر بی۔ دی سبرامنیم نے ۱۹ اپریل کو چیف منسٹر مسٹر این ٹی راماراؤ کو رپورٹ پیش کی۔ تصویر میں چیف سکریٹری مسٹر شردن کمار اور دوسرے عہدہ دار دیکھے جاسکتے ہیں۔

ایر چیف مارشل دلباغ سنگھ نے ۱۸ اپریل کو حیدرآباد میں چیف منسٹر مسٹر این۔ٹی۔ راماراؤ سے ملاقات کی۔

دوبارہ تشکیل کردہ قلی قطب شاہ اربن ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے پہلے اجلاس کی صدارت چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے کی۔ یہ اجلاس سکریٹریٹ کے کمیٹی ہال میں ۱۴ ؍ اپریل کو منعقد ہوئی۔

کمزور طبقات کی ترقی سے متعلق سمینار ۱۲ ؍ اپریل کو دی نیکٹیشو را یونیورسٹی کے آڈیٹوریم میں منعقد کیا گیا۔ چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی راما راؤ سمینار سے مخاطب ہیں۔

ہمہ سطحی منصوبہ بندی سے متعلق دوسرے سیمنار کو چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این۔ ٹی۔ راماراؤ مخاطب کر رہے ہیں۔ یہ سیمنار ۲۱ر اپریل کو ایڈمنسٹریٹیو اسٹاف کالج حیدرآباد میں منعقد کیا گیا۔ مسٹر ایس بی چاوان مرکزی وزیر منصوبہ بندی نے اس کا افتتاح کیا۔

مسٹر این۔ ٹی۔ راماراؤ چیف منسٹر نے ۲ر مئی کو جوبلی ہلز کوآپریٹیو ہاؤزنگ سوسائٹی لمیٹیڈ کا حیدرآباد میں افتتاح کیا۔

ڈاکٹر امبیڈکر کے ۹۳ ویں یوم پیدائش کے موقع پر رویندرا بھارتی میں منعقدہ تقریب میں ۱۴ر اپریل کو چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے مخاطب کیا
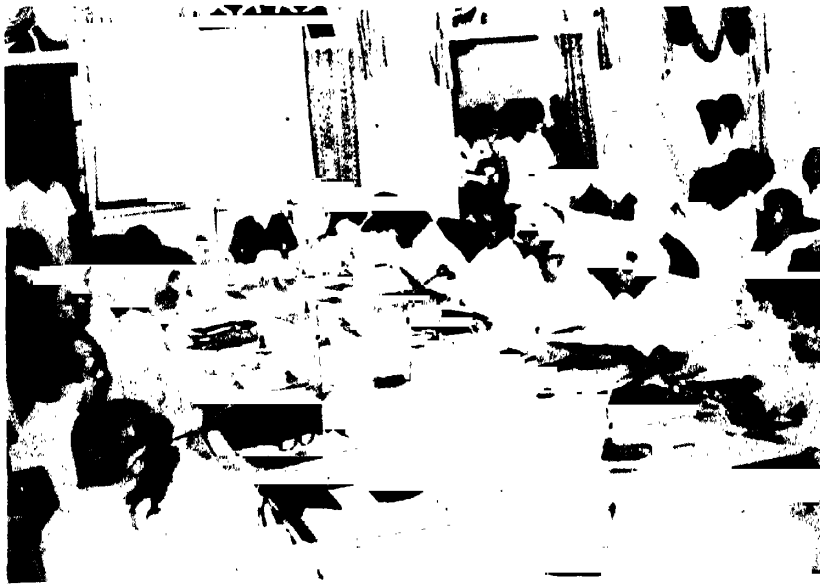
رائل سیما اور دوسرے دو علاقوں سے متعلق کل جماعتی اعلیٰ اختیاری کمیٹی کو چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ۲۸ر اپریل کو حیدرآباد میں مخاطب کیا۔

صدر نشین لیجسلیٹیو کونسل مسٹر مکتر شاہ نے ۲۸ اپریل کو منتخب نئے اراکین کونسل کو مسٹر ایم گنگا دھرم، بی یادگیری اور جی جناردھن ریڈی، وینکٹ سوامی، کے۔ مسٹر سی کے۔ کو حلف دیا۔ تصویر میں چیف منسٹر این ٹی راما راؤ بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

گوتم بدھ کے مجسمہ کی تنصیب کے سلسلہ میں چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ حسین ساگر میں راک آف جبرالٹر کا معائنہ کر رہے ہیں۔

مسٹر پی۔ شیوشنکر مرکزی وزیر توانائی نے ۲۹ر اپریل کو چرلاپلی میں قائم کردہ ایل۔ پی۔ جی گیس کے سلنڈر بھرنے والے پلانٹ کا معائنہ کیا۔ جس کا انہوں نے افتتاح کیا تھا۔ تصویر میں گورنر آندھرا پردیش مسٹر رام لال بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

یوم مئی کے موقع پر حیدرآباد و سکندرآباد کے صحافیوں کی جانب سے حیدرآباد پریس کلب میں تقاریب کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر مسٹر سی۔ ایچ وینکٹ رام جوگیا وزیر اطلاعات، تعلقات عامہ اور کھادی دیہی مصنوعات نے مخاطب کیا۔ چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی راماراؤ مہمان خصوصی تھے۔

چیف ایڈیٹر

پی - وی - آر - کے - پرشاد (آئی اے ایس)

ایڈیٹر

ملک محمد علی خاں

جولائی ۱۹۸۴ء

JULY 1984

قیمت : صرف ۵۰ پیسے

جلد : ۲۹ * شمارہ : ۷

فہرست

● اس شمارہ میں اہلِ قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے اُن سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

● زرِ سالانہ : ٦ روپے ● زرِ سالانہ ذریعہ منی آرڈر روانہ فرمایئے

● منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش کے نام روانہ کیجئے ● مضامین روانہ کرنے کا پتہ : ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ گرہا کلپا مکرم جاہی روڈ حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱ ● طباعت : گورنمنٹ سنٹرل پریس (آنیکسٹ) چنچل گوڑہ، حیدرآباد ● فوٹوز : نند گوپال نائیڈو

● کتابت : ایس - اے - حمید ● ناظم محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھرا پردیش نے شائع کیا۔

محمد یوسف مڑکی ایم اے عثمانیہ
2/552 بھوئی گوڑہ ریلوے کوارٹر
سکندرآباد

رابندر ناتھ ٹیگور ایک عظیم شاعر

شاعر، فلسفی، نقاد، ماہر تعلیم، موسیقار، مصور اور نوبل انعام یافتہ رابندر ناتھ ٹیگور جیسے سپوت پر سرزمین ہندوستان بجا طور پر فخر کرسکتی ہے۔ جدید بنگالی ادب میں آپ کا مقام بحیثیت ایک شاعر اور ادیب کے یقیناً سب سے بلند ہے۔ ٹیگور وہ شاعر ہے جسکو ہندوستان کا گوئٹے اور ہندوستانی نشاۃ الثانیہ کا لیونارڈو ڈاونچی کہا گیا ہے۔

۷ رمئی ۱۸۶۱ء کو ٹیگور کلکتہ میں پیدا ہوئے۔ مہارشی دیبیندر ناتھ ٹیگور کے آپ سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ اپنی مادری زبان 'بنگالی' میں نظمیں لکھ کر انہوں نے اپنی شاعری کی ابتداء کی اور کوئی ۱۸۸۰ء تک ان کی نظموں پر مبنی کئی کتابیں شائع ہوئیں۔ "مانسی" نام سے ایک مجموعۂ کلام ۱۸۹۰ میں شائع ہوا، جس کو پڑھ کر لوگوں کو آپ کی فہم و فراست کی پختگی اور آپ کے اعلیٰ تصورات کا بخوبی اندازہ ہوگیا اس مجموعہ میں ان کی چند مشہور نظمیں بھی شامل تھیں اور کچھ ایسی ہیئت کی نظمیں بھی جو بنگلہ ادب کے لیے بالکل نئی ثابت ہوئیں۔ علاوہ ازیں یہی وہ مجموعہ ہے جس میں رابندر ناتھ ٹیگور کے اولین سماجی اور سیاسی افکار کی حامل نظمیں موجود تھیں۔

ٹیگور نے اوائل شباب ہی سے بنگالی رسائل کے لیے مضامین لکھنا شروع کیا اور مشہور بنگالی شاعر جئے دیو کے اشعار کی تقطیع کرنے کے علاوہ خود اشعار موزوں کرنے لگے تھے۔ کم عمری میں ہی انہوں نے بنگالی ادب کے بیشتر کارناموں کا مطالعہ کر لیا تھا نیز انگریزی شاعری کا بھی انہوں نے بنگالی ادب کے بیشتر کارناموں کا مطالعہ کر لیا تھا نیز انگریزی شاعری کا بھی انہوں نے گہرا مطالعہ کیا تھا۔

1878ء میں قانون کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے انگلستان بھیجے گئے۔ لیکن بند کمروں کی تعلیم سے انہیں بچپن ہی سے گھٹن محسوس ہوتی تھی۔ لہٰذا ۱۸۸۰ء میں تعلیم مکمل کئے بغیر ہی وہ ہندوستان لوٹ آئے۔ قیام انگلستان کے دوران ہی ٹیگور کی شاعری کے چرچے ہونے لگے تھے اس زمانے میں انکی شاعری ایک مخصوص رنگ اختیار کر رہی تھی۔ "سندھیا سنگیت" (شام کے گیت - ۱۸۸۲ء) نامی مجموعہ میں انکی شاعری کے درجہ بدرجہ ارتقاء کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد "پربھات سنگیت" (صبح کے گیت)، جو ۱۸۸۳ء میں شائع ہوا،

میں بھی ان کی شاعری میں ایک طرح کا نکھار اور جذبات میں ایک ٹھہراؤ صاف محسوس ہوتا ہے۔

ٹیگور کو ہندوستانی دیہاتوں کے ماحول کے مطالعہ کا موقعہ اس وقت ملا جب وہ اپنے آباد اجداد کی زمینوں کی دیکھ بھال کے لیے شلائی ڈہا اور شہزاد پور چلے گئے۔ کوئی چھ سال کا عرصہ انہوں نے بنگال کے دیہی علاقوں اور وہاں کی دریائی زندگی سے قریب رھکر گزارا۔ زندگی کے اس عرصہ میں وہ دیہات کے قدرتی مناظر اور فطری سادہ زندگی سے پوری طور پر متعارف ہوئے۔ دیہی زندگی کی سادگی۔ وہاں کی بے زبانی سکون، امن و شانتی اور ماحول کی روحانی پروری سے مملو زندگی کی رنگا رنگی ان کے رگ و پے میں رچ بس گئی۔ دیہی ماحول کے مطالعہ سے انہیں جہاں دیہی عوام سے ایک طرح کا انس ہوگیا وہیں ان کی غربت اور پچھڑی ہوئی زندگی اور انکے مسائل سے دلچسپی نے ان کے دل میں گھر کرلیا۔ نیز مہینے ہی اوہام میں پھنسے ہوئے قدیم روایات و رسوم میں الجھے ہوئے بےکس و مجبور دیہاتیوں کے لیے ان کے دل میں حد درجہ ہمدردی کے جذبات جنم لیتے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بعد کی تحریروں میں اس ہمدردی اور دیہاتیوں کی زندگی کو سنوارنے کے جذبات کی کارفرمائی بدرجہ اتم موجود ملتی ہے۔ اور یہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہی وہ ہمدردی کے جذبات تھے جو ان تحریروں کی تحریک کا باعث بنے۔ لہٰذا اس ضمن میں ہمیں ان کی کہانیوں کا مجموعہ بنام "گلپا گچھا" یعنی کہانیوں کا گچھا ملتا ہے جو ۱۹۱۲ء میں منظرعام پر آیا۔

اس کے بعد انہیں ہندوستان کے سیاسی اور سماجی مسائل سے دلچسپی بڑھ گئی لیکن یہ بات قابل توجہ ہے کہ انہوں نے ہندوستانیوں کی غربت بےکسی اور مجبوری کے خاتمہ کے لیے ملک کے حصول آزادی ہی کو کبھی مقصد آخری یا نصب العین نہیں سمجھا شاید اسلئے کہ انہوں نے اس بات کا مطالعہ کیا تھا اور انہیں اسکا بخوبی اندازہ تھا کہ ؎

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں، ــــ کے مصداق

حصول آزادی کے بعد بھی ہندوستان کی ترقی کے لیے کئی اور زینے طے کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس وقت ملک میں پسماندگی کا دور دورہ تھا۔ عوام سماجی، سیاسی، معاشی، اقتصادی، تعلیمی، مذہبی غرض ہر لحاظ سے ترقی کے بجائے تنزل کی طرف مائل نظر آتے تھے۔ ٹیگور کو ملک کے عوام کی سماجی، معاشی و تعلیمی ترقی کی نسبتاً زیادہ فکر تھی - ان کی یہ تمنا تھی کہ قومی تحریک کو ہندوستان کی سیاسی آزادی سے پہلے سماجی اصلاحات کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ ٹیگور کو ملک کی اوپری یا ظاہری حالت کی بہ نسبت اندرونی زندگی کی ٹھوس ترقی کی خواہش تھی۔ اس لئے تو پایا جاتا ہے کہ "گیتانجلی" کی ایک نظم میں الفاظ ان کی زبان سے ادا نہیں ہو رہے ہیں بلکہ ان کی روح ہے جو بےصبر و بےقرار ہوکر پکار اٹھ رہی ہے۔ کہ

"جہاں دماغ خوف سے آزاد ہو،
جہاں سر اونچے اٹھے رہیں،
جہاں علم پر کوئی پابندی نہ ہو،
جہاں مقامی حدبندیوں کی دیواروں سے دنیا کو
ٹکڑے ٹکڑے نہیں کر دیا گیا ہے،
جہاں الفاظ صداقت کی گہرائیوں سے نکلتے ہوں،
جہاں نہ تھکنے والی جد وجہد، کمال کی سمت اپنے بازو پھیلائے،
جہاں عقل کا شفاف سرچشمہ مردہ
عادات کے ریگستان کی ریت میں اپنا راستہ کھو نہیں
بیٹھا ہے،
آزادی کی اس جنت میں اسے
میرے پتا میرے ملک کو جاگنی نصیب ہو"۔

دیہی علاقوں میں رہ کر بنگال کے دیہاتوں سے انکی محبت میں اضافہ ہوا اور خاص ان کو دریائے گنگا سے عقیدت پیدا ہوئی۔ ان کی کئی نظموں میں ہمیں اسکا ذکر ملتا ہے۔ اس عرصہ میں ان کے کئی مجموعے شائع ہوئے جیسے ...

"شونار تری" (سونے کی ناؤ : ۱۸۹۳) ، "چترا" (۱۸۹۶ء) ، "اروشی" چائی تالی (سال کا آخری کام ۔ ۱۸۹۶ء) ، "کھنی کا" (بکھرے موتی ۱۸۹۹ء) "کلپنا" (خواب : ۱۹۰۱ء) "نائیویدیا" (نذر : ۱۹۰۱ء) ، "سمرن" (یادیں : ۱۹۰۳ء) ۔ "ششو" (۱۹۰۳ء) وغیرہ ۔

ان کے علاوہ دو منظوم ڈرامے "چترا انگدا" اور "مالی نی" بالترتیب ۱۸۹۲ء اور ۱۸۹۵ میں شائع ہوئے ۔

۱۹۰۲ اور ۱۹۰۷ء کے درمیانی عرصہ میں انکی اہلیہ، ایک بیٹے اور ایک بیٹی کا یکے بعد دیگرے انتقال ہوگیا جس سے ان کی زندگی میں غم و الم کا ایک دور شروع ہوتا ہے ۔ ان سانحوں نے اس عظیم شاعر کے حساس دل پر گہرا اثر کیا اور ان کے کلام میں محسوسات و جذبات کی اثر آفرینی اور بڑھ گئی ۔ اس سے کئی بلند پایہ نظمیں معرض وجود میں آئیں ۔

"گیتانجلی" (نذرانہ یا عقیدت کے گیت) ۱۹۱۰ء میں "گیت مالیہ" (گیتوں کا مالا) اور "گیتالی" (مدھر گیت) ۱۹۱۴ء میں شائع ہوئے ۔ ان مجموعوں میں ٹیگور کے بھکتی تصوف اور عقیدت سے پُر گیت موجود ہیں ۔ ۱۹۱۳ء میں ٹیگور کو انکے گیتوں کے مجموعہ "گیتانجلی" پر ادب کا نوبل انعام ملا ۔ یہ عالمی انعام ہندستان کے لئے کافی اہمیت کا حامل ہے اسلئے کہ اس انعام کے ذریعہ ساری دنیا نے یہ اعتراف کیا کہ ہندوستان کی سرزمین میں بھی عظیم شاعر و ادیب اور فنکار موجود ہیں ۔ گیتانجلی پر ملنے والے انعام سے ساری دنیا میں ہندوستان کا سر اور بھی فخر سے بلند ہوگیا ۔

۱۹۱۵ء میں انہیں نائٹ ہوڈ کا اعزاز بھی عطا ہوا لیکن انہوں نے امرتسر قتل عام کے خلاف احتجاج میں اس اعزاز کو واپس کر دیا تھا ۔

ٹیگور اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود ایک زود نویس ادیب اور ایک پرگو شاعر تھے ۔ ان کی زندگی کے آخری ۲۵ برسوں میں ان کے کوئی (۲۱) مجموعے منظر عام پر آئے ۔ اس عرصہ کا زیادہ تر حصہ انہوں نے امریکہ، چین ، جاپان ، ملایا ، انڈونیشیا اور یورپ کے کئی ممالک کے سفر میں گزارا ۔ ان ممالک میں انکی تقاریر و لیکچروں کے بھی اہتمام کئے گئے ۔

ان کے کئی تخلیقی کارناموں کے انگریزی میں تراجم ہوئے ہیں جن میں چند ایک کے ترجمے خود انہوں نے کئے ہیں ۔ لیکن یہ بات صاف عیاں ہے کہ تراجم میں وہ گہرائی و گیرائی نہیں ملتی جو اصل بنگالی تخالیق کا خاصہ ہے ۔ ٹیگور نے ناول بھی لکھے پر ان کی نظموں اور مختصر کہانیوں پر انکی ناولوں کو فوقیت حاصل نہیں ہے ۔ پھر بھی یہ ناول قابل توجہ ضرور ہیں ۔ ان کی ناولوں میں ناول "گورا" بہت مشہور ہوئی جو ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی اور اس کا انگریزی ترجمہ ۱۹۲۴ء میں ہوا ۔

ٹیگور فن موسیقی میں خداداد قابلیت کے مالک تھے ۔ انہوں نے سینکڑوں نظموں کو موسیقی کے حسین ترین لبادوں سے آراستہ و پیراستہ کیا ۔ اس کے علاوہ ٹیگور ہندوستان کے چوٹی کے مصوروں میں سے ایک تھے ۔

۱۹۰۱ء میں انہوں نے بولپور سے قریب شانتی نکیتن کے مقام پر ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی ۔ اس مدرسہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ تھی کہ اس کے ذریعہ نئی نسل کو بیک وقت مشرق اور مغرب کی تہذیبی اقدار سے مکمل طور پر روشناس کرانے کی کامیاب بنا پڑی ۔ ٹیگور نے اپنی ساری شخصی صلاحیتوں کے علاوہ اپنے نوبل انعام سے حاصل ہونے والی بھاری رقم کو اپنے مدرسہ کی ترقی کے لئے وقف کر دیا ۔ اور یہ مدرسہ کامیابیوں کے منازل طے کرتے ہوئے صرف ۲۳ سال کے اندر ہی اندر ایک شاندار جامعہ کی صورت میں نمودار ہوا جسے وشوا بھارتی یونیورسٹی کہا جاتا ہے ۔

اپنے وقت کے مشاہیر عالم ، جیسے برٹینڈ رسل ، آئین سٹائین اور کرو چے وغیرہ سے آپ کے شخصی روابط تھے ۔ ٹیگور کی ان تحریروں سے ، جن میں کائنات کے حسن کے تصورات پائے جاتے ہیں ، جن میں سادگی اور سلیقہ سے الفت کا اظہار ہوا ہے ۔ جن میں انہوں نے بچوں سے محبت کے گیت گائے ہیں ، جن میں خدائے برتر کے وجود اور اس کی وسعتوں سے انہوں نے بحث کی ہے اور جن میں بنگال کے عوام کے سنجیدہ جذبات کی معرب

ہم کام انجام دیا ہے، سے نہ صرف بنگالی ادب بلکہ ہندستان
یہ میں بھی کئی نایاب جواہر پاروں کا اضافہ ہوا ہے۔
ان کی ایک نظم بعنوان "وقت شام" میں ان کے
ملاحظہ ہوں :-

میری یادوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے
میرے گیتوں
میں محفوظ رہنے دو۔
اب بھی پت جھڑ کے دنوں میں،
سوکھے پتے جھڑ جاتے ہیں،
پتیاں کھڑکتی ہیں
اب بھی سیوتی پھولوں کے درخت تلے
منڈوے تلے
شبنم مسکراتی ہے۔
سورج کی کرنیں، چمکتی ہیں،
رقص کرتی ہیں۔
روشنی اور سائے کھیلتے ہیں
ہنستے روتے ہیں۔
دنیا کی رنگینیوں میں
میں دن رات
مصروف رہا اور کھیلتے کھیلتے
اپنا کام انجام دیتا رہا
کام کے دوران میں نے
کبھی کبھی غفلت سے دیپ جلائے ہیں۔
اور رنگ برنگے سپنوں سے
میں نے حسن کی جھولی بھری ہے۔"

ہ گیتانجلی میں انکے تصورات کی چند جھلکیاں ملاحظہ کیجئے۔

★ "میں نہیں جانتا کہ کس دور دراز زمانے سے تو مجھ سے ملنے کے لئے برابر قریب تر چلا آ رہا ہے۔ تیرے سورج اور ستارے تجھے مجھ سے چھپا نہیں سکتے"۔

★ "جو لوگ اس دنیا میں مجھے پیار کرتے ہیں وہ تمام طریقوں سے مجھے باندھے رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ بات نہیں ہے تیرے پیار میں جو، ان لوگوں کے پیار سے کہیں بڑا ہے اور تو مجھے باندھے نہیں رکھتا"۔

★ "تو ہی دن کی تھکی ہوئی آنکھوں پر رات کا پردہ گرا دیتا ہے تاکہ ایک تازہ خوشگوار بیداری کے ساتھ اس کی آنکھیں پھر سے کھل جائیں"

ہندوستان کے اس عظیم شاعر نے ایک کامیاب زندگی گذارنے کے بعد ۷ راگست ۱۹۴۱ء کو کلکتہ میں وفات پائی۔

★ "اس دنیا کے جشن میں شریک ہونے کے لئے بلاوا آیا جس کے کارن میری زندگی پاک اور متبرک ہوگئی۔ میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سُنا۔
اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا آخرکار وہ وقت آگیا جب میں اندر آسکوں اور تیرا چہرہ دیکھ سکوں اور اپنا خاموش سلام تجھے پیش کر سکوں۔"

کے دوران قرض کی مقررہ حد ۵ کروڑ روپے تک ہے۔

املاک جات کو قرض آمدنی کے لحاظ سے منظور کیا جاتا ہے جس کو حسب ذیل ۴ زمروں میں بانٹا گیا ہے۔

۱۔ کمزور طبقات
۲۔ کم آمدنی والا گروپ
۳۔ اوسط آمدنی والا گروپ
۴۔ زیادہ آمدنی والا گروپ

مذکورہ بالا گروپس کو بالترتیب ۵٦۰۰ ہزار روپے ۲۵ ہزار روپے، ۴۵ ہزار روپے اور ۷۰ ہزار روپے کی حد تک قرض منظور کیا جاتا ہے بشرطیکہ ان کی آمدنی کی حد ماہانہ ۳۵۰ روپے، ۸۰۰ روپے، ۲ ہزار روپے اور ۴۰۰۰ ہزار ہو۔ یہ مکانات ۱۳٦ مربع فٹ، ۵۴۰ مربع فٹ، ۹۵۰ مربع فٹ اور ۱۷۰۰ مربع فٹ پر تعمیر کئے جانا چاہیئے۔

ڈیری امداد باہمی ادارے

ریاست میں پہلی بار ۱۹٦۰ء کے دوران وجئے واڑہ میں انٹی گریٹیڈ ملک پراجکٹ کے طریقہ پر متحدہ سرگرمیوں کی بنیاد پر ڈیری یعنی دودھ کی پیداوار کے علاقوں کو صارفین کے علاقوں سے مربوط کرتے ہوئے ترقی دی گئی۔ بعدازاں دودھ سے اشیاء کی تیاری پر بہت زور دیا گیا اور دودھ کی تیاری عمل۔ دودھ سے اشیاء کی تیاری، دودھ کی فروخت کے لیے زاید پروگرام تیار کئے گئے۔ یہ پراجکٹ بعد میں آندھرا پردیش ڈیری ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹیڈ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ حکومت ہند کی منظورہ پالیسی کے مطابق اس پروگرام کے تحت امداد باہمی کے تنظیموں کو مالی امداد گجرات کے مشہور امداد باہمی ادارے "آنند" کے طریقہ پر دی جارہی ہے جو آندھرا پردیش ڈیری ڈیولپمنٹ کوآپریٹیو فیڈریشن انجام دے رہا ہے۔ اس وقت ریاست میں ۵۱۰۰ دیہی ڈیری انجمنیں دودھ کی پیداوار میں حصہ لے رہی ہیں۔

حکومت ہند نے آپریشن فلڈ-۲ کے پروگرام کے تحت (۱٦) اضلاع میں جن میں شہر حیدرآباد بھی شامل ہے ۸۰ کروڑ روپے خرچ کرنے کا مد رکھا ہے۔

قومی یکجہتی
وقت کی
اہم ضرورت

...یم ہندستانی تلگو عوام کے نام ...ب منسٹر کا پیام

...چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے غیر مقیم ہندستانیوں اور خاص
...م تلگو داں عوام کو ایک پیام روانہ کیا ہے جس میں اپیل کی گئی ہے کہ
...کے ہاتھ مضبوط کریں اور عوام کے خوابوں کی تعبیر کے لیے آگے
...عصری صنعتوں کے ذریعہ نیا خوشحال معاشرہ تعمیر کریں۔ تمام
...ستانیوں اور خاص طور پر غیر مقیم تلگو داں عوام کو انفرادی مکتوب
...سٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا ہے کہ وہ سادگی پسند درد مند
...حیثیت سے عوام اور ریاست کی بہتری کے لیے کوشاں ہیں مسٹر
...ؤ نے کہا کہ انہوں نے اقتدار سنبھالنے کے بعد سے ریاست
...ی ترقی کے لیے سچی لگن اور خلوص دل کے ساتھ کام کر رہے ہیں
...ئی عام بہبود اور ترقیاتی پروگراموں کا آغاز کیا ہے اور ان کو باقاعدہ
...جارہا ہے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ آج آندھرا پردیش منسٹر کثرت مند
...، اور ترقی پسندی نکتہ نظر کے ساتھ ملک میں زرعی شعبہ کی دہلیز پر
...ور صنعتی محاذ پر تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ عصری صنعتیں اور کھاد
...خانے الکٹرانک کامپلکس سمنٹ کارخانے تھرمل اور ہائیڈرو بجلی
...ا قیام عمل میں لایا جارہا ہے اور وشاکھاپٹنم میں ایک عالی شان
...پلانٹ وجود میں آرہا ہے۔ چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے کہا کہ

حکومت آندھرا پردیش غیر مقیم ہندستانیوں کو یہ خیر سگالی دعوت دی ہے
کہ وہ دنیا کی بہترین عصری ٹکنالوجی کے ساتھ آئیں اور آندھرا پردیش کو ایک
طاقتور صنعتی قوت کی حیثیت سے ترقی دینے میں حصہ لیں۔

چاول کی پیداوار کے سلسلہ میں آندھرا پردیش سارے ملک میں سرفہرست

چاول کی پیداوار کے معاملے میں آندھرا پردیش کو سارے
ملک میں سرفہرست آنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ آندھرا پردیش میں
سال ۸۴ - ۱۹۸۳ء کے دوران میں خریف اور ربیع کی فصلوں میں
جملہ ۸۵ لاکھ ٹن چاول پیدا ہوا۔ مسٹر راما کانت ریڈی ڈائرکٹر زراعت
نے یہ انکشاف کیا۔ صحیفہ نگاروں کے ساتھ بات چیت کے دوران میں
انہوں نے مزید بتایا کہ ریاست میں ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران میں غذائی
اجناس کی مجموعی پیداوار ۱۲۰ لاکھ سے تجاوز رہی جبکہ نشانہ صرف ۱۰۵ لاکھ
ٹن کا مقرر کیا گیا تھا۔ حکومت ہند نے اس کارکردگی کی ستائش کرتے ہوئے
کیمیائی کھاد ۴ء۲۵ لاکھ ٹن سے بڑھا کر ۵ء۰۰ لاکھ ٹن کر دیا ہے۔ تیل
کے بیجوں کی پیداوار کو فروغ دینے کیلئے مرکزی حکومت کی طرف سے ترغیبات
بھی فراہم کی جارہی ہیں۔ اور آندھرا پردیش کو ۴۴۰۰ لاکھ روپے اس مقصد
کیلئے الاٹ کئے جاچکے ہیں۔ یہ رقم کسانوں کو امدادی قیمت پر کیمیائی کھاد
تخم کیڑوں کو مارنے کی ادویہ وغیرہ کی خریدی کیلیے دی جائے گی۔

سرکاری ملازمین کو گرانی الاونس کی ۳ اقساط ادا کرنیکا اعلان

حیدرآباد: چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ریاست کے سرکاری ملازمین کیلئے گرانی الاونس کی تین اقساط کی ادائیگی کا اعلان کیا ہے۔ جو اگسٹ ۱۹۸۳ء سے باقی ہیں۔ چیف منسٹر ضلع میدک میں میلارادیو پلی میں تلنگانہ این جی اوز کی کوآپریٹیو ہاؤزنگ کالونی کا افتتاح کر رہے تھے کہا کہ، ان بقایا جات کی ادائیگی سے حکومت کو (۳۰) کروڑ روپے کا صرفہ ہوگا۔ مسٹر این ٹی راما راؤ نے ملازمین کے لیے ایک نئی فیملی بنیفٹ اسکیم اور ایک علحدہ ہاؤزنگ فیڈریشن کی تشکیل کا بھی اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ریاست میں (۶) نکاتی فارمولہ کی عمل آوری کے جائزہ کیلئے ایک سہ رکنی کمیٹی بھی تشکیل دی جائے گی۔ چیف منسٹر نے کہا کہ نئی فیملی بنیفٹ اسکیم انشورنس کم سیونگس فنڈس جیسی ہوگی جس کا اطلاق تمام زمروں کے سرکاری ملازمین پر ہوگا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ ملازمین کی جانب سے جمع کردہ رقم کا ایک حصہ انفرادی طور پر ملازمین کے سیونگس اکاؤنٹس میں اور دوسرا حصہ لائف انشورنس فنڈ میں جمع کیا جائے گا اس حصہ پر ۵½ فیصد سود مرکب ادا کیا جائے گا۔ کسی سرکاری ملازم کے برسرخدمت انتقال پر اس کے پسماندگان کو (۸۰) ہزار روپے کی کثیر رقم ادا کی جائے گی۔ انشورنس کروانے کی، اقل ترین رقم دس ہزار روپے ہوگی۔ اس کے علاوہ سیونگس اکاؤنٹس میں جمع ملازم سرکار کی ساری رقم ادا کی جائے گی۔

چیف منسٹر نے کہا کہ سرکاری ملازمین کیلئے ایک علحدہ ہاؤزنگ فیڈریشن قائم کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ تین سینئر آئی اے ایس عہدہ دار مسٹر جیا کر جانسن سکریٹری پلاننگ اور مسٹر سی آر کملا ناتھن اسپیشل آفیسر تلگو گنگا پراجکٹ پر مشتمل سہ رکنی کمیٹی (۶) نکاتی فارمولہ کی، عمل آوری کا جائزہ لے گی۔

چیف منسٹر نے یقین دلایا کہ وہ نظم و نسق کے سدھار اور نظم و نسق کے عوامی مفاد کے مطابق چلانے کیلئے ملازمین سرکار سے ہر ممکن تعاون کریں گے تاکہ از کار رفتہ دفتریت سے عوام کو بچایا جائے انہوں نے پرجوش انداز میں کہا کہ وہ سرکاری ملازمین کے کبھی مخالف رہے ہیں اور نہ، آئندہ کسی مخالف جذبے کی ان سے توقع رکھی جائے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ نظم و نسق کی بہتری کیلئے عہدہ داروں کی بھرمار پر بھی نظر ثانی ضروری ہو جاتی ہے۔ چیف منسٹر کے کالونی پہونچنے پر این جی اوز نے دیہی باجہ (ڈھپڑوں) کی گونج میں ان کا استقبال کیا۔ اس موقع پر چیف سکریٹری مسٹر شراون کمار آئی اے ایس، کلکٹر ضلع رنگا ریڈی، کماری جانکی کرشنا مورتی، کمشنر پولیس مسٹر کے دجے راما راؤ اور کمشنر اطلاعات مسٹر پی وی آر کے پرشاد وغیرہ موجود تھے۔ مسٹر بی سوامی ناتھم صدر تلنگانہ این جی اوز یونین نے اس تقریب کی صدارت کی جلسہ میں چیف منسٹر کو "تلگو تلی" کا اور چیف سکریٹری کو، چارمینار کے میمنٹوز پیش کئے گئے۔ مسٹر ای راما راؤ صدر کالونی کمیٹی نے مہمانوں کی گلپوشی کی۔ مسز کاشی وشواناتھم صدر آندھرا پردیش این جی اوز اسوسی ایشن، شنکر راؤ صدر سکریٹریٹ اسوسی ایشن اور پورنا چندر راؤ صدر جائینٹ ایکشن کمیٹی گورنمنٹ ایمپلائز اسوسی ایشن نے بھی تقریریں کیں۔ چیف سکریٹری حکومت آندھرا پردیش مسٹر شراون کمار آئی اے ایس نے اپنی تقریر میں کہا کہ حکومت اپنے ملازمین کے مسائل سے گہری ہمدردی رکھتی ہے۔ اور ہمہ وقتی طور پر ملازمین کا مفاد اس کے پیش نظر رہتا ہے چنانچہ ایسے بے شمار اسکیمات حکومت کے زیر غور ہیں جن سے ایک طرف نظم و نسق بہتر ہو تو دوسری طرف، ملازمین کی فلاح و بہبود بھی ہو سکے۔ مسٹر شراون کمار نے کہا کہ میلارادیو پلی میں، این جی اوز کالونی کیلئے ایک سو ایکڑ اراضی الاٹ کی گئی ہے ••

راکیش شرما اور ملہوترا کو حیدرآباد کے عوام کا خراج

عظیم الشان استقبال - کاسموناٹس کو چارمینار کے نمونہ کا تحفہ

ہندستانی کاسموناٹس راکیش شرما اور ونگ کمانڈر رویش ملہوترہ کو حکومت آندھرا پردیش کے زیر اہتمام ایک تقریب میں ریاست کے عوام کی طرف سے زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اور ان کا عظیم الشان استقبال کیا گیا۔ چیف منسٹر نے اعلان کیا کہ حیدرآباد میں زیر تعمیر انڈین ایر فورس ہاؤزنگ کالونی کو "راکیش نگر" سے موسوم کیا جائے گا۔ چیف منسٹر نے تلگو انگریزی اور ہندی میں تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ اس بات پر ساری ریاست کو فخر ہے کہ راکیش شرما آندھرا پردیش کی، دارالحکومت حیدرآباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان دونوں کاسموناٹس نے ہندستان کا نام روشن کیا ہے اور اپنی قابلیت اور مہارت کا سکہ جمالیا۔ انہوں نے کہا کہ راکیش شرما کا نام تاریخ کے صفحات پر سنہری الفاظ میں لکھا جائے گا۔ راکیش شرما کی زبردست تعریف و توصیف کرتے ہوئے چیف منسٹر نے کہا کہ وہ بھی راکیش کے ساتھ یہ کہیں گے۔

سارے جہاں سے اچھا ہندستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا

چیف منسٹر نے اسی شعر پر اپنی تقریر ختم کی۔ یکم جون ۱۹۸۴ء کو لال بہادر اسٹیڈیم جہاں یہ تقریب منعقد ہوئی۔ عوام سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ چیف منسٹر نے راکیش شرما اور رویش ملہوترا کو چارمینار کے خوبصورت نمونہ کا تحفہ پیش کیا۔ دونوں کی بیویوں کو بھی تحفے دیئے گئے۔ جب راکیش شرما شہ نشین پر پہونچے تو سارا اسٹیڈیم بہت دیر تک فلک شگاف تالیوں سے گونجتا رہا۔

راکیش شرما نے اپنی تقریر میں اس خیر مقدم کیلئے شکریہ ادا کیا۔ راکیش شرما نے کہا کہ وہ حیدرآباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ آج سے ۲۵ برس پہلے اپنے والدین کی گود میں حیدرآباد آئے تھے۔ اپنی تعلیم اور ایر فورس کی ابتدائی تربیت حاصل کی۔ شہر حیدرآباد نے میری پرداخت کیلئے بڑا اہم حصہ ادا کیا۔ ونگ کمانڈر رویش ملہوترا نے اپنی تقریر میں چند الفاظ تلگو کے کہے جس پر عوام نے خوشی ظاہر کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ بڑی اہمیت کی بات ہے کہ ہندستان کے پہلے کاسموناٹ کا تعلق حیدرآباد سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندستانی فضائیہ اور حیدرآباد کے رشتے آپس میں کافی مضبوط ہیں۔ کیونکہ ہر پائلٹ کو یہاں کے ایر فورس کالج آنا پڑتا ہے۔ قبل ازیں دونوں، کاسموناٹس کو کاروں میں جلوس کی شکل میں اسٹیڈیم تک لایا گیا۔ وزیر اطلاعات و تعلقات عامہ مسٹر وینکٹ راما جوگیا نے کاسموناٹس کا خیر مقدم کیا۔ آلوین واچ کمپنی کی طرف سے مینجنگ ڈائریکٹر مسٹر کے۔ جیا بھارت ریڈی نے دونوں کاسموناٹس اور ان کی بیویوں کو گھڑیاں تحفتاً پیش کیں راکیش اور رویش نے ہندستان ایروناٹکس لمیٹڈ کا بھی دورہ کیا۔ تقریب میں راکیش شرما کے والدین بھی شریک رہے۔ ایر وائس مارشل مان سنگھ نے دونوں کاسموناٹس کا تعارف کرایا۔

★ خصوصی روزگار کی اسکیم

ریاست میں ۱۰ ہزار امیدواروں کو خود روزگاری کے حصول کے سلسلہ میں ٹریننگ دی جارہی ہے۔ آئی ٹی آئی کے ۱۵۰۰ امیدواروں کو ریلوے ویگن ریپیر ورکشاپ میں بھرتی کیلئے تربیت دی گئی ہے۔

ٹی۔ محمد ہبری ایم اے
بتوسط روزنامہ سیاست حیدرآباد

جڑی بوٹیوں سے انسانی امراض کا علاج

(مہارشی بالراج سے بات چیت)

جڑی بوٹیوں کے ذریعہ بے شمار امراض کا علاج کرنے والے مہارشی بالراج گاندھی گیان مندر سلطان بازار، ہری بھون گلزار حوض، مادنا پیٹ اور تروپتی میں ہر مہینہ ایک کیمپ منعقد کرتے ہیں جہاں سینکڑوں ہزاروں زندگی سے مایوس افراد اپنی بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔ مہارشی نے بتایا کہ پودوں اور نباتات میں انسانی امراض کا علاج پوشیدہ ہے جس کا ذکر ویدوں اور پرانوں میں بھی ملتا ہے۔ صدیوں قبل جب سائنس اسقدر ترقی یافتہ نہیں تھی اسوقت جڑی بوٹیوں ہی کے ذریعہ امراض کا علاج کیا جاتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ اس علاج کا ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اس میں مریض کسی بھی مہلک اثر اور ردعمل سے محفوظ رہتا ہے۔ مہارشی نے کئی پودوں کے نام اور ان کے ذریعہ علاج کے طریقوں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ دل کی بیماریوں کیلئے "مرکا جیوی پھل" ہاتھ میں پکڑنے سے حرکت قلب پر کنٹرول ہوجاتا ہے۔ اس طریقہ علاج کا دس ہزار مریضوں پر تجربہ کیا گیا جس میں ۸۰ فیصد کامیابی حاصل ہوئی۔ مرکا جیوی کے پودے تروملا تروپتی ہلز، پالی کونڈہ، اڑیسہ، بہار کے ستارہ اور ناگالینڈ میں پایا جاتا ہے۔ ٹی۔بی اور ذیابیطس کے لیے تیل سنو جڑ کو سکھا کر سفوف تیار کر کے استعمال کروایا جاتا ہے۔ اسی طرح دمہ، کھانسی، بواسیر اور موٹاپے کا علاج بھی ایک خاص درخت کو سکھا کر سفوف کے ذریعہ کیا جاتا ہے جس سے بہتر نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ پولیو، فالج، جلدی بیماریوں، دورہ ہسٹریا جیسے امراض کا سامراجی چنٹو کے پودے کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ ہر قسم کے یرقان کا علاج صرف ۴ دن میں کیا جاتا ہے۔ نسوانی امراض کا علاج بھی پودوں کے ذریعہ کیا جانا ممکن ہے۔ اس سلسلہ میں مسلسل تین ماہ تک علاج کیا جاتا ہے۔ مہارشی نے بتایا کہ بغیر آپریشن پیدائش اطفال پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ اس وقت حیدرآباد میں (۱۰۰) خواتین پر تجربہ کیا جارہا ہے۔ اس علاج میں ایک فائدہ یہ ہے کہ حسب خواہش دوبارہ اولاد پیدا کی جاسکتی ہے۔ درختوں کی چھال کے استعمال سے ہیضہ، سوجن، گٹھیا جیسے امراض کا علاج بھی ممکن ہے اور فالج کے مرض پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے۔ ایک پودے کے سفوف کے استعمال سے ٹی۔بی اور پھیپھڑوں کے کینسر کا علاج کیا جاتا ہے جسے مسلسل دو ماہ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ ایک اور دوا سے جسم کے کٹے ہوئے حصوں کو جوڑنا ممکن ہے۔

تیلو کونڈی چیٹو نامی پودے کا سفوف استعمال کیا جاتا ہے۔ بار کے استعمال سے جذام کے مرض پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

مہارشی نے کہا کہ جڑی بوٹیوں میں بے شمار طاقت اور توانائی موجود ہے۔ تقریباً ۶ ہزار جڑی بوٹیوں کو آیورویدک اور یونانی طریقہ علاج

میں قدیم زمانے سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ تقریباً ۲ ہزار جڑی بوٹیوں کا ذخیرہ ٹرو ملا' تروپتی ہلز میں موجود ہے۔ یہ جڑی بوٹیاں اور پھل مختلف امراض کے علاج میں مختلف طریقوں سے استعمال میں آتے ہیں۔ خاص طور پر نباتات کے ذریعہ کئی امراض کا علاج ممکن ہے۔ بشرطیکہ صحیح تشخیص کے بعد مناسب ادویہ استعمال کی جائیں۔

مہارشی نے بتایا کہ وہ مریضوں کو امراض سے چھٹکارا دلانا چاہتے ہیں اس کے بدلے میں انہیں دھن کا لالچ نہیں ہے۔ ان کے ہاں بلا امتیاز مذہب و ملت لوگ آتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں۔ وہ جڑی بوٹیوں کو ہی اپنا خزانہ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ اس طریقہ علاج کو پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتے بلکہ اس علم کو بانٹنا چاہتے ہیں۔

مہارشی کا گھرانہ چھتری جاگیردار گھرانہ ہے۔ ضلع مشرقی گوداوری کے سنکھیلی پل کے متوطن ہیں۔ چودہ برس کی عمر میں ان کی ملاقات سنیاسی جیا نند مہرشی سے ہوئی۔ اور انہوں نے آٹھ برس تک اس سنیاسی کے ساتھ رہ کر جڑی بوٹیوں کی خوبی، طریقہ علاج اور مرض کی پہچان کے طریقوں سے واقفیت حاصل کی۔

مہارشی نے کہا کہ جسمانی صحت کا دارومدار انسانی ذہن کی صحت مندی پر ہے۔ ذہن میں پروان چڑھنے والے خیالات کا اثر اعضا کے جسمانی پر بھی پڑتا ہے۔ مہارشی بلراج کی عمر اس وقت ۶۵ سال ہے۔ ان کا ایک لڑکا زراعت کرتا ہے اور داماد ڈاکٹر ہے۔

ہندستان کے بیشتر اخبارات نے ان کے طریقہ علاج پر مضامین شائع کئے ہیں۔ انہوں نے اب تک تقریباً (۱۲) لاکھ مریضوں کا علاج کیا ہے اور اب انہوں نے حیدرآباد میں مستقل قیام کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ●●

چراغ تلے ....

وہ اک چراغ کہ روشن ہے سرِ محراب
لہو دیا تھا بصد شوق جس کو گاندھی نے
اسی کے شعلہ سے نہرو نے اکتساب کیا
وہی چراغ فروزاں ہر اک نگاہ میں ہے
سفر میں دید کے چھتیس سال ہی گذرے
کبھی تو یوں بھی ہوا رنج و غم کے آنگن میں
سفر بھی تھم سا گیا دھڑکنیں بھی رک سی گئیں
حیات جیسے ہے گم گشتہ پھر چراغ تلے

پلے ہیں نور میں جس کے ہزار ماہتاب
کیا تھا جس کو منور مہاتما جی نے
دیارِ ہند کو عالم میں انتخاب کیا
وہ نور آج بھی قائم ہماری راہ میں ہے
نہ جانے رنگ نگاہوں میں کس قدر بکھرے
نظارے ڈوب گئے وحشتوں کے دامن میں
بدن فگار ہوئے صورتیں بھی مسخ ہوئیں
یہ اک سوال کہ منزل ملے تو کیسے ملے

سمیٹ لے نہ کہیں نور اپنے ہالے کو
بھلا رہے ہیں بتدریج ہم اُجالے کو

رشید عبدالسمیع جلیل
5-6-448/1 نامپلی
حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱ (اے پی)

تاریک راہیں

افشاں حبیبی
ایم اے (عثمانیہ)
۳۴۹ اسپیشل بی کلاس
نیو ملے پلی حیدرآباد

وہ جیل خانے کے گیٹ کے سامنے لائٹ کے ایک کھمبے سے لگ کر کھڑی تھی۔ گیٹ پر پہرہ دار متعین تھا۔ اسکی نیلگوں آنکھیں گھنی پلکوں کے درمیان سے پہرہ دار کی ہر حرکت کو غور سے دیکھ رہی تھیں۔ اُس نے گہرے سبز رنگ کی شفاف ساڑی پہن رکھی تھی۔ جس سے اُسکے مرمریں جسم کے نشیب و فراز راستہ چلتے لوگوں کو دعوت نظارہ دے رہے تھے۔ وہ یوں ہی محو اپنی سوچوں میں گُم کھڑی تھی کہ ایک آدمی نے جاتے جلتے اسکو ذرا سا چھوا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ مردانہ ہاتھ کے لمس سے چونک پڑی اور حسب عادت مسکراتے ہوئے اُسکی طرف گردن پھیری اور پھر اُسی وقت ساڑی کے پلّو کو پیچھے سے لیا اور اپنے جسم کو سمیٹ کر پھر اُسی کھمبے سے ٹیک لگاکر از سرِ نو اسی محویت میں ڈوب گئی۔ یہ سب کچھ پہرہ دار پھاٹک کی سلاخوں میں سے دیکھ رہا تھا۔

اس وقت بارہ بجنے میں کچھ منٹ باقی تھے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ دوپہر کو دکاس اسی پھاٹک سے ایک آزاد آدمی کی حیثیت سے نکلے گا کتنی تعجب کی بات تھی کہ وقت کی رفتار حد سے زیادہ سُست پڑگئی تھی۔ چھ سال کے لگ بھگ اس نے اسی لمحے کے انتظار میں کاٹے اور اب یہ چھ گھنٹے اسکو چھ سال کے برابر لگ رہے تھے۔ اُسکی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ آیا دکاس آتے ہی اُسے اپنے بازوؤں میں لے لیگا؟

اسکے دل میں خیال آتا تھا کہ وہ آتے ہی ضرور اس کا بوسہ لے لیگا۔ وہ یہ بھی نہیں سوچے گا کہ یہ گھر ہے یا سڑک۔ اسکے پتی دکاس کو یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی کہ کس وجہ سے اُسکی معصوم جوانی اور پھول سا چہرہ تباہ ہوگیا۔ اس نے دکاس سے اشارتاً کہہ دیا تھا کہ اُسے پھانسی سے بچانے کے لیے اُس نے کس طرح روپیہ حاصل کیا تھا۔ مقدمے کے لیے وہ اپنا سب کچھ دے چکی تھی۔ دکاس کی جان بچ گئی تھی اور وہ رہا ہونے والا تھا۔

جب دکاس کو پھانسی کا حکم سنایا گیا تھا اس وقت سے اس نے مقدمہ لڑنا شروع کیا تھا۔ کوئی چیز اسکی راہ میں حائل نہ ہوسکتی تھی حتیٰ کہ اُسکے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ بھی نہیں۔ اس نے ڈاکٹر سے مدد طلب کی۔ اسے ایسا مجبوراً کرنا پڑا اسے اپنے پتی دکاس کے لیے ہر چیز قربان کرسکتی تھی۔ اسکا پیارا پتی دکاس جسکو جیوری نے قاتل ٹہرایا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ دکاس بے گناہ ہے۔ اسکو معلوم تھا کہ دکاس اپنے ہونے والے بچے کی خاطر ٹیکسی سے زیادہ سے زیادہ کمانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کچھ لوگوں نے ٹیکسی کرایہ پر لی۔ ایک سنسان جگہ پہنچ وہ لوگ بنگلے کے اندر گئے۔ اندر سے گولیاں چلنے کی آوازیں آئیں۔ یہ باہر ہی کھڑا اپنے پیسوں کا انتظار کر رہا تھا۔ اگر تم نے آنکھوں دیکھا حال کسی سے بتایا تو تمہاری بیوی کی خیر نہیں۔ اُن لوگوں نے دکاس کو ڈرا دیا۔ دکاس نے پولیس کو کوئی معلومات بہم پہنچانے سے صاف انکار کردیا۔ عدالت سزائے موت دینے کے لیے تیار تھی۔ دکاس کو ڈر تھا کہ وہ اگر منہ کھولے گا تو ساری بَلا بیچاری شیتل کے سَر آئے گی۔ یہی سوچ کر اس نے اپنا مُنہ بند رکھا۔

شیتل نے اپنے شوہر کی جان بچانے کے لیے ساری پونجی داؤ پر لگا چکی تھی روپے کی ابھی اور ضرورت تھی۔ اب روپیہ کہاں سے آئے اسکی زندگی فاقوں میں گزرنے لگی۔ گھر کا ایک ایک سامان آہستہ آہستہ بکتی رہی۔ سجا سنورا گھر سارا خالی ہوگیا۔ اسکے پاس اب ایک ہی چیز باقی تھی۔ آخرکار شیتل نے اسکو بھی داؤ پر لگا دیا۔ بدنصیب شیتل اب کرتھے والی تھی۔ اسکی جوانی بڑی بڑی قیمتوں پر بکی۔ مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ جج نے ایک اور سماعت سے انکار کردیا ہے تو اسکا دل ٹوٹ گیا۔ سپریم کورٹ

درج ہونے کے لیے اسکے پاس پیسہ ہی نہیں تھا۔ اسکو اپنے آپ بے شرمی اور بے حیائی
م کرنے پڑے ۔ جن کے تصور سے کبھی کسی زمانے میں وہ کانپ جاتی تھی۔

خیر کسی طرح دکاس کی سزا حبسِ دوام کے درجے تک گھٹ کر رہ گئی تھی دکاس
ریکٹر دیکھ کر حبسِ دوام سے چھ سال سزا کر دی گئی تھی ۔ تب تک شیتل ایک
ا ترین سایہ جس پر ایک مرد یا عورت دور بھاگتے ہیں بن کر رہ گئی تھی۔ اُسے ایسا
ا کر جیسے وہ جیتے جی جہنم کی آگ میں جل رہی ہو۔ مگر اس جلن میں اسکو دکاس کے
ٹنے کا خیال آتا تو اسکی روح اُسکا جسم بالکل نیا لگتا ۔ اُسے دکاس کے سوا کسی
پرواہ نہیں تھی ۔ وہ دنیا والوں کو دکاس کے آگے کچھ بھی نہیں سمجھتی تھی ۔

بارہ کا گھنٹہ بجا ۔ اور اُسکے خیالات کا تانا بانا ٹوٹ گیا ۔ جیل کی دیوار دل
ہ اندر سے کوئی پھاٹک کے قریب پہنچا ۔ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور وہ باہر آرہا
ہا ۔ دکاس نے پہلے اسکو دیکھا ہی نہیں مگر جیسے ہی اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو وہ
سی کی طرف لپکا ۔ بے ساختہ قریب آکر وہ رک گیا اور شیتل کے سراپے پر نظر ڈالی شیتل
و جن آنکھوں میں محبت نظر آرہی تھی ۔ اب اسی میں نفرت کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔
جیسے وہ کچھ سوچنے لگا شیتل پریشان تھی کہ آخیر دکاس کو کیا ہوگیا ہے ۔ اسی وقت
نہیں سے درشن سنگھ وہاں آگیا اور شیتل کو وہاں دیکھکر کہنے لگا۔ اے شیتل کی بچی
یہاں کیا کر رہی ہے پیسہ ہم سے لیتی ہے اور فائدہ دوسروں کو پہنچاتی ہے 'چل'۔

شیتل نے بہت یاس و حسرت سے دکاس کی طرف دیکھا ۔ اس کی
آنکھوں میں آنسو آگئے تھے ۔ اسی لمحے دکاس تیز تیز قدموں سے دوسری جانب روانہ
ہوگیا ۔ اور شیتل نے درشن سنگھ کا ہاتھ تھام لیا۔ شیتل اور دکاس دو علٰحدہ
علٰحدہ راستوں پر گامزن ہوگئے ۔ ●●

گیتا اور قرآن

نفرت کی ایک چنگاری
ہر دل میں آگ لگاتی
انسانوں کے
آپس کے جھگڑے
روز اجاڑتے لوگوں کے گھر
کسی کا بیٹا ، کسی کا بھائی
کتنوں کی اجڑ گئی کلائی
انسان ..... !
کیوں بن بیٹھا ہے شیطان
شور سنتا ہوں
ناقوسوں کا
یا پھر سنائی پڑتی ہے اذاں
تو من کے ایک کونے میں
جاگتا ہے ایک احساس
کیا جھگڑنے کو کہتے ہیں
ہم سے ....
گیتا اور قرآن ..... ؟

فضل امام ملک
قطب الدین لین
دریاپور پٹنہ - ۴ ..... ۸

(افسانہ)

محمد رضی الدین اقبال
۲۱۸-۲-۱۱ نامپلی مارکٹ
حیدرآباد ۵۰۰۰۰۱

تشنگی

اُس نے ایک طویل سانس لی اور پیچھے مڑ کر دیکھا۔ زندگی کے بیس سال لق ودق صحرا کی مانند پھیلے ہوئے تھے، جن میں کہیں کہیں خود رو پودوں اور نخلستانوں کے نشان نظر آتے تھے۔ یہی کچھ اس کی زندگی کا نتیجہ تھا۔

بارہ برس کی عمر تک وہ آوارہ گردی کی دھول میں اٹا رہا۔ ماں باپ نے پیدا کرنے کے بعد کسی فاضل چیز کی طرح اُسے ایک طرف ڈال دیا تھا۔ ایک بار مروت میں آکر باپ نے میونسپل اسکول میں شریک کرا دیا تھا روتے، سسکتے کسی طرح اس نے بیس سال میں میٹرک نکال لیا تھا اور دو سال بیروزگاری کی خاک چھان کر ملازم ہوگیا تھا؛ ایک پرائیوٹ کمپنی میں۔ پانچسو روپے ماہانہ ملتے تھے مگر یہ روپے اس کے خوابوں سے زیادہ حسین تھے۔

اماں نے نوکری کی دوسری تنخواہ کے ملتے ہی اس کی بات چلا دی اور جھٹ پٹ رابعہ کو اس کے گلے باندھ دیا۔

رابعہ پندرہ سال کی سانولی سلونی، کم سخن لڑکی تھی۔ گو ان دونوں نے ایک دوسرے کو کئی بار دیکھا تھا مگر کبھی پیار کے گیت اُن کے دلوں میں نہ مچلے تھے، خالی پیٹ پیار کسی سوکھی ٹہنی کے نوکیلے کانٹے کی طرح ہی تو ہوتا ہے جسے دیکھتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔

جب اس نے پہلی بار رابعہ کو چھوا تھا تو اُسے بڑا عجیب لگا تھا۔ نہ احتجاج نہ شدت۔ رابعہ نے کبھی اُس کے ارمانوں کو نہ کریدا اور اس نے بھی کبھی رابعہ کے سنسناتے تاروں کو چھیڑنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ صبح سے شام تک نوکری اور رات میں چپکے سے رابعہ کو اپنی طرف کھینچ لینا۔ زندگی کے دلفریب حصے یہی کچھ تو تھے۔

اس کی شادی کے پانچ سال کے اندر اس کے تمام بھائی بہن بیاہ دئیے گئے اور چھٹے سال اماں اور ابا ایک کے بعد ایک خدا کے یہاں پہنچ گئے تو اس وقت اس نے اپنا ایک اور گھر بنا لیا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس کی تین بچیاں جوان ہوئیں اور ایک کے بعد دیگرے اپنے پیا کے گھر چلی گئیں۔ دونوں لڑکے کمائی کے بہانے باہر چلے گئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ سب کچھ ہوگیا ـــــ وہ ایک بار پھر تہی دامن تھا۔

ابھی پچھلے مہینے اس کا بڑا لڑکا آیا تھا اور اپنی پسند سے اپنے دوست کی بہن کو بیاہ لایا تھا۔ وہ خاموشی سے دیکھتا رہا۔ اس کی بیوی نے بھی کچھ نہ کہا۔ بس، جس دن بہو آنے والی تھی، سارا گھر چنگا کر دیا اور بیٹے کا کمرہ سجا دیا۔ اس نے یہ سب کچھ دیکھا مگر آج تک رابعہ کے کسی کام میں اس نے مداخلت نہ کی تھی سو اب بھی چُپ رہا۔

شادی کے دوسرے ہی دن سے صابر اور شہناز ایک ساتھ کُھلے سر گھومنے پھرنے لگے تھے۔

اس کی آنکھوں کے سامنے سے دونوں ہنستے، بائی کہتے نکل جاتے ـــــ اس کی بیوی ایک جانب سر جُھکائے بیٹھی کسی کام کی تلاش میں مگن رہتی اور وہ عینک کو صاف کرتا رہ جاتا۔

" زائیں ...... " کسی آٹو رکشا نے اس کے گھر کے سامنے

سے آواز لگائی اور وہ چونک پڑا۔ پڑوس میں مہمان آئے ہوں۔ (

"سنو!" اس نے رابعہ کو پکارا

رابعہ برتن دھو رہی تھی۔ جھوٹے ہاتھوں تیزی سے آئی۔

"کتنا کام باقی ہے؟" اس نے اخبار کو ایک جانب پھینکتے ہوئے پوچھا۔ !

"دو رکابیاں اور باقی ہیں ۔۔۔ کیا چائے بنادوں!"
اس نے جلدی سے کہا۔

"نہیں، منہ ہاتھ دھوکر تیار ہوجاؤ، باہر چلتے ہیں۔"
اس نے بدقت تمام بھاری آواز بنائی۔

"ہاں! ذرا کام ہے۔"

"اچھا۔"

پندرہ منٹ بعد وہ برقعہ اوڑھے اس کے قریب آگئی۔

"برقعہ اتار دو۔" اس نے ہاتھ بڑھاکر قطعی انداز میں کہا۔

"ل ۔۔۔ لیکن ۔۔۔" برقعہ اتارتے ہوئے، پہلی مرتبہ اس نے زیرلب کچھ بڑبڑایا۔

سڑک پر جب اس نے پیچھے سے بیوی کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو اس نے تڑپ کر ہاتھ چھڑا لیا۔ اسے کچھ نہ سوجھا تو ایک قریبی ریسٹورنٹ میں جا گھسا۔ یہ کوئی تھری اسٹار ہوٹل تھا۔ نیم تاریک ماحول میں دھیمی دھیمی موسیقی نے رابعہ کو پریشان کردیا۔ اس کی آنکھیں تاریک ہوگئیں اور اس نے بے ساختہ اپنے شوہر کو تھام لیا۔

تندوری چکن کی مہک پاگل کررہی تھی۔ رابعہ گم سم سی اسے تک رہی تھی۔

"شروع کرو رابعہ۔" اس نے لقمہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں مجھے کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا ہے۔" رابعہ نے بدستور ہاتھ روکے کہا۔

"کچھ عجیب نہیں رابعہ ۔۔۔ تم پہلی بار ہوٹل میں آئی ہونا ۔۔۔ دراصل رابعہ ۔۔۔ زندگی نے کبھی ہمیں اس تعلق سے سوچنے کا موقع ہی نہیں دیا، ازدواجی زندگی کے لطیف گوشوں کو ہم نے مخفی کردیا تھا۔"

"پتہ نہیں آپ کو کیا ہوگیا ہے!" رابعہ نے الجھتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں، جلدی کھاؤ، فلم کا وقت ہو رہا ہے۔"

"پتہ نہیں آج آپ کو کیا سوجھی ہے۔" رابعہ بہرحال حیران پریشان تھی۔

تھیٹر میں وہ سمٹی سی ہوگئی۔ دو ایک نوجوان انہیں دیکھ کر ہنسے بھی تھے اور وہ شرم سے گڑ گئی تھی۔ یقیناً اس کے سفید بال اور جھریوں بھرا چہرہ ایسی بے غیرتی کے متحمل نہ تھے۔

وہ ہونٹ بھینچے بیٹھی رہی۔ بعض مناظر فلم میں ایسے بھی آئے تھے جب رابعہ نے اپنے شوہر کو ترچھی نظروں سے گھورتے دیکھا۔ اس کا خون کھول اٹھا۔ اس نے سوچا یقیناً یہ حضرت سٹھیا گئے ہیں۔

رات دس بجے وہ ایک کلاتھ اسٹور گئے۔ رابعہ نے آج زندگی میں پہلی بار اپنی پسند کی ساڑی خریدی۔ گیارہ بجے شب جب وہ گھر آئے تو تھک کے چور ہوگئے تھے۔

"رابعہ اب کیسا محسوس ہو رہا ہے؟" اس کے شوہر کی گرم سانسیں اس کے چہرے کو پھونک رہی تھیں۔

وہ خاموش رہی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" اس نے بیوی کو اور نزدیک کرتے ہوئے پوچھا۔

اس نے جواب میں کہنا چاہا کہ لگتا ہے آج ہی میں پیدا ہوئی ہوں، ایک طویل قید کے بعد آج مجھے رہائی ملی ہے۔ آج مجھے میرا شوہر نصیب ہوا ہے اور زندگی کے نازک حصوں نے انگڑائی لے کر بیدار ہونا شروع کردیا ہے۔

لیکن وہ کچھ نہ کہہ سکی اور چپکے چپکے رونے لگی۔ اور جب اس کے شوہر نے اسے سینے سے لگالیا تو اس کی سسکیاں ہچکیوں میں بدل گئیں مگر وہ اس فرحت و لذت کو برابر محسوس کررہی تھی جو اس کے کھچڑی بالوں میں اس کے شوہر کی سخت انگلیوں کی حرکت سے پیدا ہو رہی تھی۔

اسے آج رونا بڑا اچھا لگ رہا تھا، ایک تازگی کا احساس تھا جسے فنا کرنا وہ نہیں چاہتی تھی ۔
اور وہ سوچ رہا تھا کاش اس کا رونا کبھی ختم نہ ہو اور وہ اس کی باہوں میں اسی طرح دراز رہے اور وہ اس کے ریشمی بالوں کو اسی طرح سہلاتا رہے تاکہ رابعہ آرام سے سو جائے ـــــ زندگی میں اب اس کے سوا رہا بھی کیا تھا !!
●●

غزل
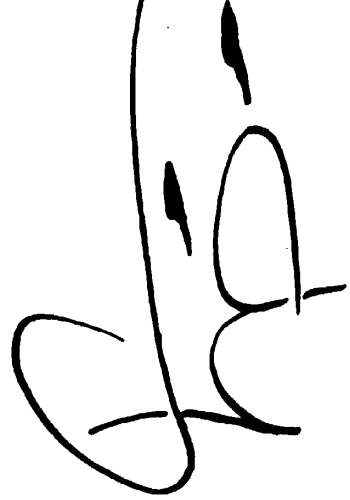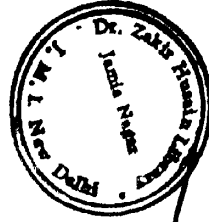
شامِ حیات جو معطر نہیں تو کچھ بھی نہیں
نگاہ میں کوئی دلبر نہیں تو کچھ بھی نہیں

وہ داستانِ الم کیا کہ جس کے سننے پر
کوئی بھی چشم اگر تر نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہے تجھ کو مجھ سے محبت یہ عین ممکن ہے
اگر وہ میرے برابر نہیں تو کچھ بھی نہیں

نہ اختیار کریں ہمنشینیٔ ناجنس
قبا جو قد کے برابر نہیں تو کچھ بھی نہیں

مٹا ملال بہر گام تیرہ روزی کا
دل و نگاہ منور نہیں تو کچھ بھی نہیں

وہ تخت و تاجِ سلیمانؑ ہی کیوں نہ ہو یارب
سکونِ قلب میسر نہیں تو کچھ بھی نہیں

خدا کرے کہ رہے لاج بند مٹھی کی
صدف میں دانۂ گوہر نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہزار حسن سہی اور طرح کے، لیکن
غزل میں ایک بھی نشتر نہیں تو کچھ بھی نہیں

بڑے مقام کی ہے بات اہم کی صاحب
مزاج رنج کا خوگر نہیں تو کچھ بھی نہیں

صاحب حیدرآبادی
۲۳-۲-۷۵ قریب اردو گھر مغل پورہ حیدرآباد ۲

سی - ایچ - سدانندم
54-1-16 اسیدہ آباد 500659

غریبوں کی آبرو

اروناؔ اور بالچندرؔ ایم اے کے ہم جماعت اور ہونہار طالب علم ہیں جو ایک ہی کالج میں تعلیم پاتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح گھومتے ہیں جس طرح کہ ایک انسان کے ساتھ اسکی پرچھائیاں گھومتی ہیں۔ اور یہ ہمیشہ اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ سماج میں کس طرح تبدیلی لائی جائے جو سرمایہ دار سماج کے ٹھیکہ دار بن کر اپنا جادو چلا رہے ہیں اور اس جادو کے اثر سے ملک کے تمام غریب عوام متاثر ہو رہے ہیں۔

اروناؔ: میں اس ملک کے ایک ایسے ماں باپ کی آغوش میں پل رہی ہوں جہاں غربت اندھیرے کی طرح پھیل رہی ہے اور میں اُسی اندھیرے میں اپنا راستہ ٹٹول رہی ہوں۔ میرے پتاجی میری چھ بہنوں کی شادیاں بڑی دھوم دھام سے کی تھیں اور وہ پندرہ بیس ہزار نقد اور چند تولے سونے میں طے پا گئیں تھیں۔ ہم ابتک اسی قرضے میں مبتلا ہیں اب میرے پتاجی مجھے دیکھکر یہ کہہ رہے ہیں کہ بیٹی میں تمہاری شادی اعلیٰ پیمانے پر نہیں کر سکتا۔ چونکہ میں اندرون ایک سال ملازمت سے سبکدوش ہونے والا ہوں وہ مجھے بار بار دیکھکر غم میں گھلے جا رہے ہیں۔ اور میں انھیں یہ دلاسہ دے رکھی ہوں کہ آپ میری شادی کے تعلق سے زیادہ فکر نہ کریں کیونکہ انسان جو سوچتا ہے بعض اوقات اسکے برخلاف ہو جاتا ہے انسان کے ارادے کچھ ہوتے ہیں اور قدرت کا فیصلہ کچھ اور — ہوتا وہی ہے جو قدرت چاہتی ہے۔ اگر ایسا وقت آن پڑے تو میں اپنا سہارا خود ڈھونڈ لونگی اور میری شادی کا سہرہ آپکے سر نہ باندھونگی۔

بالچندرؔ: تم میرے من مندر کی وہ مورتی ہو جسکی میں اپنے دل سے پوجا کرتا ہوں اور میں تمہارے جذبات اور خیالات کو پوری طرح سمجھتا ہوں میں تمہیں اپنی زندگی کا ساتھی چن لیا ہوں تمہارا ہاتھ اگر میرے ہاتھ میں ہو تو سماج کو یہ دکھا دونگا کہ دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں جو سونا چاندی کو ٹھکرا کر غریب لڑکی کو اپنے گھر کی زینت بناتے ہیں اور اسکی مانگ میں سیندور بھرتے ہیں۔

اروناؔ: میں تمہیں تمام بندھنوں سے دور رکھنا چاہتی ہوں نہ ہی میں تمہیں اپنے پیار میں رسوا ہوتے دیکھنا چاہتی ہوں۔

بالچندرؔ: وہ بندھن ہی کیا جس میں کوئی مطلب نہ ہو اور وہ پیار ہی کیا جس میں کوئی رسوا نہ ہو۔

پتاجی: تم اپنی شادی کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو بہت سے رئیسوں کے پیامات آ رہے ہیں اور جہیز میں پچاس ہزار نقد رقم سونا۔ چاندی اور موٹر کار دینا چاہتے ہیں اسکے علاوہ تمہیں اعلیٰ تعلیم کیلئے امریکہ بھیج دینا چاہتے ہیں اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے تین بھائیوں کی شادی دھوم دھام سے رچائی گئیں تھیں اور انہیں بھی کافی جہیز میں رقم اور سونا چاندی دیا گیا تھا۔

بالچندرؔ: دنیا میں سبھی لڑکیوں کے ماں باپ دولت مند نہیں ہوتے اور یہ لازمی نہیں ہے کہ میری شادی بھی انہیں کی طرح ہو دنیا میں سبکے سب

انسان یکساں نہیں ہوتے انکی تقدیر تعلیم اور انکے آدرش الگ ہوتے ہیں ان کا مقصد الگ اور انکی منزل بھی اوروں سے جدا ہوتی ہے ۔

پتا جی : تم میرے منہ پر طمانچہ لگانا چاہتے ہو اور سماج کے سامنے مجھے نیچا دکھانا چاہتے ہو تمہیں نہیں معلوم کہ تمہاری تعلیم پر کتنا صرفہ ہو رہا ہے ۔

بالچندر : تعلیم کو دولت سے خریدنا چاہتے ہو انسان کو تعلیم اس لئے دیجاتی ہے کہ وہ اچھے اور بُرے کو سمجھے اور سماج میں رہنے کے طریقے سیکھے یہ کہہ کر وہ چلا جاتا ہے ۔

ایک دن بالچندر ، اندرا کو اپنا جیون ساتھی بنالیتا ہے اور وہ اسکے ساتھ اپنے پتا کا آشیرواد لینے کیلئے اپنے گھر جاتا ہے اور وہ اپنے پتا کے پیر چھو کر کہتا ہے کہ پتا جی : مجھے آشیرواد دیجئے ۔

پتا جی : غصے سے آگ بگولہ ہو کر ، آشیرواد تو تجھے دے رہا ہوں لیکن اپنی جائیداد سے تجھے بالکل بے دخل کر رہا ہوں ۔ اسلئے کہ تم میری مرضی کے خلاف اقدام کئے ہو ۔

بالچندر : مجھے بھگوان کا آشیرواد ہی کافی ہے میں اپنی تعلیم کے سہارے اپنی خودبسری کرلونگا ۔ اور جب تک میرے تن میں آخری سانس چلتی رہے گی تب تک میں آپکے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤنگا یہ کہہ کر وہ اپنی شریک حیات کے ہمراہ چلے جاتا ہے ، کچھ عرصہ کے بعد اُسی کالج میں پروفیسری پر مامور کیا جاتا ہے اور وہاں اسکے اعزاز میں شاندار پارٹی دی جاتی ہے ۔

پرنسپال : بالچندر تم بہت تقدیر والے ہو کہ تمہیں اندرا جیسی بیوی ملی ہے وہ بہت سند تعلیم یافتہ اور سمجھدار بھی ہے اور وہ سماج کو ایک نیا رنگ دینا چاہتی ہے ، تم دولت مند ہو کر بھی ایک غریب لڑکی کو سہارا دیئے ہو ۔

بالچندر : یہ جوش جذبہ اور یہ ولولہ اگر ہر نوجوان میں ہو تو کئی غریب لڑکیوں کے گھر آباد ہو جائینگے اور وہ اپنے سسرال میں چین سکون کی زندگی گذارینگی ۔ اس طرح بڑھتی ہوئی غربت کا خاتمہ ہو جائیگا مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ عمر کے اعتبار سے جن لوگوں کو بزرگ تصور کرتے ہیں انکے گھر جوان لڑکیاں بہو بیٹیاں بن کر جانے کے بجائے شریک حیات بن کر جارہی ہیں ۔ اسی میں ہمارے ملک کی عزت و عظمت ہے غریبوں کی آبرو ہے نیک مقصد ہے اور اسی میں اپنا دین ایمان اور دھرم بھی ہے ۔ ہم نوجوانوں کی نا سمجھی سے ہمارے ملک کی لڑکیاں اپنی منزل سے بھٹک رہی ہیں اور دیگر ممالک کے لوگ یہاں کی لڑکیوں کو کھلونا سمجھ کر بڑھیا دام دیکر اپنے وطن لیجا رہے ہیں اور وہاں اسکے جسم سے اپنا دل بہلا رہے ہیں ۔ میں بھگوان سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ آنے والی نسل انکے بڑھیا دام کو انکے منہ پر مارے گی اور اس کھیل کو ہمیشہ کے لئے بھلا دے گی ۔

چندر پرکاش جوہر بجنوری

۶ - ریوا بلڈنگ لیڈر روڈ - الہ آباد ۳

چمن اخلاص و محبت کے کھلا دو یارو
دل کے ہر زخم کو اک پھول بنا دو یارو

نارِ نمرود، جو یہ شعلہ فشاں ہے ہر سو
آؤ اس آگ کو گلزار بنا دو یارو

مجھکو اِس دورِ ہوس میں ہے محبت کی تلاش
میری راہوں میں کوئی شمع جلا دو یارو

زندگی سرد ہوئی جاتی ہے شبنم کی طرح
زندگی کو ہمہ تن شعلہ بنا دو یارو

عشق بے خوف و خطر دار پہ چڑھ جاتا ہے
عشق کی شان زمانے کو دکھا دو یارو

جس سے اقوام کو ملتی ہے حیاتِ ابدی
پھر وہ پیغام سرِ دار سنا دو یارو

زندگی ذوقِ عمل، حسنِ عمل، روحِ عمل
زندگی کے لئے کچھ کر کے دکھا دو یارو

میرے پیغام میں پوشیدہ ہے تلقینِ عمل
میرا پیغام زمانے کو سنا دو یارو

میں ہوں اک جوہرِ نایاب محبت بخدا
اب بھی پہچان لو مجھے اور دعا دو یارو

مرزا محبوب بیگ
زخمی نظام آبادی

اے وطن! تیری قسم تجھ سے ہے اپنا اقرار — تیری ناموس کی کشتی کا اٹھا کر تیوار
کوئی آندھی ہو، تلاطم ہو کہ طوفاں منجدھار — کسی حالت میں بھی کر دینگے ترا بیڑا پار

تیری عزت کے لیے جان فدا کر دینگے
مرتے مرتے، بڑا طوفاں بپا کر دینگے

بحر غفلت سے ہمیں اب تو ابھرنا ہوگا — کچھ نہ کچھ دیس کی خاطر ہمیں کرنا ہوگا
رگ بھارت میں ہمیں خون بھی بھرنا ہوگا — ایک دن ہم کو اسی دیس میں مرنا ہوگا

وقت آئے گا تو میدان میں ڈٹ جائینگے
اے جنم بھومی ترے واسطے کٹ جائینگے

گرمیٔ عشق وطن میں سدا سرشار ہیں ہم — جان دینے کے لیے ہر گھڑی تیار ہیں ہم
جو بھی دشمن ہے ترا اس سے خبردار ہیں ہم — تیرے دشمن کی نگاہوں کے لئے خار ہیں ہم

عشق کی آگ سے دل اپنا تپاں رکھتے ہیں
گرمیٔ عشق وطن، دل میں نہاں رکھتے ہیں

گرمیٔ عشق وطن قلب تپاں کرتی ہے — شب تیرہ کو بھی یہ نور فشاں کرتی ہے
منجمد خون کو پگھلا کے رواں کرتی ہے — یعنی! ہر پیر کو، گرما کے جواں کرتی ہے

گرمیٔ عشق وطن، آگ لگا سکتی ہے
اپنی حد سے جو بڑھے اس کو جلا سکتی ہے

گرمیٔ عشق وطن، پھول بھی ہے خار بھی ہے — گرمیٔ عشق وطن، نور بھی ہے نار بھی ہے
گرمیٔ عشق وطن، نغمہ بھی للکار بھی ہے — پھول کی پنکھڑی بھی ہے تیغ کی جھنکار بھی ہے

گرمیٔ عشق وطن جس میں نہیں خاک ہے وہ
ملک دشمن ہے وہ غدار ہے، ناپاک ہے وہ

گرمیٔ عشق وطن دل میں نہیں کچھ بھی نہیں — شمع روشن تری محفل میں نہیں کچھ بھی نہیں
لیلیٔ شوق جو محمل میں نہیں کچھ بھی نہیں — یعنی! سینے میں ترے دل جو نہیں کچھ بھی نہیں

دل مردہ ہے وہ، جس میں کوئی احساس نہیں
کاغذی پھول ہے جس میں کوئی بو باس نہیں

کاغذی پھول! فقط ایک حسیں دھوکا ہے — نام ہے پھول! مگر پھول نہیں دھوکا ہے
وقت ہے آج اگر پہلو تہی، دھوکا ہے — وقت نے صلح جو کی، صلح نہیں، دھوکا ہے

وقت کے دھوکے میں، یہ دیس نہیں آئیگا
اب ہمالہ پہ ترنگا سدا لہرائیگا

اے وطن! تیرے لئے برسر پیکار تھے ہم — سر ہتھیلی پہ لئے، ہر گھڑی تیار تھے ہم
تیغ کی دھار تھے، تلوار کی جھنکار تھے ہم — رن کے میدان میں چلتی ہوئی تلوار تھے ہم

آج بھی ہم ہیں وہی جھانسی کی رانی کی قسم
ٹیپو سلطان کی، بے باک کہانی کی قسم

دیس کے واسطے مرنا بھی ہے جینا اپنا — کام کس روز یہ آئیگا، دفینہ اپنا
ذرہ ذرہ پہ بہے خون، پسینہ اپنا — آگے بڑھنا ہے ہمیں تان کے سینہ اپنا

راہ میں ہو جو ہمالہ، تو ہٹا دینگے ہم
آپڑے وقت تو، سر اپنا کٹا دینگے ہم

فرقہ پرستی کو راہ کیوں دی جائے

اُٹھائے رہتے ہو کیوں رنگ و نسل کی دیوار — کہ چاٹ لیتا ہے دیمک کی طرح یہ آزار
گرائے رہتا ہے دنیا میں آدمی کا وقار — ذرا بھی عقل ہے جس میں وہ اس سے ہے بیزار
جما ہے جس کے بھی چہرے پہ مصلحت کا غبار
ہوا ہے ذہن اُسی انساں کا عصبیت کا شکار

دِلوں میں خوف اُگے گا تو زیست روٹھے گی — منافقت تو ردائے سحر بھی کھسوٹے گی
کبھی جو شمعِ اخوت تو راہ کھوٹے گی — بھرے سفینے کو اک موج ہی ڈبوئے گی
چمن میں فرقہ پرستی کو راہ کیوں دی جائے
یہ جیتی جاگتی دنیا تباہ کیوں کی جائے؟

لہو کا رنگ نہ ہندو ہے اور نہ عیسائی — نہ اس کو سکھ، نہ مسلم اسے کہو بھائی
تفرقہ سازوں کی کرنا نہ ہمت افزائی — بشر ہے وہ جو ہوا انسانیت کا شیدائی
لہو ہے ایک تو پھر کیوں نہ ایک ہو کے رہیں
چمن ہے ایک تو پھر کیوں نہ ایک ہو کے رہیں

لبوں پہ جاگے گی جب بانسری محبت کی — فضا میں بکھرے گا ہر سمت حسن یک جہتی
مِٹے گی بغض و کدورت کی تیرگی ساری — نہ رہگذر کہیں پائے گی کوئی کج فہمی
جب انتشار کسی ذہن میں نہیں ہوگا
تو ایک جذبۂ تعمیر جاں گزیں ہوگا

مِلے گی حُسن کلامی کو زندگی جب بھی — نہ راہ پائے گی دنیا میں فتنہ پردازی
یہ روشنی ہی امانت ہے صبح نو کی — اسی سے ہوتی ہے تخلیقِ جنت ارضی
قدم قدم پہ جلیں صلح و آشتی کے دیئے
بجھا سکے نہ کوئی علم و آگہی کے دیئے

ہے رنگ رنگ کے پھولوں سے باغ کی زینت — ہیں نوع نوع کے افراد مل کے اک وحدت
کروڑوں باہوں کے بل پر ہے ملک کی قوت — جو شانِ ہند برہمن تو شیخ سے شوکت
اک ایک غنچہ چمن کا وقار ہے سن لو
اک ایک برگ متاعِ بہار ہے سن لو
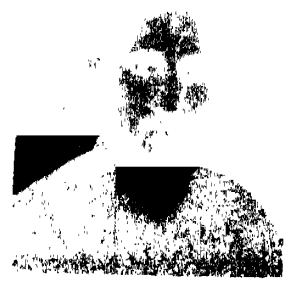
ی پرتاپگڈھی
بتوسط اگزیکٹیو انجینیئر
اریگیشن ڈویژن، پرتاپگڈھ یوپی

نالندہ ریاست بہار میں جہیز کی عدم تکمیل پر ایک باپ نے اپنی بیٹی کا سر کاٹ کر دولھا کے قدموں میں ڈال دیا جس سے متاثر ہو کر یہ نظم لکھی گئی

وہ لعل و گوہر بھی دے نہ سکا
وہ مال و زر بھی دے نہ سکا
اک باپ نے اپنی بیٹی کا
دولہا کے قدموں کے اوپر
سر نذرانے میں دے ہی دیا

اس سر کی قیمت مت پوچھو
وہ سر تو مریم کا سر ہے
وہ سر تو سیتا کا سر ہے
وہ سر تو زہرا کا سر ہے
اس سر کی قیمت مت پوچھو
اک باپ نے اپنے ہاتھوں سے
خود اپنے جگر کو کاٹا ہے
خود اپنے لہو کو چاٹا ہے
اس سر کی قیمت مت پوچھو
یہ سر اس دلہن کا سر ہے
سہرے کے پھولوں کی کلیاں
جس سر میں لہو بن کر مہکیں
جس سر کے تقدس کی یارو
کھاتے ہیں فرشتے بھی قسمیں

وہ سر کٹ کے گر سکتا ہے
وہ سر تو کبھی جھکتا ہی نہیں

اے دھن دولت کے متوالو
اس سر کی قیمت کیا جانو
تم ہارنے والے جواری ہو
تم ابتری دھن کے پجاری ہو
تم عشق کا مطلب کیا سمجھو
تم حسن کی قیمت کیا جانو
تم پھول کی خوشبو کیا سمجھو
تم پیار کا جادو کیا جانو
تم مال و زر کے بھکاری ہو
تم جگمگ جگمگ سونے کے
اور چھم چھم کرتی چاندی کے
ہاں سچ ہے بڑے دیوانے ہو
وہ شمع جس میں آگ نہیں
تم اسکے ہی پروانے ہو

وحید مرزا
مستعد پورہ، نظام آباد

خبریں تصویروں میں

چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ نے یکم جون ۱۹۸۴ء کو موضع پالما کول میں زراعت میں استعمال کیمیائی والی اشیا کے قومی پندرھواڑے کی افتتاحی تقریب کے موقع پر کسانوں میں بیج تقسیم کر رہے ہیں۔

ہندوستانی خلاباز اسکواڈرن لیڈر راکیش سرما اور ونگ کمانڈر رویش ملہوترا نے ۲ جون کو گورنر مسٹر رام لال سے راج بھون میں ملاقات کی۔
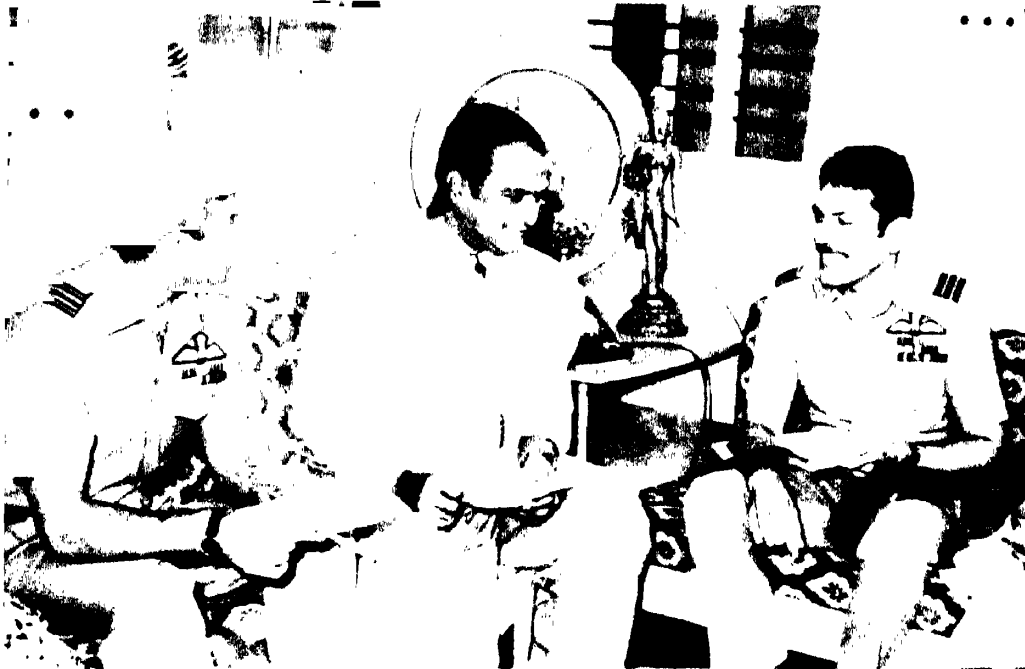
ہندوستانی خلاباز اسکواڈرن لیڈر راکیش شرما اور ونگ کمانڈر رویش ملہوترا نے یکم جون کو چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ سے ملاقات کی۔

یکم جون ۱۹۸۴ء کو لال بہادر انڈور اسٹیڈیم میں چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ نے ہندوستانی خلابازوں ونگ کمانڈر رویش ملہوترا اور اسکواڈرن لیڈر راکیش شرما کو اعزاز عطا کر رہے ہیں۔
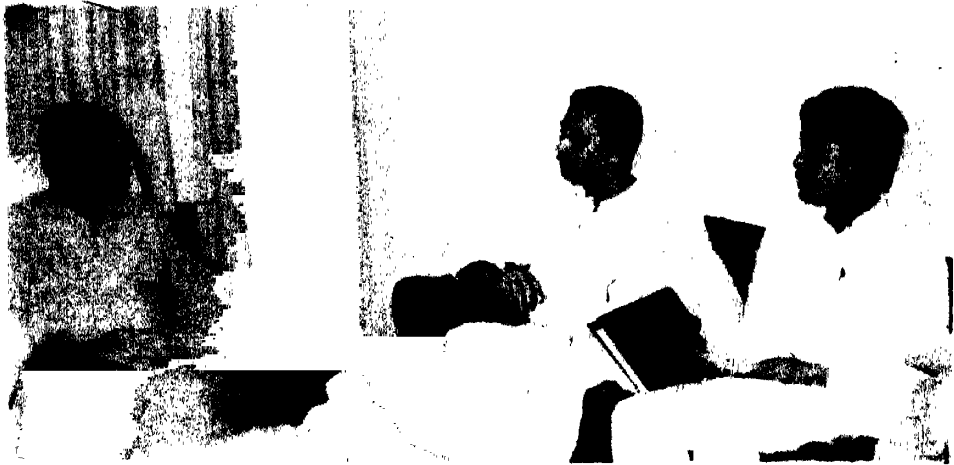
سابق فوجیوں کی کمیٹی کے ارکان مسٹر سنگھ دیو مرکزی وزیر مملکت برائے دفاع نے ۳۰ مئی کو حیدرآباد میں چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ سے ملاقات کی

گورنر شری رام لال نے ۲ر جون کو راج بھون میں شری کوکا الیندر راؤ کو بحیثیت چیف جسٹس آندھرا پردیش حلف دیا۔ تصویر میں مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ چیف منسٹر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔
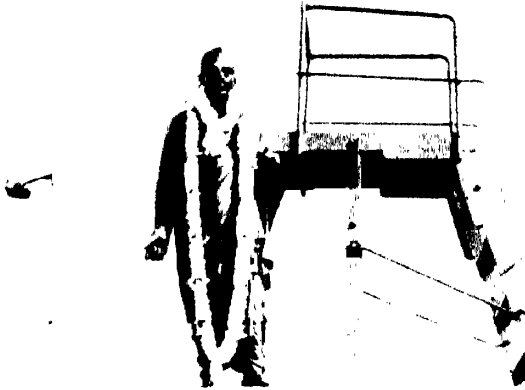
مسٹر این۔ٹی۔ راما راؤ چیف منسٹر نے ٹنگٹوری پرکاشم کے مجسمے پر پھول چڑھائے۔ تصویر میں مسٹر آنند گجپتی راجو وزیر تعلیم۔ مسٹر پی وی آر کے پرشاد کمشنر اطلاعات۔ مسٹر ایم کے آر۔ ونایک اسپیشل آفیسر میونسپل کارپوریشن بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ایک رکنی پولیس کمیشن کے صدرنشین مسٹر کے راجندرا ریڈی نے ۱۰ مئی ۸۴ء کو کمیشن کی رپورٹ چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کو پیش کی۔

مسٹر این۔ٹی۔راما راؤ چیف منسٹر ہندو مذہبی خیراتی اداروں کی کمیٹی کو مخاطب کر رہے ہیں۔ تصویر میں سوامی ترلوکر امانند آف کورٹلام بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

چیف منسٹر مسٹر این۔ٹی۔راماراؤ نے میلاردیوپلی ضلع رنگاریڈی میں تلنگانہ این۔جی۔اوز کی ہاؤزنگ کالونی کا افتتاح کیا۔
تصویر میں مسٹر شردن کمار چیف سکریٹری، مسٹر سوامی ناتھم صدر تلنگانہ این جی اوز اور دوسرے دیکھے جاسکتے ہیں۔

چیف منسٹر مسٹر این۔ٹی راماراؤ نے ۴ر جون کو جوبلی ہال حیدرآباد میں ایجوکیشن افسروں کی کانفرنس کا افتتاح کیا۔
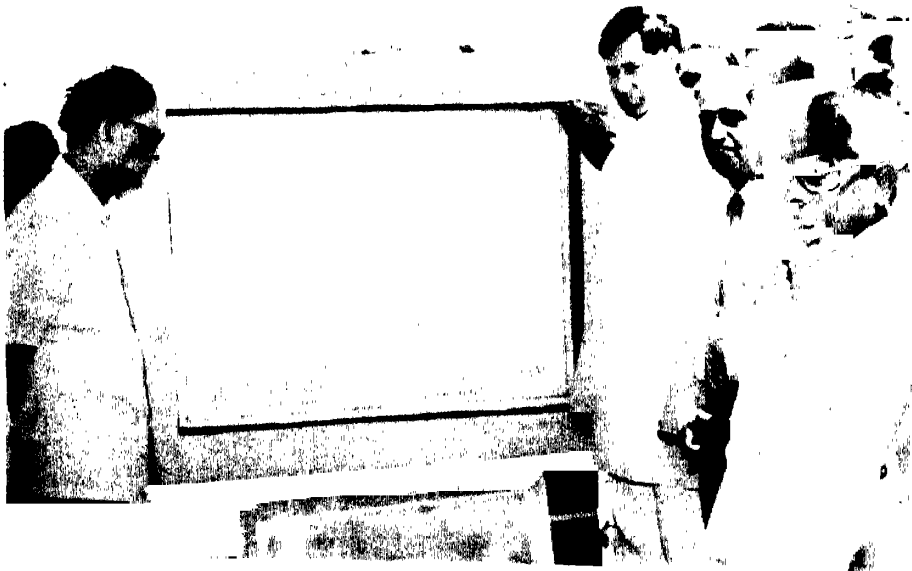
مسٹر کے جانا ریڈی وزیر زراعت و امداد باہمی نے "ولنٹری" کی ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ کے لیے سمنٹ کنکریٹ ڈال کر اس کی بنیاد کا آغاز کیا۔ یہ عمارت حمایت نگر میں تعمیر کی جارہی ہے۔ چیف سکریٹری مسٹر شردن کار بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

مسٹر این - بھاسکر راؤ وزیر فینانس نے پریس کلب یکم جون ۱۹۸۴ء کو اے۔پی انڈسٹریز ہینڈبک کی رسم اجرا انجام دی۔

۷ ر جون کو جواہر لال نہرو ٹیکنیکل یونیورسٹی کے ساتویں جلسے تقسیم اسنادات کے موقع پر مسٹر رام لعل گورنر آندھرا پردیش سونے کا تمغہ پیش کر رہے ہیں ۔

حیدرآباد ایرپورٹ پر چیف منسٹر آندھرا پردیش مسٹر این ٹی راما راؤ کی امریکہ کیلئے پرواز سے قبل انہیں وداع کرنے کیلئے عوام کا ہجوم دیکھا جاسکتا ہے۔

آندھرا پردیش
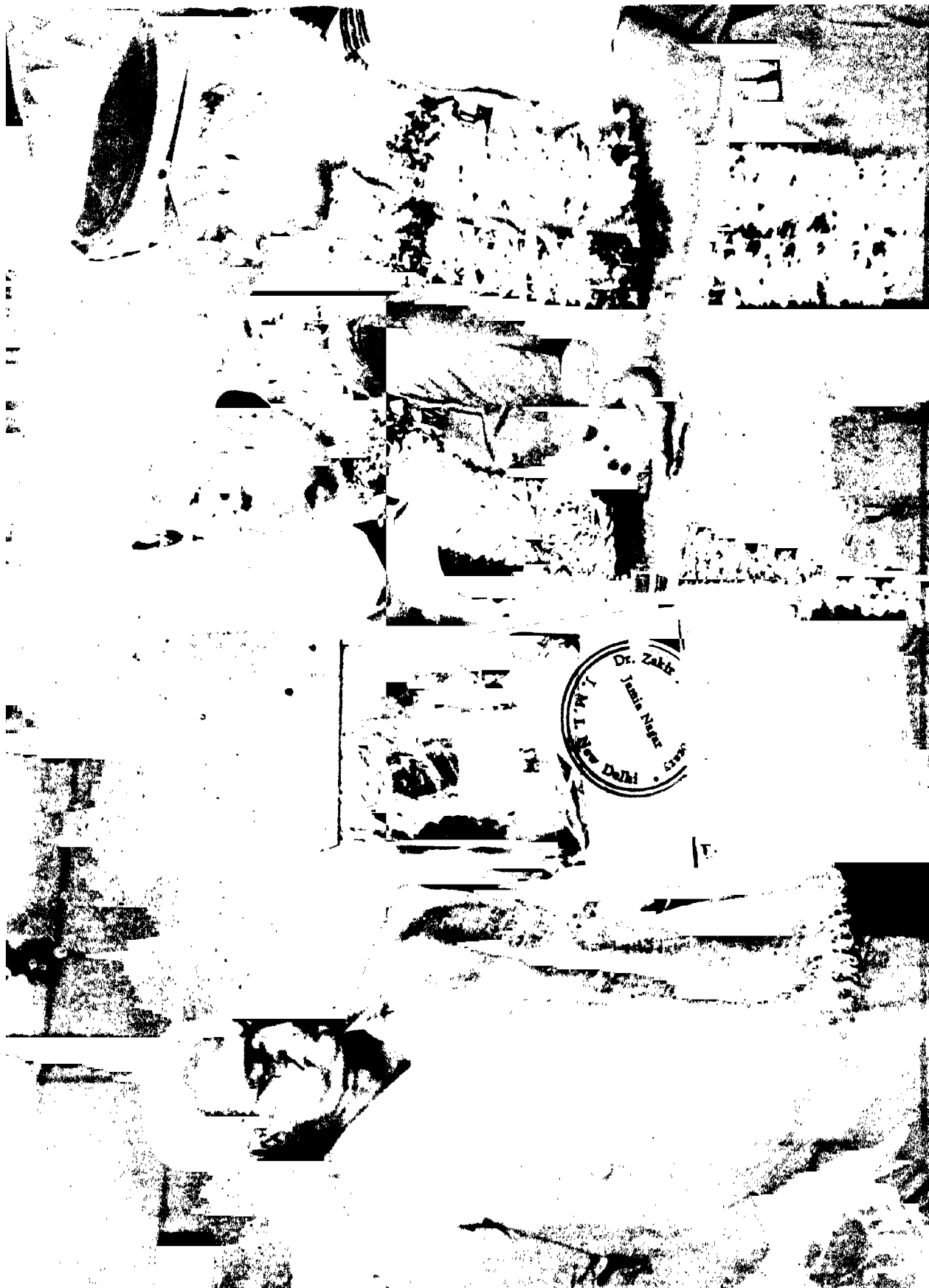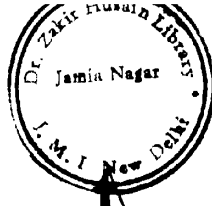
مبر۔ ڈسمبر سنہ ۱۹۸۴ء

قیمت ۵۰ پیسے

NOV, DEC 1984 • నవంబర్, డిసెంబర్ • (مشترکہ شمارہ) نومبر۔ڈسمبر ۱۹۸۴ء

فہرست

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر

پی۔ وی۔ آر۔ کے پرشاد (آئی اے ایس)

ایڈیٹر انچارج

خواجہ حسین احمد بی اے (عثمانیہ)

قیمت : ۵۰ پیسے

- اس شمارہ میں اہل قلم حضرات نے انفرادی طور پر جن خیالات کا اظہار کیا ہے اُن سے لازمی طور پر حکومت کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔
- زرسالانہ : ۶ روپے • زرسالانہ ذریعہ منی آرڈر روانہ کیجئے
- منی آرڈر ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ کے نام روانہ کیجئے۔
- مضامین بھیجنے کا پتہ : ایڈیٹر اردو ماہنامہ "آندھراپردیش" محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ، گرہاکلپا، چھٹی منزل، مکرم جاہی روڈ حیدرآباد
- ناظم اطلاعات و تعلقات عامہ حکومت آندھراپردیش نے شائع کیا۔
- کتابت : ایس۔ اے۔ حمید
- طباعت : گورنمنٹ سنٹرل پریس چنچل گوڑہ حیدرآباد

آندھرا پردیش کے عوام

شریمتی اندرا گاندھی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں

خورشید خوش جمال کا چھلنی ہوا جگر
اندھیر کیسا ہند کی سرکار میں ہوا
اس سانحے کا سال یہ صاحب ملا مجھے
اندرا کا قتل دھلی کے دربار میں ہوا

۱۴۰۵ھ

وفات ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۴ء

صاحب حیدرآبادی ۷۵-۲-۳۲ مغل پورہ حیدرآباد

شریمتی اندرا گاندھی کی استھیوں کے کلس جوبلی ہال حیدرآباد میں عوام کے درشن کے لیے رکھے جانے کا ایک منظر۔

پی - دامن رائ

ہندستان کی عظیم قاید شریمتی اندرا گاندھی

شریمتی اندرا گاندھی ایک پرشکوہ شخصیت کی حامل قاید تھیں۔ شریمتی گاندھی کی موت سے دنیا ایک قاید سے محروم ہوگئی جو ہندستان کے عظیم قایدین میں شمار کی جاتی تھیں۔ شریمتی گاندھی ہندستان کے سیاسی افق پر مسلسل دو دہوں تک چھائی ہوئی رہیں باوجود اس کے کہ انہیں ایک مختصر سی مدت کے لیے اقتدار سے ہٹنا پڑا تھا۔ وہ ہمت اور دلیری کا پہاڑ تھیں اور اسی دلیری سے انہوں نے موت کو گلے لگالیا۔ جس وقت قاتل نے انہیں اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا وہ اپنے اقتدار اور شہرت کے کمال عروج پر تھیں۔ قاتل نے انہیں اپنی گولیوں کا نشانہ بناکر نہ صرف انہیں قتل کردیا بلکہ اس نے مدر انڈیا کو اپنا گولیوں کا نشانہ بنایا۔ وہ ہندستان کی ماں تھیں اور ملک میں چاروں طرف انکی قیادت کا ڈنکا بج رہا تھا۔

مہاتما گاندھی کے بعد ملک کے طول وعرض میں اتنا بڑا تلاطم کبھی بھی نہیں پیدا ہوا جتنا کہ شریمتی اندرا گاندھی کے قتل پر ہوا۔ امن وآزادی کی ہیرو شریمتی گاندھی کو ان کے اپنے محافظ دستے کے آدمیوں نے گولی مار کر قتل کردیا۔ پورے عالم کے انسانوں کی آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ اور مختلف ممالک کے سربراہوں وزرائے اعظموں نے غیرجانب دار اقوام کے اس طاقتور عالمی قاید کی آخری رسومات میں شرکت کرتے ہوئے انہیں اور انکی یاد کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

شریمتی اندرا گاندھی کی زندگی کا بہترین دن وہ تھا جب کہ انہوں نے ۱۹۷۱ء میں ہند وپاک جنگ جیت کر بنگلہ دیش کو آزاد کرایا تھا۔ ممنون ہندستانی قوم نے انہیں بھارت رتن کا اعزاز عطا کیا۔ وہ اگر ماضی کے کسی دور میں پیدا ہوتیں تو جون آف آرک

یا ملکہ حبہ خاتون کشمیر کی نظریات کی حامل ہوتیں اور اپنی جان
لڑا دیتیں ۔ مشکلوں اور پریشانیوں سے کھیلنے میں انہیں
زندگی کا مزہ آتا اور ان ہی حالات میں انکی بھرپور صلاحیتیں
ابھر کر سامنے آجاتیں۔

شریمتی اندرا گاندھی نے جب ۱۹۸۰ء میں دوبارہ
اقتدار سنبھالا ان میں بڑی تبدیلی واقع ہوئی تھی مزاج میں
نرمی پیدا ہوگئی تھی ۔ انتخابات میں شکست کے بعد ان میں
تھوڑی سی افسردگی آگئی تھی جن جن مصیبتوں اور تکالیف سے
انہیں گزرنا پڑا تھا اس کی وجہ سے انہیں روحانی طور پر اذیت
پہنچی تھی۔ اقتدار سے ہٹنے کے بعد انہوں نے ملک کے
اندر تفصیلی دورے کئے ان دوروں میں انہوں نے بڑے پیمانے
پر عوام کے دلی جذبات کا گہرا مطالعہ کیا۔ اندرون ملک خطرات
نے انہیں مصروف رکھا لیکن انہوں نے سارے عالم میں ہندوستان
کی ساکھ اور شہرت بنائے رکھنے میں بھرپور توجہ دی۔ غیر جانبدار
ممالک کی چیئر پرسن (CHAIR PERSON)
کی حیثیت سے وہ دنیا میں ایک بلند مقام پر پہنچ گئیں ۔ دولت
مشترکہ کانفرنس اور عظیم ایشین گیمس کے کامیاب انعقاد کی بدولت
وہ کامیابیوں کی انتہا پر تھیں ۔ ایشین گیمس کے انعقاد کی وجہ
سے دنیا میں ہندوستان کے وقار میں اضافہ ہوا۔

اگر یہ کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ شریمتی گاندھی کئی لحاظ
سے اپنے نامور عظیم باپ سے سبقت لے گئیں تھیں ۔ نہرو
کروڑوں عوام کے چہیتے اور محبوب قائد اور عالمی مدبرین میں سربلند
تھے ۔ شریمتی گاندھی کا اعجاز بھی اس سے کچھ کم نہیں تھا۔
ان کا یہ امتیاز ایک ایسا واقعہ تھا جسے ایسے ممالک بھی تسلیم
کر چکے تھے جو ہندوستان کے کچھ گہرے دوست نہیں تھے
شریمتی اندرا گاندھی نے ناوابستگی جمہوریت
سیکولرازم اور سوشلزم کو اپنایا اور ان تحریکوں کی علمبردار بن گئی تھیں
جو فخر وامتیاز کے ساتھ ہمارے ملک کے عقیدے کا ایک جز بن چکے
ہیں ۔ ان کے حریف بھی اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ وہ سارے
ملک کا اثاثہ تھیں ۔ اور اپنی ذات سے ہندوستان کی روح
اس کی قدیم روایات اور عصری ترقی کے لیے ملک کی امنگوں کا خلاصہ
بن گئی تھیں ۔ وہ سیکولرازم میں بھرپور ایقان رکھتی تھیں لیکن
ان کا سیکولرازم ان کے دھارمک ہندو ہونے میں مانع
نہیں تھا، شریمتی گاندھی کی دلچسپیاں وسیع اور ہمہ گیر تھیں
بین الاقوامی رول میں جہاں وہ کامل شائستگی، دانائی اور تہذیب
کا مظاہرہ کرتی تھیں وہیں اپنی مقناطیسی شخصیت سے ہندوستان کی
روح معلوم ہوتی تھیں ۔

یہ جاننا بھی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ شریمتی گاندھی اپنی کم سنی
ہی میں تیسرے دہے کے اوائل میں اپنے پتا اور ماتا کے ساتھ
حیدرآباد آئی تھیں جو سری لنکا کے دورے کے بعد بلبل ہند شریمتی
سروجنی نائیڈو سے ملاقات کے لیے حیدرآباد سے ہو کر گئے تھے ۔
نہرو خاندان شریمتی نائیڈو کا قریبی دوست تھا۔ جواہر لال نہرو
ریاست حیدرآباد سے گہری وابستگی رکھتے تھے جو اپنی مشترکہ تہذیب
اور صلح کل نقطۂ نظر کی وجہ سے ان کے لیے پرکشش تھی۔ انہوں نے
۱۹۵۳ء میں ریاست آندھرا کا اور پھر ۱۹۵۶ء میں متحدہ
آندھرا پردیش کا بنفس نفیس افتتاح کیا تھا۔ یہی واقعہ کہ انہوں نے
اس ریاست کے تمام بڑے پراجکٹوں یعنی ناگارجن ساگر، سری سیلم
اور پوچم پاڈ کا خود اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا تھا۔
یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ اس ریاست کی ہمہ جہتی ترقی کے وہ کتنے خواہاں تھے۔
شریمتی اندرا گاندھی بھی اس ریاست کے ساتھ اپنی دلچسپی میں نہ صرف
اپنے والد کے ہم پلہ رہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ گہری وابستگی
قائم کرلی یہاں تک کہ انہوں نے لوک سبھا کے لیے آندھرا پردیش

سے ہی خود بخود منتخب ہوئیں۔

اُن کے والد کبھی کبھی اس ریاست کے دورے پر آتے تھے تو شریمتی گاندھی بھی اُن کے ہمراہ رہا کرتی تھیں اور بعض اوقات ان کے بیٹے بھی ساتھ ہوتے تھے۔

وزارتِ عظمیٰ پر فائز ہونے کے بعد جب وہ حیدرآباد آئی تھیں تو انہوں نے پروگرام کے بغیر ہی حضور نظام سابع سے راجیو گاندھی اور سنجے گاندھی کے ساتھ ملاقات کی تھی جب حضور نظام نے شکایت کی کہ انہوں نے اپنی آمد کی قبل از قبل اطلاع کیوں نہیں دی تاکہ وہ وزیر اعظم ہند کا شایانِ شان طریقے سے استقبال کرتے تو شریمتی گاندھی نے بے ساختہ جواب دیا کہ "کیا ایک بیٹی کو اپنے باپ سے ملنے کے لیے بھی اجازت کی ضرورت ہے" حضور نظام بہت خوش ہو گئے۔

وزیراعظم کی حیثیت سے شریمتی اندرا گاندھی نے عظیم الشان ناگار جن ساگر پراجکٹ کا افتتاح کیا جس کا سنگ بنیاد ان کے والد نے ۱۹۵۵ء میں رکھا تھا۔ ریاست کے اُن اَن گنت ترقیاتی پراجکٹوں کے ذکر کی چنداں ضرورت نہیں ہے جن سے شریمتی گاندھی وابستہ رہیں کیوں کہ یہ بات سب کو معلوم ہے۔ شریمتی اندرا گاندھی کو سات پہاڑیوں کے بھگوان سے خاص عقیدت قائم ہو گئی تھی۔ جب کبھی ممکن ہوتا وہ سری وینکٹیشور کے درشن کے لیے آجاتی تھیں۔ سے ۱۹۷۱ء میں ان کے گہرے وشواس اور عقیدت کا اندازہ اسی واقعہ سے ہوتا ہے کہ ہند۔ پاک جنگ میں ہندستان کی فتح کے بعد ہی ۱۹۷۲ء کے اوائل میں وہ ترومَلا میں اپنے ۱۴ گھنٹوں کے قیام کے دوران تین دفعہ اس مندر کی یاترا کی۔ وہاں اپنی آمد کے ساتھ ہی شام کے اوقات میں انہوں نے پوجا کی اور سری راما مورتی رینو سے جو اس وقت آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد کے ہندی پروگراموں کے پروڈیوسر تھے۔ "سپرابھاتم" کے ہندی ترجمے کا پاٹھ سُنا صبح کی اولین ساعتوں میں انہوں نے "سپرابھاتم" میں حاضری بھی دی اور پھر تقریباً صبح کے ۶ بجے "ابھیشیکم" میں بھی حاضر رہیں انہوں نے پوجا کے تمام رسوم انجام دیئے جن میں اپنے سر پر کلس رکھے ہوئے "پرادکشنا" کی تکمیل بھی شامل تھی۔ انہوں نے کئی تجسس آمیز استفسارات بھی کئے اور یہ بھی پوچھا کہ پوجا پر کتنا خرچ آتا ہے جب کچھ بھاری رقم بتائی گئی تو انہوں نے یہ فوری خیال ظاہر کیا کہ بھگوان کے لیے یہ بڑی چیز نہیں"۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کس طرح اپنے جدید انداز فکر اور عصری نقطۂ نظر کو اپنے گہرے مذہبی ذہن کے ساتھ سمو لیا تھا۔ کالا ہستی مندر کی یاترا کے بعد جب وہ تروپتی ریلوے اسٹیشن پہنچیں تو مدراس کے ایک تاجر نے انہیں چاندی کا ایک تاج پیش کیا تھا جو انہوں نے خوشی کے ساتھ پہن لیا۔ صبح کے سہانے وقت تابناک چہرے اور مسکراہٹ کے ساتھ وہ سچ مچ ایک رانی جیسی لگ رہی تھیں۔ وہ ہمیشہ ضرورت کے مطابق اور موقع محل کی مناسبت سے گفتگو کرتی تھیں۔ اُن کے اظہار خیال میں نرمی اور نزاکت ہوتی جس کی تہہ میں ایک خاص عزم اور ایقان جھلکتا تھا۔ انکی پریس کانفرنسیں بڑی جاندار ہوا کرتی تھیں۔ وہ اپنے سوال کرنے والے اخباری نمائندوں کو اپنی مسکراہٹ یا چبھتا ہوا فقرا چست کرتے ہوئے

بےبس کردیتی تھیں۔ طنز ومزاح میں وہ لطیف انداز اختیار
کرتیں تو بعض دفعہ ان کا انداز جارحانہ ہوتا۔

۴ر جون ۱۹۶۹ء کو وہ رات کے ۹ بجکر ۳۰ منٹ
پر بغیر پروگرام کے حیدرآباد تشریف لے آئیں تلنگانہ علاقے
کے قائدین سے صبح تک بغیر کسی وقفہ کے بات چیت میں مصروف
رہیں۔ وہ حیرت انگیز توانائی کی مالک تھیں اور انہوں نے
سویرے ۳ بجے کے قریب اخبار نویسوں سے راج بھون میں
ملاقات کی اور اُن کے بھرپور سوالات کا چاق وچوبند حالات میں
بغیر پلک جھپکے کے جوابات دیئے۔ ان کا مشاہدہ بہت
گہرا تھا۔ جب کبھی اُن کے دورے کے تصاویر کا البم انہیں پیش کیا
جاتا تو وہ اپنی تازہ ترین تصویر دیکھ کر فرماتیں کہ یہ سب آپ
نے کیسے کیا؟ اپنے کام کرنے والوں سے اپنا تعلق خاطر کا اظہار
کرتیں۔ وہ نازک حالات میں احتیاط سے الفاظ کو ناپ تول کر
اپنی زبان سے نکالتی تھیں۔ کس مشاق طریقہ سے انہوں نے
علٰحدہ تلنگانہ تحریک اور بعد میں علٰحدہ آندھرا تحریک کا سامنا
کیا اور متحدہ ریاست آندھرا پردیش کی بقا کے لیے ناساعد حالات
کے باوجود بھرپور کوشش کرتے ہوئے کامیاب ہوئیں یہ خود ان کی
پختہ تدبر اور باریک بینی کا اعلٰی وارفع نمونہ تھا۔ کئی مواقع
ایسے ہیں جبکہ انہوں نے ریاست کا دورہ کیا ہر کوئی جو اُن
سے ملاقات کیا ہو اپنا الگ الگ تاثر اور تجربہ رکھتا ہے
ان کی انکی ہمہ جہتی اورعظیم شخصیت کا ایک محدود دائرے میں کہ
اتارنا بے حد مشکل ہے۔ پھولوں سے انہیں محبت تھی لیکن
پھول مالاؤں کی کثرت سے انہیں سردی لگ جاتی تھی۔
برف پوش پہاڑوں اور جنگلی جانوروں سے انہیں بہت پیار تھا
تہذیبی ورثہ کے تحفظ سے انہیں گہری دلچسپی تھی۔ درختوں کو
کاٹ دینا انہیں ہرگز پسند نہ تھا۔ انہیں علم معیشت حیوانات،
ستاروں کا علم اور ماحولیات سے خاصی دلچسپی تھی۔ تین مورتی
ہاوز میں پلانیٹوریم کے قیام سے انہیں بے حد مسرت ہوئی چونکہ "وہ
اور اُن کے والد آسمانی اجسام اور ستاروں کے علم کے گرویدہ تھے
کسی چیز سے انہیں زیادہ مسرت نہیں ہوتی جتنی کہ کسی شہر میں سائنسی
اداروں کے قیام سے انہیں ہوتی۔ وہ ہندوستان کے اتحاد اور یکجہتی
کی علامت بن گئی تھیں۔ ہندوستان کی اس قدیم سرزمین کے
چپے چپے سے انہیں محبت تھی۔ وہ چھوٹے قد کی نازک اندام تھیں
اور اپنے سبھاؤ اور طور طریقوں میں باوقار انداز اختیار کرتی تھیں
حسن وخوبصورتی کی دلدادہ تھیں۔ موقع ومحل کے اعتبار سے
لباس میں رنگوں کا انتخاب کرتیں۔ جہاں بھی جاتیں وہاں کا
لباس اور وہاں کا کھانا کھانے کو ترجیح دیتیں۔ قدرتی مناظر
سے لطف اندوز ہونا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ موسیقی کو پسند
کرتی تھیں چاہے وہ ایم ایس سبالکشمی یا روی شنکر کا ستار وغیرہ
ہو۔ لندن میں انڈیا فیسٹول کے موقع پر وزیراعظم برطانیہ مسز
تھیچر کے ساتھ خاص طور پر ایم ایس سبالکشمی اور روی شنکر کے
پروگرام میں شریمتی گاندھی نے شرکت کی۔ بچپن میں بیتھوون ان کا
محبوب موسیقار تھا۔

شریمتی اندرا گاندھی زبردست محب وطن تھیں۔
اُن کے خمیر کے ذرے ذرے میں ہندوستانیت بھری ہوئی تھی۔
انہوں نے ملک کے وقار کو بلند کرنے اور اسے متحد رکھنے کے لیے
ان تھک کوشش کی۔ اُن کے اقتدار پر فائز رہنے سے ایک
عام آدمی ملک کی یکجہتی۔ دفاع۔ امن اور ترقی کو بالکل محفوظ
پاتا تھا ——— مگر افسوس ———

ایک بے رحم قاتل کی گولیوں سے وہ خود اپنا
تحفظ نہ کرسکیں۔

••

عابد سلطانہ شاہین ایم اے عثمانیہ
ریسرچ اسکالر شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

تاسیس آندھرا پردیش کے موقع پر خصوصی مضمون

کچھ اس طرح سے طے کی ہیں ہم نے منزلیں
گر پڑے، گر کر اٹھے، اُٹھ کر چلے

مضمون نگار

آندھرا پردیش کی ترقی کے ۲۸ سال

ہمارے ملک ہندستان کے نقشے کو دیکھیں تو اندازہ ہوگا کہ ہمارا ملک، ملک ہی نہیں ایک محدود دنیا ہے جو شمال میں کشمیر سے لیکر دطن میں کنیا کماری تک، مشرق میں آسام سے لے کر مغرب میں بمبئی تک چودہ سو میل دو ہزار مربع میل کے رقبہ پر واقع ہے۔ یہ پورا رقبہ شمال میں ہمالیہ، مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی فلک نما چوٹیوں سے اور باقی تین سمتوں میں تا حد نظر موجیں مارتے ہوئے سمندروں سے گھرا ہوا ہے۔ فطرت کا یہ انتظام بتلاتا ہے کہ دنیا کو بنانے والا ہمارے ملک کو ہمیشہ ایک ہی اکائی میں دیکھنا چاہتا ہے اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ راجہ بھرت، ہرش وردھن، گوتم بدھ، سمراٹ اشوک، اکبر اعظم سے عہد حکومت سے ہمارا ملک اپنے قومی دھارے میں بہت سے چھوٹے بڑے سماجی، مذہبی اور تہذیبی چشموں کو سمیٹے ہوئے رواں دواں ہے۔ آزادی کے حصول کے بعد سے اب تک بہت آگے بڑھ چکا ہے ہمیں سیاسی، اقتصادی اور سماجی شعبوں میں نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ عوام نے اپنی سیاسی پختگی اور دور اندیشی کا ثبوت دے کر جمہوریت میں اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔

جدوجہد آزادی کے دوران یہ طے کیا گیا تھا کہ ملک آزاد ہوجانے کے بعد لسانی بنیادوں پر ریاستوں کی تشکیل جدید عمل میں آئے گی۔ آزادی کے بعد ۱۹۵۴ء تک اس مطالبہ پر بار بار توجہ دلائی گئی

لیکن حکومت کی جانب سے اس پر خاطر خواہ توجہ نہ دیئے جانے کے باعث آندھرائی قائد مسٹر پوٹی سری راملو نے تلگو ریاست کے قیام کا مطالبہ کرتے ہوئے ۵۲ دن کا مرن برت رکھا اسی دوران اُن کا انتقال ہوگیا مسٹر پوٹی سری راملو کے انتقال کے بعد حکومت ہند نے سابق ریاست مدراس کے تلگو اضلاع پر مشتمل ملک کی پہلی لسانی ریاست آندھرا کے قیام کا اعلان کیا اور تمام ملک کی لسانی بنیادوں پر تشکیل جدید کے احکامات کا جائزہ لینے کے لیے فضل علی کمیشن نے سارے ملک کا دورہ کرنے اور تمام لسانی نمائندوں سے گفت و شنید کے بعد ۱۹۵۶ء کو اپنی رپورٹ حکومت ہند کو پیش کر دی اور ان ہی سفارشات کی روشنی میں سابق ریاست حیدرآباد کے ۹ ضلعے تلنگانہ کو آندھرا کے تلگو بولنے والے علاقے کے ساتھ ملا کر یکم نومبر ۱۹۵۶ء کو آندھرا پردیش کا قیام عمل میں لایا گیا۔ آندھرا پردیش کی ریاست میں اب ۲۳ اضلاع ہیں جن میں سریکاکولم، وجیانگرم، وشاکھاپٹنم، مشرقی گوداوری، مغربی گوداوری، کرشنا، گنٹور، پرکاشم، نیلور، چتور، کڑپہ، اننت پور، کرنول، محبوب نگر، نلگنڈہ، کریم نگر، میدک، نظام آباد، عادل آباد، ورنگل، کھمم، رنگا ریڈی، حیدرآباد شامل ہیں۔

ہماری ریاست کی سرکاری زبان تلگو ہے اس کے بعد اردو سب سے بولی اور سمجھی جانے والی زبان ہے علاوہ ازیں انگریزی، ہندی، مرہٹی، کنڑی زبان جاننے والوں کی خاطر خواہ تعداد یہاں موجود ہے۔ ریاست کے اسّی فیصد لوگوں کا پیشہ زراعت ہے۔ یہاں ۴۵ فیصد زمین ایسی ہے جہاں پر عمدہ کاشت کی جاتی ہے۔ دھان، جوار، باجرہ اور مکئی زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ تیل کے بیجوں میں GROUNDNUT CASTORSEED اور ناریل شامل ہیں۔ چاول کی پیداوار کے لیے آندھرا پردیش کو پورے ملک میں پہلا مقام حاصل ہے۔ آندھرا پردیش کو RICE BOWL کہا جاتا ہے۔ ہماری ریاست میں معدنیات کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ آندھرا پردیش مائننگ کارپوریشن کی رپورٹ کے مطابق حسب ذیل معدنیات کا یہاں کافی ذخیرہ ہے

BARYTES کڑپہ، اننت پور، کرنول، کھمم، اسبسٹاس کڑپہ، اننت پور، BAUXITE وشاکھاپٹنم، مشرقی اور مغربی گوداوری کوئلہ، عادل آباد، کھمم، ورنگل کریم نگر DIAMMOND ہیرے اننت پور، کڑپہ، GOLD (سونا) چتور، اننت پور، گرانائیٹ وشاکھاپٹنم مشرقی گوداوری، ورنگل، کھمم۔

آندھرا پردیش کی دو اہم ندیاں گوداوری اور کرشنا ہیں علاوہ ازیں تنگبھدرا، پنار، ناگاولی، وم سادھارا ہیں۔ 64,154 Sq K.M کا رقبہ جنگلوں سے بھرا پڑا ہے۔ ان میں عادل آباد، کھمم، کڑپہ، چتور، ورنگل، مشرقی گوداوری، وشاکھاپٹنم، کرنول، کریم نگر، اضلاع جات میں کافی جنگل پائے جاتے ہیں۔ ان جنگلات سے کئی ٹن لکڑی حاصل کی جاتی ہے۔ انسانی زندگی میں درختوں اور جنگلوں کی بہت اہمیت ہے۔ انکی پیداوار کا استعمال ہم اپنی زندگی کے کسی نہ کسی شکل میں قدم قدم پر کرتے ہیں صنعتوں کو ۴ زمروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ بھاری صنعتیں مرکزی حکومت اور ریاستی سرکار کے توسط سے قائم کی گیئیں ہیں ان میں بھارت ہیوی الکٹریکلس لمیٹیڈ رامچندرا پورم حیدرآباد، ہندوستان مشین ٹولز لمیٹیڈ حیدرآباد جہاں پاور جنریٹرس، بلب وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں۔ انڈین ڈرگس اینڈ فارموسیٹکل لمیٹیڈ حیدرآباد مختلف قسم کے ادویات تیار کرتا ہے۔ الکٹرانک کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ حیدرآباد ٹی وی، کمیونیکیشن آلات، طبی آلات، ہندوستان کیبلس لمیٹیڈ CABLES بناتا ہے پراگا ٹولز مشین بناتا ہے حیدرآباد آلوین میٹل ورکس لمیٹیڈ ریفریجریٹرس، گھڑیاں، بس وغیرہ تیار کرتا ہے۔

آندھرا پردیش شکر سازی کے لیے اہم اور مشہور ہے یہاں ۲۷ شکر کی اور تقریباً ۱۶۰ کھانڈسری شکر کی ملیں موجود ہیں۔ زیادہ تر ملیں مشرقی گوداوری، نظام آباد، وشاکھاپٹنم، چتور، کرشنا، میدک میں ہیں۔ کاٹن ٹیکسٹائل انڈسٹری بہت ہی قدیم صنعت ہے آندھرا پردیش میں ۱۸ کاٹن ٹیکسٹائل انڈسٹری اور ۱۳ اسپنگ ملس

کام کر رہے ہیں ان میں اعظم جاہی ملز ورنگل اور ڈی بی آر ملز واحد کارخانے ہیں جو کپڑا تیار کرتا ہے۔ سمنٹ کی صنعت ۱۹۳۹ء سے یہاں شروع کی گئی ۷ بڑی سمنٹ کی فیاکٹریاں ہیں جہاں ۲۰ لاکھ ٹن سمنٹ سالانہ تیار کی جاتی ہے ان میں تانڈور، تاڈی پتری مشہور ہیں۔ جوٹ کی صنعتیں گنٹور، ایلور چیتور کے علاوہ وجیانگرم، دیجے واڑہ، دشاکھاپٹنم میں موجود ہیں۔ ریاست میں کاغذ کے ۴ بڑے کارخانے قائم ہیں ان میں سرپور کاغذ نگر، کرنول بھدراچلم راجمندری شامل ہیں۔ جہاں عمدہ کاغذ تیار ہوتا ہے۔ ہماری ریاست کو تمباکو کی کاشت میں بھی پہلا مقام حاصل ہے۔ عام آدمی اس صنعت کو بڑھاوا دینے میں پورا پورا حصہ ادا کر رہا ہے چار مینار یہاں کا مشہور سگریٹ ہے چھوٹی صنعتوں میں ہینڈی کرافٹس، کھلونا سازی کارپٹ، چٹائیاں، ایمبرائڈری، سلک، اگربتی، چوڑیاں شامل ہیں۔ آندھرا پردیش کے اہم پراجکٹوں میں ناگرجونا ساگر پراجکٹ، تنگبھدرا پراجکٹ، پوچم پاڈ پراجکٹ شامل ہیں۔ آندھرا پردیش کے اہم پراجکٹوں میں ناگرجونا ساگر پراجکٹ، تنگبھدرا پراجکٹ، پوچم پاڈ پراجکٹ شامل ہیں

ہینڈلوم کی صنعت

ہینڈلوم کی مصنوعات کی برآمدات میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ مرکز کی جانب سے یہاں کے ہینڈلوم سیکٹر کے فروغ میں دلچسپی لی جا رہی ہے اس شعبہ میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزگار ملنے کے امکانات ہیں زراعت کے بعد سب سے زیادہ تعداد میں اس شعبہ میں لوگ کھپ سکتے ہیں ملک کے مختلف حصوں میں ۲۴ سنٹرس میں کام کرتے ہیں۔ وارناسی سیلم، گوہاٹی میں ہینڈلوم ٹکنالوجی کے متعلق تین ادارے قایم کئے گئے ہیں۔ ملیشیاء، انڈونیشیا سنگاپور، ہانگ کانگ، تھائی لینڈ، ساؤتھ کوریا، جاپان، فلپائن، آسٹریلیا نیوزی لینڈ میں ہینڈلوم کی اشیاء کی فروخت کے امکانات کی کھوج نکالی گئی اس صنعت سے ۲ کروڑ افراد کو روزگار ملا ہے۔ ۲۰ ستمبر کو موضع بگارم ضلع نلگنڈہ میں ہینڈلوم بھون کا افتتاح کرتے ہوئے صدر نشین ضلع پریشد نلگنڈہ

مسٹر سی ملاریڈی نے کہا کہ ہماری ہینڈلوم صنعت کو عالمی شہرت حاصل ہوئی ہے مسٹر ریگن صدر امریکہ کی جانب سے ۲۵ ہزار میٹر کپڑے کے آرڈرس کے تحت ان کے ذاتی استعمال کے لیے برآمد کرنا ہمارے لیے فخر کی بات ہے۔

دشاکھاپٹنم بہت بڑی بندرگاہ ہے اس کے علاوہ کاکی ناڈا، مچھلی پٹنم، کالنگاپٹنم، بھیمونڈی پٹنم، نرساپورم میں SEA PAST قائم ہیں، حیدرآباد، بیگم پیٹھ سب سے بڑا پورٹ ہے دشاکھاپٹنم، گنا درم، تروپتی، راجمندری، کڑپہ میں چھوٹے ایرپورٹ قائم ہیں۔ ہماری ریاست کو صنعتوں کے اعتبار سے پانچواں مقام حاصل ہے۔

۴۰۳ بھاری اور معمولی صنعتیں یہاں قائم ہیں۔ دشاکھاپٹنم میں واقع اسٹیل پلانٹ مشہور ہے۔ آندھرا پردیش انڈسٹریل کارپوریشن کا ۱۹۶۰ء میں قیام عمل میں آیا۔ اور ۱۹۶۱ء میں آندھرا پردیش اسمال اسکیل انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ فلموں کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے لیے فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے علاوہ ڈیری ڈیولپمنٹ کارپوریشن، لیدر انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن، میٹ اینڈ پولٹری ڈیولپمنٹ کارپوریشن۔ آندھرا پردیش مائننگ کارپوریشن آندھرا پردیش کنسٹرکشن کارپوریشن موجود ہیں۔ سٹینڈرل کاسٹ عوام کے لیے ویلفیر اسکیمات کو روبہ عمل لایا جا رہا ہے۔ ۲۴۴ سے زاید دواخانے قائم ہیں۔ ۱۰۰ امیڈلس میں عصری طرز کا کنگ کوٹھی پہ ایک ہاسپٹل قائم کیا گیا ہے۔ عثمانیہ جنرل ہاسپٹل مریضوں کے لیے رات دن مصروف رہتا ہے۔

آندھرا پردیش سے ۷۰۸ اخبارات اور پریاڈیکلس شائع ہوتے ہیں۔ جن میں ۳۰ روزنامے، ۳۱۰ ہفتہ وار، ۱۲۹ پندرہ روزہ، ۲۷۱ ماہنامے شامل ہیں۔

۱۹۷۵ء سے ریاست میں ٹیلی ویژن پروگراموں کو وسعت دی گئی۔ دوردرشن سے کئی عمدہ پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ تلگو زبان میں علاقائی خبریں روزانہ ٹی وی سے ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہیں۔ آندھرا پردیش میں ۴ ریڈیو اسٹیشن قائم ہیں ان میں حیدرآباد، دیجے واڑہ، کڑپہ، اور

دستکاریاں بھی شامل ہیں۔ آرٹ، ادب، ثقافت کے فروغ کو بھی نمایاں اہمیت دی گئی۔ تلگو زبان کو بڑھاوا دینے کے لیے مختلف اکیڈیمیوں کا قیام عمل میں لایا گیا جو اردو ادب کے فروغ میں نمایاں رول انجام دیتی ہے۔ ہندی اکیڈیمی بھی ریاست میں ہندی بولنے والوں کی ضروریات کی تکمیل میں اپنا اٹوٹ حصہ ادا کیا ہے۔ سنسکرت اکیڈیمی بھی ادب کی خدمت میں مصروف بہ کار ہے سیاحت کے لیے بھی ہماری ریاست کو اہمیت حاصل ہے۔ ناگر جونا ساگر سری سیلم، سری رام ساگر کے علاوہ ناگر جونا کنڈہ اسرادتی بدھ دھرم کے لیے مشہور ہے۔ میدک میں عیسائیوں کا سب سے بڑا چرچ قائم ہے۔ ریاست میں سبھی طرز کے مشہور منادر ہیں۔ تردپتی میں لارڈ دنیکٹیشور کا بہت بڑا مندر ہے

سماجی اور اقتصادی ترقی کے معاملے میں امداد باہمی کا طریقہ کار سب سے زیادہ کارآمد اور موثر ثابت ہو رہا ہے خاص طور پر ہمہ جہتی ترقی پذیر سوسائٹی اور دیہی معیشت کو استوار بنیادوں پر کھڑا کرنے کا یہ ایک اہم ذریعہ ہے۔ امداد باہمی کی تحریک کے وجود میں آجانے کے بعد جو بھی وجوہات ہوں لیکن یہ حقیقت ہے کہ سماج کی خوشحالی اور خود کفالت کے لیے ایک بنیادی ضرورت بن گیا ہے ریاست آندھرا پردیش نے امداد باہمی تحریک سے فروغ کے لیے ریاست میں مختلف پروگرام ترتیب دیئے ان منصوبوں کے ذریعہ کسانوں کو قلیل مدتی اور طویل مدتی قرضہ جات مہیا کئے جاتے ہیں۔ مزید ان کے ذریعہ باہمی اسٹورس یا سستہ غلہ کی دکانیں دیہاتوں اور شہروں میں شکر سازی، سوت، کتائی دیگر صنعتی یونٹس قائم کی گئی ہیں۔ امداد باہمی تعمیر امکنہ اسکیم سے ۱۱۳۲ انجمنیں ملحق ہیں۔ ریاست میں پہلی مرتبہ سنہ ۱۹۷۰ء کے دوران دیے وائٹ میں آئی گریڈ ملک پراجکٹ کے تحت دودھ کی پیداوار کو ترقی دی گئی یہ پراجکٹ بعد میں آندھرا پردیش ڈیری ڈیولپمنٹ لمیٹڈ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

آندھرا پردیش میں حالیہ برسوں کے دوران اشیائے ضروریہ کی تقسیم میں باقاعدگی پیدا کی گئی تاکہ یہ اشیاء عوام کو آسانی کے ساتھ دستیاب ہوں اور پیداکنندوں اور صارفین دونوں کو فائدہ پہونچے۔ مٹی کا تیل، خوردنی تیل شکر، چاول، گیہوں، جیسی ضروری اشیاء کی فراہمی کے لیے ریاست میں ۲۳ ہزار سے زیادہ ارزاں فروشی کی دکانات کا ایک وسیع جال پھیلایا گیا۔ مختلف اضلاع میں خشک سالی کے امدادی کاموں پر کروڑہا روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ آندھرا پردیش وسائل کی دولت سے مالا مال ہے چھوٹی آبپاشی کو فروغ دینے کے لیے کئی اسکیمات شروع کی گئیں۔ شہر حیدرآباد میں "سٹ ون" ادارہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ سٹ ون کی اہمیت بیرون میں بھی بڑھ چکی ہے یہ ادارہ بے روزگار نوجوانوں کو بامقصد زندگی کی راہ پر گامزن ہونے میں مدد دے رہا ہے۔ تلگو گنگا پراجکٹ کے ذریعہ جو کہ رائل سیما کے علاقوں کو سیراب کرنے کے مقصد سے شروع کیا گیا۔ مدراس کو پینے کے پانی کی قلت سے نمٹنے کے لیے مددگار ثابت ہوگا یہ پراجکٹ بین ریاستی تعاون کی ایک عمدہ مثال ہے۔

ہماری ریاست کے فعال چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کی زیر قیادت فلاحی اسکیمات اور خشک سالی کی صورت حال توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ چیف منسٹر نے دہلی کا دورہ کیا اور مرکز سے مناسب مالی امداد دینے کی درخواست کی۔ اس سلسلہ میں حال ہی میں وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے بنفس نفیس ریاست کے خشک سالی علاقوں کا دورہ کیا اور واقفیت حاصل کی اور مرکز سے ممکنہ امداد بھی فراہم کی۔

ریاستی چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ہمہ جہتی ترقی اور ملک کی یکجہتی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔ ریاستی نظم و نسق کے لیے زیادہ سے زیادہ فواید حاصل کرنے مرکزی حکومت سے خوشگوار تعلقات برقرار رکھنے کی تگ و دو شروع کر چکے ہیں۔ ہندستانی کاسموناٹس اسٹرا کیش شرما کا تعلق ہمارے شہر حیدرآباد سے ہے ریاستی حکومت نے ایک تقریب میں عوام کی جانب سے انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ چیف منسٹر نے بلا لحاظ مذہب وملت عوامی مفادات کو فوقیت دی ہے ان کے فعال اقدامات قابل ستائش ہیں

ریاست آندھرا پردیش ملے جلے تمدن سیکولر روایات کی ایک تابندہ علامت ہے ہمیں اس کے عظیم ماضی کی روایات کو قائم و دائم رکھنا ہوگا۔ بقول کسی شاعر کے ؎

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب دیکھئے ٹھہرتی ہے جا کر نظر کہاں ●●

آندھرا پردیش وزارت میں توسیع

۶ وزراء کی حلف برداری

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے اپنے زیر قیادت آندھرا پردیش کی دس رکنی وزارت میں توسیع کی جبکہ مزید (۶) وزراء کو اس میں شامل کیا گیا ہے ان (۶) وزراء میں دو کابینی درجہ کے وزیر اور چار منسٹر آف اسٹیٹ ہیں۔ گورنر مسٹر ایس ڈی شرما نے ان نئے وزراء کو راج بھون میں عہدہ اور رازداری کا حلف دلایا حلف برداری کی تقریب میں چیف منسٹر مسٹر راما راؤ کے علاوہ اسپیکر مسٹر این دینکٹ رتنم کونسل میں اپوزیشن کانگریس (آئی) کے قاید مسٹر کے روشیا اعلیٰ عہدہ دار اور لیجسلیٹرس موجود تھے جن وزراء کو حلف دلایا گیا اُن میں مسٹر کے نارائینا سوامی اور مسٹر راج گوپال ریڈی (کابینی درجہ کے وزیر) اور مسرز کے ایلا نائیڈو، جی مددکرشنم نائیڈو، ڈی ستیہ نارائینا اور ڈاکٹر این اے کرشنا (منسٹر آف اسٹیٹ) شامل ہیں ریاستی وزارت میں توسیع سے وزارت کے ارکان کی تعداد (۱۶) ہوگئی ہے۔ جن میں (۱۲) کابینی درجہ کے وزیر اور (۴) منسٹر آف اسٹیٹ ہیں۔ چیف منسٹر نے بعد ازاں، ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ قانون ساز کونسل کے کسی رکن کو وزارت میں شامل نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ "یہ ہماری پالیسی کے خلاف ہے" نئے وزراء کے قلمدانوں کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے۔

کابینی وزراء

مسٹر کے۔ نارائن سوامی	:	اوسط اور چھوٹی آبپاشی
مسٹر آر راجگوپال ریڈی	:	ٹرانسپورٹ

منسٹر آف اسٹیٹ

مسٹر کے ایلا نائیڈو	:	ہندو اوقاف
مسٹر جی ایم کے نائیڈو	:	تعلیم
مسٹر ڈی ستیہ نارائینا	:	آبکاری
ڈاکٹر این کے کرشنا	:	چھوٹے پیمانہ کی صنعتیں

کابینی وزراء مسٹر کے نارائینا سوامی ضلع پرکاشم سے اور مسٹر آر راجگوپال ریڈی کڑپہ سے اور منسٹر آف اسٹیٹ مسٹر کے ایلا نائیڈو وشاکھاپٹنم سے، مسٹر ڈی، ستیہ نارائن نظام آباد سے اور ڈاکٹر این اے کرشنا کنٹونمنٹ سکندرآباد سے، تعلق رکھتے ہیں۔ سوائے مسٹر راجگوپال ریڈی کے جنہوں نے انگریزی میں حلف لیا۔ مابقی وزراء نے تلگو میں اور خدا کے نام پر حلف لیا۔ حلف برداری تقریب راج بھون کے سبزہ زار پر منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں اسمبلی میں بی جے پی لیڈر مسٹر ایم دینکیا نائیڈو، اور ہائیکورٹ کے ججس ڈائرکٹر جنرل پولیس مسٹر ایم مہندر ریڈی اور دیگر اعلیٰ سیول حکام چیف سکریٹری اور عمائدین شہر کی بھاری تعداد شریک تھی۔ راج بھون میں منعقدہ ایک سادہ سی تقریب میں نئے وزراء کو حلف دلایا۔ نئے وزراء میں دو کا آندھرا، دو کا تلنگانہ اور دو کا رائلسیما سے تعلق ہے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ عنقریب کابینہ میں پھر ایک بار توسیع کی جائے گی۔ تاہم انہوں نے کسی مخصوص تاریخ کا اعلان نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ، توسیع کے دوسرے مرحلہ میں مزید اضلاع کے علاوہ خواتین اور اقلیتوں کو شامل کیا جائے گا۔ تقریب حلف برداری میں نائب صدر نشین کونسل مسٹر اسے چکراپانی، آندھرا پردیش ہائیکورٹ کے کارگذار چیف جسٹس مسٹر پی چناکیشو ریڈی، تلگو دیشم پارٹی کے جنرل سکریٹری مسٹر پی اوپیندرا کے علاوہ بی جے پی رکن اسمبلی مسٹر اندرسین ریڈی بھی شامل تھے۔ نئے وزراء میں دو کا تعلق پسماندہ طبقات سے، ایک کا ریڈی طبقہ سے، دو کا کما طبقہ سے اور ایک کا درج فہرست طبقہ سے تعلق ہے۔

••

سیتاپتی راؤ آئی اے ایس
سکریٹری آئی۔ یو اینڈ سی۔ اے۔ ڈی ڈپارٹمنٹ

آندھرا پردیش میں کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ

آندھرا پردیش میں ایک ایکڑ زمین سیراب کرنے کی صلاحیت کو پیدا
نے کے لیے ۱۰ ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اگر اتنی رقم کے صرفے کے بعد
پیدا کردہ آبپاشی صلاحیت سے جتنا جلد ہوسکے استفادہ
رتے ہوئے پیداوار میں اضافہ نہیں کیا گیا تو پراجکٹوں پر اتنی بھاری رقم
کا صرفہ پیداوار میں عدم اضافہ کی وجہ سے نقصان سمجھا جائے گا۔ اس
بال کو پس منظر میں رکھتے ہوئے آندھرا پردیش میں کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ
کے تصور کو ۱۹۷۴ء میں ٹھوس شکل دی گئی ہے۔ آبپاشی وسائل کے
جود میں آتے ہی جتنا جلد ہوسکے ان وسائل کا استفادہ کرتے ہوئے پیداوار
ں اضافہ کے مقصد کا حصول اور زرعی شعبے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی ہمہ جہتی
لت عملی کی اساس پر کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ کا تصور قائم کیا گیا ہے۔ پانی کے
سائل کی قلت ہوتے ہوئے بھی زرعی پیداوار کے شعبے میں یہ بے پناہ اہمیت
حامل ہے۔ پانی کی باری کے ساتھ تقسیم پر زور دینا آبپاشی اور زرعی شعبوں
ں بہتر کارکردگی کے ذریعے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا۔ "انٹیگریٹڈ
ٹریٹمنٹ" کی حکمت عملی کا جزو ہے۔ یہ تاریخی دلچسپی کی بات ہے کہ
دھرا پردیش میں "ویلورو ریلور سسٹم" کے تحت ایک انگریز انجینئر مسٹر کاٹن رانا
تلر نے ۱۸۵۳ء میں ۱۳۲ سال قبل پانی کو باری کے ساتھ تقسیم کرنے
کی ضرورت کو تسلیم کیا اور اس طریقہ کو پہلی دفعہ رائج کیا۔

آندھرا پردیش کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ کے تحت ۴ سی اے
ڈی اے پراجکٹس ہیں۔ جو یہ ہیں۔ ناگر جونا ساگر پراجکٹ دائیں جانب
والی کنال۔ ناگر جونا ساگر بائیں جانب والی کنال۔ سری رام ساگر پراجکٹ
اور تنگبھدرا کامپلکس جس میں ٹی بی۔ ایل ایل سی۔ ٹی بی ایچ ایل سی اسٹیج اول اور
کے سی سی شامل ہیں۔ یہ پرانے پراجکٹ ہیں۔ ٹی بی پی ایچ ایل سی
اسٹیج دوم ابھی تکمیل کے مرحلے میں ہے۔ اس وقت ان ۴ پراجکٹوں سے
۱۱ء۳۱ لاکھ ہیکٹر اراضی کو سیراب کرنے کے وسائل دستیاب ہوئے ہیں۔
جس میں سے ۹ء۷۵ لاکھ ہیکٹر اراضی کو سیراب کیا جارہا ہے جو استفادہ کی
شرح کے اعتبار سے ۸۶ء۶۲ فیصد ہے۔ صرف ۱ء۵۶ لاکھ ہیکٹر اراضی
جس کا بیشتر حصہ تنگبھدرا کامپلکس کے تحت ہے عصری ضروریات کی عدم
تکمیل کی وجہ سے سیراب نہیں ہو پارہی۔ اس ضمن میں پراجکٹوں کی نہ صرف عصری
ضروریات کی تکمیل پر غور کیا جارہا ہے بلکہ آبپاشی کی صلاحیت کو تیزی سے
کام میں لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ٹریننگ دینے اور مقامات کا دورہ کرنے کی حکمت عملی کا سب
سے پہلے آندھرا پردیش ہی میں ریاست کے ان چار پراجکٹوں کے تحت آغاز

کیا گیا۔ اس سلسلے کے پہلے پروگرام کی بدولت کمانڈ ایریا میں نہ صرف زرعی پیداوار کے اضافہ کرنے میں کامیابی ہوئی بلکہ اس کی بدولت ریاست میں چاول کی پیداوار بڑھ گئی۔

کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ کی جانب سے انٹیگریٹیڈ واٹر مینجمنٹ کی حکمت عملی کو بھی اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے اور حال میں ملک بھر میں پہلی دفعہ ایک چیف انجینئر کے تحت واٹر مینجمنٹ سیل قایم کیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ ۸ویں پنجسالہ منصوبہ کے دوران کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ پروگرام کے ذریعے ۴۰۰ کروڑ روپے کے خرچ سے ۲۱ لاکھ ہیکٹر زمین کو کام میں لایا جائے گا۔ بادہ کیا جاتا ہے کہ چھٹویں پنجسالہ منصوبہ کے ختم تک باقاعدہ نظم کے ساتھ کنٹرول کے ذریعے ریاست کا مقررہ نشانہ ۵ لاکھ ہیکٹر اراضی کی سیرابی اور ۲ لاکھ ہیکٹر اراضی کی درابندی کا کام تکمیل پا جائے گا۔ ۶۵ء۲ لاکھ ہیکٹر اراضی کے مقررہ رقبے میں زمین کی باقاعدہ ترقی کا کام بھی تکمیل پا جائے گا۔ آٹھویں پنجسالہ منصوبے کے دوران مزید کئی بڑے اور چھوٹے آبپاشی پراجکٹ کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت لئے جائیں گے۔ جن کے تحت تقریباً ۲۱ لاکھ ہیکٹر اراضی سیراب کی جائے گی جو حسب ذیل ہیں۔

سراسیلا پراجکٹ۔ جوارلا پراجکٹ۔ گرٹم پراجکٹ۔ سری سیلم رائٹ بینک کنال پراجکٹ۔ یلورو پراجکٹ وساھرا پراجکٹ مرحلہ دوم اوسط درجہ سے پراجکٹ جیسے گنڈی پالم پراجکٹ۔ ھبیرادنی تیپا پراجکٹ۔ کرشنا پورم پراجکٹ بیدیرو پراجکٹ اور کچھ چھوٹے آبپاشی پراجکٹ جیسے کوتہ چرو دھرما درم ٹینک اننت پور۔ سی اے ڈی ڈپارٹمنٹ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کیلئے حکومت آندھرا پردیش نے ہمہ جہتی مضبط حکمت عملی کے طریقہ کو اپنایا ہے جسکی بدولت ریاست کی زرعی پیداوار کو فروغ دینے نیز پیداوار کو بڑھانے میں بے پناہ مدد حاصل ہوئی ہے۔ ●●

دیہی ہنرمندوں کی حوصلہ افزائی

دشوار حالات میں زندگی گذارنے والے دیہی ہنرمندوں
کو ایک نئی زندگی دینے ہر بستی
میں دیہی ہنر کامپلکس قائم کیا جا رہا ہے۔ ان
ہنرمندوں کی باز آبادکاری کے لئے ۱۰ کامپلکس کا قیام
عمل میں لایا جا رہا ہے

دیہات کے لئے پینے کا پانی

پینے کے پانی کے لئے دور دور کی مسافت طے کرنے کی
مشقت بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ (۱۰۰) افراد کی
آبادی پر مشتمل مقامات کے لئے
پانی کی سربراہی کا کم سے کم ایک ذریعہ فراہم کرنے کے
اقدامات کئے گئے ہیں اوراب ۳۰۸۶ مواضعات کو
پینے کے پانی کی سربراہی کا انتظام کیا گیا ہے۔

جواہر لال نہرو کی وصیت

مجھے ہندوستان کی جنتا سے اتنا پیار ملا ہے کہ چاہے جو کچھ بھی کر دلں وہ اس پیار محبت کے چھوٹے سے حصہ کا بدلا نہیں ہو سکتا۔ اور بلا شبہ پیار جیسی بیش قیمت چیز کی کوئی قیمت بھی ادا نہیں کی جا سکتی۔ بہت سے ایسے لوگ گزرے ہیں جن کی قدر و منزلت کی گئی۔ کچھ ایسے ہیں جن کے ساتھ نہایت عزت و احترام کا سلوک کیا گیا۔ لیکن میرے حصے میں ہندوستان کے ہر طبقے کے لوگوں کی اس قدر اور بے پایاں محبت آئی کہ میں اس کے بوجھ سے دب گیا ہوں۔ میں صرف اس امید کا اظہار کر سکتا ہوں کہ اپنی زندگی کے بقیہ دنوں میں بھی میں اپنے لوگوں کی توقعات اور ان کے پیار و محبت کے ناقابل ثابت نہیں ہونگے

میں پوری سنجیدگی کے ساتھ یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میری موت کے بعد میرے لئے کوئی مذہبی رسم ادا نہ کی جائے۔ اس قسم کے رسوم پر میرا عقیدہ نہیں ہے اور محض رسمی طور پر ان کے ادا کئے جانے پر راضی ہونا ریا کاری اور اپنے آپ اور دوسروں کو دھوکہ دینے کے مترادف ہوگا۔

میری خواہش ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری لاش جلادی جائے اگر میں کسی غیر ملک میں مروں تو میری لاش وہیں جلادی جائے اور میری خاک الہ آباد بھیجدی جائے۔ اس میں مٹھی بھر خاک گنگا میں ڈال دی جائے اور اس کا بیشتر حصہ اس طرح ٹھکانے لگایا جائے جیسا کہ میں نے نیچے لکھا ہے میری استھیوں کا کوئی حصہ ہرگز بچایا یا محفوظ نہ رکھا جائے۔

جہاں تک میرا تعلق ہے میری اس خواہش کے پیچھے کوئی مذہبی جذبہ کارفرما نہیں ہے کہ میری مٹھی بھر خاک الہ آباد میں گنگا میں بہا دی جائے، بچپن سے ہی مجھے الہ آباد میں گنگا اور جمنا سے گہرا لگاؤ رہا ہے اور جیسے جیسے میں بڑھتا گیا یہ لگاؤ بھی بڑھتا گیا۔ جیسے جیسے موسم بدلتا ہے میں نے ان ندیوں کے بدلتے ہوئے مزاج کو دیکھا ہے اور میں نے اکثر اس تاریخ، دیو مالا روایت، گیت اور کہانی کے بارے میں سوچا ہے جو اس سے زمانہ قدیم سے وابستہ چلی آرہی ہے اور اس کے بہتے ہوئے پانی کا حصہ بن گئی ہے۔

خاص طور سے گنگا ہندوستان کی ندی ہے۔ اس کے گرد اس ملک کی تہذیبی یادیں، اس کی امیدیں اور اندیشے، فتح مندیوں کے گیت اور اس کی ہار اور جیت کا تانا بانا بنا ہوا ہے۔ وہ ہندوستان کی صدیوں پرانی تہذیب اور تمدن کی علامت ہے۔ سدا بدلتی اور ہمیشہ بہتی پھر وہی گنگا کی گنگا رہتی ہے۔ اسے دیکھ کر مجھے ہمالہ کی برف برف پوش چوٹیوں اور گہری گھاٹیوں کا خیال آتا ہے جن سے مجھے بے حد محبت ہے. مجھے اس کے نیچے کے وہ وسیع اور زرخیز میدان یاد آجاتے ہیں جہاں میری زندگی اور عمل کی راہیں متعین ہوئی ہیں۔

صبح کی روشنی میں سکراتی و ناچتی اور شام کے پھیلے ہوئے سائے میں تاریک، اداس اور پر اسرار سی ہوئی اور جاڑوں میں دامن سمیٹے آہستہ خرامی اور دلربائی کے ساتھ بہتی ہوئی اور برسات میں سینہ چوڑا کئے ہوئے گرجتی، دہاڑتی یعنی سمندر بنی ہوئی اور اسی کی طرح تباہ کر دینے والی طاقت کا مظاہرہ کرتی ہوئی یہ گنگا میرے لئے ہندوستان کی ماضی کی علامت اور اس کی یاد ہے۔ یہ ماضی سے بہتی ہوئی زمانہ حال میں آئی ہے اور مستقبل کے عظیم سمندر کی طرف بہتی چلی جا رہی ہے اگرچہ میں نے بہت سی قدیم رسموں اور روایتوں کو ترک کر دیا ہے

چاول دو روپے کیلو

چاول جو یہاں کے عوام کی اہم غذا ہے دو روپے فی کیلو
ان تمام لوگوں کو سربراہ
کئے جا رہے ہیں جن کی سالانہ آمدنی
چھ ہزار روپے سے کم ہے۔
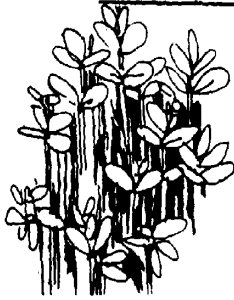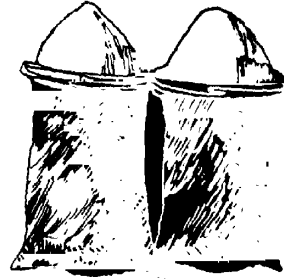
سوشیل فارسٹری اسکیم

سوشیل فارسٹری کو اولین توجہ دی گئی ہے۔ اور ۶۹
لاکھ پودے رواں سال
کے ابتدائی ۶ ماہ کے دوران
تقسیم کئے گئے۔

اور مجھے اس کی بڑی فکر ہے کہ ہندوستان ان تمام بندھنوں سے نجات پاجائے جو اسے جکڑے اور دبائے ہوئے ہیں اور اسکے عوام میں پھوٹ پیدا کئے ہوئے ہیں اور ان کی بڑی تعداد کو کچلے ہوئے ہیں اور ان کے تمام جسم و روح کی ترقی میں حائل ہیں۔ گو کہ میں یہ سب کچھ چاہتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں اپنے آپ کو اس ماضی سے بالکل منقطع کرنا نہیں چاہتا۔ ہندوستان کا جو قدیم ورثہ رہا اور جو اب بھی ہمارا ہے۔ میں اس پر فخر کرتا ہوں اور مجھے اس کا احساس ہے کہ میں بھی اپنے تمام دوسرے ہم وطنوں کی طرح اس سلسلۂ زنجیر کی ایک کڑی ہوں جس کا سرا ہندوستان کی قدیم ترین تاریخ تک پہونچا ہے۔ میں اس کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس سے جوش اور حوصلہ حاصل کرتا ہوں۔

اپنی اس خواہش اور ہندوستان کے تہذیبی ورثہ کو اپنا آخری خراج عقیدت پیش کرنے کی غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ مٹھی بھر میری خاک الہ آباد کے پاس گنگا میں ڈال دی جائے تاکہ وہ بہہ کر اس مہان ساگر میں جا گرے جو ہندوستان سے ٹکرا رہا ہے۔

میری خاک کے بیشتر حصہ کو دوسرے ڈھنگ سے ٹھکانے لگایا جائے اور وہاں سے ان کھیتوں میں بکھیر دیا جائے جہاں ہندوستان کا کسان اپنا پسینہ بہاتا ہے تاکہ میری خاک ہندوستان کی مٹی اور خاک میں اس طرح مل جائے کہ پہچانی نہ جاسکے۔

○○○

محمد محسن جواد بی ایس سی (عثمانیہ)
۱/۴۹-۶-۱۶ عثمان پورہ حیدرآباد ۵۰۰۰۲۲

قومی اتحاد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی

ہمارا وطن عزیز ہندوستان جو ہم سب کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اپنے اندر بے شمار خصوصیات رکھتا ہے۔ اس میں رہنے والے ہم لوگ مختلف مذہبوں کو مانتے ہیں مختلف زبانیں بولتے ہیں ہمارا لباس بھی ایک دوسرے سے مختلف ہے اور رہن سہن بھی۔ ہماری عبادت کا ڈھنگ بھی ایک دوسرے سے الگ ہے اور مرنے جینے کی رسمیں بھی۔ اسکے باوجود ہمیں فخر ہے کہ ہم پہلے ہندوستانی ہیں اور بعد میں سب کچھ۔

گاندھی جی نے کہا تھا کہ "مذہب قومیت کی کسوٹی نہیں ہے یہ خدا اور آدمی کے درمیان ایک ذاتی معاملہ ہے قومیت کے اعتبار سے ہم اول اور آخر ہندستانی ہیں چاہے ہمارا مذہب کچھ بھی ہو"۔

ایک اور موقع پر انہوں نے کہا تھا

"میں ہندو ہوں تم مسلمان ہو، میں گجراتی ہوں تم مدراسی ہو، ہمیں اس طرح کی تنگ نظری کو یکسر فراموش کر دینا چاہیئے ہمیں مشترک بھارتی قومیت میں "میں" اور "میرا" کے احساس کو بالکل مٹا دینا چاہیئے"۔

سر سید احمد خان نے کہا تھا

اے ہندو مسلمانو کیا تم ہندستان کے علاوہ اور ملک کے رہنے والے ہو۔ کیا اس زمین پر تم دونوں نہیں بستے کیا اس زمین میں تم دفن نہیں ہوتے کیا اس زمین کے گھاٹ پر جلائے نہیں جلتے اسی پر مرتے ہو اسی پر جیتے ہو یاد رکھو ہندو مسلمان ایک مذہبی لفظ ہے ورنہ ہندو مسلمان اور عیسائی جو اس ملک میں رہتے ہیں اس اعتبار سے ایک قوم ہیں"۔

یوں تو ہمارے ملک میں قومی یکجہتی کا تصور صدیوں سے چلا آرہا ہے اور ہر دور میں اس جذبہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی گئی ہے اور اگر ہم لسانی اعتبار سے ہندوستان کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمکو ایک سرے سے دوسرے تک بے شمار زبانوں کے بولنے والوں کو دیکھکر نقش حیرت بن جاتے ہیں۔ چھوٹی بولیوں کا تذکرہ ہی کیا ان میں سے پندرہ زبانیں تو ہمارے ملک کی تسلیم شدہ ہیں لیکن تمام ملک میں ایک رابطہ پایا جاتا ہے ہر علاقے کے لوگ دوسرے علاقے کے لوگوں کی بات سمجھتے ہیں میل ملاپ بھی رکھتے ہیں اور لین دین بھی کرتے ہیں یہ سب اسلئے ہے کہ ہم سب ہندوستانی ہیں یہی جذبہ ہمیشہ تمام اختلافات سے بالاتر ہو کر سامنے آیا ہے۔

کوئی قوم اس وقت تک اپنی آزادی برقرار نہیں رکھ سکتی جب تک کہ اسکی صفوں میں اتحاد نہ ہو۔ اور قربانی اور حب الوطنی کا جذبہ نہ ہو۔ کئی برس پہلے الجیریا کے صدر احمد بن بیلا تھے جنکے بارے میں مشہور ہے کہ وہ باہر سے الجیریا آنے والی شخصیتوں کو ایوان صدر کی ایک کھڑکی کھول کر

اشارہ کر کے کہتے تھے کہ یہ جگہ اس ملک کی سب سے خوبصورت اور مقدس ترین جگہ ہے حقیقت معلوم ہونے پر سب کا سر احترام سے جھک جاتا کیونکہ یہ الجیریا کی جنگ آزادی میں شہید ہونے والے شہیدوں کا قبرستان تھا یعنی ایوان صدر کے بالکل ساتھ تاکہ آئندہ سربراہان مملکت اور نسلیں آزادی کی قدر و قیمت کو یاد رکھیں اور متحد رہیں اس سلسلے میں سیماب کا ایک بند ملاحظہ ہو ؎

ضرورت ہے کہ ہو ہر کام میں ایک متحد کوشش
ضرورت ہے کہ ہر قوموں کو احساس گوارائی
روا داری ہی اس منزل میں شرط کامیابی ہے
چلو ملکر کہ ربط باہمی ہے فرض یکجائی

باہمی اتحاد کے تصور کو حالیؔ یوں فرماتے ہیں ؎

یہ پہلا سبق ہے کتاب ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا
وہی دوست ہے خالق دوسرا کا
خلائق سے ہے جسکا رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین وایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

وطن پرستی اور حب الوطنی وہ اہم انسانی جذبات ہیں جو ایثار اتحاد عمل اور یگانگت کا سرچشمہ ہوتے ہیں جب انسان حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار ہوتا ہے تو وہ ہندو مسلم سکھ عیسائی نہیں دیکھتا وہ انسان کو انسان کی حیثیت سے دیکھتا ہے وہ خود بھی آزاد رہنا چاہتا ہے اور اپنے ہم وطنوں کو بھی آزاد دیکھنا چاہتا ہے حب الوطنی کا جذبہ رقابت اور حسد جیسے مذموم اوصاف کو ختم کر دیتا ہے لیکن یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہر چیز افراط و تفریط کے درجات میں مستحسن نہیں رہتی۔ درجۂ اعتدال ہی وہ درجہ ہے جو قابل تحسین ہے حب الوطنی جب افراط و تفریط کا شکار ہوتی ہے تو دو صورتیں پیش آتی ہیں یا تو ملک و قوم سے غداری کا طوق گلے میں پڑ جاتا ہے یا پھر دوسری قوموں کی توہین و تذلیل کی صورت میں یہ جذبہ جلوہ گر ہوتا ہے یہ دونوں صورتیں مذموم ہیں علامہ اقبالؔ فرماتے ہیں

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اسکی یہ گلستاں ہمارا

اقبالؔ سے پہلے مولانا محمد حسین آزادؔ نے بھی بہت موثر انداز میں وطن کی عظمت اور انسانی برتری کے نغمات لکھے ہیں نسلی امتیاز اور مذہبی تفرقوں کی بیخ کنی اس ڈھنگ سے کی کہ ہندو مسلم شیر و شکر ہو کر وطن عزیز کی حفاظت کے جذبہ سے سرشار ہو گئے۔

مولانا محمد حسین آزادؔ حب وطن کی وضاحت کتنے حسین پیرائے میں کرتے ملاحظہ ہو ؎

اب میں تمہیں بتاؤں کہ حب وطن ہے کیا
وہ کیا چمن ہے اور وہ ہوائے چمن ہے کیا
وہ رحمت خدا ہے کہ بندوں پہ عام ہے
وہ لطف عام ہے جس سے جہاں شاد کام ہے
حب وطن ہے جذبہ اسی نور پاک کا
اور روشن ہے اسکے نور سے عالم خاک کا
وہ نور ہر جس سے زمانے میں نور ہے
وہ نور ذرے ذرے پہ جسکا ظہور ہے
ہو ہر میں یہ نور تو اسکو کرن کہیں
گر دل سے جلوہ گر ہو تو حب وطن کہیں
رکھتا جو سب پہ لطف و کرم کی نگاہ ہو
اور دل سے ہر بشر کے لیے خیر خواہ ہو

اک اور نظم کے دو ایک بند ملاحظہ ہو کہ آزادؔ کس طرح سے پژمردہ دلوں کو تازگی بخشتے، اور یاس و حرماں کے اندھیرے میں امید کا چراغ کس انداز سے روشن کرتے ہیں۔

ہے سامنے کھلا ہوا میداں چلے چلو	باغ مراد ہے ثمر افشاں چلے چلو
دریا ہو بیچ میں کہ بیاباں چلے چلو	ہمت یہ کہہ رہی ہے کھڑی ہاں چلے چلو

چلنا ہی مصلحت ہے مری جاں چلے چلو

ہمت کے شہسوار جو گھوڑے اٹھائیں گے دشمن نلک بھی ہونگے تو سر کو جھکائیں گے
طوفاں بلبلوں کی طرح بیٹھ جائیں گے نیکی کے زور اٹھکے بدی کو مٹائیں گے
بیٹھو نہ تم مگر کسی عنواں چلے چلو

آج اگر ہم تنگ نظری سے اوپر اٹھکر یہ سوچیں کہ یہ ہندوستان جس میں ہم آزادی سے رہ رہے ہیں وہ گاندھی جی بھگت سنگھ، پنڈت جواہر لال نہرو، علی برادران رام پرساد بسمل اور راج گرو اور انکے سینکڑوں ساتھیوں کا ملک ہے اور جسکی خاطر انہوں نے جان کی بازی تک لگا دی تھی تاکہ ایک آزاد اور متحد ہندوستان زندہ رہے تو زبان مذہب اور علاقہ پرستی کی دیواریں یقیناً گر جائیں گی کیونکہ ان جانبازوں نے جو ترانے گائے وہ ہمارا قومی ورثہ ہے بسمل کا یہ ترانہ جو بھگت سنگھ کے لبوں سے نکلکر ہمارے دلوں میں اترا، کیا ہم بھول جائیں گے۔

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

آج ضرورت ہے شہیدوں کے اس کردار کو سامنے لانے کی، جسکے ساتھ انہوں نے ملک میں اتحاد اور حب الوطنی کی روح پھونکی اور ہمیں آزادی نصیب ہوئی زبان، علاقہ اور مذہب کا جھگڑا اکھڑا کرنے والوں کو خاک وطن کی عظمت کے بارے میں سمجھانا جتنا آج ضروری ہے پہلے کبھی نہ تھا بقول اقبال ؎

پتھر کی مورتوں میں سمجھا ہے تو خدا ہے
خاک وطن کا مجھکو ہر ذرہ دیوتا ہے

اگر ہم اسی طرح لسانی، مذہبی، علاقائی، نسلی اور فرقہ داری تعصبات میں مبتلا رہے تو ہمارے حشر کی نشاندہی اقبال نے بہت پہلے اس شعر میں کردی ہے کہ ؎

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو داستانوں میں

ہندوستان کے الگ الگ تہذیبی ثقافتی اور تمدنی ورثے نے اس عظیم ملک کے حسن کو دوبالا کیا ہے کیونکہ

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینتِ چمن

مذہب کے نام پر آپس میں بیر رکھنا کسی بھی طرح واجب نہیں ٹھہرایا جاسکتا ؎

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

لہٰذا آج ضرورت ہے قومی یکجہتی کی، جس کے لیے ملک کے ہر ذرہ ذرہ میں ایسی پیار و محبت کو فروغ دیا جائے ہم اس عظیم ملک کے باشندے ہیں جو کشمیر سے کنیا کماری تک ایک ہے ہمارا سب کا مستقبل ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہے کیونکہ اسکی خاک سے ہمارا جو رشتہ ہے وہ چکبست نے نہایت موزوں انداز میں بیان کیا ہے ؎

غنچے ہمارے دل کے اس باغ میں کھلیں گے
اس خاک سے اٹھے ہیں اس خاک میں ملیں گے

رواداری، رفاقت، ہم آہنگی اور یگانگت اس ملک کا خاصہ ہیں یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے رہنے والے مختلف مذاہب کے لوگ ہمیشہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ کے ساتھی بنے رہے ہیں۔ قومی رہنما، قلمکار، شاعر، ادیب بلکہ ہر ہندوستانی کو اپنا فرض نبھانا ہے اور قوم کے بھٹکے ہوئے افراد کو راہ راست پر لانا ہے اور آدم کو آدم کا احترام سکھانا ہے اور ہر زبان کو یہ شعر گنگنانا ہے۔

نہ تو ہندو کبھی دیکھا نہ مسلماں دیکھا
میں نے انساں کی نظر سے سوئے انساں دیکھا

حمید آرموری
23-1-736 مغل پورہ
حیدرآباد 500002

اٹھارویں صدی میں کپتان جیمز کک نے جب آسٹریلیا کی سرزمین پر قدم رکھا تو اس کی نظر ایک عجیب الخلقت جانور پر پڑی۔ یہ جانور صورت شکل سے بہت بھولا بھالا لگ رہا تھا۔ اُس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی اور پچھلی ٹانگیں زیادہ لمبی اور قوی تھیں۔ اس کے ایک بھاری دُم بھی تھی۔ جس کے سہارے وہ جہاں چاہتا آرام سے بیٹھ جاتا تھا۔ اپنے اگلے پیروں کے پنجوں سے وہ پودے، جڑی بوٹیاں اور گھاس پھوس توڑ توڑ کر کھاتا تھا۔ اس کے جسم میں ایک تھیلی بھی تھی جس میں سے ایک ننھا منا بچہ جھانک رہا تھا۔ کپتان کک نے ایک مقامی باشندے سے اس عجیب و غریب جانور کا نام دریافت کیا تو اس نے جواب دیا "کنگارو" مقامی زبان میں اس لفظ کا مطلب تھا۔ " میں نہیں جانتا "۔ بس اُسی وقت سے اس حیوان کا نام "کنگارو" پڑ گیا۔

کنگارو آسٹریلیا کا سب سے زیادہ مشہور و معروف جانور ہے۔ اسے ہر اعتبار سے آسٹریلیا کا "قومی نشان" کہلائے جانے کا حق حاصل ہے۔ کیونکہ ایسا پُرشکوہ اور شاندار جانور آسٹریلیا کے سوا دنیا کے کسی اور خطے میں نہیں پایا جاتا۔

کنگارو کا کنبہ بہت وسیع ہے۔ نوعِ حیوانات کے اعتبار سے دودھ دینے والے تھیلی دار جانوروں میں دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ چونکہ کنگارو کے پچھلے پیر غیر معمولی لمبے ہوتے ہیں اور اگلے پیر بہت چھوٹے۔ اس لیے اس جانور کے خاندان کا سائنسی نام میکروپوڈیا MACROPODIYAE ہے۔ یہ لفظ میکروپس (MACROPUS) سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں لمبے پیروں والا ــــ یہ نام اس کنبے کے تمام جانوروں پر چسپاں ہوتا ہے۔

مختلف نسلوں کے کنگارو مختلف شکلوں اور مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں۔ ان کی جسامت میں بھی فرق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر کنگارو کی ایک نسل ریچھ سے مشابہ ہوتی ہے۔ اسے ریچھ کنگارو بھی کہا جاتا ہے۔ اس طرح ایک دوسری نسل کے کنگارو کی شکل چوہے سے بہت ملتی جلتی ہے۔ اس لیے اس کا نام " چوہا کنگارو" پڑ گیا ہے۔ یہ کنگارو قد میں ایک فٹ سے زیادہ نہیں ہوتا اور کوئینز لینڈ میں افراط سے پایا جاتا ہے۔ بارہ سنگھے اور خرگوش کی شکل کے کنگارو بھی ہوتے ہیں۔

والیرو اور ایرنسل کے کنگارو، پہاڑی اور میدانی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ والبی کنگارو کی ایک اور نسل بھی ہے جو درخت کنگارو کہلاتا ہے۔ اس کا قد کتّے کے پلّے کے برابر ہوتا ہے۔ اس لیے وہ آسانی سے درختوں پر چڑھ جاتے ہیں۔ یہ کنگارو اتنا بزدل ہوتا ہے کہ خود اپنی آواز سے بھی گھبرا جاتا ہے۔ ان کنگاروؤں کو چھوڑ کر باقی سب نسلوں کے کنگارو زمین پر رہتے ہیں۔ یوں تو کنگارو کی کوئی پچاس ساٹھ قسمیں ہیں مگر ان سب کا تعلق ایک ہی

خاندان سے ہے۔

تمام کنگاروؤں میں سُرخ اور بھورے رنگ کے کنگارو زیادہ قوی اور طویل قامت ہوتے ہیں۔ ان کا اوسط قد سات سے دس فٹ تک ہوتا ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ کنگارو کے خاندان میں خرگوش کے قد سے لیکر دس فٹ اونچے دیو قامت قوی ہیکل کنگارو تک شامل ہیں۔ دیو قامت کنگارو عموماً میدانوں میں رہتے ہیں۔ بعض کنگارو ساحلی خطوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ تو بعض دلدلی خطوں اور گھنے جنگلوں میں بود و باش اختیار کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

آسٹریلیا کا سُرخ کنگارو اپنے رنگ و روپ قد و قامت اور شوخی و شرارت کی وجہ سے تمام کنگاروؤں میں ممتاز مانا جاتا ہے۔ یہ آسٹریلیا کے ساحلی خطوں میں کثرت سے ملتا ہے۔ عام طور پر اس کا قد سات فٹ ہوتا ہے۔ اور وزن کوئی دو سو پونڈ۔

کنگارو تنہا نہیں رہتا۔ اسے جنگل میں برادری بنا کر رہنا زیادہ پسند ہے۔ اس کی برادری یا غول کو جم غفیر کہنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ کافی مدت پہلے آسٹریلیا میں ایک غول کئی کئی ہزار کنگاروؤں پر مشتمل ہوتا تھا۔ مگر اب سب سے زیادہ غیر معمولی جھنڈ یا غول اسے سمجھا جاتا ہے جس میں کوئی ایک سو کے قریب کنگارو ہوں۔

کنگاروؤں کے ہر غول کا ایک سردار ہوتا ہے۔ جو قد و قامت، طاقت و قوت، اور عمر میں دوسروں سے بڑا ہوتا ہے۔ سردار کا حکم دل و جان سے مانا جاتا ہے۔ ہمیشہ سردار سب سے آگے ہوتا ہے۔ دوسرے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔

کنگارو کے جسمانی اعضاء میں اس کی دُم کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ گول، موٹی اور کافی لمبی ہی نہیں ہوتی بلکہ قوی اور مضبوط بھی ہوتی ہے جب کنگارو پچھلی دونوں ٹانگوں پر بیٹھتا ہے تو وہ دُم کو زمین پر ٹکاتا ہے۔ اس طرح یہ دُم اس کے جسم کے سارے بوجھ کو سہارا دیتی ہے۔ ایک ماہر حیوانیات کے بیان کے مطابق یہ دُم اس کا پانچواں پیر ہے۔ اس کے علاوہ دوڑتے وقت کنگارو کی دُم اس کے توازن کو بھی برقرار رکھتی ہے۔ دُم کی افادیت اور اہمیت کا احساس خود کنگارو کو بھی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ دُم کے کٹ جانے پر وہ اس کے غم میں گھل گھل کر مر جاتا ہے۔

کنگارو کو ساری دنیا آسٹریلیا کا جانور کہتی ہے۔ مگر خود اس کے وطن میں آپ کو ایسے کئی باشندے مل جائیں گے جنہیں اس بات کی شکایت ہوگی کہ نہ تو انہوں نے کبھی اس جانور کو دیکھا ہے اور نہ کبھی اس کی آواز سُنی ہے۔ (ویسے کنگارو بہت کم آواز نکالتا ہے جو مدھم سیٹی سے مشابہ ہوتی ہے)۔

کسی زمانے میں ساٹھ لاکھ اور ڈیڑھ کروڑ کے درمیان کی تعداد میں کنگارو آسٹریلیا کے سبزہ زاروں، میدانوں اور بیابانوں میں چوکڑیاں بھرتے، کودتے، پھاندتے، قلابازیں بھرتے، چشموں کا ٹھنڈا پانی پیتے، خاص قسم کی عمدہ گھاس چرتے، قدم قدم پر نظر آتے تھے۔ ان کا یہ اندازِ زندگی وہاں کے گڈریوں اور چرواہوں کو ایک آنکھ نہ بھایا۔ اور انہوں نے ان معصوم جانوروں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر ہفتے کوئی پندرہ بیس ہزار کنگاروؤں کے ڈھانچے جنگل میں دستیاب ہونے لگے۔ اس تباہی کو دیکھکر نیو ساؤتھ ویلز کی لیبر پارٹی کے ایک لیڈر نے پیش قیاسی کی کہ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو ایک دن ایسا آئے گا کہ اس عجیب شان و شوکت کے جانور کی نسل اس طرح معدوم ہو جائے گی جیسے امریکہ کی سرزمین سے بیزن (جنگلی بھینسے) کی نسل مٹ گئی۔

اس میں شک نہیں کہ کنگاروؤں کے شکار کا رواج زمانۂ قدیم ہی سے چلا آرہا ہے۔ مگر آج اس کی نوعیت بدل گئی ہے۔ شکار کا شغل اب کنگاروؤں کے خلاف جنگ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ چونکہ کنگارو فصلوں اور پودوں کو بھی کافی نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسلئے آسٹریلیا کے کسان بھی اس کی نسل کو بڑھنے نہیں دیتے۔

آجکل آسٹریلیا میں کنگارو کا شکار قانوناً ممنوع ہے۔ لیکن چند صوبائی حکومتوں نے شکار کے لیے اب لائیسنس جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلے سے بعض آسٹریلیائی باشندے ناخوش ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق کنگاروؤں کا ایک اچھا شکاری آسانی سے پورے ستر پونڈ تک کما سکتا ہے۔ کنگارو کی کھال سے خاص قسم کے ملبوسات تیار کئے جاتے ہیں۔

حال ہی میں پارچہ بافی کے ایک کارخانے کے مالک نے ایک لاکھ چالیس ہزار کی مالیت کی کھال کا آرڈر دیا ہے۔

کنگارو کے گوشت کی بھی کافی مانگ ہے۔ جاپان کے لوگ اس کا گوشت بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ سڈنی کے باشندوں کی یہ مرغوب غذا ہے۔ چنانچہ وہاں کنگارو کے گوشت کا ایک ڈبہ ۲۳ سینٹ میں فروخت ہوتا ہے۔ البتہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس قدر گراں گوشت کی خریداری کو فضول خرچی سمجھتے ہیں۔

سڈنی میں واقع جانوروں کے میوزیم کے کیوریٹر مسٹر باسل جے مارلو کا کہنا ہے کہ کنگارو کے گوشت میں پروٹین کے اعلیٰ اجزاء پائے جاتے ہیں۔ جو انسان کے لیے زیادہ مفید ہیں۔ پھر اگر اس جانور کو صحیح طریقے سے ذبح کیا جائے (شاید اس کا اشارہ حلال طریقے کی طرف ہے) تو اس کا گوشت بہت ہی لذیذ اور ذائقہ دار ہوتا ہے۔ نیوگنی کے وحشی قبائل اس کے گوشت کو خشک کر کے رکھتے ہیں۔

کنگارو کے دشمنوں میں انسان کے علاوہ بارہ سنگھے، جنگلی کتے اور بھیڑیئے بھی شامل ہیں۔ اگر کبھی ان درندوں کی نظر اس معصوم پر پڑ جائے تو اس کو ہلاک کئے بغیر نہیں چھوڑتے۔

کنگارو ایک بھولا بھالا، بے ضرر اور ڈرپوک جانور ہے۔ لڑنا بھڑنا اس کی فطرت میں داخل نہیں۔ وہ طبعاً سست اور آرام طلب جانور ہے۔ عموماً دشمن کا مقابلہ کرنے کی بجائے راہ فرار اختیار کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔ لیکن اگر فرار کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق دشمن کے مقابلے کیلئے ڈٹ جاتا ہے۔ خصوصاً اس وقت جب وہ چاروں طرف سے دشمن کے نرغے میں گھر جاتا ہے۔ تو اپنی دلیری اور شجاعت کے ایسے جوہر دکھاتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے وہ اچھل اچھل کر اپنی مضبوط طاقتور ٹانگوں سے دشمن پر تابڑ توڑ حملے کرتا ہے اس کے پیر کی درمیانی انگلی میں ایک نوکیلا ناخن ہوتا ہے جو لڑائی کے موقع پر چھوٹے چاقو کا کام کرتا ہے۔ اس چاقو کے وار سے دشمن خون میں نہا جاتا ہے۔ کنگارو نہ صرف زوردار لات مارتا ہے بلکہ اگلی ٹانگوں سے ہاتھوں کا کام لے کر مکے بھی رسید کرتا ہے۔ مکہ بازی میں جنگل کا کوئی دوسرا جانور اس کی ہمسری مشکل ہی سے کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کنگارو اپنی مضبوط دُم سے دشمن پر کوڑے بھی برساتا ہے۔ اس طرح وہ دشمن (عموماً جنگلی کتوں اور بھیڑیوں) کا نرغہ توڑ کر فضا میں لمبی لمبی چھلانگیں لگاتا نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ بعض شکاریوں کا کہنا ہے کہ کنگارو کتوں کو اپنی اگلی ٹانگوں سے پکڑ کر پانی میں اتنے غوطے دیتا ہے کہ کتے دم توڑ دیتے ہیں۔

حالیہ تحقیقات کی روشنی میں یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ تیزی سے لمبی جست لگاتے وقت کنگارو کو معمول سے زیادہ مقدار میں آکسیجن درکار نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس دوسرے جانوروں کی رفتار میں اضافے کی مناسبت سے زیادہ آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے۔ کنگارو ہی ایک ایسا جانور ہے جس کے سانس میں آکسیجن کے صرفہ کی مقدار مستقل ہوتی ہے۔ رفتار کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی لمبی جست کی طویل زندگی کی ضامن ہے۔ اگر قدرت ایسا انتظام نہ کرتی تو اس معصوم جانور کی نسل اس کے دوسرے ساتھی جانوروں کی طرح کبھی کی خونخوار درندوں کی نذر ہو جاتی اور آج اس کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔

کنگارو کی خوراک کا زیادہ تر حصہ ایک مخصوص قسم کی عمدہ گھاس پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو صرف آسٹریلیا میں اُگتی ہے اس کے علاوہ وہ اگلے پیروں سے جلدی جلدی زمین کھود کر جڑی بوٹیاں نکال کر بھی کھا لیتا ہے۔ درختوں کے پتے، گھاس پھوس، بھی توڑ توڑ کر کھاتا ہے۔ کنگارو کی صرف ایک قسم جو مشکی چوہا کنگارو کہلاتی ہے (یہ چوہا کنگارو سے مختلف ہوتی ہے) گوشت خور اور سبزی خور دونوں ہوتی ہے۔ کنگارو عموماً علی الصبح گھاس پھوس چرنے کا عادی ہوتا ہے۔ سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی وہ اپنے ٹھکانے میں چلا جاتا ہے اور پھر غروب آفتاب کے بعد ہی باہر نکلتا ہے۔

مادہ کنگارو کے حمل کی مدت چالیس دن تک ہوتی ہے۔ مادہ جب بچہ دیتی ہے تو نومولود کا قد ایک انچ ہوتا ہے۔ دیکھنے میں وہ ایک گوشت کے لوتھڑے سے زیادہ نظر نہیں آتا جس کے پچھلے پیر تو مکمل ہوتے ہیں مگر

اگلے پیر بالکل نامکمل ۔ ماں نومولود کو تھیلی تک پہنچنے میں مدد دیتی ہے۔ وہ بچے کو زبان سے دھکیلتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ تھیلی تک پہنچ جاتا ہے ۔جب ایک بار بچہ تھیلی میں داخل ہو جاتا ہے تو بڑا ہونے تک باہر نہیں نکلتا۔ ابتدائی چھ ماہ تک تو وہ صرف دودھ پر گذارا کرتا ہے ۔کیونکہ وہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ دودھ پینے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا ۔ مادہ کی تھیلی میں چار پستان ہوتے ہیں۔ مگر بچہ زیادہ تر دو تھنوں سے ہی دودھ پیتا ہے۔ بچے کے بڑا ہونے تک ماں اسے اپنی تھیلی میں لئے لئے پھرتی ہے۔

جب کنگارو کا بچہ سمجھ دار ہو جاتا ہے تو وہ تھیلی میں سے جھانک جھانک کر اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیتا ہے ۔کبھی کبھی وہ تھیلی سے باہر آ کر اِدھر اُدھر گھومتا بھی ہے۔ لیکن جب ماں کوئی خطرہ محسوس کرتی ہے تو فوراً ایک مخصوص قسم کی آواز نکالتی ہے ۔ آواز سنتے ہی بچہ دوڑ کر تھیلی میں چھپ جاتا ہے ۔ اسلئے ایک جاپانی سیاح نے اپنے سفرنامے میں بجا طور پر لکھا کہ قدرت اگر کنگارو کو تھیلی عطا نہ کرتی تو اس کی نسل کبھی کے اس دنیا سے مٹ گئی ہوتی۔

مادہ کنگارو اپنے بچے کی دیکھ بھال میں بڑی دلچسپی لیتی ہے ۔اس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ دیوانگی کی حد تک اپنے بچہ سے پیار کرتی ہے اسے چاہتی ہے ۔ دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اُسے بعض اوقات اپنی جان پر بھی کھیل جانا پڑتا ہے۔

مادہ کنگارو جس طرح اپنے بچے کی پرورش اور نگہداشت کرتی ہے اسکی مثال نہیں ملتی۔

کنگارو کا بچہ جب چھ ماہ کا ہو جاتا ہے تو وہ دوبارہ تھیلی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس طرح اس کا تعلق اپنی ماں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اور وہ اپنی ایک علٰحدہ آزاد زندگی کا آغاز کرتا ہے۔ کنگارو کی اوسط عمر بیس سال تک بتائی گئی ہے۔

کنگارو انسان کا دوست ہے ۔ وہ بہت جلد اپنے مالک سے مانوس ہو جاتا ہے ۔ سرکس میں ہاتھی کی طرح اسے بھی سدھایا جاتا ہے۔ اس کے اگلے پیروں کی انگلیوں پر دستانے چڑھا دیئے جاتے ہیں۔

اور جب جانوروں کی دنیا کا یہ باکسر سرکس کے رنگ میں اتر کر "مکے بازی" کا مظاہرہ کرتا ہے تو تماشائی عش عش کر اٹھتے ہیں ۔

●●

رشید الدین
مددگار مترجم نظامت ترجمہ حمایت نگر حیدرآباد ۲۹

ہم پشیماں نہ ہوئے

دوستوں سے بے وفائی کر کے

پہلوان سخن شیخ امام بخش ناسخ کے بارے میں مشہور ہے کہ ایکبار ان کے ایک دوست صبح ہی صبح ان کے گھر وارد ہوئے۔ ناشتے کا وقت تھا اس میں شریک ہوگئے۔ پھر باتوں کا دور چلا۔ صبح سے دوپہر ہوگئی۔ دوپہر کا کھانا کھایا پھر قیلولہ کیا۔ کچھ پڑھا پڑھایا۔ شام ہوگئی چائے کا وقت تھا چائے پی۔ شام کے سائے گہرے ہونے لگے۔ اتنے میں ناسخ نے نوکر کو آواز دی۔ "دیکھو ذرا میرا کاغذات کا بکس لانا" نوکر لے آیا اس میں سے مکان کے تالے نکالے اور اپنے ان دوست کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ لیجئے جناب! یہ میرے اس مکان کے تالے۔ آپ رکھیئے میں چلا، پتہ نہیں ان دوست صاحب کا ناسخ کے اس جملے پر کیا ردعمل ہوا لیکن ہمیں اپنے زمانہ طالب علمی میں یہ واقعہ پڑھ کر بڑا قلق ہوا تھا کہ ایسی بھی کیا بے مُروتی۔

اس سے بھی زیادہ قلق ہمیں میر صاحب کی سوانح حیات پڑھنے پر ہوا تھا جبکہ انہوں نے اپنے ایک دوست سے چھٹکارا پانے کے لیے اپنے ہی ہاتھوں اپنے گھر کو آگ لگادی تھی۔ جب کسی درسی کتاب میں قرۃ العین حیدر کے والد محترم جناب سجاد حیدر یلدرم کا مضمون "مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ" پڑھا تھا تو بڑا عجیب لگا تھا۔ بھلا دوست بھی کوئی ایسی چیز ہوتے ہیں جن سے چھٹکارے کی دعا مانگی جائے۔ ہنسی دل لگی کے دلدادہ، تنہائی کے رفیق بے غرض و بے پرواہ معصوم اور مخلص لیکن جب بڑے ہوئے اور دوستوں کے جُھرکوں سے سابقہ پڑا تو معلوم ہوا کہ دوستوں کی جو خصوصیات ہمیں معلوم تھیں وہ تو بس لڑکپن کے دوست تھے۔ ان میں اور بڑے پن کے دوستوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ تب بزرگوں کی باتوں کا قائل ہونا پڑا لیکن اس وقت تک بہت دیر ہوچکی تھی۔ ہم دوستوں کے چنگل میں پوری طرح پھنس چکے تھے۔

آج کا انسان دوستوں سے اس طرح گھرا ہوا ہے جیسے شہد کا چھتہ مکھیوں سے گھرا ہوتا ہے۔ جس طرح شہد کی مکھی کا کام ڈنک مارنا ہے اسی طرح یہ دوست بھی ڈنک مارتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ شہد کی مکھی کا کاٹا سوجھ جاتا ہے اور اُبھر کر نمایاں ہوجاتا ہے لیکن دوستوں کا کاٹا صرف وہی محسوس کرسکتا ہے جس پر یہ بپتا پڑی ہے۔ اسی لیے حضرت غالب کہہ گئے ہیں ؎

خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھائے
جو دوستوں سے اپنے ہم دیکھتے ہیں

بزرگوں سے سنتے آئے تھے کہ جو تکلیف اپنوں سے پہنچتی ہے وہ غیروں سے نہیں۔ پہلے یہ بات کچھ حلق سے نہیں اترتی تھی لیکن اب جب کہ مسلسل ۲۵ سال سے عملی زندگی کی چکی میں پس رہے ہیں تو بزرگوں کی دانائی کا قائل

ہونا پڑا۔ اور کیوں نہ ہوا انہوں نے یہ دانائی یوں ہی تھوڑی سیکھی تھی۔ اس کیلئے ان بیچاروں کو کتنے کچوکے نہ کھانے پڑے ہوں گے اور کتنی زیادتیاں برداشت نہ کرنی پڑتی ہوں گی۔

پہلے زمانے میں غمگساری، چارہ سازی اور دوستی ایک ہی مثلث کے تین زاویے تھے۔ لیکن اب زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ مثلث ایک خط مستقیم میں تبدیل ہو گیا ہے اور اس طرح ان تینوں کا باہم مل جانا بظاہر محال ہی نظر آتا ہے۔ اس لیے آج کے دوستوں سے غمگساری، چارہ سازی اور دلجوئی کی توقع ہی فضول ہے۔ البتہ ذہنی طور پر آپ کو اپنے دوستوں کی جانب سے ہر طرح کی دل آزاری سہنے اور پند و نصیحت سننے کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔ غالب علیہ الرحمہ کو بھی اپنی زندگی میں ایسے دوستوں سے سابقہ پڑا تھا اسی لیے تو ایسا تڑپتا ہوا شعر کہا ہے ؎

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

ناصح دوست بہرحال ان دوستوں سے بہتر ہوتے ہیں جو ہر وقت آپ کی بدخواہی میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ بظاہر آپ کی دوستی کا دم بھرتے ہیں لیکن در پردہ آپ کی کاٹ میں لگے رہتے ہیں آپ کی ترقی اور خوشحالی انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ لیکن آپکی پریشانی اور درماندگی پر ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں۔ آپ خواہ کتنا ہی بڑا تیر ماریں ان کے کان پر جوں نہیں رینگتی لیکن جہاں آپ سے تھوڑی سی لغزش ہو جائے ان کے ہاتھ ایک موقعہ آجاتا ہے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ادیب مرحوم کہے گئے ہیں ؎

دوستی کے پردے میں دشمنی بھی دیکھی ہے
کون کتنا مخلص ہے یہ بھی ہم سمجھتے ہیں

جہاں بعض دوست ایسے ہوتے ہیں کہ آپ کسی چیز سے متاثر ہونا نہیں جانتے وہیں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جس متاثر ہونے کے لیے کسی بھی موقعہ کے متلاشی ہوتے ہیں۔ ادھر آپ نے کوئی اچھا کام کیا اور لگے یہ لوگ آپ کو چنے کے جھاڑ پر بٹھانے۔ ایسے لوگوں کو عرف عام میں خوشامدی کہا جاتا ہے۔ یہ آپ کی ذات میں ایسی ایسی خوبیاں تلاش کر لیتے ہیں کہ جس سے آپ خود بھی

لاعلم رہتے ہیں۔ ایسے دوستوں پر نادان کی اصطلاح صادق آسکتی ہے۔ اور وہ مثل تو آپ نے سنی ہوگی کہ نادان کی دوستی جی کا کال۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہے۔ لیکن ایسے لوگ لاکھ نادان کہلائیں وہ نادان ہرگز نہیں رہتے بلکہ اپنے کو نادان بتا کر اصل میں آپ کو بے وقوف بناتے ہیں۔ ایسے لوگ نظیر اکبر الہ آبادی کے اس نسخہ پر عمل پیرا رہتے ہیں۔ ع

سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں

ہمارے ایک ایسے ہی کرم فرما ہیں جب بھی ملتے ہیں کہتے ہیں "اجی آپ تو دنیائے ادب کے مسلمہ ادیب ہیں" اور جوں ہی ہم نے پیٹھ پلٹائی یہ کہتے ہوئے پائے جاتے ہیں "اجی کہاں کے ادیب وہ بیب ادھر سے نقل اُدھر سے اصل کر کے مضمون تیار کر لیتے ہیں اور بس" ایسے ہی لوگوں کے بارے میں غالب خوش کلام کہے گئے ہیں ؎

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

بعض دوست ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں آپ کی ذات سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی بلکہ ان کی دلچسپی کا محور خود اُن کی اپنی ذات ہوتی ہے۔ جب بھی ملیں گے اپنی ہی کہیں گے اور انداز کچھ اس قسم کا ہوگا کہ ع

جو کام کیا ہم نے وہ رستم سے نہ ہوتا

ایسے لوگ ماضی کے سہارے جیتے ہیں اور حال پر بوجھ بنے رہتے ہیں جن کا مستقبل عام طور پر تاریک ہوتا ہے۔ یہ پدرم سلطان بود کی مثال ہوتے ہیں ہمیشہ اپنے خاندان اور حسب نسب کا ذکر لے بیٹھتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے بچوں کی ذہانت اپنی بیوی کے سلیقہ اور اپنے نوکروں کے غبی ہونے کا آپ سے ذکر کیے بنا نہیں رہ سکتے حالانکہ ان کے بچے انتہائی کند ذہن، ان کی بیوی انتہائی جاہل اور نوکر سرے سے غائب ہوتے ہیں۔ ہم اپنے ایسے دوستوں کی باتوں کو ہمیشہ طرح دے جاتے ہیں کہ بے چاروں کی حالت قابل رحم ہوتی ہے۔

قرض کو ہمیشہ دوستی کی قینچی کہا گیا ہے مگر ہمارے بہت سے دوست ہم سے مسلسل قرض لیے جا رہے ہیں اور دوستی بھی برقرار ہے اب آپ اسے ہماری شرافت نفس کہہ لیجئے یا اُن کا خلوص کہ باوجود قرض لینے کے اپنی روش میں

فرق نہیں آنے دیتے ۔ ہمارے ایک دوست ہیں ۔ ہمیشہ اس طرح قرض مانگتے ہیں جیسے قرض نہیں مانگ رہے ہوں بلکہ اپنا پرانا قرض وصول کر رہے ہوں۔ پھر ان کے پاس قرض لینے کے لئے کسی بڑی رقم کی شرط بھی نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک روپیہ کا قرض بھی لینے سے نہیں چوکتے چھوٹے قرض کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اسے واپس کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی ۔ پھر وہ قرض ہمیشہ پیسوں کے حساب سے مانگتے ہیں ۔ مثلاً انہیں ایک روپیہ مانگنا ہو تو وہ کہیں گے ایک سو پیسے تو دینا ۔ پانچ روپیہ مانگنا ہو تو وہ پانچ سو پیسے کا مطالبہ کریں گے اور دس روپیہ مانگنا ہو تو ایک ہزار پیسے کہیں گے ۔ اس سے زیادہ کا معاملہ ہمیں نہیں معلوم کہ اس سے بڑی رقم کا قرض انہوں نے کبھی مانگا نہیں اور نہ مانگا ہوا قرض کبھی واپس کیا ۔

دوستوں کا ذکر چھڑے اور اس میں بے تکلف دوستوں کا تذکرہ نہ آئے یہ ناممکن ہے ۔ ہمارے بھی ایسے بے شمار دوست ہیں بلکہ تھے کہنا زیادہ صحیح ہوگا اور سچ پوچھئے تو ان ہی کے دم قدم سے اس دنیا کی دلچسپیاں قائم ہیں ۔

آپ چاہے سنجیدہ موڈ میں ہوں یا کچھ سوچنے کے ، خاموش رہنے کے موڈ میں ہوں یا کچھ پڑھنے کے یہ بلا تکلف آپ کے کمرہ میں آ دھمکتے ہیں اور قہقہے بکھیرنا شروع کر دیتے ہیں ۔ ان کی زبان ایسے چلتی ہے کہ کوئی قینچی بھی کیا چلے گی ۔ اگر یہ لوگ صرف زبان ہی چلائیں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن بعض اوقات تو معاملہ ہاتھ چلانے کا بھی آ جاتا ہے ۔ دھول دھپّہ ان کے پاس کوئی معیوب بات نہیں ۔ دوستی کی یہ قسم کافی عام ہے ۔ کیونکہ زندہ دل کہاں نہیں ہوتے بعض اوقات یہ زندہ دلی بڑی سوہان روح ہو جاتی ہے ۔ غالب بھی ایسے دوستوں سے تنگ معلوم ہوتے تھے تب ہی تو کہا تھا ؎

رہئیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو

تو صاحب ! اتنے سارے بزرگوں کے اقوال اور تجربات کو پیش نظر رکھ کر اور ہماری ذات ناتواں پر دوستوں کی مخلوق کی جانب سے اب تک جو کچھ گزری اس کے پیش نظر ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ نہ آئندہ نہ کوئی نئے دوست بنائیں گے اور نہ پرانے دوستوں کو گھاس ڈالیں گے ۔ کیونکہ انسان کو اپنے مشاہدات اور تجربات سے کچھ تو سبق سیکھنا چاہئیے ۔ ہمیں اپنے اس فیصلہ پر کوئی ندامت یا پشیمانی بھی نہیں ۔ آخر میں احمد فراز کا یہ شعر پڑھتے ہوئے ہم آپ سب اور اپنے دوستوں سے رخصت حاصل کرتے ہیں ؎

گو ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے
ہاں مگر اتنا ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے

عارف مجاہد

پتہ : 20-2-638/10
حسینی علم حیدرآباد ۲

رام گڑھ والوں کے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ سبھی اس بات سے واقف تھے۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ باہر سے آنے والے اجنبی اس وقت تک حیران رہے جب تک کہ انہیں صورت حال کا سبھی علم نہیں ہو جاتا۔

آج بھی ایسا ہی ہوا۔ اِدھر سورج رام گڑھ کے تالاب کے پیچھے بیدار ہوا اور اُدھر کاشی رام اور دین محمد کے بیچ لڑائی شروع ہو گئی۔ لوگ تو معمولی باتیں سنتے اور زیرِ لب مسکراتے، تب ہی ایک نو وارد نے اپنے دیہاتی ساتھی سے پوچھا "بھیا"! یہ صبح صبح کیسا بکھیڑا ہے؟

اس سے پہلے کہ اس کے بھیّا جواب دیتے، کاشی رام گھر سے نکل پڑا۔

"کون ہو بھیّا تم — ہاں؟ تمہیں کیا پڑی ہے! جاؤ اپنا کام کرو"

نو وارد سٹ پٹا گیا

"کون ہے رے کاشی" دین محمد اپنے گھر سے نکل آیا۔

"پتا نہیں کون ہے؟ پوچھ رہے ہیں صبح صبح کیا بکھیڑا ہے۔ ہر کوئی اپنے کو سکھیا سمجھتا ہے"

وہ بے چارہ ایک جانب نکل گیا۔ دونوں پھر الجھ گئے۔

"ارے پوچھے نہیں تو کیا کرے۔ تیری آواز بھی تو بھونپو جیسی ہے" دین محمد نے کہا۔

"ہاں، ہاں! میری آواز تو بھونپو جیسی ہے اور تیری آواز وشوامتر کی مینکا جیسی ہے رس بھری" کاشی رام نے نقل اتاری۔

"پتا جی! تم اور بابا کب تک لڑتے رہیں گے" کاشی رام کی جوان بیٹی پدمنی صحن میں نکل آئی۔ اس کی خوبصورتی بے مثال تھی۔ کوئی نام جاننے بنا بھی ایک نظر دیکھ کر پدمنی کہتا۔

"یہ رینو ہے نا بیٹی۔ چار دن سے جھگڑا کر رہا ہے، کہتا ہے تیرا بیاہ وہ کرے گا، میں کہتا ہوں ......

"میں کہتا ہوں، بیاہ کا خرچ میں اٹھاؤں گا ..... یہی نا" دین محمد نے فوراً لقمہ دیا۔

"رینو، پدمنی تیری بیٹی ہے میں مانتا ہوں۔ لیکن دھرم پتا اور جنم پتا تو میں ہوں۔

برادری والے کہیں گے، کاشی رام ایک بیٹی کی شادی نہ کر سکا۔"

"آج تو جنم پتا، دھرم پتا ہونے کی بات کرتا ہے۔" دین محمد بھڑک اٹھا۔

"ارے کاشی! میں ایک ہی بندھن کو مانتا ہوں، ایک ہی رشتہ جانتا ہوں، وہ بندھن وہ رشتہ ہے، پیار کا رشتہ —"!!

" ریتو غلط سمجھ رہا ہے"

"کیا غلط اور کیا سہی کاشی، دھرم اور جنم کے رشتے تو اس تن کے ساتھ ختم ہو جائیں گے۔ لیکن پیار کا رشتہ ..... وہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا ...."

" میرا رشتہ، تیرے رشتے سے بڑا ہے ۔ اونچا ہے"

" بابا تم بھی پتا جی کی باتوں کو مان رہے ہو" پدمنی نے بیچ میں ٹپتے ہوئے کہا۔

" میں کہتی ہوں آپ ہی میرے جنم جنم کے بابا ہیں اور ہر جنم میں رہیں گے — بس!"

پدمنی اتنا کہہ کر دین محمد کے گلے میں جھول گئی۔

دین محمد اور کاشی رام اچھے دوست تھے۔ پڑوس میں رہتے تھے۔ کاشی رام مٹی کی مورتیاں بناتا تھا اور دین محمد لکڑی کے کھلونے تیار کرتا تھا۔ دونوں کی ملاقات اور دوستی کی وجہ بھی پدمنی ہی تھی۔ پدمنی کاشی رام اور ارملا کی اکلوتی بیٹی تھی۔ جب وہ چار سال کی تھی، کاشی رام اور ارملا نے رام گڑھ کی جاترا میں جانے کا ارادہ کیا۔

رام گڑھ شہر سے متصل گاؤں ہے۔ یہاں ہر سال شیو مندر میں بڑی پوجا ہوتی تھی اور میلا لگتا تھا....... پوجا کے بعد کاشی رام اور ارملا میلے میں گھوم رہے تھے۔ پدمنی چلتے چلتے دین محمد کی دکان پر ٹھہر گئی۔ ایک لکڑی کا ہاتھی اٹھا لیا اور حیرت سے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی۔ دین محمد نے پدمنی کو دیکھا۔ پدمنی کا معصوم چہرہ دیکھکر وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

کاشی رام اور ارملا چند قدم آگے بڑھیں ہوں گے کہ پدمنی کا خیال آیا۔ فوراً پلٹے۔ تب ہی میلے میں بھگدڑ مچ گئی۔ شور مچا کہ لٹیرے گھس آئے ہیں۔ ہر سمت لوگ بھاگ رہے تھے۔ گرنے والے اٹھنے سے پہلے روندے جا رہے تھے۔ چاروں طرف افرا تفری کا عالم تھا۔ دین محمد نے جھپٹ کر بچی کو اٹھا لیا اور اپنی دکان کا پردہ گرا دیا۔ پدمنی ڈر کر زور زور سے رونے لگی۔

اسی حالت میں رات آئی۔ پولیس اپنا ڈیرہ ڈال چکی تھی۔ زخمی اٹھائے جا چکے تھے۔ لٹے پٹے لوگ پولیس کو بیان دے رہے تھے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ لٹیرے ہاتھ نہیں آسکتے، پولیس معصوم دیہاتیوں پر سختی کر رہی تھی .... کاشی رام اور ارملا دونوں زخمی ہو گئے تھے۔ لیکن انہیں اپنی پدمنی کی فکر تھی۔ ارملا بار بار غشی آرہی تھی۔

صبح ہوتے ہی دونوں میلے کی جانب نکل آئے اور جہاں پدمنی چھوٹ گئی تھی وہاں دیوانوں کی طرح گھوم رہے تھے۔ دین محمد نے پہلی نظر میں ان دونوں کو پہچان لیا اور آواز دی۔ دونوں دوڑتے ہوئے قریب آئے

" تم اپنی بچی ڈھونڈ رہے ہو"

" ہاں ! ہاں ..... تم جانتے ہو ...... وہ کہاں ہے؟"

کاشی رام کی آواز کانپ رہی تھی۔

" ہاں بتاؤں گا ——— ایک شرط پر"

" تمہاری ہر شرط منظور ہے بھیا"

" اب وہ صرف تمہاری ہی بیٹی نہیں ہے۔ اس پر میرا بھی حق ہے"

دونوں میاں بیوی نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا

" سوچ لو اچھی طرح" دین محمد نے شرارت سے کہا اور ہنس دیا۔

" عجیب ہو تم لوگ اتنی اچھی بیٹی کو تم تنہا حقدار بن جاؤ گے۔ نہیں! ایسا نہیں ہوسکتا ۔ اب وہ میری بیٹی بھی ہے"

اس دن سے پدمنی دین محمد کی بیٹی بن گئی۔ دین محمد آیا تو تھا میلے میں دکان لگانے کے لیے، کھلونے بیچنے کے لیے۔ لیکن پدمنی کی محبت ہی بے دام بک گیا۔ کاشی رام نے اپنے گھر کے سامنے والی دین محمد کو دیدی تاکہ وہ اپنا گھر بنا کر رہے۔ دین محمد کی بیوی مر چکی تھی۔ کوئی اولاد نہیں تھی۔ برسوں سے تنہائی کی زندگی گذارتے رہنے کے بعد اچانک پدمنی بہار بن کر آئی تھی۔

شب و روز کی گردش سے ماہ و سال گذرتے رہے۔ پدمنی کا ننھا کھیلتا بچپن، شباب میں داخل ہو گیا۔ کاشی رام اور دین محمد کو اس

کی شادی کی فکر لاحق ہوگئی۔ جس دن سے شادی کی سوچ بچار شروع ہوئی اسی دن سے یہ جھگڑا بھی شروع ہوا کہ شادی کا بار کون اٹھائے گا۔

دین محمد کی خواہش تھی کہ یہ ذمہ داری وہ اٹھائے گا۔ چونکہ اس کا اپنا کوئی نہ تھا، اس لیے اپنے سارے ارمان پدمنی کی شادی پر پورے کرنا چاہتا تھا۔ کاشی رام برادری والوں کے ڈر سے شادی خود ہی کرنا چاہتا تھا۔ ارملا دین محمد کے حق میں تھی۔ وہ کہتی "رنیو بھیا نے پدمنی کے لیے ایک لڑکا ڈھونڈا ہے جو شادی کے بعد اُن کے گھر ہی رہے گا۔ جبکہ کاشی رام نے برسوں تلاش کے بعد ایک رشتہ طے نہیں کیا اسلئے شادی کا خرچ رنیو بھیا کی طرف سے ہوگا۔

کاشی رام اور دین محمد پیار کے بندھن میں بندھے ہر روز صبح و شام جھگڑتے تھے۔ ان کی یہ محبت کسی کے دل میں رشک و مسرت کے دریا موجزن کر دیتی، تو کسی آنکھ میں نفرت اور دل میں حسد، جلن پیدا کر دیتی تھی۔

ایک سویرے دین محمد کے دروازے پر ایک شخص دستک دے رہا تھا۔ لمبی سی داڑھی۔ ترکی ٹوپی، شیروانی۔ ایک ہاتھ میں بیگ اٹھائے کھڑے تھے۔ کچھ لمحے بعد دین محمد نے دروازہ کھولا۔ چند ثانیے غور سے دیکھنے کے بعد اس کی آنکھ میں شناسائی سی جھلک نمودار ہوئی۔

رمضانی بھائی

السلام علیکم

دین محمد گرمجوشی سے آگے بڑھا اور بغلگیر ہوگیا

دین محمد اور رمضانی پندرہ برس بعد ملے تھے۔ رمضانی دور کا سسرالی رشتہ دار تھا...... دونوں اندر داخل ہوئے۔ ایک چارپائی پر بیٹھ گئے۔ رمضانی پورے گھر کا جائزہ لے رہا تھا۔ ساتھ ہی دین محمد کی خیریت دریافت کر رہا تھا۔

روز کی طرح سویرے پدمنی دودھ کا لوٹا لیئے آئی اور رمضانی کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔

"آ بیٹی! یہ میرا دور کا رشتہ دار ہے۔ کم بخت شہر میں رہتا ہے۔ آج پہلی بار گاؤں آیا ہے۔ کچھ دن یہاں رہے گا۔

پدمنی دھیرے سے آگے بڑھی۔ نمستے کیا اور لوٹا رکھ کر بھاگ گئی۔

"رمضانی۔ یہی ہے میری آنکھ کا تارا، میری زندگی کا سہارا۔ میرا اب کچھ (رضیہ (دین محمد کی بیوی) کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ لیکن اوپر والے نے یہ بیٹی دے دی۔ بیٹی بھی ایسی جو اپنے ماں باپ سے بڑھ کر چاہتی ہے۔"

دین محمد بہت دیر تک پدمنی کی تعریف کرتا رہا۔ رمضانی کے چہرے سے لگتا تھا کہ وہ اس کی تعریف سے خوش نہیں۔ خاموشی سے سنتا رہا۔

دو چار دن بیت گئے۔ ان دو، چار دنوں میں رمضانی نے حالات کا پوری طرح اندازہ کر لیا۔ دین محمد، کاشی رام کی دوستی، پدمنی سے بے انتہا محبت، دین محمد کا اکیلا پن، اس کی ساری پونجی کی حقدار — پدمنی! ...... رمضانی مسلسل سوچ رہا تھا کہ ان لوگوں کو الگ کرے بھی تو کیسے؟ رمضانی کی نظر دین محمد کی دولت اور اس کے ہنر پر تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اگر دین محمد کو ان لوگوں سے علحدہ کر کے شہر لیجایا جائے تو اس کی دولت اور کاریگری سے ہزاروں سمیٹا جا سکتا ہے۔

رمضانی نے پدمنی اور کاشی رام کو گھر آنے سے روکنے کے لیے اُن دونوں کی آمد و موجودگی میں عبادت اور مذہب کی پیچیدہ باتوں کے ذکر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ دھیرے، دھیرے کاشی رام ماحول سے اکتانے لگا اور اس کا دین محمد کے گھر آنا بند ہوگیا۔ پدمنی کو دور کرنے کے لیے رمضانی نے کئی کوششیں کیں۔ لیکن سب نقش بر آب ثابت ہوئیں۔ غیر محسوس طریقے پر دولت کی لالچ دی۔ گاؤں اور شہر کی زندگی کا فرق دکھایا۔ پیسہ کمانے کے نئے انداز بتلائے۔ مذہب کے نام پر من گھڑت واقعات کے ذریعہ بدظن کرنے کی کوشش کی۔ جب یہ ہتھیار بھی کارگر ثابت نہ ہوا تب آخری ہتھیار کے طور پر اس نے پدمنی کا سہارا لیا

"دینو میں جانتا ہوں تو اس بچی کو بہت چاہتا ہے۔ لیکن صرف چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ میری بات مان اور شہر چلا جا۔ وہاں میرے گھر رہ کر اپنا کاروبار بڑھانا۔ جیسے تو جم جائے گا، تیرے دن

کو بھی بلالینا ، کتنا اچھا ہوگا اگر تیری بیٹی شہر میں بیاہی جائے "

دین محمد کو رمضانی کی یہ تجویز بھلی معلوم ہوئی ۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا ۔ لیکن دل ہی دل میں ارادہ کیا کہ رات کاشی رام سے بات کریگا ۔

رام گڑھ میں سادھو منڈلی آئی ہوئی تھی ۔ ان کے بھجن میں شرکت کرکے کاشی رام ، ارملا اور پدمنی آدھی رات کو گھر لوٹے ۔ دین محمد گھر کے باہر انتظار کررہا تھا ۔

" کیا ہے رے دینو "

" تجھ سے ضروری بات کرنی ہے کاشی ۔ رمضانی بھائی نے دھندے کی ایک نئی بات بتائی ہے ۔

میں نے سوچا " پہلے تجھ سے بات کرلوں "

کاشی رام رمضانی کے طریقوں سے بدظن ہوگیا تھا ۔ نام سنتے ہی تیوری میں بل پڑ گئے جس کو دین محمد نے بھی محسوس کیا ۔

" دینو ! کل ہمارے گھر سادھوؤں کا بھوجن ہے ، رات کو بات کریں گے "

دین محمد نے پہلی بار کاشی رام کو ٹالتے دیکھا ۔

دل مسوس کر پلٹ گیا

دوسرے دن سادھوؤں کا بھوجن ہوا ۔ دوپہر پر بھوجن ہوا شام کے قریب وہ لوگ نکل گئے لیکن ایک سادھو کچھ دن کے لیے کاشی رام کے ہاں ٹہر گیا ۔ رات میں دین محمد کاشی رام کے گھر گیا ۔ وہاں پر وہ سادھو اُن لوگوں کے درمیان بیٹھا بھاشن دے رہا تھا ۔ کاشی رام نے دین محمد کا تعارف کروایا ۔

" مہاتما جی ! "

یہ میرا دوست دین محمد ہے ، ہمارے پڑوس میں رہتا ہے یہ ہی پدمنی کا بابا ہے ۔

دین محمد کے بزرگوں نے اسکو سکھایا تھا کہ ہر مذہب کا احترام کرنا چاہئے ۔ سب کے راستے جُدا ہیں ۔ لیکن سب کو سچ کی ، حق کی تلاش ہے ۔ اسی لئے دین محمد نے ادب کے ساتھ سلام کیا ۔ سادھو نے حقارت سے نظر ڈالی ۔ اوپر سے نیچے تک دیکھا ، پھر ارملا کی جانب دیکھکر کہنے لگا ۔

" بھگوان کی درشٹی (نظر) میں وہی مانو (آدمی) پوتر ہے ، وہی مہان ہے جو اپنے دھرم کا پالن کرتا ہے ، دھرم کا پالن کیول (صرف) پوجا پاٹ سے نہیں ہوتا ، دھرم کے پالن کے لیے سنسار کو تیاگنا پڑتا ہے ، اپنی جاتی (ذات) ، اپنی برادری میں جینا پڑتا ہے ۔ پرکھوں نے ویدوں کے سننے والے شودروں کے کان میں سیسہ گرم کرکے کیول (صرف) اسلئے ڈالا تھا کہ دھرم کی مہانتا (عظمت) بگڑنے نہ پائے ....

دین محمد سادھو کی باتوں کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا ۔ کچھ کہے بناء نکل گیا ...... رات بھر کروٹیں بدلتا رہا ۔ تیسرے پہر اس نے رمضانی کو جگایا اور بتایا کہ وہ ابھی شہر جانا چاہتا ہے ۔ دین محمد کے اس طرح اچانک فیصلہ کرنے پر وہ حیرت و مسرت سے دیکھنے لگا ۔ چونکہ رمضانی کے لڑکے دین محمد کو نہیں جانتے تھے ۔ اس لئے رمضانی نے ایک تحریر حوالے کی ۔

" بیٹے ! یہ ہمارا دور کا رشتہ دار ہے ، اچھا کاریگر ہے ، بے اولاد ہے ، آگے پیچھے ، دائیں بائیں ہر طرف ہم لوگ ہیں ۔ اچھی طرح خیال رکھنا غیروں میں پھنسنے پنچھی کو بھیج رہا ہوں ۔ پر کاٹ کر اپنا بنالینا تمہارا کام ہے "

رمضانی کے بیٹوں نے باپ کی تحریر دیکھتے ہی دین محمد کو ہاتھوں ہاتھ لیا ۔ ایسی آؤ بھگت کرنے لگے جیسے وہ اُن کا بزرگ ہے ۔ شہر میں ہر طرح کا آرام تھا ۔ تفریح و لذت کے سبھی سامان موجود تھے ۔ لیکن دین محمد کو لگتا سب بے جان ہے ۔ زندگی تصنع ، بناوٹ سے بھری ہوئی انسان مکر و فریب میں ڈوبے ہوئے ۔ خلوص ، غرض میں پوشیدہ ، انسانیت لالچ میں گرفتار ۔ حیوانیت ، پاکیزگی کے لبادے میں ملبوس ۔ لوگ مذہب کے پیرو کم اور ڈھونگ رچی زیادہ نظر آتے ہیں ، الغرض اس نے محسوس کیا کہ جو نظر آتا ہے وہ جھوٹ ہے اور جو صحیح ہے وہ نظروں سے اوجھل ہے ۔

ایک ہفتے میں دین محمد شہر اور شہر والوں سے واقف ہوگیا ۔ اسکا دل اوب گیا ۔ وہ سب کچھ برداشت کرسکتا تھا لیکن اخلاقی گراوٹ اور غرض مند عقیدت

سے نفرت تھی۔

دین محمد ذہنی کشمکش میں گزرتا رہا۔ کبھی گاؤں لوٹ جانے کو من کرتا تو کاشی رام کی سردمہری اور ساہوکار کی صورت یاد آجاتی۔ شہر میں رہنا نہیں چاہتا تھا۔ کیوں کہ وہ کسی کے آگے جھکنا نہیں چاہتا تھا چاہے بھوکوں ہی کیوں نہ مرنا پڑے۔ جبکہ شہری زندگی میں ہر ایک کسی نہ کسی کی دہلیز پر جبیں سائی کرتا نظر آتا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ دیکھنے میں حسین نظر آنے والی یہ شہری دنیا کے چاروں سمت کئی کھائیاں موجود ہیں۔ کہیں اونچ نیچ کی کھائی، کہیں امیر غریب کی کھائی، کہیں مذہبی تعصب کی کھائی۔ اگر کسی دن کوئی جنونی اسے دھکیل دے تو ...... یہ ہنستی کھیلتی دنیا موت کی گود میں سو جائے گی۔

اور ———— ایسا ہی ہوا!

ایک شام دین محمد ایک کمپنی سے آرڈر لیکر لوٹ رہا تھا۔ اس نے دیکھا شہر میں گڑبڑ ہوگئی ہے۔ لوگ تیزی سے گھروں کی جانب دوڑ رہے ہیں۔ دین محمد تیزی سے گھر کی جانب چل پڑا۔ رات کی سیاہی پھیلتی جارہی تھی۔ سڑکیں ویران ہوگئیں تھیں۔ پولیس کی گاڑیاں دوڑ رہی تھیں۔ وہ قریبی راستے سے جلتے جلتے ایک گلی میں گھس پڑا۔ اندھیرے میں آواز سنائی دی۔

"کون ہے؟ کیا نام ہے تیرا؟"

"میں ———— دین محمد"

ایک دلخراش چیخ کی آواز سے سناٹے کا دل لرز گیا۔ چیخ کی آواز نے گذرتی ہوئی موٹر کار کو رکنے پر مجبور کر دیا۔ کار سے چند پولیس مین باہر آئے اور گلی میں گھس پڑے۔ ان کی ٹارچ کی روشنی زمین پر زخمی پڑے ہوئے دین محمد پر ٹھہر گئی۔

تھوڑے سے وقفے کے بعد پولیس کی ویان دین محمد کو ہاسپٹل میں چھوڑ کر واپس ہو رہی تھی۔

دین محمد دھیرے دھیرے ہوش میں آرہا تھا۔ ایک کراہ کے ساتھ اس نے آنکھ کھول دی۔ نظریں گھما کر لمبے ہال کو دیکھا جس میں کئی اور زخمی موجود تھے۔ ذہن میں بیتے لمحوں کے واقعات گردش کرنے لگے۔ گلی کا نکڑ۔

.... اندھیرا...... ایک بڑا سا خنجر! بے اختیار اس کا ہاتھ بائیں پسلی کی جانب چلا گیا، جہاں خنجر سے وار کرنے والے نے گہرا زخم کر دیا تھا۔ دین محمد پر ایکبار پھر غشی طاری ہوگئی ———— دوبارہ جب ہوش میں آیا، شام ہو چکی تھی وہ دھیرے سے اٹھ بیٹھا۔ پورے ہال پر نظر ڈالی اور آخری سرے پر.....

"کاشی" بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

آخری بیڈ پر بیٹھا کاشی رام، دین محمد کو دیکھکر چونک پڑا۔ دونوں تیزی سے دوڑ پڑے اور ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔

"کاشی تو یہاں کیسے۔ کیا تو بھی شہر میں تھا؟ بھابی اور بیٹی کہاں ہیں؟"

دین محمد کی بے چینی نے کاشی رام کو آبدیدہ کر دیا۔

دینو تو ...... تو بنا بتائے شہر چلا آیا اور تیرا وہ رمضانی نے پدمنی بیٹیا کا دل توڑ دیا جھوٹ کہہ کے، اس کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی تھی۔ تب میرے گھر ٹھہرے ہوئے مہاتما جی نے مجھ سے کہا ———— تو کیوں ہلکان ہوتا ہے۔ جا شہر جا....... تو بھی پیسہ کما لا۔ پھر بیٹی کو شہر لے جانا۔ دھوم سے شادی کرنا...... سچ کہتا ہوں دینو تیرے رمضانی نے سب کا دل دکھایا ہے...... تو بتا۔ تو کیوں چلا آیا"؟

"کاشی اسی رمضانی نے پہلے مجھے بدظن کرنا چاہا۔ ابھی میرا دل پوری طرح میلا نہیں ہوا تھا کہ تیرے مہاتما جی کے بھاشن نے مجھے پاگل کر دیا۔ میں یہ سمجھ بیٹھا۔ مذہب انسانیت سے بڑھ کر ہے۔ پھر تیری بے رخی نے میری آس و امید کو توڑ دیا، مجھے کیا پتا تو رمضانی سے ناراض ہے مجھ سے نہیں...... ارے کاشی! تجھے کیا ہوا۔ یہاں دواخانے میں کیسے آیا۔

کاشی دھیرے سے ہنس پڑا۔

دو دن ہوئے مجھے شہر آئے ہوئے، اپنی برادری والے کے گھر ٹھہرا تھا۔ وہ مجھے کئی لوگوں سے ملاتا رہا۔ دھندے کی بات جمتی نظر آئی۔ ایک بیوپاری سے ملنے کے لیے شام گھر سے نکلا۔ ایک گلی کے مڑتے ہی آواز آئی کون ہے؟..... کیا نام ہے تیرا؟ ————

اِدھر نام بتایا۔ اُدھر پیچھے سے سَر پر کسی نے وار کیا اور میں گر پڑا ـــــ یہ تو اچھا ہوا کہ اس وقت پولیس آگئی۔ ورنہ نہ جانے کیا ہو جاتا؟....... دینو یہ شہر والے دل کو نہیں بھاتے، کسی کی نظر میں پیار نہیں۔ یہاں کے گھروں کی طرح دل بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔"

قریب دو گھنٹے تک کاشی رام اور دین محمد باتیں کرتے رہے۔ دونوں نے سوچا کہ ہماری زندگی میں زہر گھولنے والے رمضانی اور مہاتما جی ہیں۔ انہیں ہم اگر اپنی زندگی سے دور کر دیں تو پھر سے مسرتیں لوٹ آئیں گی۔

ہاسپٹل کا عملہ تبدیل ہو رہا تھا۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دونوں دوست بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک سواری پکڑی اور رام گڑھ کی راہ لی۔ ایک گھنٹے کا راستہ انہیں ایک برس کا دکھائی دے رہا تھا۔

پدمنی بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ ارملا اس کے قریب بیٹھی تھی۔ تب ہی باہر سے دین محمد اور کاشی رام کی آواز آئی۔ دونوں تیزی سے باہر نکلے۔ پدمنی دوڑتی ہوئی آئی اور دین محمد سے لپٹ گئی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے دین محمد کی پیٹھ پر مار رہی تھی اور پیار کرتی جا رہی تھی۔ کاشی رام اور ارملا کی آنکھیں بھر آئیں۔ پدمنی کے رونے کی آواز نے رمضانی اور مہاتما جی کی نیند چھین لی تھی اور وہ دونوں اپنے، اپنے مقام سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔

صبح دن چڑھے تک کاشی رام سوتا رہا۔ ارملا نے جھنجھوڑا "تم سو رہے ہو۔" "ہاں دینو بھیا نے بیچ کی دیوار گرا دی۔"

"دیوار گرا دی ـــــ کیوں؟"

"کاشی رام حیرت زدہ ہو گیا"

"مجھ سے کیا پوچھتے ہو، جاؤ دینو بھیا سے پوچھو"

کاشی رام صحن میں نکل آیا۔ دین محمد دیوار توڑ کر مٹی زمین پر پھیلا رہا تھا۔

"ارے دینو ـــــ یہ دیوار کیوں توڑ دی۔"

دین محمد نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"ارے سب کہاں مر گئے تھے جب یہ دیوار توڑی گئی؟..... ارملا، مہاتما جی کہاں ہیں۔

"پتہ نہیں اب کہاں ہیں؟ اندھیرے منہ وہ غائب ہو گئے"

"بھگوان کی کرپا ہے"...... لیکن یہ دیوار کیوں توڑی گئی؟

"ارے چپ ...... اتنی عمر ہو گئی پر عقل نہیں۔ اتنا بھی نہیں سمجھتا اس دیوار کی وجہ سے تیرے اور میرے گھر کے لوگ گھس آئے تھے ہمیں الگ کرنے۔ اب نہ یہ دیوار رہے گی اور نہ ہی باہر کے لوگ آئیں گے ہمیں الگ کرنے کے لیے۔"

"دینو! تیرا رمضانی بھیا کہاں ہے؟ دکھائی نہیں دیتا۔"

"وہ بھی تیرے مہاتما جی کے ساتھ بھاگ گیا۔"

"ایک بات بتاؤں بابا جی"

پدمنی نے کہا۔ دونوں نے ہنستے ہوئے اس کی جانب دیکھا

"تم دونوں سے زیادہ گہرا زخم انہیں لگا ہوگا۔ یہ دیکھ کر کہ تم دونوں پھر سے مل گئے ہیں۔

پدمنی کی بات پر کاشی رام اور دین محمد نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور ایک دوسرے سے لپٹ گئے

●●

"قارئین کے لئے ضروری اعلان"

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے مشورے بخوشی قبول کئے جائیں گے "ایڈیٹر"

ایک ہم ہیں ایک ہمارا وطن ہے

مختلف ہیں علاقے ہمارے مگر ایک ہم ہیں ہمارا وطن ایک ہے
بولیاں اپنی اپنی الگ ہی سہی اپنا تن ایک ہے اپنا من ایک ہے

موسم بے ثمر سے نہ گھبرائیں ہم آؤ ہر دور میں مل کے مسکائیں ہم
رنگ و نکہت میں مانا بہت فرق ہے پھول یوں تو کئی ہیں چمن ایک ہے

اپنے اپنے گھروں میں جدا ہم سبھی گھر کے باہر مگر ایک ہیں بھارتی
مختلف اپنے اپنے مذاہب سبھی پھر بھی تہذیب گنگ و جمن ایک ہے

آج تم ہی بتاؤ یہ حالت ہے کیوں بھائی بھائی میں بغض و عداوت ہے کیوں
آدمی اتنے خانوں میں کیوں بٹ گیا جب زمیں ایک ہے اور گگن ایک ہے

مادرِ ہند پر جب بھی گولی چلی بڑھ کے سینے پہ اپنے اسے روک لی
زندہ رہنے کی ہیں آرزوئیں کئی جاں نثاری کا لیکن چلن ایک ہے

لاکھ فرقے سہی ایک ہے قومیت ہم میں زندہ ہے احساسِ انسانیت
ہو کے تقسیم صوبوں میں پھر بھی وطن از ہمالہ تا ارضِ دکن ایک ہے

میں اسے چھوڑ کر جاؤں شیدا کہاں اس پہ قربان ہے میرا دل میری جاں
ساری دنیا کے ملکوں میں میرے لیے سب سے اچھا یہ میرا وطن ایک ہے

شیدا رومانی
بتوسط اودیا پرنٹرس، رائچور
۵۸۴۱۰۱ (کرناٹک)

عبدالمتین نیاز موتیا پارک، بھوپال، مدھیہ پردیش

کیسے آزادی ملی ہے ہم بتا سکتے نہیں

ہے قربانی شہیدوں کی بھلا سکتے نہیں
کیسے آزادی ملی ہے ہم بتا سکتے نہیں

یاد ہے جلیان والا باغ، کا منظر ہمیں!
یاد ہے چڑھتا بھگت سنگھ، دیر پھانسی پر ہمیں
یاد ہے کیسے بنے ہیں زخم یہ کھل کر گلاب
گلشنِ بھارت ملا کتنے رتن کھو کر ہمیں

یہ ورق تاریخ کے ہرگز بھلا سکتے نہیں
کیسے آزادی ملی ہے، ہم بتا سکتے نہیں

کھائی تھی باپوؔ نے وہ گولی اہنسا کے لئے!
سر دیا ٹیپوؔ نے دھرتی ماں کی رکشا کیلئے
چاند بی بی، رانی جھانسی مٹ گئیں ہنستے ہوئے
گنگا، جمنا کے لیے تاج داحیت کے لئے

اس قدر ہیں خونچکاں قصے سنا سکتے نہیں
کیسے آزادی ملی ہے ہم بتا سکتے نہیں

جھیلے دکھ آزاد، نہرو نے بھی اپنی جان پر
ہیں امر، دیکھو تلک، مٹ کر وطن کی آن پر
بوس، جیسے جاں نثاروں کو جو دھرتی جنم دے
کیسے پھر آئیگا کوئی حرف اسکی شان پر

اب چمن صدیوں میں ایسے گل کھلا سکتے نہیں
کیسے آزادی ملی ہے ہم بتا سکتے نہیں

ہم نے زندانوں میں جھیلیں مسکرا کے سختیاں
ہر قدم دیتے رہے اپنی وفا کا امتحاں
یہ کرشمہ ہے ہمارے ہی جنوں کا دوستو
مٹ گیا ارضِ وطن سے ظلم کا نام و نشاں

فتنۂ ظلم و ستم اب سر اٹھا سکتے نہیں
کیسے آزادی ملی ہے، ہم بتا سکتے نہیں

ظلمتوں کے جسم کاٹے، روشنی کی دھار سے
پاک کر دی سرزمینِ ہند، سب اغیار سے
حوصلے بڑھتے گئے، بڑھتی گئیں جو مشکلیں
گر گئی! ٹکرائے یوں ہم رات کی دیوار سے

یہ اندھیرے روشنی پر فتح پا سکتے نہیں
کیسے آزادی ملی ہے، ہم بتا سکتے نہیں

وقار خلیل

ایوانِ اردو، پنجہ گٹہ حیدرآباد ۵۰۰۴۸۲

نئی کتابیں

نام کتاب : ورق در ورق (قطعات تاریخ) مجلد صفحات ۱۹۲

شاعر : سید مظفر الدین خاں صاحب حیدرآبادی

ناشر : ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد

اردو شاعری میں قطعاتِ تاریخ کو اعداد و شمار کی مدد سے موقع
محل کو پیش نظر رکھتے ہوئے سپرد قلم کرنا اور مادہ نکالنا اساتذۂ سلف
کا کارنامہ رہا ہے اور عصری دور میں یہ روایت ذرا کم کم روشن نظر آتی ہے
سی اہم واقعہ، کسی کی ولادت، وفات یا کسی کتاب کی اشاعت کو پیش نظر
رکھکر اس کا مادہ تاریخ برآمد کرنا اور قطعہ کی صورت میں نظم کرکے
قوع پذیر سال کو ریکارڈ کرنے کا فن نگینہ کاری کی طرح نزاکتِ فکر کا حامل
رہا ہے۔ وہ جو اس قسم کی مشق و مزاولت سے گزرے ہیں، وہی اِسکی
ہیت اور افادیت اور اس دشت کی سیاحی اور ریاضی دانی کے رموز و اسرار کو
ان سکتے ہیں۔

زیرنظر مفید اور اپنے موضوع کی اہم کتاب "ورق در ورق" میں
یدرآباد کے بزرگ سخنور حضرت صاحب حیدرآبادی نے اپنی فکری و فنی بصیرت
و بروئے کار لاکر قطعات کے کوزہ میں اس فن تاریخ کے سمندر کو حسن سلیقہ
سے سمو دیا ہے۔ سینکڑوں قطعات تاریخ بڑی روانی اور موقع و محل کی موزونیت
سے صاحب نے برآمد کئے ہیں چند مثالیں دلچسپی کی خاطر نقل کی جاتی ہیں۔ جناب
عابد علی خاں ایڈیٹر سیاست کو حکومتِ ہند نے پدم شری کا خطاب عطا کیا تو آپ نے
اس واقعہ کو ذیل کے قطعہ اور تاریخ سنہ ۱۳۹۰ فصلی میں محفوظ کر دیا ؎

ہر طرف شور مبارکباد ہے	اوج پر ہے طالعِ عابد علی
کی رقم صاحب نے تاریخ خطاب	"خامۂ عابد علی پدما شری"

راقم السطور کی لڑکی عالیہ نسرین کی شادی پر صاحب نے سنہ ۱۳۹۰ ف م
۱۹۸۱ء اس طرح قطعہ لکھا تھا ؎

تکلف کم ہے جس میں اور بے پایاں مسرت ہے	یہ ہے تکمیل سنت یعنی یہ ہے دین کی شادی
تُلی تاریخ فصلی ساتھ پورے تول پر صاحب	"بہ میزانِ محبت، عالیہ نسرین کی شادی"

جسٹس اوپیندر لال واگھرے کے بارے میں قطعہ کیا خوب ہے۔ اس
کے آخری مصرع سے سنہ ۱۹۸۲ء نکلتا ہے جبکہ انہیں حکومت نے عدالت العالیہ
کا مستقل جسٹس مقرر کیا تھا ؎

اخبار میں ہم نے پڑھی اُن کے تعلق سے خبر	ہوگیا نوشیرواں کا عدل بھی جن سے خجل
صاحب کے لب پر آگئی بے ساختہ تاریخ یہ	"اپنے اوپندر واگھرے رکنِ عدالت مستقل"

المختصر، ورق در ورق کے قطعاتِ تاریخ جناب مظفر الدین صاحب
حیدرآبادی کی تاریخی دُوردن بینی اور انسان دوستی کا مظہر گلدستہ ہیں
اور بقول جناب رمن راج سکسینہ" یہ کتاب فن تاریخ گوئی کے نمونوں

میں گرانقدر اضافہ ہے۔ ابتداً اس کتاب میں مصنف نے تاریخ گوئی کے فن پر تفصیلی مقالہ شامل کیا ہے جس سے اسکی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ یہ کتاب سب رس کتاب گھر، ایوان اردو پنجہ گٹہ روڈ۔ حیدرآباد ۵۰۰۰۴۸۲ (اے۔پی) سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ قیمت صرف ۱۵ روپے ہے۔

● نام کتاب : زبانِ شمع (غزلیں) صاحبؔ حیدرآبادی
مجلد مع گردپوش صفحات (۱۸۰) قیمت : ۱۵ روپے
ناشر : ادارہ ادبیات اردو "سب رس کتاب گھر"
ایوان اردو۔ پنجہ گٹہ روڈ۔ حیدرآباد۔ ۵۰۰۴۸۲

●

صاحب حیدرآبادی جامعہ عثمانیہ کے تربیت یافتہ شرفائے دکن کے نامور سپوت، بزرگ غزل گو، قطعات اور دوبیتی کے معروف شاعر کی حیثیت میں جانے پہچانے اور تسلیم کئے جاتے ہیں۔ "جوہر اندیشہ" کی غزلوں کا مجموعہ اول تھا "زبانِ شمع" دوسرا مجموعہ ہے اس میں تین سال کی غزلیں شامل ہیں جنکی تعداد ۱۳۴ ہے۔ اس سے پہلے رباعیوں اور قطعوں کے خوبصورت مجموعے "سخن در سخن" اور "انجمن در انجمن" چھپ چکے ہیں۔ حمد، نعت اور منقبت پر مشتمل ایک معطر مجموعہ گلستان بھی طبع ہوکر مقبولیت حاصل کرچکا ہے۔

ڈاکٹر محسن الدین احمد نے لکھا ہے کہ صاحبؔ کی شاعری کا آغاز سنہ ۱۹۳۶ء سے ہوا۔ جامعہ عثمانیہ کی تعلیم نے شعری ذوقِ سلیم ودیعت کیا تھا۔ شعلۂ سخن سرکاری ملازمت کے ۳۰ سال کے عرصے میں بھی کم کم ہی سہی روشن ہی رہا اور وظیفہ کے بعد سنہ ۱۹۷۳ء میں رباعیات کا مجموعہ چھپا اور دیکھتے کے دیکھتے کتابوں کی تعداد نصف درجن ہوگئی۔ شاید یہ بات درست ہو کہ صاحبؔ نے ملازمت کے بوجھ کے تلے شاعری کی خداداد صلاحیت سے خاطر خواہ انصاف نہ کیا:

نواب مظفر الدین خاں صاحبؔ غالب شناس سخنور، یوں قرار پاتے ہیں کہ انکے لہجے میں غالب کے لہجے اور لفظوں کے دروبست کا دری

اہتمام ملتا ہے۔ وہ ان دنوں مادہ ہائے تاریخ برآمد کرنے اور غزل کے اشعار کی فکر میں ہمہ تن منہمک دکھائی دیتے ہیں۔ خدا ان کے اس ریاضِ سخن کو قبول فرمائے۔ صاحبؔ کی تصانیف و تالیفات (درجن بھر) کو دیکھکر رشک ہوتا ہے۔ رباعی گو شعراء کا تذکرہ مرتب کرچکے ہیں، غزلوں کے چوتھے مجموعہ "آتشِ بے نام" کو اختتامی مراحل سے گزار رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اسی سال یہ دونوں چھپ جائیں۔

اربابِ دکن کو صاحب کی بے غرض شعری خدمات کے اعتراف کی طرف توجہ دینا چاہیئے۔

عبارت مختصر: زبانِ شمع کے یہ چند اشعار نمونہ کے لیے کافی ہیں

کچھ نہ پھوٹو گے تم دہن سے کیا ٭ پھول چن لیں نہ ہم چمن سے کیا
بے نیازانہ اٹھ گئے ہم بھی ٭ شمعِ کشتہ کو انجمن سے کیا

قدِ بالا کا فیض ہے صاحب
یہ بلندی جو فکر و فن کی ہے

بس ایک بات میں جلتے رہے گلے شکوے
خوشی سے آپ گلے مل لئے ملال گیا

کبھی تو سیر ہوئی سات آسمانوں کی
کہاں کہاں ترے پیچھے مرا خیال گیا

ایک ایک نظر سے ہیں عیاں کتنے تقاضے
انکار کہوں اسکو کہ اقرار کہو تو

ہر شخص ہوا ساتھ زمانے کی ہوا کے
ہے کون یہاں صاحبِ کردار کہو تو

لگی ہے آگ جہاں تک گئی مری آواز
زبانِ شمع کی میرے دہن میں آئی ہے

حسرت

سکوتِ شب تھا چراغوں میں روشنی تھی ابھی
فلک پہ چاند ستاروں کی زندگی تھی ابھی
بھڑک کے گل ہوئے سارے چراغ امکاں کے
جو جل رہے تھے مسلسل ہزار راتوں سے
زمیں کی گود سے اِک شعلۂ فغاں اٹھا
پھر ایک شور سے ٹوٹی حصارِ خاموشی
دعائیں سب کی خلاؤں میں ہو گئیں تحلیل
سحر کے جام میں پھر ڈھل گئی شبِ ہجراں

•

یہ کس نے چھینا ہے کھلتے گلاب سے خوشبو
یہ کس نے زیست اٹھا کر صلیب پر رکھ دی
یہ کون ہے جو چراغوں سے روشنی لے کر
اندھیری رات کے پہلو میں دے گیا ہے تجھے
یہ کس نے نیند چرا کر ادھورے خوابوں کی
سکوں کی نیند سلایا ہے عمر بھر کے لیے
خلوص، پیار، محبت کا آسرا لے کر
تجھے اجل سے کیا کس نے ہمکنار آخر

•

خدا کرے کہ بھڑک جائیں اُن کے گھر کے چراغ
جو تیری موت کا مقصد لئے جلائے تجھے
خدا کرے کہ اجڑ جائیں باغِ دل اُن کے
بہار میں بھی وہ فصلِ بہار کو ترسیں

•

تجھے نہ مل سکا اِمکاں کی روشنی کا سراغ
اجڑ گیا تری امید و آرزو کا باغ

منیر الزماں منیر بی اے

خبریں تصویروں میں

۱۴ راکتوبر ۱۹۸۴ء کو آندھرا پردیش میں خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی حیدرآباد تشریف لائیں۔ گورنر مسٹر شنکر دیال شرما اور چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے طیرانگاہ پر اُن کا استقبال کیا۔

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی بینوکنڈہ ضلع اننت پور میں خشک سالی سے متاثرہ فصلوں کا معائنہ کررہی ہیں تصویر میں ریاستی چیف منسٹر مسٹر این۔ٹی راما راؤ بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

۱۴ ؍اکتوبر ۸۴ء آندھرا پردیش میں خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کے دورہ کے موقع پر وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی سدی پیٹھ میں کسانوں سے بات کررہی ہیں۔

خشک سالی کا جائزہ لینے کے لیے آئی ہوئی مرکزی ٹیم ریاست کے سینئر عہدہ داروں سے تبادلہ خیال میں مصروف

ہزایکسیلینسی مسٹر جگدیش شمشیر جے۔ بی۔ رانا ہندوستان میں نیپال کے سفیر نے ۹؍ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو چیف منسٹر مسٹر این۔ ٹی۔ راما راؤ سے حیدرآباد میں ملاقات کی۔

ڈاکٹر شنکر دیال شرما گورنر آندھرا پردیش اور مسٹر این ٹی راما راؤ (چیف منسٹر) نے ۱۵ اکتوبر کو حیدرآباد ایرپورٹ پر نائب صدر جمہوریہ مسٹر آر۔ وینکٹ رامن کا استقبال کیا۔

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ان کے مکان پر ملاقات کے لیے آئے ہوئے ضلع پرکاشم کے لوگوں کو مخاطب ہیں۔ مسٹر کے نارائن سوامی وزیر چھوٹی و متوسط آبپاشی بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

آندھرا پردیش کابینہ کے (٦) نئے وزراء کو گورنر ڈاکٹر شنکر دیال شرما نے راج بھون میں حلف دلایا۔ حلف لینے والے وزراء مسٹر کے نارائن سوامی مسٹر آر راج گوپال نائیڈو مسٹر کے ایلا نائیڈو، مسٹر جی ایم کرشنا نائیڈو، مسٹر ڈی ستیہ نارائنا اور ڈاکٹر این اے کرشنا۔

قول سے عمل کی سمت

اگر مسٹر این ٹی راما راؤ کا اقتدار حاصل کرنا سال ۱۹۸۳ء کی اہم ترین خبر تھی تو سال ۱۹۸۴ء کے اگسٹ - ستمبر میں ۳۲ دن کے وقفے کی بعد پھر سے اقتدار حاصل کرنا بھی اس سال کی اتنی ہی اہم خبر ہے - لوگ دوبارہ جنم حاصل کرنے کے نظریے میں ایقان رکھیں یا نہ رکھیں لیکن مسٹر راما راؤ نے اس نظریے کو سیاسی میدان میں ممکن ثابت کر دکھایا -

قول اور عمل

تاہم سال ۱۹۸۳ء اور سال ۱۹۸۴ء کے درمیان بین فرق ہے۔ اس وقت انہوں نے اپنے وعدوں کی بنیاد پر اقتدار حاصل کیا تھا اور اب کارگذاری کی بنیاد پر اپنے موقف کو بحال کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسٹر این ٹی راما راؤ نے جو وعدے کئے اس پر دہ سختی سے جمے رہے انکی دیانتداری - راست بازی اور خدمت کرنے کا جذبہ یہ ایسے حقائق ہیں جن کی بدولت عوام جید واحد اور ایک مضبوط چٹان کی مانند انکی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے - این ٹی آر حکومت کا ۲۱ ماہ طویل اقتدار عوام سے کئے گئے وعدوں کی تکمیل سے عبارت ہے۔ انکے اقتدار نے قول اور عمل کے درمیانی فاصلے کو بتدریج پاٹنے کی بھرپور کوشش کی

روٹی کپڑا اور مکان

لاکھوں عوام جمہوریت کو روٹی کپڑا اور مکان کے مطلب سے تعبیر کرتے ہیں - ریاستی حکومت نے جمہوریت کے اس عوامی مفہوم کے مطابق اس بنیادی مہم کو سر کرنے میں اپنے آپ کو لگا دیا۔ غربت کے خاتمے کے لیے کئے گئے اقدامات خود اس بات کا کھلا ثبوت ہیں جیسے دو روپے فی کلو چاول سبز کارڈ رکھنے والے ۷٦،۴۹ لاکھ سماج کے غریب عوام کو فراہم کرنا - غریب رکشا چلانے والوں کو ذاتی رکشا خریدنے کے

قابل بنانے کے لیے ایک کروڑ روپے کی منظوری۔ سماج کے غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے اسکول میں تعلیم پانے والے ۳۱۶۸۲ لاکھ بچوں کے لیے دوپہر کے کھانے کی سربراہی جن میں ۴۹ء۷ لاکھ درج فہرست اقوام اور ۴۳ء۲۲ لاکھ درج فہرست قبائل کے بچے بھی شامل ہیں۔ سبز راشن کارڈ رکھنے والوں کو ۵۰ فیصد رعایتی قیمتوں پر دھوتی اور ساڑی کی فراہمی (جس سے ریاست کے دستی پارچہ بنانے والوں کو بھی راست فائدہ پہنچا ہے) ۴ ہزار تا ۹ ہزار روپے کی لاگت سے دیہات کے غریب عوام کے لیے ۱۶۵۶ لاکھ پختہ مکانات کی تعمیر۔ یہ وہ اقدامات ہیں جو ریاستی حکومت کی نہ صرف اخلاص نیت اور بے غرض خدمت کی غمازی کرتے ہیں بلکہ ان کا مقصد آندھرا پردیش کے دیہات میں رہنے والے عوام کی مدد کرنا اور دیہی علاقوں میں معاشی تبدیلی پیدا کرنا ہے۔

پرگتی پدھم

ریاستی حکومت کی جانب سے مرتب کردہ ۱۵ - نکاتی پروگرام "پرگتی پدھم" کو قابل فخر بلکہ اس سے بھی بڑا مقام دیا گیا ہے۔ یہ غریب عوام کے لیے ایک منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ حکومت کی جانب سے ریاستی عوام کو دیا گیا وعدہ ہے۔ یہ پروگرام حکومت کی کامیابیوں اور کارناموں کو جانچنے کی کسوٹی ہے۔

پینے کا پانی

متذکرہ کامیابیوں اور کارناموں کے علاوہ ریاستی حکومت نے دیہات میں ۲۶۹۲۲ پینے کے پانی کے ذرائع مہیا کئے ہیں خصوصاً وہ دیہات جو پینے کے پانی کے مسئلے سے دوچار تھے۔ اس پروگرام سے مستفیض ہوئے۔ ۶۰ سال یا اس سے زیادہ عمر کے ۵ لاکھ زرعی مزدوروں کو ۳۰ روپے ماہانہ وظیفہ پیرانہ سالی منظور کیا گیا جس پر ۱۸ کروڑ روپے خرچ ہونگے ۶۵ سال سے کم عمر ۳۸ ہزار بیواؤں کو ماہانہ ۵۰ روپے وظیفہ پیرانہ سالی منظور کیا گیا۔ اس کے علاوہ "ویمکتی" کے زیر عنوان مہتروں کو انکے گندے پیشے سے آزاد کرانے کی ایک انقلابی اسکیم شروع کی گئی۔ اوپر بتائے گئے اعداد و شمار کے حوالے سے اس بات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ریاستی حکومت نے سماج کے سب سے زیادہ نظر انداز کردہ اور سب سے زیادہ کمتر درجے کے حامل افراد کی خدمت کو اپنا نصب العین بنایا ہے اور پینے کے پانی جیسی بے حد بنیادی انسانی ضرورت کی تکمیل کے لیے اس طبقے کا انتخاب کیا ہے۔

۲۰ - نکاتی پروگرام

ریاستی حکومت نے اپنی پیشرو حکومت کے مقابلے میں ۲۰ نکاتی پروگرام کی بہتر انداز میں عمل آوری کی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ریاستی حکومت نے گذشتہ ۲۱ ماہ کے دوران "انٹیگریٹیڈ رورل ڈیولپمنٹ پروگرام" کے زیر عنوان ۱۸ء۶۴ لاکھ افراد کو فائدہ پہنچایا اور ۳۹۱ء۶۹ لاکھ ایام کار کے برابر دیہی روزگار مہیا کیا۔ نیشنل رورل امپلائمنٹ پروگرام کے تحت ۲۱ء۸۶ ایام کار کے برابر بے زمین محنت کشوں کو روزگار کی ضمانت کی نئی اسکیم کے تحت روزگار مہیا کیا۔ ۴ء۲۷ لاکھ درج فہرست اقوام ۸۰ ہزار درج فہرست قبائل - ۵۵ ہزار پسماندہ طبقات کے افراد اور ۳۰ ہزار خواتین کو معاشی امداد فراہم کی گئی۔ بے گھر غریبوں کو ۶ء۲۳ لاکھ مکانات کے لیے اراضی دی گئی۔

منصوبہ بندی میں نیا انداز

ریاست کی منصوبہ بندی کے طریقہ کار میں بہت بڑی تبدیلی لائی گئی ہے۔ جس کی رو سے نہ صرف معیشت کی از سر نو استواری بلکہ ریاست کے مختلف علاقوں میں دنیز سماج کے مختلف طبقوں میں عدم توازن کے خاتمے پر زور دیا گیا۔ سالانہ منصوبے کے موازنے

رقم سال ۸۳-۱۹۸۲ء میں ۶۰۵ کروڑ روپے سے نمایاں طور پر بڑھا کر ۸۷۴۶۳ کروڑ روپے کر دی گئی۔ اور سال ۸۴-۱۹۸۳ء اور سال ۸۵-۱۹۸۴ء میں یہ موازنہ بڑھ کر ۹۷۸۶۳۱ کروڑ پے تک پہنچ گیا۔ گذشتہ ۳ سال ۸۴-۱۹۸۳ء اور ۸۱-۱۹۸۴ء کے دوران موازنہ کی رقم میں نمایاں اضافہ کی وجہ ے ۳۱۰۰ کروڑ روپے پر مشتمل چھٹویں پنجسالہ منصوبے کا موازنہ ۳۰ کروڑ روپے کی حد تک تجاوز کر گیا۔ گذشتہ دو مالی سالوں ے دوران سماجی بہبود اور کمیونٹی خدمات کے لیے منظور کردہ رقم ٹے پنجسالہ منصوبے کے پہلے تین برسوں کی اوسط رقم سے تین گناہ دہ تھی۔ منصوبہ بندی کے لیے اختیار کردہ نئے انداز کے تحت راع کی زیر نگرانی اضلاع کے منصوبے تیار کرنے اور انہیں غیر مرکوز نے کے لیے ڈسٹرکٹ ڈیولپمنٹ بورڈز کا قیام۔ منصوبہ بندی ے لیے چیف منسٹر کے زیر نگرانی اسٹیٹ ڈیولپمنٹ بورڈ کی موثر و زم کارکردگی معیشت کے مختلف شعبہ جات میں سماجی بہبود اور کمیونٹی مات کو مناسب مقام دینے کے لیے رقمی منظوریوں پر نظر ثانی اور لع کے لیے ایک کروڑ روپے کی منظوری جیسے اقدامات کئے گئے۔

نظم و نسق میں تبدیلیاں

منصوبہ بندی اور ترقیاتی کاموں کی بدولت ہونے والے ڈ کو دیہات کی سطح تک پہنچانے کے اقدامات کئے گئے۔ اس سلسلے ایک قدم ڈسٹرکٹ پلان کی تیاری ہے تو دوسرا اقدام منڈلوں کا قیام ہے۔ ہر منڈل کا دائرہ عمل ۳۵ ہزار تا ۵۰ ہزار کی آبادی پر محیط ہو قیاتی محکموں کے تمام یونٹ منڈلوں کی سطح پر کام کریں گے۔ نہ صرف داواری مرکز کی سطح تک انتظامیہ کو غیر مرکوز کرنے کے تیقن کا حصول بلکہ صوبے کے تحت پروگراموں کی موثر عمل آوری کے لیے بھی منڈلوں کا قیام دری سمجھا گیا ہے۔ مرکز کی سطح پر کی گئی تبدیلی کے مطابق ایک ایک خاندان کو ترقیاتی پروگراموں کے دائرے کے تحت لایا جانا چاہیئے۔ اس کام کے لیے منڈلوں کا قیام ہی ایک مناسب قدم ہے۔

قطعی اہمیت کا حامل دوسرا انتظامی اقدام دیہی افسروں کی برخواستگی ہے۔ یہ عہدے برطانوی اور سابق نظام کے دور حکومت کی نشانیوں کے طور پر باقی رہ گئے تھے اور دیہی علاقوں کے چند افراد کے ہاتھوں میں عوامی استحصال کا ذریعہ بن گئے تھے۔ اس اقدام کی بدولت رکاوٹ دور ہوگئی اور منصوبہ بندی کے فوائد کو لاکھوں دیہی عوام تک پہنچانے میں آسانی پیدا ہوگئی۔

حیرت انگیز نتائج

یہ نئے اور ماضی کی روایتوں سے منقطع ہو کر انتظامی اور منصوبہ بندی کے طریقہ کار میں تبدیلی کے طور پر کئے گئے اقدامات کی وجہ سے زرعی شعبہ میں حیرت انگیز نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ موجودہ حکومت کا خشک سالی کے زمانے میں جنم ہوا اگست اور اکتوبر ۱۹۸۳ء میں اسے سیلابوں سے گزرنا پڑا نا مساعد موسمی حالات کے باوجود ریاست ۱۲۵۶۴۷ لاکھ غذائی اجناس کی بے مثال مقدار پیدا کرنے میں کامیاب رہی۔ اس ریکارڈ پیداوار کی وجہ سے ریاست آندھرا پردیش کو چاول کی پیداوار میں پورے ملک کی ریاستوں میں پہلا مقام حاصل ہے۔ محکمہ سیول سپلائز کی تاریخ میں پہلی دفعہ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ سرکاری طور پر سربراہ کئے جانے والے غذائی اجناس دیہی علاقوں تک پہنچ رہے ہیں۔ اس کے برخلاف گذشتہ دور میں سستی دوکانوں کے مالکین اسٹاک حاصل کرتے ہی مقامی مارکٹ ہی میں فروخت کر دیتے تھے پہلی دفعہ تعلیمی نظام میں بھی باقاعدگی پیدا کی گئی۔ تمام ڈگری اور پوسٹ ڈگری امتحانات اپنے مقررہ لائحہ عمل کے تحت منعقد ہوئے اور نتائج بغیر کسی تاخیر کے شائع کر دیئے گئے۔ دیہی علاقوں کی فاضل دولت بجائے سنیماؤں ہوٹلوں اور تھیٹروں کی تعمیر میں استعمال ہونے کے اب چھوٹی صنعتوں میں استعمال ہونے لگے ہے۔ سب سے زیادہ قابل ذکر کارنامہ تلگو گنگا پراجکٹ کے کام کا آغاز کر دینا ہے ●

انٹیگریٹیڈ رورل ڈیولپمنٹ پروگرام

دیہی ترقیاتی اعداد و شمار کے مطابق انٹیگریٹیڈ رورل ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت ریاست میں سال ۸۴ - ۱۹۸۳ء کے دوران ۱۴۲۲۵ افراد کو دودھ دینے والے مویشی فراہم کئے گئے جبکہ بھیڑیں اور بکریاں ۱۳۹۳۶ افراد میں تقسیم کئے گئے ۔ دودھ دینے والے مویشیوں اور بھیڑیوں اور بکریوں کی ضلع واری تقسیم حسب ذیل ہے ۔

ضلع	دودھ دینے والے مویشی	بھیڑ اور بکریاں
سریکاکلم	۷۳۵	۴۹۲
وزیانگرم	۳۴۳	۴۰۸
وساکھاپٹنم	۲۰۸۴	۱۰۹۷
مشرقی گوداوری	۲۷	۴۱۴
مغربی گوداوری	۸۶۹	۳۷۷
کرشنا	۱۷۵۷	۸۱۰
گنٹور	۱۶۳۱	۶۵۱
پرکاشم	۹۲۱	۵۵۹
نیلور	۲۱۵	۶۹۹
کرنول	۱۳۵۹	۲۹۶۸
اننت پور	۶۱۸	۲۱
کڑپہ	۲۲۲	۷۰۸
چتور	۹۷۰	۶۰
رنگاریڈی	۵۴۵	۴۵۳
نظام آباد	۱۸	۶۶
میدک	۳۷۱	—
محبوب نگر	۲۹۱	۷۴۹
نلگنڈہ	۴۸۵۵	۱۳۰۴
ورنگل	۲۶۷	۶۲۸
کھمم	۲۶۶	۵۰۰
کریم نگر	۲۲۸	۹۲۸

گراموديا کی کامیابیاں

مسٹر ایس گوینداراجن کمشنر اسپیشل ایمپلائمنٹ اسکیمات یوتھ سرویسس وسکریٹری بہ اعتبار عہدہ محکمہ صنعت وتجارت حکومت آندھرا پردیش نے بتایا کہ مرکز کے زیر اہتمام تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے لیے چلائی جانے والی گراموديا اسکیم نے آندھرا پردیش میں مقررہ نشانے ۲۰ ہزار کے مقابلے میں ماہ اگست ۸۴ء کے ختم تک ۱۹۶۷۶ یونٹس قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ متذکرہ نشانہ اکتوبر ۸۳ء تا ستمبر ۸۴ء کی مدت کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔

مسٹر گوینداراجن نے بتایا کہ تعلیم یافتہ بے روزگار امیدواروں کو ۲۵ ہزار روپیے فی امیدوار کے حساب سے بنکوں اور دوسرے اداروں کی جانب سے مشترکہ قرض دیا گیا جس کی مجموعی رقم ۳۹۶۹۵ کروڑ روپیے ہے ان میں سے ۱۶۳۸۱ یونٹ حال ہی میں قائم کردیئے جاچکے ہیں۔ اور ان میں نئے طرز کے یونٹ بھی شامل ہیں۔ جیسے جنرل انجینیرنگ ورکس۔ بال پین کے ریفلیز تیار کرنے کے یونٹ۔ چوبی فرنیچر کی تیاری آٹو رکشاوں کی درستگی۔ آئیل روٹریز۔ موزائیک چپس کی تیاری۔ مختلف بنکوں کی جانب سے دیئے گئے قرضوں میں اسٹیٹ بنک آف انڈیا کی جانب سے ۸۶۰۸ یونٹوں کے لیے بہت بڑی رقم فراہم کی گئی۔ اس کے بعد آندھرا بینک کی جانب سے ۲۷۹۹ یونٹوں کے لیے قرض مہیا کیا گیا۔ دونوں بینکوں نے مشترکہ طور پر ان کے مقررہ نشانے سے زیادہ قرض مہیا کیا۔

مسٹر گوینداراجن نے بتایا کہ سال ۸۵ - ۱۹۸۴ء کے لیے ۱۵۱۰۰ یونٹوں کے قیام کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ جسے ۱۹۸۵ تک مکمل کرنا ہے۔ اس اسکیم کے تحت متعلقہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سنٹرس کے جنرل مینجروں کی جانب سے درخواستیں حاصل کی جائیں گی۔ انٹرویو کے بعد امیدواروں کو قرض کے لیے بنکوں سے سفارش کی جائے گی۔ صنعتیں قایم کرنے کے لیے فنی تعلیم اور ٹریننگ حاصل کئے ہوئے امیدواروں خاتون امیدواروں اور درج فہرست اقوام کے امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔ بینکوں کی جانب سے دیئے جانے والے قرض میں ۲۵ فیصد رقم امداد کے طور پر دی جائے گی۔ صنعتی کاروبار قائم کرنے والے امیدواروں کو حکومت آندھرا پردیش کی جانب سے کاروبار چلانے کی ٹریننگ دی جائے گی۔ سال ۸۵ - ۱۹۸۴ء کے دوران اس اسکیم کے تحت ۳۰ کروڑ روپے بطور قرض منظور کئے جائیں گے اور گراموديا اسکیم کی ۵ فیصد یونیٹس صنعتوں پر مشتمل ہوں گی۔

خاندانی منصوبہ بندی

ترغیبات

خاندانی منصوبہ بندی کے تحت مرکزی حکومت کے ملازمین کو دستیاب تمام ترغیبات ریاستی حکومت کے ملازمین کو بھی دی جائیں گی۔

اننت پور میں

مچھلیوں کی افزائش کے فارم

ضلع اننت پور میں مچھلیوں کی پرورش کرنے والوں کو اعلیٰ قسم کی مچھلیوں کے تخم کی سربراہی کے لیے ۱۹۷۶ء میں مچھلیوں کی افزائش کے فارم قائم کئے گئے

افزائش کے چھوٹے چھوٹے تالاب

مچھلیوں کے بچوں کی پرورش کے لیے تین تالاب بنائے گئے ہیں۔ ایک تالاب میں مچھلیوں کے بچے رکھے جاتے ہیں۔ دوسرے دو تالابوں میں نر اور مادہ مچھلیوں کو جمع کیا جاتا ہے۔

عام طور پر ہر سال ماہ جون سے اگست تک مانسون کے زمانے میں مچھلیوں کی پیدائش کے لیے حالات سازگار ہوتے ہیں۔ اس موسم میں مچھلی کو خاص قسم کا انجکشن دیا جاتا ہے اور اسے ٹھہرے ہوئے اور چاروں طرف سے بند کئے ہوئے پانی میں افزائش کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

(CARB) کارب مچھلی کے انڈوں سے بچوں کی افزائش

مچھلی کے انڈوں سے زیادہ صد فیصد مقدار میں بچے حاصل کرنے کے لیے ایک ہیاچری قائم کی گئی ہے۔ اننت پور میں مچھلیوں کے افزائشی فارم میں ہیاچری کے ۱۲ ٹب ہیں ہر ٹب میں ۶۰ ہزار انڈوں کی گنجائش ہے اور روزانہ ۶ تا ۲۰ لاکھ انڈوں کو ہیاچری میں رکھا جاسکتا ہے۔ ہیاچری میں نکلے ہوئے مچھلی کے نوزایدہ بچوں کو ان ٹبوں سے پرورش گاہوں میں منتقل کیا جاتا ہے۔ ہیاچری ٹبوں کے دونوں جانب نوزایدہ مچھلی کے بچوں کی ۲۴ پرورش گاہیں ہیں۔ ہر ایک پرورش گاہ کو دو ہیاچری ٹبوں سے جوڑ کر رکھا گیا تاکہ نوزایدہ بچوں کو ٹبوں سے منتقل کر دیا جاسکے۔ ان نوزایدہ بچوں کو پرورش گاہوں میں ۴۸ گھنٹے رکھا جاتا ہے اسکے بعد انہیں سمنٹ سے تیار کردہ نرسریوں میں منتقل کیا جاتا ہے۔

نرسریاں

اننت پور کے فیشن فارم میں ۳۰ نرسریاں ہیں۔ ان نرسریوں میں ۲۰ لاکھ مچھلی کے نوزایدہ بچوں کی پرورش کی جاسکتی ہے۔ ان سمنٹ کی نرسریوں میں ۱۲ ہزار کلو فی ایکر کے حساب سے مویشیوں کا گوبر ملایا جاتا ہے۔ گوبر کی ملاوٹ کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے باریک کیڑے پیدا ہوتے ہیں جو ان نوزایدہ مچھلی کے بچوں کی غذا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ ہیاچری ٹبوں میں ۴۸ گھنٹے رہنے کے بعد یہ مچھلی کے بچے سمنٹ کی نرسریوں میں منتقل کئے جاتے ہیں جہاں فی ایکر چالیس لاکھ بچے رکھنے کی گنجائش ہے۔ اس طرح ایک ماہ کی مدت میں یہاں ۲۰ لاکھ مچھلی کے بچوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ جب یہ بچے ۳۰ تا ۴۰ ملی میٹر لمبے ہوجاتے ہیں انہیں مچھلی پالنے والی مختلف کوآپریٹیو سوسائیٹیوں کو اور ان اشخاص کو جو مچھلی پالنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ سربراہ کیا جاتا ہے تاکہ اپنے اپنے مقامات پر ان کی پرورش کریں۔ ●●

محمد منور علی

بی ایچ ای ایل

ریسرچ ڈیولپمنٹ کے دس سال

بھارت ہیوی الکٹریکلس لمیٹڈ کی گذشتہ ۱۰ سال کی خدمات کا ایک ری جائزہ ریسرچ اور ترقی کے معاملہ میں انتہائی حوصلہ افزا اور حیران کن رفت کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ جولائی سنہ ۱۹۷۴ء میں بی ایچ ای ایل میں ایک کارپوریٹ ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ ڈویژن کے تمام کے ابتدائی ے مرتب کئے جارہے ہیں۔ بالانگر حیدرآباد میں وسیع و عریض رقبہ کے حصول بعد تعلق پراجکٹ رپورٹ کی بنیادوں پر تعمیری کام کا سنہ ۱۹۷۷ء کے اوائل آغاز کیا گیا۔ اور سنہ ۱۹۸۱ء میں کریں۔ وسیع و عریض کامپلکس کی تعمیر تقریباً کی گئی ان دس برسوں کے دوران بہترین فنی ماہرین کی تلاش اور انہیں خدمات مور کرنے کا سلسلہ جاری رہا جس کے نتیجہ میں ایک ہزار فنی ماہرین کی ٹیم مصروف کار ہے جس میں انجینئرنگ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے حامل (۱۴۰) ماہرین (۱۴۰) ماسٹرس (۱۷۰) گریجویشن کی ڈگری رکھنے والے انجینئرس شامل ہیں۔ (۱۵۰) ایکر رقبہ ط اس کامپلکس پر ۴۵ کروڑ روپئے کی سرمایہ کاری ہوئی ہے جس میں زیادہ تر انتہائی عصری مشنری کی تنصیب پر خرچ ہوئی ہے۔

گذشتہ ۶ سال کے دوران بی ایچ ای ایل کے ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ نے زیادہ نمایاں خدمات انجام دیں اور توسیع و ترقی کی راہیں ہموار ہوئیں اور آج شعبہ یہ شعبہ ملک کی تیز رفتار ٹکنالوجی کی ترقی کے لیے درکار ضروریات کی تکمیل سلسلہ میں اہم خدمات انجام دے رہی ہے۔ برقی کی تیاری کے لئے درکار ت کے علاوہ بھاری صنعتوں کے علاوہ ایٹمی توانائی خلائی کھوج اور دفاعی ضروریات اور ٹرانسپورٹ جیسے شعبوں کے لیے بھی بی ایچ ای ایل کا یہ شعبہ انتہائی مفید خدمات انجام دے رہا ہے اور درکار مشنری اور فنی ماہرین کی خدمات مہیا کر رہا ہے۔ یہ شعبہ وقت کی بدلتی ہوئی قدروں کا بھی ہم رکاب ہے اور عصری ٹکنالوجی کے فروغ میں نمایاں حصہ لے رہا ہے۔

کفایتی شرح پر توانائی کی فراہمی جیسی اہم ترین ضرورت کی تکمیل میں بھی ہر شعبہ انتہائی اہم خدمات انجام دے رہا ہے اور متبادل ذرائع توانائی کو فروغ دینے کے سلسلہ میں بھی درکار ضروریات کی تکمیل کر رہا ہے۔

ٹکنالوجیکل ترقی میں بی ایچ ای ایل کے اشتراک کی بہترین مثال پاور پلانٹ آپریٹر ٹریننگ سمیولیٹر کا حیدرآباد کامپلکس میں قیام شامل ہے جو ملک میں پہلی مرتبہ قایم کیا گیا ہے۔ اس کامیاب تجربہ کے باعث بی ایچ ای ایل اب مائیکرو بیس سمیولیٹرس کمپیوٹر بیس سمیولیٹرس کی تیاری کے حامل بن گیا ہے۔

بی ایچ ای ایل کا یہ خصوصی ڈویژن تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں بھی نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے۔ ترقی یافتہ ٹکنالوجیکل تعلیم و تربیت کے مراکز میں بی ایچ ای ایل کے انجینئروں کو مختصر مدتی ٹریننگ دی جارہی ہے۔ ہر سال (۳۰) انجینئر مخصوص شعبوں میں اعلیٰ فنی صلاحیت کی تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ تربیت یافتہ انجینئرس اور سائنس داں قومی سطح کی مشاورتی کمیٹیوں کے ارکان ہیں اور ٹکنالوجیکل فلاح و مشورہ کے سلسلہ میں سرکاری اداروں کے سلسلہ میں سرکاری اداروں کیلئے مفید خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر کے ۔ بھگتہ وتسل راؤ
2-2-1144/1/E پوسٹ لین نیو نلہ کنٹہ
حیدرآباد 500044

پنڈت نہرو

آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو ہندوستان کے عظیم سپوت ہی نہیں بلکہ قوم کے معمار کی حیثیت سے ہندوستانیوں کے دلوں میں ہمیشہ کے لیے رہ گئے ہیں۔ ۲۷ر مئی سنہ ۱۹۶۴ء کو دنیا بھول نہیں سکتی۔ دنیا بھر میں سوگ کے بادل منڈلا گئے۔ خراج عقیدت پیش کیا گیا ہر ایک ملک کی طرف سے آزاد ہندوستان کے وزیر اعظم کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ قومی منصوبوں کے تحت انتخابات ہموار ماحول میں ہو پائے۔ سائنسی مزاج پیدا کرنے کے لیے کئی اقدامات قوم کے سامنے پیش کئے۔ ڈسیمل کا سسٹم بھی جاری کرنے میں پیش پیش رہے۔ سائنسی تحقیقاتی اداروں کو شروع کیا۔ ہندوستان کی ترقی کے لیے کئی پراجکٹس شروع کئے۔ ان تمام کارناموں کے علاوہ پنڈت نہرو ایک ادیب تھے۔ نقاد تھے۔ ایک نیچرلسٹ تھے۔ ایک قلم کار تھے۔ ان کی تحریک کے رہنما تھے۔ ایک انسان نواز لیڈر تھے۔ کتابوں کا بھرپور مطالعہ کرتے تھے۔ کتابوں کا بھرپور مطالعہ کرتے تھے۔ تنقید بھی کرتے تھے، نوٹس در پورٹ وغیرہ بعض اوقات دوران سفر پڑھ لیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ایس آر سی رپورٹ دہلی سے حیدرآباد سفر کرتے ہوئے انہوں نے مطالعہ کیا تھا۔ انگریزی ادب کا انہوں نے گہرا مطالعہ کیا تھا۔ ایڈمنڈ برک، مورلی، آگسٹن برل کے تقاریر کا بھرپور مطالعہ کیا تھا۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن نے کہا تھا "پنڈت نہرو بہت کچھ جانتے ہیں اور کئی اچھی چیز کا مطالعہ ہے" پنڈت نہرو کے تصانیف میں "آٹو بیوگرافی" ڈسکوری آف انڈیا اور "گلمپس آف ورلڈ ہسٹری" قابل ذکر ہیں اور دنیا بھر میں شہرت حاصل کر گئے ہیں۔ لہجہ، فن بیان، فن تحریر سے وہ بخوبی واقف تھے۔ کئی نامور شخصیتوں سے ملاقات کا موقع ملا تھا۔ کئی ممالک میں ترقیاتی پروگراموں کا اہل دیکھا تھا۔ تاریخ و جغرافیہ کا مطالعہ انکا کافی تھا۔ ان تجرباتی مشاہدات کو اہل خطوط کی شکل میں پیش کیا تھا۔ کئی قوموں کی تہذیب و تمدن سے وہ ناآشنا نہ تھے۔ انسان کی جد و جہد تاریخ کے نمو کے دوران، کشمکش حیات، سماجی تبدیلیاں کے متعلق بھی انکی جانکاری تھی۔ سادہ تحریر میں گمبھیر کیفیت پیش کرنے کی ایک خاص صلاحیت تھی پنڈت نہرو کو قریب سے دیکھنے والے متاثر ہو جاتے تھے۔ انکی کتابوں کو پڑھنے والے ایک کشش میں داخل ہو جاتے ہیں یہ خاص مقناطیسی کیفیت ہے انکی تصانیف میں ـــ

بی ایچ ای ایل اپنے تجربات اور مشاہدات سے عام طور پر قومی سطح پر عوام کو روشناس کرانے کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ چنانچہ ہر سال ایک قومی سیمینار یا کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ بعض مخصوص آلات وغیرہ کی تیاری کے سلسلہ میں تجربات سے ماہرین سائنس دانوں اور عوام کو واقف کرایا جائے۔ چنانچہ اس سال ۱۹ر اور ۲۰ر جولائی کو انڈسٹریل ٹریبالوجی ـــــــ TRIBOLOGY کے موضوع پر قومی کانفرنس منعقد کیا جا چکا ہے اپنی ان سرگرمیوں کے ذریعہ بی ایچ ای ایل اپنے قومی فرائض اور سماج کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل کے سلسلہ میں مسلسل کوشاں ہے اس مساعی کا بنیادی مقصد غریب عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں اور آسائش مہیا کی جائیں۔ ●●

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کی رات ۱۲ بجے ہندوستان آزاد ہوا۔
[illegible]ت نہرو نے ممبران کانسٹیونٹ اسمبلی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔
[illegible]ب دنیا سو رہی تھی ہندوستان اُجاگر ہوا ایک آزاد قوم کے طور پر"

۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء کی شام کو جب مہاتما گاندھی کا قتل ہوا تھا
[illegible]ت نہرو رنج و غم میں ڈوبے ہوئے کہا " ہماری زندگیوں میں سے روشنی
[illegible] گئی ہے۔" ایک طرح سے روشنی ہمیشہ کے لئے رہ گئی ہے ملک کو راہ دکھاتے ہزاروں
[illegible]ل تک سچائی، صحیح راستہ پر لوگوں کو رکھنے کے لیے روشنی ہمیشہ قائم رہے گی۔
قدیم ملک کو آزادی کی طرف غلطیوں سے نکالکر صحیح راستہ پر چلنے کا کام انجام
[illegible] ہے۔ مسٹر گاندھی سچائی و عدم تشدد کے علمبردار کی حیثیت سے "مہاتما
امر ہوگئے ہیں"۔

پنڈت نہرو قدرت کا بھی وسیع مطالعہ کرتے تھے۔ سائنسی ترقیات
[illegible]بھی جائزہ لیتے تھے۔ ہمالیہ کی وادیوں سے لیکر کنیا کماری کے پاس تین بحیروں کا
[illegible]نا بھی انکے مطالعہ میں داخل تھا۔ کشمیر میں ڈل جھیل کی خوبصورتی کا ذکر بازین
[illegible]ے طور پر انکے خطوط میں ہے۔ صحافت کے میدان میں نیشنل ہیرالڈ کی بنیاد ڈالی۔
[illegible]یا کی مشہور ہستیوں جیسے سقراط، شنکر اچاریہ، لینارڈو ڈی ونسی، لینن،
[illegible]نگیز خان، لنکن، عیسیٰ مسیح، گوتم بدھ، مہاتما گاندھی کا بھی ذکر انکی تصانیف
[illegible]ملتا ہے۔

جیل میں جب وہ بند رہے وہاں پر بھی پرندوں سے اور دوسرے پالتو
[illegible]نوروں سے بہت ہی شفقت سے پیش آتے تھے۔ دور وادیوں کا ذکر ہے تو نزدیک
[illegible]بان وطن کا ذکر ہے انکی کتابوں میں۔ چتارنجن داس، تلک، مالویہ، راجگوپالہ
[illegible]اری، سرحدی گاندھی، ڈاکٹر انصاری کے خاکے بھی ہیں، کشمکش ہی زندگی کا
[illegible]ول نظریہ تھا انکے سامنے۔

وہ ایک طاقتور قلم کار تھے۔ ادیب تھے۔ مصنف تھے۔ ان کی
[illegible]صانیف تاریخی دستاویز ہیں احاطہ ادب میں خصوصاً انگریزی میں انکے ترجمے
[illegible]دوسری زبانوں میں آگئے ہیں۔ ایک پابند، وفادار، محب وطن کے علاوہ ہندوستانیوں
[illegible]کے ارمانوں کے قدرداں بھی تھے۔ پنڈت نہرو۔ ہر عمر کے لوگوں کے لیے وہ مشعل راہ
تھے۔ انسانیت کو فروغ دینے کیلئے عالمی سطح پر بھائی چارگی کا پرچار کیا کئی کارنامے
کر دکھلائے۔ امن کے پیامبر تھے پنڈت جواہرلال نہرو زندگی میں ہر وقت یہی سوچتے
تھے کہ ملک ترقی کرتا رہے۔ لوگ خوشحال رہیں۔ امن بحال رہے۔ عالمی سطح
پر ہندوستان کا نام روشن رہے۔ پنڈت نہرو عالمی امن کے بھی خواہاں تھے۔

وقت کا تقاضہ ہے، پنڈت نہرو ہم سے چھن گئے۔ ناگہانی موت نے قبضہ
کر لیا ان پر۔ لیکن دنیا کے سامنے وہ ایک لیڈر، معمار، ادیب، محب وطن، اسٹیٹس من
و قلم کار و آزادی کے رہنما کا مقام رکھتے ہیں۔ آئے دن عوام خصوصاً نوجوان طبقہ
انکے تصانیف کا مطالعہ کرنے سے انسانی جذبات، ارمانوں کی قدر کر سکتے ہیں اور
امن کی برقراری میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اس طرح کرنے سے قوم میں یکجہتی ہو سکتی ہے
پنڈت نہرو کو خراج عقیدت پیش کرنے کا یہی ایک اچھا طریقہ ہو سکتا ہے ●●

چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ نے ۱۵ر نومبر کو ضلع نیلور میں طوفان باد و باراں سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا

ضلع نیلور میں ٹیلی فون کے کھمبوں کو نقصان پہنچا

وزیراعظم مسٹر راجیو گاندھی، چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ کے ساتھ ۱۶ر نومبر ۸۴ء کو ضلع نیلور میں طوفان باد و باراں سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد اخباری نمائندوں سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے۔

مسٹر بی ایس سارو کی سرکردگی میں سائیکلون سے متعلق مرکزی ٹیم نے ۲۱ر نومبر کو چیف سکریٹری مسٹر شردن کمار اور دوسرے اعلیٰ عہدہ داروں سے تبادلہ خیال کیا۔

طوفان بادوباراں سے متعلق مرکزی ٹیم نے اضلاع نیلور اور چتور کا دورہ کیا۔ بعد ازاں ٹیم کے ممبر دلّی نے ۲۱ر نومبر ۱۹۸۴ء کو چیف منسٹر مسٹر این ٹی راما راؤ سے ملاقات کی۔ تصویر میں چیف سکریٹری بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

طوفان بادوباراں سے تو ٹم باڈو کے قریب (ضلع چتور) درختوں کے گرنے سے جھونپڑیاں تباہ ہوگئیں
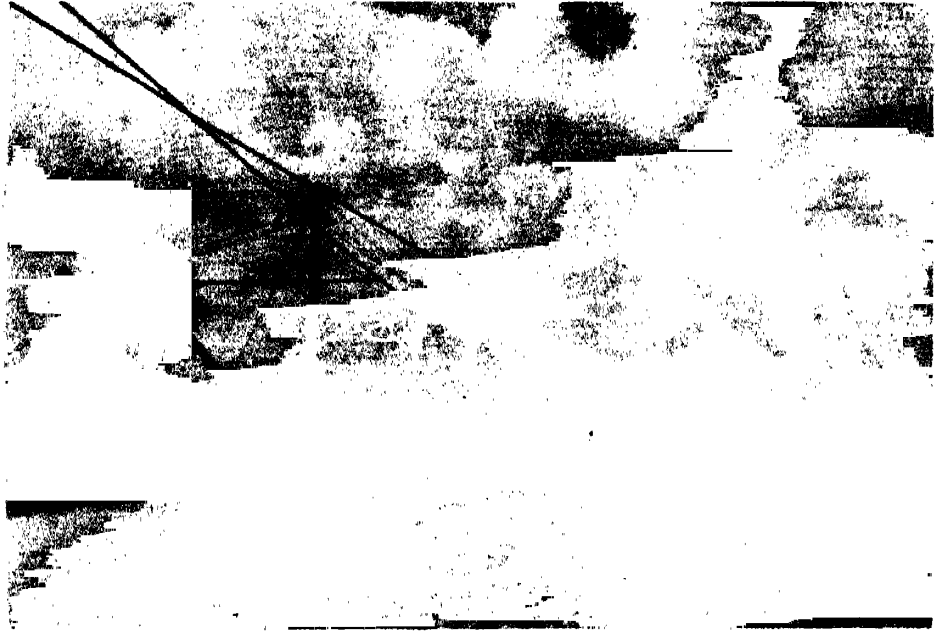
دردھیا پالم تعلقہ ستیہ ویڈو ضلع چتور میں بجلی کے کھمبے طوفان سے سڑک پر جھکے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں

ضلع نیلور میں واقع کنڈی لیرو ندی میں سیلاب آگیا اور ایک لاری ندی میں پھنس گئی۔

تعلقہ کندوکور ضلع پرکاشم میں کاریڈو تالاب کا بند ہ ٹوٹ گیا

اپکو کے توسط سے سبز راشن کارڈ گیرندوں کو ۵۰ فیصد رعایتی قیمت پر ساڑیوں اور دھوتیوں کی فراہمی